قد تبین الرشد من الغی

الحمد لله والمنة که درین زمان میمنت توامان بتوفیقات یزدانی

وتائیدات ربانی رساله موسومه

حسن المقال فی اظهار اصل الحال

مؤلفه المتمسک بالثقلین سید فرزند حسین سلمه الله تعالی

متضمن کیفیت مباحثه فریقین که در اوسط ۱۳۰۳ھ هجری

بلودیانه بوقوع آمده مع جواب رساله الانجام

حسب فرمایش جناب سید محبوب علیشاه صاحب وجناب سید دار علی صاحب وغیره مومنین

بمطبع سرکاری لودیانه باهتمام بندرکهی رام صاحب طبع شد

سنه ۱۳۰۴ هجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والسلام علی عبادہ الذین اصطفی سیما علی محمد المصطفی وآلہ المجتبیٰ
اما بعد اقل الخلیقہ بل لاشی فی الحقیقہ سراپا عیب و شین بندہ سید فرزند حسین بن سید یعقوب علی
عفی اللہ عنہما ساکن قصبہ میرانپور ضلع مظفرنگر حال وارد لودیانہ ارباب افکار صائبہ و اصحاب انظار ثاقبہ کی
خدمت میں عرض کرتا ہے کہ پیرجی عنایت احمد صاحب گنگوہی قدوسی میرے قدیمی عنایت فرما ہیں
اور بیس پچیس برس سے رابطہ تعارف ہے۔ بااینہمہ کبھی مذہبی گفتگو کا اتفاق نہ ہوا تھا قریبا
دو سال سے میرے عنایت فرما کو تحقیق مذہبی کیطرف توجہ ہوئی۔ اگرچہ ملاقات مدت کی تھی مگر
آمد و رفت عرصہ سے متروک تھی۔ گفتگو مذہبی ہی اسکے تجدید کا سبب ہوئی حضرت پیرجی صاحب نے
پھر آمد و رفت شروع کی۔ پیرجی صاحب نے فرمایا کہ چونکہ ایام طفولیت میں میرے سر و دماغ کو صدمہ
پہونچا تھا اسلئی حافظہ درست نہیں میں چاہتا ہوں کہ جو مذہبی گفتگو ہو تحریری ہو۔ مینے نہایت خوشی
سے عرض کیا کہ میں بھی چاہتا ہوں اور سبب یہ ہی زبانی گفتگو ہرگز پسند نہیں کرتا کیونکہ شکر رنجی
وغیرہ کا خوف ہے۔ اور نیز یاد نہیں رہتا کہ پہلے کیا گفتگو ہوئی اور اسکا نتیجہ کیا ہوا۔ میرے تنفس نے

فرمایا کہ امر خلافت میں مجکو تحقیق منظور ہے - میں اسباب میں تجکو کچھہ لکھکر دونگا اسکا جواب دینا مگر شرط یہہ ہے
کہ مہذبانہ کلام ہو الفاظ ملایم تحریر ہوں - مینے اس شرط کو بسر و چشم منظور کیا - ایک روز حضرت تشریف
لائی اور ایک کاغذ مجکو دی گئی - معلوم ہوا کہ آیہ استخلاف واقعہ سورہ نور اور اسکا شان نزول لکھکر
مجسے دریافت فرمایا کہ یہہ وعدہ کب وفا ہوا - مینے اسکا جواب بطور اجمال مختصر سا دیا مگر پہلے بطور تمہید لکھا
کہ امر خلافت جو ہمارے اپکے درمیان متنازعہ فیہ ہے وہ خلافت راشدہ و نیابت رسول و امامت خلق
ہی جو باستحقاق ہو نہ دنیوی بادشاہی جو بہ تغلب و اتفاق حاصل ہو - ہمارا یہہ مذہب ہے کہ نایب رسول و امام خلق کا
معصوم اور افضل و منصوص من اللہ والرسول ہونا شرط ہے - جسمیں یہہ شرطیں متحقق ہوں - وہ بیشک
امام خلق و نایب رسول ہے گو کہ خلق اسکو امام نمانی - اور جو شخص بدون ان شرایط کے بقہر و غلبہ و تسلط و اجماع
فرضی وغیرہ متصدی امر خلافت یعنی سلطنت دنیا ہو وہ امام خلق و نایب رسول نہیں گو عام خلق اسکو خلیفہ کہی - اور
اسبابمیں کچھہ اقوال اہل سنت و جماعت لکھی تھی اس مختصر سی تمہید کے بعد اصل سوال کا جواب لکھا تہا - میرے
شفیق نے اسکا جواب عنایت فرمایا - بندہ نے اسکا جواب تھوری سی بسط سے لکھا - پھر جواب نہیں آیا - اس
اثنا میں اکثر ملاقات ہوتی رہی - چونکہ مناظرہ مذہبی تحریری قرار پاچکا تہا - اسبابمیں زبانی گفتگو نہیں ہوی - مگر
میری اس تحریر کا ذکر ہوتا رہا - جو کچھہ میرے شفیق لودیانہ کے مولوی صاحبونکی نسبت فرماتے اور اپنے دل کی
کیفیت سناتے رہے اسکا لکھنا مناسب نہیں جانتا المختصر چھہ سات مہینے کے بعد میرے عنایت فرمانے فرمایا
کہ اس تحریر کو رہنی دو اور خود تم ایک سوال اپنی طرف سے لکھکر مجکو دو تا کہ میں اپنی وطن کے علمای اعلام
کی خدمتمیں بھیجکر جواب حاصل کر دوں - مینے عرض کیا کہ سبقت ہمارا کام نہیں ہے اس سے مجکو عفو فرمائی
ہاں آپ کوی سوال اپنے علما سے لکھوا کر مجکو دیجی کہ اسکا جواب عرض کروں - اگر ممکن ہوا خود عرض
کرونگا ورنہ میں بھی اپنے علمای اعلام سے حاصل کر کے اپکو دونگا - شفیق نے نہایت ہی اصرار کیا حتی
کہ فرمایا کہ میں اپنے علما پر حجت تمام کرنا چاہتا ہوں اگر تو اسبابمیں مدد نکریگا تو قیامت میں دامن گیر ہونگا -
غرضکہ مجکو ایسے الفاظ و عبارت سے مطلب سنایا کہ مینے انکار مناسب نجانا اور انکی دل شکنی گوارا
نہ ہوی - ناچار ایک سوال لکھکر انکو دیا وہ دو ہی مہینے کے بعد اسکا جواب میرے شفیق نے دیا - وہ خود بھی

جانتی ہیں کہ اصل سوال کا جواب تھا حضرت مجیب نے بطور تکلم خارج از مطلب مبحث کر کے انہیں ہر سہ شرایط مذکورہ بالا کے دلایل طلب فرمائی تھے۔ چنانچہ اس تحریر کا جواب مفصل لکھکر اور ہرسہ شرایط یعنی امام خلق و نایب رسول کا معصوم و افضل و منصوص ہونا حضرات اہل سنت و جماعت کی ہی کتب معتبرہ سے ثابت کر کے اپنے شفیق کو دیا گیا۔ یہہ سلسلہ جاری ہے اور اتبک اس تحریر کا جواب نہیں آیا ہے معلوم نہیں کہ کیا سبب ہوا کہ میرے شفیق کو تقریری گفتگو کا شوق ہوا باوجودیکہ ابتدا میں خود ہی تحریری مناظرہ کے خواہاں ہوے تھے۔ شاید اسمیں ہی مصلحت سمجھی ہو۔ ایکروز حضرت پیرجی صاحب نے فرمایا کہ حافظ نور الدین صاحب کو جانتے ہو مینے کہا کہ وہ تو مثل آپکے میرے قدیمی عنایت فرما ہیں۔ پیرجی صاحب نے کہا کہ میں بھی اُنسے ملتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے سامنے اُنسے مذہبی گفتگو ہو۔ مینے کہا کہ حافظ صاحب ایام طفولیت و طالب علمی کے میرے عنایت فرما ہیں مگر کبھی مذہبی گفتگو کا اتفاق نہیں ہوا میں اب مناسب نہیں جانتا ہاں آپکو اختیار ہے کہ بطور خود اُنسے تحقیق فرمائیں اور انہیں امور میں مجھسے بات چیت کریں فرمایا کہ جب آپسمیں ملاقات ہی تو مذہبی گفتگو کا کیا مضایقہ ہے مینے کہا کہ سکر رنجی کا خوف ہے۔ میں اسکو سرسری بات سمجھتا تھا۔ چندروز کے بعد میرے شفیق مدرسہ میں تشریف لائے اور کہا کہ کل میرے مکان پر آؤ اور حافظ صاحب سے گفتگو کرو۔ مینے پھر عذر کیا اور کہا کہ میں حافظ صاحب سے ملتا ہوں ہم آپسمیں یہہ گفتگو مناسب نہیں سمجھتے مگر حضرت نے حسب عادت خود پھر سخت اصرار کیا مینے کہا کہ اسکا نتیجہ اچھا نہ ہوگا تحریری گفتگو شروع ہے وہی کافی ہے اور آپ اگر کسیطرح نہیں مانتے تو حافظ صاحب کا عنایت نامہ میری طلب میں بھیجئے حاضر ہونگا۔ شام کیوقت حضرت نے رقعہ اسی باب میں لکھکر میرے پاس بھیجا اُسپر حافظ صاحب نے بھی تحریر فرمایا۔ مضمون تقریبًا یہ تھا کہ جو کچھہ لکھتا ہوں دوستونکی خاطر سے مجبوری ہے۔ مینے اُسکی پشت پر لکھدیا کہ میں ہرگز مناسب نہیں جانتا ہوں اور وہی تحریری مناظرہ کافی سمجھتا ہوں۔ اور اگر آپ مجبور کرتے ہیں تو کل علی الصباح سردار آقا محمد جعفر خانصاحب کے مکانپر کہ میرے اور حافظ صاحب کے عنایت فرما ہیں تشریف لائی۔ دوسرے روز حسب وعدہ میں خانصاحب موصوف کے مکان پر گیا حافظ صاحب بھی تشریف رکھتے تھے فرمانے لگے کہ کچھہ سنا ہی۔ پیرجی عنایت احمد صاحب نے تمام شہر میں مشہور کردیا کہ کل بحث ہوگی بہت آدمی جمع ہونگے۔ مینے کہا کہ ابھی راستہ میں مینے بھی یہہ ذکر

سنا ہے حافظ صاحب نے فرمایا پھر کیا صلاح ہے میں تو عام جلسہ میں گفتگو نکرونگا۔ مینے کہا کہ میں آپسے زبانی
گفتگو تخلیہ میں بھی مناسب نہیں جانتا اور عام جلسہ میں تو آپسے زیادہ مجکو خیال ہے۔ اسوقت مشورہ کے بعد
ہم دونو پیرجی عنایت احمد صاحب کے خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ عام جلسہ میں یہہ گفتگو ہرگز مناسب نہیں اور اسکے
اسباب بیان کئے پیرجی صاحب نے فرمایا کہ جو بات تم دونو نہیں چاہتے میں بھی نہیں چاہتا۔ یہہ گفتگو محض دوستانہ ہے۔ دیکھو
پیر غلام حسین صاحب مرحوم اور اخوان نور الدین صاحب مرحوم کی آپسمیں ہمیشہ گفتگو ہوا کرتی تھی میں بھی اسیطرح چاہتا ہوں
بہت اچھا تخلیہ میں ہی بات چیت ہو۔ اور آج ۳ بجے خالصاحب کے مکان پر ہم جمع ہوں۔ بمقرر وقت پر خالصاحب کے
مکان پر گیا اور حافظ صاحب بھی تشریف لائی حضرت پیرجی عنایت احمد صاحب اور جناب مولوی مشتاق احمد صاحب
نے بھی قدم رنجہ فرمایا۔ چونکہ مولویصاحب سے سوائے مدرسہ کی ملاقات کے زیادہ تعارف نہ تہا میں متعجب ہوا کہ
مولویصاحب کیوں تشریف لائے۔ معمولی بات چیت کے بعد مذہبی ذکر شروع ہوا چونکہ محض دوستانہ گفتگو تھی اسلئے
طرفین میں کوئی شرط قرار نپائی۔ اگر یہ معلوم ہو کہ حضرت پیرجی صاحب بعد میں یہ رنگ لائینگے اور اپنی فطرت
دکھائینگے تو میں خود قبل از گفتگو شرائط کا ذکر کرتا اور حسب شرائط مقبولہ طرفین باقاعدہ گفتگو ہوتی۔ واضح رای اولوالالباب ہو
کہ نائب رسول و امام خلق کی عصمت کی مابین گفتگو تھی۔ اور پہلے ہی حافظ صاحب سے یہ امر طے ہولیا تہا کہ اگر وہ
قرآن شریف سے صراحتہً عصمت انبیا علیہم السلام ثابت فرماوینگے تو میں بھی انشاء اللہ تعالی عصمت نائب
رسول و امام خلق قرآن مجید سے ثابت کردونگا۔ غرض چونکہ امامت جزو ثانی مرتبہ نبوت ہے جن دلایل سے عصمت
انبیا علیہم السلام ثابت ہوگی بعینہ بلا تغیر یسیر وہی دلایل عصمت ائمہ اطہار علیہم السلام کی ثبوت کے لئے کافی ہونگے یہ امر بھی
ذکر کرنے کے قابل ہے۔ کہ جب میں عصمت و نص و افضلیت یعنی ہر سہ شرائط امامت کتب معتبرہ اور اقوال علمای اعلام اہل
سنت و جماعت سے بخوبی ثابت کرچکا اور اسمیں قریب پچاس ورق کے لکھکر حضرت پیرجی صاحب کو دیچکا تہا پھر کیا سبب ہوا کہ
حضرت پیرجی صاحب نے عصمت میں بابت گفتگو فرمائی اور ان تحریری امور سے بالکل تعرض نکیا۔ ارباب فہم اس نکتہ کو
بھی بخوبی سمجھیں۔ غرضکہ ہر دو جلسوں میں جو گفتگو ہوئی وہ محض دوستانہ تھی اور کوئی امر طے نہ ہوا تہا کہ ہمارے مشفق نے
رسالہ چھپایا اور خلاف واقع باتیں درج کیں اور وہ نام رکھا کہ انکی محبت و عبادت سے امید نہ تھی ہمارے لکھنے کی
حاجت نہیں ناظرین نے یہ امر خود ہی معلوم کرلیا ہوگا کہ اس رسالہ میں فیصلہ یکطرفی فرمایا ہے اس اصلی حال لکھنے کے بعد

پیرجی صاحب کے رسالہ کا جواب لکھا جاتا ہے ناظرین با تمکین خصوصا اپنی عنایت فرماسے انصاف کی امید ہے فالان شرع فی المقصود وبہ نستعین۔ **قال** صاحب رسالہ بعد حمد رب العلمین و نعت حضرت سید المرسلین صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین بندہ احقر راجی رحمۃ اللہ الصمد فقیر عنایت احمد قدوسی گنگوہی کیفیت مناظرہ سنی و شیعہ جواولا ۳۱۔ جنوری ۱۸۸۶ء اور ثانیاً ۷۔ فروری سنہ مذکور کو بمقام لودیانہ محمد جعفر خانصاحب کے مکان پر منعقد ہوا راست راست بے کم وکاست ہدیہ ناظرین باتمکین و پیشکش احباب اولوالالباب کرتا ہے

اقول۔ آپکی دیانت و راستبازی پر جو مظنون تھے یہی بھروسہ تھا کہ آپ اپنے اِس قول کے موافق عمل کرینگے۔ مگر افسوس کہ بعد دیکھنے اس رسالہ کے وہ ظن باطل ہوگیا حیف ہے کہ آپنے یہہ وعدہ وفا نفرمایا۔ میری پوری تقریر تحریر نفرمائی اور جسقدر لکھی اُسمیں بھی تصرف کیا۔ تعجب ہے کہ آپ جیسا شخص جو مدعی تحقیق مذہبی ہو۔ مذہبی معاملات میں یہ تصرف کرے۔ خیر معاملہ اللہ جل شانہ سے ہے اب جوچاہیں تحریر فرمائیں ؛

قال۔ اصل بانی اور محرک اِس جلسہ کا راقم ہی ہے۔ عرصہ ایکسال سے مابین راقم اور مولوی میر فرزند حسین صاحب شیعہ کے بحث مذہبی اور تحقیق مسئلہ عصمت ائمہ اور حقیقت خلافت خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سلسلہ جاری تہا۔ **اقول**۔ بی شک ۸ راکتوبر ۸۴ء سے آپنے آیہ استخلاف لکھکر گفتگو شروع کی تھی۔ اسکے جوابمیں قبل انطباق بطور تمہید بندہ نے یہہ عرض کیا تہا کہ نایب رسول و امام خلق کے لئے شروط ثلثہ یعنی عصمت و نص و افضلیت ضروری ہین جسمیں یہ شرایط متحقق ہوں وہ امام و خلیفہ راشد ہے۔ یہاں آپنے عصمت ائمہ و خلافت خلفاء کو جدا کر کے۔ اصل یہی ہے کہ خلافت کا مقدمہ یہ شرایط ہین جسمیں یہہ پائی جاینگے وہی خلیفہ راشد ہوگا اور اگر کوئی شخص بدون شرایط کے قہر و غلبہ وغیرہ سے بادشاہ ہوجاے وہ خلیفہ راشد نہ ہوگا **قولہ** میر صاحب میرے بڑے مہربان اور عنایت فرما ہین انکی وضعداری اور تہذیب کا ہمیشہ سے ثناخوان ہوں۔ **اقول**۔ اس عنایت کا دل سے شکرگذار ہوں۔ یہ محض آپکی اخلاق و اشفاق ہین۔ ورنہ میری وضعداری و تہذیب تو ظاہر ہے۔ اگر مجھہ میں یہ باتیں ہوتیں تو آپ جیسا شفیق عنایت فرما تہذیب مجسم جو محض اپنی حسن ظنی سے اِن باتوں کا مقر ہے شیعہ غالی متعصب و تبرائی ابن سبا کیوں لکہتا اُس مردود کے گورکی خاک کیون چہٹاتا بہرحال میں اِس عنایت کا بھی ممنون ہوں بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی۔ الخ **قولہ** چونکہ مجکو اپنی لیاقت و استعداد پر چندان بھروسہ

تہا اسلیے مینے میرصاحب سے اجازت لی لی تھی کہ جب چاہونگا مناظرہ تحریری و مباحثہ تقریری میں اپنے
علماء سے مدد لینا ہوگا۔ **اقول** یہہ تو آپنے تحریر فرمایا مگر افسوس کہ یہہ نہ لکھا کہ مباحثہ تحریری ہی
شروع تہا اور آپکی ہی درخواست تحریری مناظرہ کی تھی۔ چنانچہ ماہ نومبر ۱۸۸۵ء سے آپنے میرے کاغذات اپنی علماء
کی خدمتمین روانہ کئی ہین۔ عجب نہین کہ وہ تحریری مناظرہ ہی تقریری مباحثہ کا سبب ہوا ہو۔ یہہ ظاہر ہی کہ امر
دین مین علماء ہی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ تحقیق اسی کا نام ہے کہ طرفین کے علماء و کتب سے جو امر صحیح ثابت
ہو اسکا پابند ہو یہہ نہی بات نہیں ہے۔ مگر میرا غرور ثابت کرنیکے لئی یہہ فقرہ زیب تحریر فرمایا۔ زندہ باش
خوش باش **قولہ** اور بوجہ اسکے کہ میرصاحب کو اپنی علم و فضل اور تحقیقات مذہبی پر بہت ہی بڑا ناز تہا اسواسطے
بی تامل کہدیا کرتے تھی کہ جس کسی کو چاہو علماء اہل سنت میں سے اپنا مددگار بنالو۔ **اقول** آپ جیسی عنایت
فرمای سخت تعجب ہے کہ مجھہ جیسی ہیچمدان نادان کی نسبت ایسا تحریر فرمای تھی آپکو خوب معلوم ہی بلکہ اسکا تجربہ
بھی ہو چکا ہی کہ بباعث کم علمی کی اپنی نام کے ساتھہ لفظ مولوی لکھا جانا درست نہیں سمجھتا ہوں۔ آپ میری
پچھلی تحریر ملاحظ فرماتین ہی علماء سی مدد۔ یہہ آپکا سوال ہی درست نہ تہا مذہبی گفتگو مجھہ پر اور آپ پر منحصر نہیں
ہے یہ شیعہ سنی کا جھگڑا ہی اگر آپکو اسبارہ مین علماء کی مدد کی احتیاج ہوگی تو بہ نسبت آپکی مین زیادہ تر محتاج ہونگا
میری اپکی کیا حقیقت ہے بڑے بڑے عالم فاضل علماء کی مدد کے محتاج ہین۔ بلکہ علم کلام ہی پر منحصر نہین
ہر ایک فن مین علماء بخصوص متاخرین اپنے متقدمین کے عیال ہین۔ جناب مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب
کو مواقع سے تحفہ میں اور مقالید الاسانید ابو مہدی ثعالبی سے بستان المحدثین مین کیسی کیسی مدد ملی یہانتک کہ
اہل نظر کو یقین کلی ہے کہ ان کتابوں کا ترجمہ کر کے اسماء بدل دئی ہین بلکہ ایک خط مولوی صاحب موصوف کا مصنف
حدیقۃ الافراح نے اپنی نام نقل کیا ہی اور وہ خط جہانسے لیا گیا ہی اوسکا ماخذ بھی لکھدیا ہی حاصل یہہ کہ جب
ایسے ایسے نامی لوگ ایک حرف بغیر قدما کی اعانت کی تحریر نفرماتین جبتک اصل عبارتین قدما آگے نقل نکرین
تو ہم ناقصین کو مدد لینا کیا عیب ہے۔ اگر مینے یہہ کہا ہو تو بجای خود ہے۔ دہوکہ بازی نہین۔ مگر افسوس
کہ آپنے ایسے الفاظ مین یہہ مضمون ادا کیا۔ **قولہ** بلکہ میرصاحب بعض دوستان اہل سنت سے
یہہ دعوی بھی کرتے رہی ہین۔ کرایہ ریل میرے ذمہ ہے کسیکو بلا کر ذرا میرا مقابلہ کرا دو۔ **اقول**

آپنے اِس رسالہ مین کیفیت مناظرہ سنی و شیعہ راست راست بی کم و کاست درج کرنیکا وعدہ کیا ہے۔ تمہید مین اِسقدر رکھا تھا مگر یہہ کہ جبتک ایسی بے اصل باتونکا نمک مرچ نہ لگے یہہ رسالہ آپکے ہم مذہبونکے مذاق مین مزہ دار نہ ہوگا۔ مین آپسے تسمیہ دریافت کرتا ہون۔ کہ اِس قدر عرصہ کی صحبت و ملاقات مین کبھی کوی کلمہ ذاتی غرور کا مجہسے آپنے سنا ہے۔ کاش وہی باتین لکھتے جو مجہہ مین آپ مین ہوتین سنی سنائی باتونکی نوبت نہ پہونچتی۔ اپنے مذہب کی حقیت کا دعوی کرنا غرور نہین ہے۔ یہہ دعوی جو میری طرف آپنے منسوب کیا ہے کوئی بھی نہین کرسکتا۔ شاید آپ جانتے ہونگے کہ حقیت اور شی ہے اور باتونمین غالب آنا اور چیز ہے۔ یہ معلومات و طلاقت لسان پر منحصر ہے۔ مثلاً آپ ہی اگر کسی علیسای سے گفتگو کرین چونکہ آپکو اسطرف توجہ نہیں۔ امید نہین کہ گفتگو میں عہدہ برا ہو سکیں جب یہہ حال ہے تو یہہ دعوی کوی عاقل نکریگا۔ **قوله** اور یہہ خیال نہیں کرتے تھے کہ مخبر صادق نے فرمایا ہے مَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللهُ **اقول** حیف ہے کہ آپ جیسا شفیق و خلیق مجہہ جیسے نیازمند کو اِس حدیث کا مصداق بنائے پہلے گذارش ہوا کہ حقیت مذہب کا ظاہر کرنا غرور و تکبر نہین ہے یہ اظہار نعمت ہے۔ اور اگر مذہب کی حقیت کا قایل ہونا اور اسکا یقین ہونا غرور سمجہا جاتے تو آپ بھی اِس حدیث کے مصداق ہونگے کیونکہ اِس رسالہ کے شایع کرنے سے آپکی غرض یہہ ہی ہے **قوله** اور خاکسار نے یہہ رکھہ رکھا تھا کہ اگر بفرض محال ہمارے علما ایدہم اللہ سے حقیت خلافت ثابت نہ ہوسکیگی تو پھر بھی بعد حضرت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم بلا واسطہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ برحق تسلیم کرنی میں کچہہ عذر نہ ہوگا **اقول** باوجودیکہ آپنے یہ رسالہ بھی چہاپ دیا اور اپنا غلبہ بزعم خود ظاہر کیا۔ مگر افسوس کہ خلافت متنازعہ فیہ کو آپنے نہ سمجہے یا تجاہل فرمائی ہین حضرت مطلق قہر و غلبہ و سلطنت دنیاوی سے خلافت راشدہ جو نیابت رسول سے مراد ہے ثابت نہین ہوتی وہ مشروط بشرایط ہے تاوقتیکہ وہ شرایط متحقق نہ ہون خلافت کیسی اور آپ جانتے ہین کہ اِس مناظرہ مین کسی قسم کی شرط کا ذکر تک نہین آیا۔ چنانچہ کسی شرط کا ذکر رسالہ میں درج نہین۔ تعجب ہے کہ آپ جناب امیر علیہ السلام کو بعد حضرت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم بلا واسطہ خلیفہ برحق تسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ آپکے مورث اعلی جنکی اولاد ہونیکا آپکو بڑا فخر ہے اور اُنکے ہی سبب سے آپ پیر جی صاحب کہلاتے ہین

یعنی حضرت شیخ عبدالقدوس صاحب قدس سرہ تو اتمام خلافت آنحضرت جناب امیرؑ کی ذات اقدس
میں منحصر فرماتے ہیں اور صاف کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ کے ہی ذریعہ سے آنحضرتؐ کی نیابت
اوروں کو پہونچیگی چنانچہ کتاب اسرار العجایب مولفہ خضر بدہن الملقب بمیاں تحان میں جو نہایت ہی
کہنہ نسخہ ہے اور ایک شفیق کے ذریعہ سے اسکے مطالعہ کا اتفاق ہوا اسکے صفحہ ۱۹۴ میں یہ عبارت
درج ہے۔ جناب خضر بدہن سائل اور حضرت شیخ عبدالقدوس صاحب انکے مورث اعلی مجیب ہیں
عبارت بلفظہ یہ ہے۔ باز این فقیر عرضہ داشت کرد در حق امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ را حضرت رسالت
علیہ السلام این فرمود کہ انت منی بمنزلہ ہارون من موسی الا انہ لانبی بعدی ہ۔ حضرت شیخ
العالم فرمودند یعنی چنانک غیر ہارون مہتر موسی را خلیفہ نبود غیر تو بعد از تو مرا خلیفہ نباشد۔ یعنی اتمام
خلافت من بتو باشد و از تو بہ نیابت من بدیگران رسد تا قیامت این پیوند نیابت بتو مسلسل
باشد و براہین۔ اس عبارت کو غور سے ملاحظہ فرمائیے۔ تفسیر دوم سے بصراحت واضح ہے کہ اتمام
خلافت جناب رسالت مآب جناب امیرؑ کی ہی ذات ستودہ صفات میں منحصر ہے اور جناب امیرؑ کے ہی
ذریعہ سے اوروں کو آنحضرت کی نیابت پہونچیگی اور اس نیابت کا تعلق جناب امیرؑ اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ والہ میں مسلسل رہیگا حیرت ہے کہ آپ اس خلافت میں فاصلہ ڈالتے ہیں اگر
آپ غور سے اس عبارت میں تامل فرماویں تو معلوم ہو جاے کہ جس سلسلہ خلافت کے ہم قایل ہیں
وہ حق ہے۔ اور اگر کوئی خوش فہم لفظ بعد از تو سے کوئی تاویل علیل کرے تو علاوہ اسکے
کہ بحواے حدیث شریف کے برخلاف ہے خود تفسیر شیخ العالم نے اسکا جواب دیدیا ہے یعنی تیرے
بعد میرا خلیفہ کوئی نہ ہوگا تجھسے میری نیابت اوروں کو پہونچیگی شیخ العالم کا مطلب صاف ہے یہ معلوم ہوا
کہ سوای تیرے میرا کوئی خلیفہ نہیں ہے بعد تیرے جو خلیفہ ہونگے تیرے ذریعہ سے ہونگے یا یہ سمجھے کہ ابھی تا اب
مستقل تو ہی ہے یہ سلسلہ تجھسے قایم ہوگا معہذا مجھے یہی معنی ہوں ہمارا مطلب حاصل ہے یعنی شیخ العالم
کے نزدیک اس حدیث شریف سے جناب امیرؑ آنحضرت کے ایسے ہی خلیفہ ہیں جیسے کہ حضرت ہارون
حضرت موسی علی نبینا وعلیہما السلام کے خلیفہ تھے اور ظاہر ہے کہ حضرت ہارون و حضرت موسی میں

کوئی فاصل نہ تھا تو ضروری یہان بھی فاصل نہ ہو کہ تشبیہ تام ہو اور شیخ العالم کے علم و فضل سے ہرگز یہ امید نہین کہ حدیث کے ایسے معنے فرماوین جو فحوائے حدیث کے برخلاف و معنی شعر فی بطن شاعر کی مصداق ہون علاوہ این شیخ العالم کی اس حدیث کی اس تفسیر سے خلافت جناب امیر ثابت ہے اور اقرار عقلا علی انفسہم حجت قاطع ہے اگر کوئی تاویل علیل کر کے کوئی فاصل داخل کیا جاویگا تو اس تاویل کو باطل کر کے فاصل خارج کیا جاویگا۔ **قولہ** اس عرصے مین اکثر مسایل اور دلایل کے معلوم کرنے مین جناب مولوی محمد حسن صاحب سلمہم اللہ تعالی رئیس لودیانہ سے بڑی بھاری مدد ملتی رہی۔ مولوی صاحب (خدا انکو ہمیشہ خوش رکھے) نہایت صالح و متقی ہین۔ علی ہذا القیاس منشی محمد عمر صاحب سے جو میرے ہموطن اور بڑے محسن اور نہایت سنجیدہ و متقی وقت ہین ہین ان دونون صاحبونکا از بس شکر گذار ہون جزاہما اللہ عنی و عن جمیع المؤمنین خیر الجزاء **اقول** اس عرصہ مین اکثر باہم ملاقات ہوتی رہی کبھی آپنے اس مدد کا ذکر نہین فرمایا۔ بلکہ جب سے ایہ استخلاف کا مفصل جواب میری طرف سے گیا۔ اب اسکے بالکل برعکس فرماتے رہے ہین۔ حتی کہ بعض اوقات ناخوش ہو کر آپ فرماتے تھے کہ بس اب وہ کاغذات مولوی محمد حسن صاحب سے واپس لیلونگا۔ تعجب ہے کہ رسالہ مین یہہ تحریر فرماتے ہین۔ مولوی محمد حسن صاحب کا ذکر تو بعض دفعہ آپنے کیا ہے کہ وہ میری کاغذات انکے پاس ہین مخدوم جناب شیخ صاحب کا تو کبھی ذکر تک نہین آیا۔ یہہ ہر دو حضرات غیر مقلد ہین اور آپکی انکی سخت مخالفت مذہبی ہے حتی کہ آپکے ہم مذہب علماء نے غیر مقلدین کو اہل سنت و جماعت سے خارج کر دیا ہے۔ مساجد میں نماز پڑہنے کی انکو ممانعت ہے۔ چنانچہ رسالہ جامع الشواہد فی اخراج الوہابین من المساجد۔ چو ورقہ سرخ کاغذ کا شاہد ہے۔ آپکے علماء غیر مقلدین کو چہوٹا رافضی کہتے ہین۔ ہان جب آپکے ہم مذہب مولوی اس شہر کے اس میری تحریر کا جواب نہ دیسکے تو آپ نے ان حضرات سے مدد چاہی اور جب انسے بھی کچھہ عہدہ برائی نہ ہوسکی تو مجھسے سوال لکھوانی کی نوبت آئی۔ باایہمہ پھر آپ رسالہ مین مدد کا ذکر فرماتے ہین

خیر اس مذہبی گفتگو کے سبب سے آپنے انکو صالح و متقی تو لکہا۔ ان حضرات کو بندہ کا شکر گذار ہونا چاہیے۔ مگر دیکہتی آپکے علماء اس تحریر سے آپکی نسبت کیا فتوے دیتے ہین انکے صلاح و تقوی کے اعتقاد سے کہین آپ کو ایمان سے تو جواب نہین ملتا۔ **قولہ** آخر کار مناظرہ کی نوبت پہنچی جسمین مینے اپنے سچے دوست جناب فضیلت اکتساب مولوی حافظ نور الدین خانصاحب کو تکلیف دی جسکو انہون نے کار دین سمجھکر گوارا فرمایا۔ اور مجلس مناظرہ منعقد ہوی حسن اتفاق سے جناب فضایل مآب مولوی حافظ مشتاق احمد صاحب بھی رونق افروز مجلس ہوئے۔ اگرچہ گفتگو مولوی حافظ نور الدین خان ہی سے قرار پائی تھی مگر خود میر صاحب کے مخاطب کرنے سے مولوی مشتاق احمد صاحب سے بحث شروع ہو گئی۔ **اقول** جناب مولوی مشتاق احمد صاحب حسن اتفاق سے تشریف فرما نہین ہوے بلکہ آپ اپنے ہمراہ لائے وعدہ وعہد حافظ صاحب سے گفتگو کا تہا اور بدون مجھسے مشورہ کرنے کے مولویصاحب کو شریک کیا۔ یہہ اول امر ہے کہ آپنے خلاف معاہدہ کیا۔ **قولہ** اور گفتگو میں میر صاحب کسی طرح عہدہ برآنہ ہو سکے اور بجز سکوت کچھ چارہ نہ دیکہا۔ **اقول** اسکے جوابمین سوائے اسکے کہ قلم دست مبارک میں ہے جو چاہی تحریر فرمائی اور کیا عرض کیا جاسے۔ **قولہ** الحمد للہ میرے دلکو کافی اطمینان حاصل ہوا اور مسئلہ خلافت مین پوری پوری تسلی ہو گئی۔ **اقول** اے حضرت پیرجی صاحب مناظرہ تحریری شروع ہے اسکا ابہی جواب نہیں آیا۔ آپ بھی بخوبی جانتے ہین کہ آپکے حضرت مجیب صاحب نے میرے سوال کا جواب تحریر نفرمایا تہا شرایط ثلثہ کے دلایل مجہسے طلب کئے تھے اور بطور رد ہمکی خارج از مبحث گفتگو فرمائی تھی بفضلہ تعالی اسکا جواب مفصل مدلل تحریر ہوا ہر سہ شرایط کا ثبوت آپکی کتب معتبرہ سے بدلایل قاطع و براہین ساطع لکہا گیا جسکو سنکر آپ بھی دنگ رہ گوے تھے اور بار بار کہتے تھے کہ دیکہیں ان عبارتونکی کیا تاویل کیجائیگی۔ وہ معاملہ ابہی درمیان ہی تہا کہ آپنے زبانی گفتگو شروع کر دی۔ کاش اگر میری پوری تقریر آپکو یاد رہتی تو ہرگز ایسا نہ لکہتے۔ وہ بھلی تحریر ہی جو خاص ایہ استخلاف مین لکہی گئی تہی جسکے جواب کے لئے آپ غیر مقلدین کی مدد کی خواہان ہوے ملاحظہ فرماتے۔ یا اُس تحریری مناظرہ کا انتظار کرتے۔ یہہ مذہبی تحقیق ہے تعجب ہے کہ آپنے

اسکو ایک کھیل سمجھا۔ یہہ کیا تسلی واطمینان ہے کہ صرف دو باتونمین آپکو حاصل ہوگئی یا تو یہہ گرما گرمی کہ تقریبا دو برس سے اسمیں حیران و متحیر ہون میری کسی بات کا جواب ندیا جای کل برادری مین آپکے اس تحقیق کا شور ہو۔ اور آپکے شکوک کی یہہ کیفیت ہو کہ آپکے ہم مذہب آپکو مذبذب خیال کرتے ہون یا یہہ سردی کہ دو باتونمیں آپکی تسلی ہوگئی اور باتیں بھی نئی نہین وہی جو لینے شروع گفتگو مین لکھین اور مینے جواب دیا۔ سبحان اللہ۔ اس تحقیق پر آفرین ہے۔ **قولہ** چونکہ برادران دینی کی خدمتمیں اطلاع دینا اور اپنے احباب کو جتا دینا ضروری تہا اسلئی کیفیت مناظرہ شایع کی گئی **اقول** بس اصل وجہ آپنے یہہ تحریر فرمائی۔ مین جو خارج مین سنتا تہا کہ یہابمین کمیٹیان ہوئین۔ بڑے بڑے اہتمام ہوی کہ اب جو برادری مین مذبذب و مایل بہ تشیع مشہور ہوگئی مین اسکا تدارک کرنا چاہئے تو اپنے حسن ظنی سے آپکے نسبت یہہ گمان بھی نہ کرتا تھا اور سراسر غلط سمجھتا تھا مگر آپکی اس تحریر نے انکی تصدیق کردی۔ واقعہ مین دنیا دارونکو دنیا رکھنی سخت مشکل ہے۔ معاملہ دینی مین خویش واقارب کا ہدف سہام ملام بنا اور اسکی کچھہ پرواہ نکرنا ہر کسی کا کام نہیں ہے۔ حقیقت مین آپکو بوجہ مذکورہ اس رسالہ کے شایع کرنے کی از بس ضرورت تھی۔ ورنہ بالفرض اگر آپکی تسلی سہی ہوگئی تو رسالہ چھاپنے کی کیا حاجت تہی۔ **قولہ** اس موقع پر شمس الملتہ والدین شیخ وقت مخدومنا حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مدظلہم العالی کے ذکر خیر سے ان چند اوراق کا تیمنا مزین کرنا باعث سعادت جانتا ہون متع اللہ المسلمین بطول بقائہم وایدالاسلام ببرکت انفاسہم اسلئے کہ جناب مولوی مشتاق احمد صاحب اسی ضلع کے رہنے والے ہین جسکے ہر ہر قصبہ اور گانون مین حضرت مولانا ممدوح کے دریائے فیضان کی نہرین جاری ہین **اقول** آپکی خلوص ارادت مین شک نہین مگر افسوس کہ آپکے حضرت مولانا ممدوح نے آپکی طرف توجہ نفرمائی مجھسے سوال لکھوا کر آپنے انکی ہی خدمت مین بہیجا تہا جواب عطا نہوا۔ آپ انکی دریای فیضان کی نہرین جاری فرماتی ہین مگر تعجب ہی کہ آپکو ایک قطرہ بھی نصیب نہوا۔ اور انکی مناظرہ دانی رسالہ ہدایت الشیعہ سے بھی

یہہ امر تو پہلے ہی سے قرار پاچکا تہا کہ حضرات شیعہ اول دعوی عصمت دوازدہ امام نص قرآن سے ثابت کرین اسکے بعد اہل سنت والجماعت خلفاء راشدین کا ثبوت آیات محکمات قرآنی سے پیش کرکے دکھلائین۔ **اقول** یہہ امر ہرگز قرار نپایا تہا بلکہ اصل حال جیسا کہ ابتدا مین گذارش ہوا یہہ ہے کہ جب آپنے شروع مین آیہ استخلاف لکھکر بندہ سے جواب طلب فرمایا تہا تو جواب سے پہلے بطور تمہید لکہا گیا تہا کہ خلیفہ راشد و نایب نبی و امام خلق کے لئے شرایط ثلثہ یعنی عصمت و نص وافضلیت ضروری ہین۔ اگرچہ دوازدہ امام علیہم السلام کی عصمت مین کلام نہین اور ان حضرات کی امامت ایسی واضح ہی کہ حضرات اہل سنت و جماعت بہی انکو امام مانتے ہین مگر بالخصوص انکی عصمت کا ذکر نہ آیا تہا محض اسمین گفتگو تھی کہ امام خلق و نایب رسول کا معصوم ہونا ضروری ہی یا نہین۔ خلافت خلفاء کی بحث ہی نہ تہی۔ آپنے یہہ جو تحریر فرمایا ہی کہ اسکے بعد اہل سنت والجماعت الخ غور فرماوین کہ جب عصمت ایمہ ثابت ہوجای تو پہر سوای انکے خلفاء راشدین مین اور کون محسوب ہوسکتا ہی۔ اس فقرہ کے معنی سمجہہ مین نہین آئے۔ چونکہ آپ خواہان بھی کہ عصمت امام قرآن شریف سے ہی ثابت کرو اسکی جوابمین کہا گیا تہا کہ جب امامت جزو نبوت ہی جسطرح عصمت انبیا علیہم السلام ثابت ہوتی ہی اسی طرح عصمت امام بھی ثابت ہوگی اگر آپ صراحتہً قرآن شریف سی عصمت انبیا علیہم السلام ثابت کرد ینگے تو مین بھی قرآن مجید سی عصمت امام ثابت کردونگا اور حافظ صاحب سی یہہ امر طی ہوچکا **قولہ** اس بنا پر مولوی حافظ نور الدین خانصاحب نے میر فرزند حسین صاحب سے کہا کہ حسب قرارداد مابین دلیل عصمت پیش کیجئے۔ میر صاحب نے بجواب اسکے فرمایا کہ جو دلیل آپکی جانب سے عصمت انبیا مین پیش ہوگی وہی دلیل ہماری ہی۔ کچہہ دیر تک اسی امر مین گفتگو رہی۔ **اقول** حافظ صاحب کے مقولہ مین حسب قرارداد مابین زاید ہی۔ بندے یہہ ہرگز نہین کہا کہ جو دلیل آپکی جانب سی عصمت انبیا مین پیش ہوگی وہی دلیل ہماری ہی بلکہ اسکے جواب مین یہہ عرض کیا تہا کہ حسب وعدہ آپ قرآن شریف سی عصمت انبیا علیہم السلام ثابت فرمائی۔ اگر

آپنے وعدہ وفا کیا تو مین بھی انشاء اللہ تعالی فرقان حمید سے عصمت امام ثابت کر دونگا اسمین کچھ دیر
تک گفتگو نہیں رہی **قولہ** مولوی مشتاق احمد صاحب نے میر صاحب سے خطاب کر کے فرمایا
کہ یہہ امر قاعدہ مناظرہ کے خلاف ہے کہ دعوی عصمت آپکی جانب سے ہو اور دلیل مولوی نور الدین صاحب پیش کرین
اقول آپنے شروع رسالہ میں لکھا ہے کہ کیفیت مناظرہ راست راست بے کم و کاست لکھونگا - اور
بعد میں یہہ بھی لکھا ہے کہ خود میر صاحب کے ہی مخاطب کرنے سے مولوی مشتاق احمد صاحب سے بحث
شروع ہوگئی - اس مقولہ میں مولوی صاحب کا مجکو مخاطب کرنا بدون میری تحریک کے تحریر فرمایا ہے
اس سے صاف ظاہر ہے کہ کیفیت راست راست تحریر نہیں ہوئی ورنہ مولوی صاحب کی مخاطب کرنے کی مفصل
کیفیت لکھی جاتی - مولوی صاحب محض سامع تھے وہ بدون تحریک دخل کیوں دیتے - بہر حال اگر
مولوی صاحب نے یہہ فرمایا ہو تو جواب میں عرض کیا ہوگا کہ حافظ صاحب سے یہہ امر قرار پا چکا ہے کہ
قرآن شریف سے اول عصمت انبیاء ثابت فرماوین **قولہ** لیکن میر صاحب اسی بات پر اصرار کرتے
رہے **اقول** اصرار کی کیا ضرورت تھی - معہذا آپنے بدون دلیل کیون اصرار کرنے دیا **قولہ** آخر الامر
مولوی نور الدین صاحب نے سورہ انبیاء کی یہہ آیت پڑھی - وما ارسلنا من قبلك من رسول الا
نوحی الیه انه لا اله الا انا فاعبدون وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانه بل عباد
مكرمون - لا یسبقونه بالقول وهم بامره یعملون - ترجمہ اور نہیں
بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر اسکو یہی حکم بھیجا کہ بات یون ہے کسی کی بندگی نہیں سوا
میرے سو میری ہی بندگی کرو - اور کہتے ہیں رحمن نے کر لیا کوئی بیٹا - وہ اس لائق نہیں - لیکن
وے بندے ہیں جنکو عزت دی اس سے بڑھکر نہیں بول سکتے اور وہ اسکے حکم پر کام کرتے ہیں -
انتہے - یعنی وہ رسول اپنی جانب سے کسی بات مین سبقت نہیں کرتے بلکہ اسی کے احکام پر عمل
کرتے ہین - **اقول** حافظ صاحب نے پہلے ایک اور آیت پڑھی تھی جو یاد نہین رہی - اس
رسالہ کی اشاعت کے بعد حافظ صاحب سے دریافت کیا وہ یہہ تو قبول کرتے ہین کہ بیشک اور
آیت پڑھی تھی مگر فرماتے ہین کہ مجکو بھی یاد نہیں اور اسکا ملایکہ کی شان مین ہونا تسلیم کیا گیا تھا

بعدین یہہ آیت تلاوت فرمائی تھی **قولہ** میر صاحب نے جوابدیا کہ اِس سے مراد فرشتے ہین۔ مولوی نور الدین صاحب اور میر صاحب کی مابین اِس آیت مین گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ سردار جعفر خالصاحب شیعہ نے کہا۔ کہ جب مسئلہ عصمت انبیاؑ مسلمہ طرفین ہی اسمین بحث کرنا لاحاصل۔ میر صاحب عصمت ائمہ کی دلیل پیش کرین۔ **اقول** لازم تہا کہ حسب وعدہ خود راست راست وہ گفتگو بہی تحریر فرماتی۔ مجکو یاد نہین کہ جناب آغا صاحب نے یہہ مقولہ فرمایا ہو کیونکہ وہ سامع تھے اور نیز اِس مقولہ کا یہہ کونسا محل تہا اگر فرماتی تو ابتدا ہی مین فرماتے جب کہ عصمت انبیا کا ثبوت حافظ صاحب نے اپنی ذمہ لیکر ثابت کرنا شروع کردیا تو آغا صاحب خود بخود کیون دخل دیتے وہ مہذب و نہایت متین ہین۔ ہان مینے بیشک یہہ بھی جواب دیا تہا مگر حافظ صاحب و مولویصاحب نے باصرار فرمایا کہ انبیا ہی کی شان مین ہے۔ اسلئی زیادہ تکرار مناسب نہ سمجہا۔ **قولہ** تب میر صاحب نی یہہ آیت پڑھی۔ **یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم**۔ ترجمہ۔ ای ایمان والو حکم مانو اللّٰہ کا اور حکم مانو رسول کا اور اپنے مین سے اولی الامر کا۔ اور کہا اِس جگہہ اولی الامر سے مراد ائمہ ہین جب انکی اطاعت کا حکم ہوا تو معلوم ہوا معصوم ہین **اقول** افسوس کہ آپ نے تقریر استدلال لکھی ہی نہین مینی یہہ نہین کہا اِس جگہہ اولی الامر سے مراد ائمہ ہین۔ اور تعجب ہو کہ حافظ صاحب نی بدون دلیل کیونکر تسلیم کرلیا کہ اولی الامر سی مراد ائمہ ہین۔ اِس سے صاف ظاہر ہو کہ پوری تقریر درج نہین ہوئی۔ بلکہ یہہ عرض کیا تہا کہ اِس آیت مین اللہ جل شانہ بدون کسی قید کے اولی الامر کی اطاعت کے لئے مثل اپنی اور رسول کی اطاعت کی حکم فرماتا ہے۔ اور جسکی اطاعت خدا و رسول کی اطاعت جیسی ہو۔ چاہی کہ وہ معصوم ہو۔ **قولہ** مولوی نور الدین صاحب نے کہا دیکھیو اِسکے آگے خداوند کریم نے فرمایا ہی **فان تنازعتم فی شیء** الخ جسکے معنی یہہ ہین کہ جب کسی حکم مین تمہاری اور اولی الامر کے مابین منازعت ہو تو اللہ اور اسکے رسول کیطرف رجوع کرو یہہ امر اسبات پر دلالت کرتا ہی کہ اطاعت اُولی الامر صرف انہین

امور مین ہوگی جو احکام شارع علیہ السلام کے مخالف ہون - اسپر میر فرزند حسین صاحب نے جوابدیا - جب ائمہ کی اطاعت کا حکم ہوگیا پھر منازعت کو انکی طرف منسوب کرنے مین اجتماع متنافیین لازم آیگا **اقول** افسوس کہ میری پوری تقریر نہین لکھی گئی مینے عرض کیا تھا کہ آپ غور فرمائین -

اس آیت مین آمر یعنے حکم دینے والا خداوند تعالی ہے مومنین مامور ہین مطاع اللہ و رسول و اولی الامر ہین - پہلی آیت یعنی یا ایھا الذین امنوا الخ مین جو مخاطب ہین وہی فان تنازعتم مین مخاطب ہین - آپ اولی الامر کو جو آیت سابقہ مین مطاع ہین مخاطب نہیں ہین آیہ فان تنازعتم مین کسطرح مخاطب کرتے ہین - علاوہ ازین اطاعت و تنازع بعیی جہ -

غرضکہ اسمین بہت کچھ گفتگو ہوتی رہی - مولوی مشتاق احمد صاحب بھی تقریر فرماتے رہے مگر آپنے جوابکا یہ مقولہ علیحدہ تحریر فرمایا ہے مجکو یاد نہین شاید اسی تقریر کا ماحصل ہو - مگر تعجب ہے کہ میرا جواب بالکل یاد ہی نرہا **قولہ** یہانتک تو مولوی نورالدین خانصاحب سے گفتگو رہی اسکے بعد حسب اجازت میر صاحب مولوی مشتاق احمد صاحب نے ایک تقریر بیان فرمائی جسکا خلاصہ یہ تھا مناظرہ کیوقت خصم کے مقابلہ مین ایسی دلیل لاتے ہین جو مدعا کو مستلزم ہو خواہ مساوی ہو یا اخص تھا آپکا ثبوت عصمت ائمہ - دلیل لفظ اولی الامر - جسمین معانی متعددہ کا احتمال - **واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال** بلکہ لغت سے تو مساعدت حکام اہل اسلام کیوا سطے ہوسکتی ہے جیسا ترجمہ لفظ اولی الامر سے صاف ظاہر ہے - اور وہ جو آپ نے درصورت منازعت اجتماع متنافیین کا لازم آنا کہا جیسا غالباً آپکے اکثر مفسر بھی لکھتے ہین یہہ محض دہوکا ہے - اجتماع متنافیین جب محال ہے کہ محل واحد مین ہو یہان محل اطاعت وہ احکام ہین جو مخالف شرع نہون اور مقام منازعت وہ امور ہین جو شرع کے مخالف ہون - پھر خداوند کریم کا یہہ فرمانا فردوہ الی اللہ والرسول یعنی حالت منازعت مین صرف اللہ اور رسول کی جانب رجوع کرنیکا حکم دینا اور ذکر اولی الامر کو چھوڑ دینا صاف دلیل اس امر کی ہے کہ اولی الامر کی اطاعت جبھی تک ہے کہ انکے احکام حکم خدا و رسول کے خلاف نہون خواہ مصداق اولی الامر کے حکام اہل اسلام ہون

یا ائمہ و مجتہدین عظام اور بعض مفسرین شیعہ نے جو یہہ لکہا ہی کہ پہلی جملہ مین مذکور ہو جانیکی سبب اب اولی الامر کے لانیکی ضرورت نہین - یہہ دعوی بے دلیل اور صرف مغالطہ ہی - اگر جملہ سابقہ مین ایک معطوف پر کچھہ حکم ثابت ہو اور جملہ لاحقہ مین باقی معطوف علیہ تو ذکر کئے جائین اور یہہ معطوف متروک ہو تو متروک اور مسکوت عنہ کو ہرگز وہ دوسرا حکم ثابت نہ ہوگا - مثلاً کہا جاوی کہ سینبو نکیطر فسے مشتاق احمد و نور الدین و عنایت احمد مناظرہ کے لئے آئے اور گفتگو کیوقت مشتاق احمد اور نور الدین نے جواب دیا - اس عبارت سے کوئی نہین سمجھہ سکتا کہ عنایت احمد نے بھی جواب دیا ہوگا - اگرچہ جملہ سابقہ مین اسکا نام آچکا ہے - جناب مولوی مشتاق احمد صاحب کی اس تقریر کے بعد (جہانتک میرا علم اور حافظہ شہادت دیتا ہی) مجھے یاد ہے - میر فرزند حسین صاحب نے کسی بات کا جواب نہین دیا - شام ہو گئی جلسہ برخاست ہوا - **اقول** مجکو یاد نہین کہ یہہ مدلل تقریر جو آپنے تحریر فرمائی ہی اسطرح حرف بحرف اس روز ہوئی ہو مگر البتہ یہہ یاد ہی کہ مولوی صاحب نے لفظ اولی الامر پر گفتگو فرمائی تھی اور حاصل اسکا یہہ تہا کہ تیرا مطلب ثبوت عصمت ائمہ تہا اور اس آیت مین لفظ اولی الامر ہی اسکے جوابمین گذارش ہوا تہا کہ اولی الامر اور ائمہ بدلیل قول حضرت خلیفہ اول الائمۃ من قریش مرادف ہین کیونکہ خلیفہ صاحب کے قول مین ائمہ سے مراد خلفا ہین اور خلفا اولی الامر مین داخل ہین مجکو بخوبی یاد ہے کہ مولوی صاحب نے بعد تامل فرمایا تہا تو جو باد رکھتا ہی تنازع و اطاعت یعنی چہ - یہہ تیرا اعتراض بیشک درست ہی مگر اسکا جواب یہہ ہی کہ اجتماع نقیضین محل واحد مین محال ہے اور جب محل جدا جدا ہون تو کچھہ قباحت نہیں مثلاً سیاہی و سفیدی کا ایک محل مین جمع ہونا محال ہے مگر محل مختلف مین جمع ہو سکتے ہین - اسیطرح اطاعت ان احکام مین مراد ہی جو خدا اور رسول کے حکم کی موافق ہون اور تنازع ان امور مین مراد ہی جو خدا و رسول کے مخالف ہون اب تیرا اعتراض رفع ہو گیا - بندہ نے اسکے جواب مین عرض کیا تہا کہ آپکا یہہ فرمانا کہ اجتماع نقیضین محل واحد مین محال اور محل مختلف مین کچھہ قباحت نہین رکھتا بجا و درست ہی - مگر یہہ مثال جو آپنے فرمائی اس جگہہ ٹھیک نہین - کیونکہ پہلی آیت مین

عام اطاعت بدون قید مثل اطاعت خدا و رسول مستقلہ ثابت ہوی - اور تنازع آپ مقید فرماتی
ہین - اگر اسطرح ہوتا کہ خدا و رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کے خدا و رسول کے احکام مین
اطاعت کرو تب البتہ ایکا یہہ فرمانا درست تہا - اور نیز یہہ آیت اولی الامر کے مدح کی مقام مین
واقع ہے اور مدح جب ہی متصور ہی کہ اطاعت مطلق ہو - ورنہ مقید اطاعت تو ہر کیسیکی ہو سکتی ہے
- اور اس شبہہ کا جواب کہ آیہ مابعد مین فردوہ الی اللہ والرسول کے بعد اولی الامر کا
ذکر کیون نہ ہوا یہہ دیا گیا تہا - کہ آیہ سابقہ مین لفظ اطیعوا دو جگہہ واقع ہوا ہے ایک کے بعد لفظ اللہ
اور دوسرے کے تحت مین لفظ رسول و اولی الامر مذکور ہی بوجہہ اختصار لفظ اولی الامر مکرر لانیکی ضرورت
نہین - اسیا بمین دیر تک گفتگو ہوتی رہی تھی بلکہ یہہ بھی عرض کیا گیا تہا کہ آپ قرآن شریف
مین کوی ایسا مقام فرماوین کہ اللہ جل شانہ نے کسیکی اطاعت مطلق کا حکم دیا ہو اور وہ اطاعت
تحت اطاعت خدا و رسول واقع ہو اور پہر اس سے تنازع کر سکین - اثنار گفتگو مین نماز مغرب
کا وقت ہو گیا تہا حافظ صاحب نے فرمایا کہ اب نماز پڑہو مینے کہا کہ دیکھئی حضرت اب ہمکو حافظ
صاحب کی اطاعت کرنی ضروری ہے اگر ایسے ہی امور مین اولی الامر کی اطاعت ہو تو انکی
خصوصیت و مدح کیا ہو گی - اسی بات پر گفتگو بند ہوئی مولویصاحب و حافظ صاحب و آپ
یعنی پیر جی صاحب نماز پڑہنے لگے مین اپنے مکان پر آیا - معطوف و معطوف علیہ کا ذکر مجکو یاد نہین
کہ وہان آیا ہو - ہان مولویصاحب نے مدرسہ مین ضرور فرمایا تھا - آخر مین آپ تحریر فرماتی
ہین کہ جہانتک میرا علم و حافظہ شہادت دیتا ہے الخ اسپر مجکو سخت تعجب اور افسوس ہے
آپ ذرا انصاف فرماوین کہ کم سے کم ڈیڑہ دو گھنٹہ باتین ہوتی رہین کیا اس عرصہ مین
صرف یہہ ہی چند الفاظ میری زبان سے نکلے - جب بیٹہا سنتا رہا - آپکو یاد ہوگا کہ اس
جلسہ کے بعد جو میری آپکی ملاقات ہوئی تو آپنے عنایت و حسن ظنی سے اچھے الفاظ سی مجکو
سرفراز فرمایا تہا اور اس تحریر مین تو ساکت ہی کر دیا - اگر یہہ بات درست تھی تو
دوسرے جلسہ مین آپنے یا مولویصاحب و حافظ صاحب نے کیون نفرمایا

کہ جلسہ اولی مین ہم عصمت انبیا علیہم السلام ثابت کر چکی اور تو عصمت ایمہ مین لاجواب ہوچکا۔
گستاخی معاف آپکی حافظہ کا حال مجکو بخوبی معلوم ہی چونکہ معتبر شہادت سی جسکی تصدیق آپ بھی
کی ہے معلوم ہوا ہے کہ یہہ رسالہ کمیٹی کی باہمی صلاح و مشورہ سی لکہا گیا ہی یہہ جو کچھہ تحریر ہوا ہے
کمیٹی کا ہی ساختہ پرداختہ ہی۔ چنانچہ الفاظ دہوکہ و مغالطہ اسکی شاہد ہین مولوی صاحب سی ان لفظون کی امید نہین
بلکہ ظن غالب ہی کہ یہہ آخر کا فقرہ آپکی تحریر نہین آپکی طرف سی کمیٹی نے لکہا ہی مجکو آپسے یہہ توقع نہین۔
مولوی صاحب کے اس قول مین مجتہدین عظام جو تحریر فرمایا ہی۔ آپکو جو مقلد ہین سخت وقت واقع ہوگی
یا تقلید محض سے ہاتھہ اوٹھائی یا مجتہدین کی عصمت کی قایل ہوجئی۔ چونکہ اس رسالہ کی کمیٹی کے
ممبر اکثر غیر مقلد ہین عجب نہین کہ یہہ فقرہ آپکے الزام کے لئی اس پیرایہ مین درج کیا ہو۔ آپکو یاد ہو گا کہ
حافظ صاحب نے اولی الامر کے بابمین فرمایا تہا کہ اس سے مراد امراء سرایا ہین اور خالد بن ولید کا ذکر
کیا تہا کہ یہہ آیت خاص اسکے بارہ مین نازل ہوئی ہے اور اسکی تحقیق کے لئی تفسیر عمدۃ البیان
مینی اپنی مکانسے طلب کی تھی یہہ ذکر مطلق نہین آیا۔ حالانکہ شروع رسالہ مین آپنے وعدہ
کیا ہی کہ راست راست بی کم و کاست کیفیت مناظرہ لکھونگا۔ جلسہ مین شاید اس آیت کی بابت
اسیقدر ذکر آیا تہا مگر اب اسکا حال مفصل سنئی۔ آپکے امام فخر الدین رازی صاحب نی اسکا فیصلہ
فرمادیا۔ بدلایل قاطع اسی آیت سی اولی الامر کی عصمت ثابت کر دی۔ اور آپکے مولوی صاحب کے
اس کل تقریر کا جواب عطا فرمایا اور ہم پر نہایت ہی احسان کیا اصل بات یہہ ہی کہ چونکہ امام صاحب موصوف
علماء اہل سنت مین از روی علم و عقل وحید ہین جب انہون نے اس آیت کو دیکہا چونکہ فحوای آیت
سے عصمت اولی الامر صاف ظاہر ہی وہ بھی عصمت کے قایل ہوگئی مگر جب دیکہا کہ اس سے تو شیعو نکا
مطلب ثابت ہوگیا تعصب مذہب سے بات بنائی اور اس آیت سی اجماع و قیاس ثابت فرمایا۔ جمہور
کے خلاف اولی الامر سے اجماع مراد لیا۔ ہمارا مطلب بہر صورت حاصل ہی کیونکہ ہمارا مقصود
اولی الامر کی عصمت کا ثابت کرنا تہا اور وہ امام صاحب نی ثابت کر دیا۔ چونکہ انکی تقریر لطف سی
خالی نہین اور علماء اہل سنت کا انصاف اس سی بخوبی ثابت ہی اسلئی مع مالہ و ماعلیہ آپکی ملاحظہ کے لئے خصوصاً

اور ناظرین کے لئے عموماً اس رسالہ میں درج کیجاتی ہی اور طول کا خوف نہیں کیا جاتا۔ وہ اس آیت کے تحت مں فرماتے ہین وہذہ عبارتہ ⁂ اس عبارت کا مطلب یہہ ہی کہ اللہ جل شانہ کا اس آیت مین اولی الامر منکم فرمانا ہمارے نزدیک اسپر دلالت کرتا ہی کہ اجماع امت حجت ہے اور دلیل اسکی یہہ ہی کہ اللہ تعالے نی اس آیت مین وجوب اور قطعی طور پر اولی الامر کی اطاعت کا حکم فرمایا ہے اور خداوند کریم جسکی اطاعت کا قطعی طور پر حکم فرماتے ضرور ہے کہ وہ خطا سے معصوم ہو۔ کیونکہ اگر وہ خطا سے معصوم نہ ہوگا تو اسکی خطا کی مرتکب ہونے کی صورت مین اسکی متابعت کا حکم دیا ہوگا پس یہہ امر اُس خطا کے کرنیکا حکم ہوگا۔ اور خطا چونکہ خطا ہی ممنوع ہے پس یہہ بات ایک ہی فعل مین ایک ہی اعتبار سے امر و نھی کے جمع ہونیکا سبب ہوگی۔ اور یہہ محال ہے۔ اور ثابت ہوا ہی کہ اللہ تعالے نے قطعی طور پر اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا ہی اور یہہ بھی ثابت ہوا کہ قطعی طور پر جسکی اطاعت کا اللہ تعالیٰ حکم دی ضرور ہی کہ وہ خطا سے معصوم ہو۔ پس قطعی ثابت ہوگیا کہ اولی الامر جو اس ایت مین مذکور ہین ضرور ہی کہ وہ معصوم ہون

⁂ المسئلة الثالثة اعلم ان قوله تعالی واولی الامر منکم یدل عندنا علی ان اجماع الامة حجة والدلیل علی ذلک ان اللہ تعالی امر بطاعة اولی الامر علی سبیل الوجوب والجزم فی ہذہ الآیة ومن امر اللہ بطاعته علی الجزم والقطع لابد وان یکون معصوما عن الخطاء اذ لو لم یکن معصوما عن الخطاء لکان بتقدیر اقدامه علی الخطاء یکون قد امر اللہ تعالی بمتابعته فیکون ذلک امرا بفعل ذلک الخطاء والخطاء لکونه خطاء یکون منهیا عنه فهذا یفضی الی اجتماع الامر والنهی فی الفعل الواحد بالاعتبار الواحد وانه محال وثبت ان اللہ امر بطاعة اولی الامر علی سبیل الجزم وثبت ان کل من امر اللہ تعالی بطاعته علی سبیل الجزم وجب ان یکون معصوما عن الخطاء فثبت قطعا ان اولی الامر المذکور فی هذہ الآیة لابد وان یکون معصوما ثم نقول ذلک المعصوم اما مجموع الامة

پہر ہم کہتی ہین کہ وہ معصوم تمام امت ہی یا بعض امت ہی جایز نہین کہ بعض امت ہو اسلئی کہ ہمنے
بیان کیا کہ اللہ تعالی نے اس ایت مین اولی الامر کی اطاعت قطعاً واجب کی ہے اور انکی
اطاعت کا قطعاً واجب ہونا اِس سی مشروط ہے کہ ہم انکو جانتے ہون انکے پاس پہونچنی اور
انسے فایدہ حاصل کرنے پر قادر ہون اور ہم ضرور جانتے ہین کہ امام معصوم کی معرفت اور
انکے پاس پہونچنے اور دین وعلم کا فایدہ حاصل کرنے سے عاجز ہین اور جب بات یہہ ہوئی
تو ہمنے جان لیا کہ وہ معصوم جسکی اطاعت کا اللہ تعالی نے مومنین کو حکم فرمایا ہی۔ بعض
امت نہین ہی اور نہ انکی گروہون مین سے کوئی گروہ ہی۔ اور جب یہہ باطل ہوا تو ضرور ہی کہ وہ
معصوم جو اسکی قول واولی الامر سے مراد ہی امت کی اہل حل وعقد ہون۔ اور اس سی قطعاً
واجب ہوتا ہی کہ اجماع امت حجۃ ہی۔ پس اگر کہا جائی کہ مفسرین نے سوا اِس وجہہ کے
جو تمنے بیان کی اور وجہین بیان کی ہین۔ اولی یہہ ہی کہ اولی الامر سے مراد خلفاء راشدین ہین

او بعض الامۃ لا جایز ان یکون بعض الامۃ لانا بینا ان اللہ تعالی اوجب
طاعۃ اولی الامر فی ہذہ الآیۃ قطعاً وایجاب طاعتہم قطعاً مشروط بکوننا
عارفین بہم قادرین علی الوصول الیہم والاستفادۃ منہم ونحن نعلم بالضرورۃ
انا فی زماننا ہذا عاجزون عن معرفۃ الامام المعصوم عاجزون عن الوصول
الیہم عاجزون عن استفادۃ الدین والعلم منہم واذا کان الامر کذلک علمنا ان المعصوم
الذی امر اللہ تعالی المومنین بطاعتہ لیس بعضاً من ابعاض الامۃ ولا
طائفۃ من طوایفہم ولما بطل ہذا وجب ان یکون ذلک المعصوم الذی
ہو المراد بقولہ واولی الامر اہل الحل والعقد من الامۃ وذلک یوجب القطع
بان اجماع الامۃ حجۃ فان قیل المفسرون ذکروا فی اولی الامر وجوہاً
اخری سوی ما ذکرتم احدہا ان المراد من اولی الامر الخلفاء الراشدون

دوم امرا سرایا مراد ہین - سعید بن جبیر نے کہا کہ یہہ آیت عبد اللہ بن حذافہ السہمی کی بابمین نازل ہوئی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک فوج پر امیر کرکے بہیجا تہا اور ابن عباس سے منقول ہی کہ یہہ آیت خالد بن ولید کے بابمین نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک فوج پر امیر کرکے بھیجا تھا اور اسیمین عمار بن یاسر تہا ان دونونمین کسی چیز مین جھگڑا ہوگیا پس یہہ آیت نازل ہوئی اور اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا - سوم یہہ کہ وہ علما مراد ہین جو احکام شریعت مین فتویٰ دیتے ہین اور آدمیونکو دین سکہلاتی ہین - اور یہہ ابن عباس سے ثعلبی کی روایت ہی - اور حسن ومجاہد وضحاک کا یہہ ہی قول ہی - چہارم یہہ کہ روافض سے نقل کیا ہی کہ مراد اس سے ائمہ معصومین ہین - اور جبکہ امت کی اقوال اس ایت کی تفسیر مین ان وجہونمین محصور ہین اور جس وجہ کی تمنے تائید کی ہی وہ ان سے خارج ہی تو یہہ وجہ اجماع امت سے باطل ہے - دوسرا اعتراض یہہ ہی کہ ہم کہتی ہین کہ اولی الامر سی امراء وسلاطین مراد لینا

والثانی المراد امراء السرایا قال سعید بن جبیر نزلت هذه الایة فی عبد الله بن حذافة السهمی اذ بعثه النبی صلی الله علیه وآله وسلم امیرا علی سریة عن ابن عباس انها نزلت فی خالد بن الولید بعثه الرسول الله صلی الله علیه وآله وسلم امیرا علی سریة وفیها عمار بن یاسر فجری بینهما اختلاف فی شیء فنزلت هذه الایة وامر بطاعة اولی الامر وثالثها المراد العلماء الذین یفتون فی احکام الشریعة ویعلمون الناس دینهم وهذا روایة الثعلبی عن ابن عباس وقول الحسن والمجاهد والضحاک ورابعها نقل عن الروافض المراد به الائمة المعصومون ولما کانت اقوال الامة فی تفسیر هذه الایة محصورة فی هذه الوجوه وکان الوجه الذی نصرتموه خارجا عنها کان ذلک باجماع الامة باطلا والسوال الثانی ان یقول حمل اولی الامر علی الامراء والسلاطین اولی مما ذکرتم ویدل علیه وجوه

اسکے بہ نسبت جو تمنے ذکر کیا ہو (اجماع) بہتر ہے۔ اور اسپر کئی وجہین دلالت کرتی ہین۔ اول یہہ
کہ امراو سلاطین کے احکام خلق پر جاری ہین پس حقیقت مین وہ اولی الامر ہین اور اہل اجماع
کے احکام خلق پر جاری نہین پس امراو سلاطین پر لفظ کا حمل کرنا اولی ہے۔ دوم یہہ کہ آیت کا اول
واخر اسکی مناسب ہے جو ہمنے ذکر کیا۔ آیت کا اول یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے حکام کو امانات کی اداکرنی
اور عدل کی رعایت کا حکم دیا ہے۔ اور اخر آیت کا یہہ ہے کہ اشکال کی صورت مین اللہ تعالی نے
کتاب اور سنت کیطرف رو کرنیکا حکم دیا۔ اور یہہ امرا کے لائق ہے نہ اہل اجماع کی۔ سوم یہہ
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امراء کی طاعت کی بابمین مبالغہ فرمایا ہے۔ پس فرمایا
کہ جسنے میری اطاعت کی اوسنے خدا کی اطاعت کی اور جسنے میرے امیر کی اطاعت کی
تو میری اطاعت کی اور جسنے میری نافرمانی کی اُسنے خدا کی نافرمانی کی اور جسنے میری امیر
کی نافرمانی کی اسنے میری نافرمانی کی۔ پس اس سوال کی تقریر استدلال کے طور پر جہانتک

الاول ان الامراو والسلاطین امرهم نافذة علی الخلق فهم فی الحقیقة اولوا الامر
اما اهل الاجماع طلیست لهم امر نافذة علی الخلق فکان حمل اللفظ علی الامراء
والسلاطین اولی الثانی ان اول الآیة وآخرها یناسب ما ذکرناه اول الآیة فهو انه
تعالی امر الحکام باداء الامانات وبرعایة العدل واما اخر الآیة فهو انه تعالی
امر بالرد الی الکتاب والسنة فیما اشکل وهذا یلیق بالامراء لا باهل الاجماع
الثالث ان النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم بالغ فی الترغیب فی طاعة الامراء
فقال من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن اطاع امیری فقد اطاعنی من عصانی
فقد عصی اللہ ومن عصی امیری فقد عصانی فهذا ما یمکن ذکره من السؤال
علی الاستدلال الذی ذکرناه والجواب انه لا نزاع ان جماعة من الصحابة
والتابعین حملوا قوله واولی الامر منکم علی العلماء فاذا قلنا المراد جمیع العلماء

ممکن تھی ہمنے ذکر کردی۔ جواب یہہ ہے کہ۔ اسمین کچھہ جھگڑا نہین کہ صحابہ و تابعین کے
ایک جماعت نے اولی الامر منکم کو علما پر حمل کیا ہی یعنے علماء سے مراد لی ہی۔ پس جب
ہمنے کہا کہ اہل حل وعقد کے تمام علماء مراد ہین تو یہہ قول اقوال امت سے خارج نہ ہوا
بلکہ یہہ اقوال امت کے ایک قول کا اختیار کرنا ہی اور دلیل قاطع سے اسکی تصحیح کرنی ہے
پہلا سوال دفع ہوا۔ اور انکا دوسرا سوال مدفوع ہی اسلئی کہ جو وجہین انہون نے
بیان کی ہین وہ ضعیف ہین۔ اور جو ہمنے بیان کی ہی وہ دلیل قاطع ہی۔ پس ہمارا
قول اولی ہی۔ اور ہم ان وجہونکا اور قوی وجہونسے معارضہ کرسکتے ہین اول یہہ ہے
کہ امت اسپر مجتمع ہے کہ امرا سرایا کی اطاعت اُن امور مین واجب ہی جو دلیل سے معلوم ہو
کہ یہہ حق و صواب ہین اور یہہ دلیل سوائی کتاب و سنت کی نہین ہی۔ پس اس صورت
مین یہہ قسم طاعت کتاب و سنت و طاعت اللہ و رسول سے منفصل نہ ہوگا بلکہ اسمین

من اهل الحل والعقد لم یکن هذا قولا خارجا عن اقوال الامة بل کان هذا اختیارا
لاحد اقوالهم وتصحیحا له بالحجة القاطعة فاندفع السوال الاول واما سوالهم الثانی
فمدفوع لان الوجوه التی ذکروها وجوه ضعیفة والذی ذکرناه برهان قاطع فکان
قولنا اولی علی انا نعارض تلک الوجوه بوجوه اخری اقوی منها احدها ان الامة
مجتمعة علی ان امراء السرایا انما یجب طاعتهم فیما علم بالدلیل انه حق وصواب وذلک ولیس
الدلیل الا الکتاب والسنة فحینئذ لا یکون هذا قسما منفصلا عن طاعة الکتاب والسنة
وعن طاعة الله والرسول بل یکون داخلا فیه کما ان وجوب طاعة الزوجة
للزوج والولد للوالدین والتلمیذ للاستاذ داخل فی طاعة الله وطاعة الرسول
اما اذا حملناه علی الاجماع لم یکن هذا القسم داخلا تحتها لانه ربما دل الاجماع
علی حکم بحیث لا یکون فی الکتاب والسنة دلالة علیه فحینئذ امکن

داخل ہوگا۔ جیساکہ زوجہ کی طاعت زوج کے لئے اور ولد کی والدین کے لئے اور شاگرد
کی استاد کے لئے طاعت اللہ ورسول مین داخل ہے۔ لیکن جب ہم اسکو اجماع پر
حمل کرین تو یہہ قسم اسکے تحت مین داخل نہ ہوگا۔ اسلئے کہ اکثر اجماع کسی حکم پر
اس حیثیت سے دلالت کرتا ہے کہ کتاب وسنت مین اسپر دلالت نہین ہوتی۔ پس ہمسکو یہ مین
اس قسم کا پہلی دو نو قسمونسے منفصل کرنا ممکن ہے پس یہہ اولی ہے۔ اور دوم یہہ کہ
طاعت امراء پر آیت کا حمل کرنا اسکا مقتضی ہے کہ آیت مین شرط داخل ہو اسلئے کہ امراء کی
طاعت جبھی واجب ہے کہ مع الحق ہو پس جب ہم اجماع پر آیت کو حمل کرینگے تو آیت مین شرط
داخل نہ ہوگی پس یہہ بہتر ہے۔ سوم یہہ کہ بعد مین اللہ تعالی کا فان تنازعتم فی شئ فردوہ
الی اللہ فرمانا اجماع متقدم کیطرف مشعر ہے کہ اسکا حکم اس تنازع کے حکم کی مخالف ہو۔
چہارم۔ یہہ کہ اللہ ورسول کی طاعت قطعی واجب ہے اور ہمارے نزدیک اجماع کی طاعت

جعل هذا القسم منفصلا من القسمين الاولين فكان هذا اولى وثانيها ان حمل الآية على طاعة
الامراء يقتضي ادخال الشرط في الآية لان طاعة الامراء انما تجب اذا كانوا مع الحق
فاذا حملناه على الاجماع لا يدخل الشرط في الآية فكان هذا اولى وثالثها ان قوله
تعالى من بعد فان تنازعتم في شئ فردوه الى الله مشعر باجماع تقدم يخالف حكمه حكم
هذا التنازع ورابعها ان طاعة الله وطاعة الرسول واجبة قطعا وعندنا ان طاعة
اهل الاجماع واجبة قطعا واما طاعة الامراء والسلاطين فغير واجبة قطعا بل الاكثر انها
تكون محرمة لانهم لا يامرون الا بالظلم وفي الاول ان يكون واجبة بحسب الظن الضعيف
فكان حمل الآية على الاجماع اولى لانه ادخل الرسول واولي الامر في لفظ واحد وهو
قوله اطيعوا الرسول واولي الامر منكم فكان حمل اولي الامر الذي هو مقرون بالرسول
على المعصوم اولى من حمله على الفاجر والفاسق وخامسها ان اعمال الامراء والسلاطين

قطعی واجب ہے لیکن امرا و سلاطین کی طاعت پس قطعی غیر واجب ہے بلکہ اکثر وہ حرام ہوتی ہے
اسلئی کہ وہ سوائی ظلم کے حکم نہین کرتی اور صورت اول مین ظن ضعیف سی واجب ہوگی
پس اجماع پر آیت کا حمل اولی ہی اسلئی کہ خداوند تعالی نے رسول اور اولی الامر کو ایک
لفظ مین داخل کیا ہی اور وہ اسکا اطیعوا الرسول واولی الامر منکم فرمانا ہی - پس اس اولی الامر
سے جو رسول کی مقرون ہی معصوم مراد لینا فاجر و فاسق کے مراد لینی سے بہتر ہی - پنجم یہہ کہ
امرا و سلاطین کے اعمال علما کی فتادی پر موقوف ہین پس حقیقت مین علما امیر و نکی امیر
ہین پس اولی الامر سی علما مراد لینا اولی ہی - اور آیت کا ائمہ معصومین پر حمل کرنا جیسا کہ
روافض کہتی ہین نہایت بعید مین ہی کئی وجوہ سی - اول یہہ کہ ہمنی بیان کیا انکی طاعت
انکی معرفت اور انکی پاس پہونچنی کی قدرت سی مشروط ہی - پس اگر انکی معرفت سی پہلی
انکی طاعت ہم پر واجب ہو تو یہہ تکلیف مالایطاق ہی اور اگر انکی طاعت ہم پر جب

موقوفة على فتاوى العلماء فالعلماء فی الحقیقة امراء الامراء فکان حمل لفظ اولی
الامر علیهم اولی واما حمل الآیة على الأئمة المعصومین على ما یقوله الروافض ففی
غایة البعد لوجوه احدها ما ذکرنا ان طاعتهم مشروطة بمعرفتهم وقدرة الوصول
الیهم فلو اوجب علینا طاعتهم قبل معرفتهم کان هذا التکلیف ما لا یطاق
ولو اوجب علینا طاعتهم اذا صرنا عارفین بهم وبمذاهبهم صار هذا الایجاب
مشروطا وظاهر قوله تعالى اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یقتضی
الاطلاق وایضا ففی الآیة ما یدفع هذا الاحتمال وذلک لانه تعالى امر بطاعة
وطاعة الرسول واولی الامر فی لفظة واحدة وهو قوله تعالى اطیعوا الله واطیعوا
الرسول واولی الامر منکم واللفظة الواحدة لا یجوز ان تکون مطلقة
ومشروطة معا فلما کانت هذه اللفظة مطلقة فی حق الرسول صلى الله

واجب ہو کہ ہم انکی اور انکے مذاہب کی عارف ہون تو یہہ ایجاب مشروط ہوگا اور ظاہر مین اللہ تعالے کا یہہ قول کہ اطیعوا اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم اطلاق کا مقتضی ہی اور نیز آیت مین دو مضمون ہی کہ اس احتمال کو دفع کرتا ہی - اور وہ یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے اپنی اور رسول اور اولی الامر کی طاعت کا ایک لفظ مین حکم دیا ہی چنانچہ فرمایا ہی کہ اطیعوا اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم - اور یہہ جایز نہین ہی کہ ایک ہی لفظ مشروط بھی اور مطلق بھی ہو - پس جب یہہ لفظ حق رسول صلی اللہ علیہ و الہ وسلم مین مطلق ہی تو ضرور ہی کہ اولی الامر کی حق مین بھی مطلق ہو - اور دوم یہہ کہ اللہ تعالی نے اولی الامر کی طاعت کا حکم فرمایا ہے اور لفظ اولی الامر جمع ہی اور انکے یعنی شیعہ کے نزدیک ایک زمانہ مین ایک امام کی سوا نہیں ہوتا - اور جمع کا حمل واحد پر ظاہر کے خلاف ہی - سوم یہہ کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول - اگر اولی الامر سے مراد امام معصوم ہوتا تو واجب تہا کہ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی الامام کہا جاتا پس ثابت ہوا کہ آیت کی تفسیر حق یہہ ہی جو ہمنے بیان کی انتہی - ناظرین با تمکین ملاحظہ فرماوین کہ ان امام صاحب نے اس آیت سے اولی الامر کا معصوم ہونا دلیل قطعی سے ثابت فرمادیا - چنانچہ خود اسی قول مین دوسرے اعتراض کے جوابمین فرماتی ہین والذی ماذکرناہ برہان قاطع یعنی

علیہ والہ وسلم وجب ان تکون مطلقتہ فی حق اولی الامر والثانی انہ تعالی امر بطاعتہ اولی الامر ولفظہ اولی الامر جمع وعندہم لایکون فی الزمان الواحد الا امام واحد وحمل الجمع علی الفرد الواحد خلاف الظاہر وثالثہا انہ تعالی قال فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ولو کان المراد باولی الامر الامام المعصوم وجب ان یقال فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی الامام فثبت ان الحق تفسیر الآیتہ بما ذکرناہ

جو ہمنے بیان کیا وہ دلیل قاطع ہے۔ اور یہہ واضح ہی کہ ثبوت عصمت مین امام صاحب نے بعینہٖ وہی تقریر جو احقر نے عرض کی تھی فرمائی ہی اُسی مضمون کو مدلل بیان کیا ہی۔ پس الحمد للہ کہ امام صاحب کی شہادت سی بندہ کا دعوی جو عصمت اولی الامر پر تھا بخوبی ثابت ہو گیا۔ رہا یہہ امر کہ تعین اولی الامر مین اختلاف ہی سو یہہ مضر نہین کیونکہ دعوی محض اولی الامر کی عصمت کا ثابت کرنا تھا سو وہ ظاہر و عیان ہی۔ اب ہم بحول اللہ و قوتہ اِس اجماع کو جو امام صاحب نے اولی الامر سی مراد لیا ہی رد کرکے اِن شبہات کو جو ہمارے قول پر وارد کئی ہین دفع کرتے ہین۔ ناظرین خصوصاً حضرت محی طلب سی انصاف کی امید ہے۔ پس سخت حیرت و تعجب ہی کہ یہہ جلیل القدر عالم کہ حضرات اہل سنت و جماعت مین ایک ہی ہین اِس قول مین کیا فرماتی ہین۔ اور کچھہ گذارش کرتا سو ادبی سمجھکر اول صرف اُنکی اقوال کا تناقض عرض کرتے ہین خود فرماتی ہین کہ جب بات یہہ ہی تو ہمنی معلوم کیا کہ وہ معصوم جسکی طاعت کا حکم اللہ جل شانہ نے مومنین کو فرمایا ہی بعض امت اور کوئی طایفہ اِس امت کی طوایف مین سے نہین ہی اور پہر خود ہی فرماتے ہین کہ جب یہہ باطل ہوا تو ضرور ہی کہ وہ معصوم جو اولی الامر سے مراد ہی امت کے اہل حل و عقد ہون۔ اس سے صریح کوئی تناقض ہو سکتا ہی۔ حضرت نے کچھہ بھی خیال نہین فرمایا کہ بعض امت یا طایفہ از طوایف امت کا اولی الامر معصوم واجب الطاعتہ ہونا خود ہی باطل کر دیا ہے اور پہر امت کے ایک طایفہ یعنی اہل حل و عقد کو معصوم واجب الطاعتہ قرار دیا ہے۔ ہم پوچھتی ہین کہ اہل حل و عقد بعض امت ہین یا نہین اگر وہ بعض امت نہین تو اسصورت مین وہ امت محمدیہ سے ہی خارج ہو جائیگی چہ جائی معصوم واجب الطاعتہ ہون اور اگر وہ بعض امت ہین تو خود ان امام صاحب کے اِس قول سے معصوم واجب الطاعتہ نہ ہونگے۔ اور جو کچھہ اپنی فرضی اولی الامر یعنے اہل حل و عقد کے معصوم ہونے پر متفرع کیا ہی اور فرمایا ہے کہ ذلک یوجب القطع بان اجماع الامۃ حجۃ اسس سی سخت حیرت ہی تعجب ہی کہ طایفہ

اہل حل وعقد کی عصمت کا دعوی کرتے ہین اور اِس سی حجت اجماع امت ثابت فرماتی ہین
سبحان اللہ۔ اگر کوی اِس اعتراض کے جوابمین کہی کہ جب طایفہ اہل حل وعقد معصوم
ہی اور انکا قول حجت ہی تو مجموع امت کا قول کہ طایفہ مذکورہ اسمین داخل ہی بطریق اولی
حجت ہوگا۔ اسکی جوابمین عرض ہے کہ یہہ جواب بجای خود نہین کیونکہ اگر سوای اہل حل
وعقد کی باقی امت حجیت مین شریک ہین اور انکی شرکت شرط ہی۔ تو صرف اہل حل
وعقد کا قول حجت نہ ہوگا اور اہل حل وعقد معصوم نہ ہونگے اور یہہ ان امام صاحب
کے مفروض کے برخلاف ہی۔ اور اگر باقی امت شریک نہین اور انکی شرکت شرط نہین
تو صرف اہل حل وعقد کا قول انکی عصمت کے سبب سے حجت ہوگا اور باقی امت کے
اجماع کا اعتبار مطلق نہ ہوگا مثلا کسی مسئلہ مین باقی امت کا قول اہل حل وعقد کے
قول کے مخالف ہی اب ہم پوچھتی ہین کہ اسصورت مین اہل حل وعقد کا قول واجب
الاتباع ہی یا نہین اگر نہین تو لازم اتا ہی کہ معصوم کا قول واجب الاتباع نہ ہو اور اسکی
خرابی شرعا وعقلا ظاہر ہے اور نیز ان امام صاحب کے قول کے مخالف ہی۔ اور اگر
واجب الاتباع ہی تو جسطرح بقیہ امت کے مخالفت نی انکے قول کی حجت نہ ہوتی مین کچھہ
اثر نکیا انکی موافقت بھی اہل حل وعقد کے قول کی حجت مین کچھہ اثر نکریگی کیونکہ
تحصیل حاصل محال ہے۔ سخت تعجب ہی کہ حضرت امام صاحب جو اپنے ہم مذہبون مین
وحید ہین کیا ارشاد فرماتے ہین اصل بات یہہ ہی کہ چونکہ حکیم وعالم ہین مضمون آیت اولی الامر سے
کی عصمت کا انکار نہین کرسکتے مگر تعصب مذہبی سے مجبور ہین کہ ایسی دور از کار تاویلین فرماتے ہین
حیرت ہی کہ ان حضرت نے اہل حل وعقد کو کسطرح معصوم کہدیا اور بہ تکلف اپنے قول کو
بعض علماء سلف کے قول مین داخل کیا جو علماء کو اہل حل وعقد سے جانتی ہین اور
اور ونکے قول کو جو اولی الامر سے مراد خلفاء راشدین لیتے ہیں اختیار نکیا۔ حالانکہ
یہہ قول بہ نسبت اور اقوال کے خود ان امام صاحب کے نزدیک مرجح ہی کیونکہ اول

اسکو ذکر کیا ہی۔ مگر ذرا سے تامل سے اسکی وجہہ معلوم ہوتی ہی کہ اگر خلفاء راشدین کو معصوم کہتی۔ اجماع امت ہی کہ خلفاء ثلثہ معصوم نہ تھی لس باجماع مرکب عصمت جناب امیر علیہ السلام لازم آتی اور یہہ بات ان امام صاحب کو کب گوارا تھی۔ معہذا اس شق کو باطل بھی نکیا کیونکہ کسر شان خلفاء تھی مہمل چھوڑ دیا حالانکہ از روی مناظرہ ضروری تہا کہ جسطرح اور اقوال باطل کئے اسکو بھی باطل کرتے۔ المختصر اہل حل وعقد کے وجوب طاعت ثابت کرنے سی اصلی غرض امام کی صحت خلافت خلیفہ اول ہے۔ پس ہم کہتے ہین کہ جب یہہ خلافت اجماع اہل حل وعقد سے منعقد ہوئی تو اہل حل وعقد خلیفہ گر ہوتے چنانچہ ان امام صاحب کے اس قول سے کہ انہم امراء الامر بصراحتہ ظاہر ہے۔ اور تمام امت و اہل حل وعقد کے اجماع سے ثابت ہی کہ خلفاء ثلثہ معصوم نہ تھے۔ اور امام صاحب کی اس تقریر سی اہل حل وعقد معصوم ہین۔ پس معصوم بہ نسبت غیر معصوم کی خلافت کبری کے لئی احق واولی ہے اسلئے چاہئی تہا کہ جسطرح ملک فرنگ مین چند اشخاص کہ پارلیمنٹ کہلاتی ہین اور ریاست کا کام کرتے ہین خلقت انکی اطاعت کرتی ہی مجموعہ اہل حل وعقد کا نام خلافت رکھتے۔ یہہ بات بھی ملاحظہ کے لایق ہی کہ جب اہل حل وعقد نے خلیفہ کردیا تو چاہیے کہ امر و نہی مین اسکی مطیع ہون حالانکہ یہہ جماعت بقول امام صاحب معصوم ہی اور خلیفہ غیر معصوم لازم اتا ہے کہ معصوم غیر معصوم کا تابع ہو۔ اور نہایت ہی عجیب یہہ بات ہی کہ یہہ امام صاحب امت مین سے ایک شخص کی عصمت کے اسلئے قایل نہین کہ اپنے زعم مین امام معصوم کی معرفت وغیرہ سے عاجز ہین۔ ناچار اہل حل وعقد کو معصوم کہا ہی حالانکہ معلوم نہین ہوتا کہ اہل حل وعقد معصوم کے پہچاننی کی کیا علامت ہی اور اہل حل وعقد کو تمام امت سی کیونکر تمیز کرسکتی ہین اور اہل حل وعقد کے عدد و افراد کے

حصر کی کیا دلیل ہی۔ اور جبکہ یہہ لوگ اکناف عالم مین منتشر ہون تو انکی تمیز کا کیا قاعدہ
مقرر کیا ہی۔ اگرچہ اسبابمین گفتگو کی بہت گنجایش ہے مگر بنظر اختصار صرف اسقدر گذارش
ہی کہ اہل حل وعقد مصطلحہ حضرات اہل سنت وجماعت عقلا ونقلا ہرگز معصوم نہین
ہوسکتے۔ عقلا صاف ظاہر ہے کہ جایز الخطا افراد سے غیر جایز الخطا مجموعہ کیونکر پیدا
ہوسکتا ہی۔ معہذا کل اہل حل وعقد منتشرہ فی اقطار العالم کا اجماع اصطلاحی محال عادی ہے
اگر بفرض محال انکی عصمت ثابت بھی ہو تو اسپر کچھ فایدہ مرتب نہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ جل شانہ
ایسی جماعت کی اطاعت کا حکم جنکا جمع ہونا محال عادی ہو نفرمایگا اسلیے کہ یہہ تکلیف
مالا یطاق ہے۔ اور نقلا۔ پس کوی آیت وحدیث اہل حل وعقد کی عصمت پر شاہد
نہین ہے۔ اور اس آیت سے تمسک کرنا مصادرہ علی المطلوب ہی۔ حدیث
لا تجتمع امتی علی الضلالۃ قطع نظر اسکے کہ اس حدیث کی ضعف بلکہ وضع مین گفتگو ہی تمام امت
کے ضلالت پر مجتمع نہ ہونے پر دلالت کرتی ہی نہ کہ اہل حل وعقد کے اجماع پر۔ پس
امام صاحب کا یہہ فرمانا کہ اولی الامر معصوم سے مراد اہل حل وعقد ہین کسی طرح ۔ ست
معلوم نہین ہوتا اور وہ اعتراض جو فان قیل المفسرون ذکروا فی اولی الامر وجوہا اخری سوی
ما ذکرتم الخ بیان کرکے اپنے اوپر وارد کیا پوری قوت رکھتا ہی۔ کیونکہ تفسیر قران اپنی رای سے
جایز نہین کاش حضرت امام صاحب جناب خلیفہ اول کے اس قول پر کہ جب آپ سے آیہ قرانی کے
معنی پوچھے گئے تو فرمایا ٭ ای سماء تظلنی ای ارض تقلنی ان قلت فی القران برای۔ امام صاحب
کے یہہ جرات سے دیکھنے کے قابل ہی کہ خود ہی اولی الامر کی تفسیر مین احادیث شان نزول ذکر
فرماتے ہین اور انکی مقابلہ مین اپنی رای سے قیاس کرتے ہین حضرات اہل سنت وجماعت کا
عجیب حال ہی کہ اصول مین مطلق عقل کو دخل نہین دیتی حتی کہ حسن وقبح عقلی کے قایل نہین

٭ آجکل کے بعض حضرات اہل سنت سے تعجب ہی کہ حضرت خلیفہ اول کے اس قول پر عمل نہین کرتے اور قران کے معانی اپنی رای سے بیان
کرکے محض قران ہی کو کافی سمجھتے ہین خلیفہ ثانی کی یہہ تقلید غالب ہے کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا خیال نہ خلیفہ اول کے
قول کا اعتبار۔ منہ

اور فروع مین عقل سے کام لیتے ہین اور نص کے مقابلہ مین قیاس کرتے ہین - پس جبکہ امام صاحب کا یہہ قول کہ اولی الامر معصوم سے مراد اہل حل وعقد ہین لبداہت صحیح نرہا اور باقی اپنے ہم مذہب مفسرین کے قول کو یہہ امام صاحب خود باطل کر چکے تو ہمارا قول صحیح وثابت رہا - چونکہ ان شبہات کا رفع کرنا ضروری ہے جو ہم بر وارد کئے ہین اسلئے انکا جواب عرض کیا جاتا ہے ناظرین وحضرات مخاطبین خصوصًا جناب پیرجی صاحب سے انصاف کی امید ہے - **قولہ** احدھا مأذکرناہ ان طاعتھم مشروط بمعرفتھم الخ - ارباب فہم وفراست وعقل وکیاست کی خدمت مین عرض ہے - کہ ذرا غور وانصاف فرماوین کہ حضرت امام صاحب نے امام معصوم کی اطاعت کے لیے ہی معرفت کو خاص فرمایا ہے - کیا خدا اور رسول کی اطاعت کے لئے معرفت کی ضرورت نہین اہل حل وعقد معصوم مصطلحہ امام صاحب کی طاعت بدون معرفت ممکن ہے یہہ شرط جو امام صاحب نے لگائی ہے ایسی شرط ہے کہ اس سے کسی امر مین چارہ نہین ہے - جمیع تکالیف شرعیہ علم کی فرع ہین پس ایسی شرط کو اطلاق کا منافی نہین کہہ سکتے - حضرت امام صاحب اور انکے ہم مذہب اپنے مذہب کو ملاحظہ فرمائیں اور غور کرین کہ ایہ کریمہ کا اطلاق قایم رہتا ہے یا بالکل مضمحل ہوتا ہے - اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ اقوال اہل سنت وجماعت اس آیہ کی تفسیر مین خواہ قول جمہور خواہ قول امام صاحب سراسر اطلاق کے مخالف ہین تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے اولو الامر سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ اور بعد کے امراء مسلمین ہین اور انمین خلفاء وقضاۃ وامراء سرایا داخل ہین - آدمیونکو انکی اطاعت کا حکم کیا بعد اسکے کہ انکو عدل کا حکم دیا یہہ اسپر تنبیہ ہے کہ انکی اطاعت اسوقت تک واجب ہے کہ جبتک وہ حق پر ہین - اور تفسیر مدارک میں ہے کہ یہہ آیت اسپر دلالت کرتی ہے کہ امراء کی طاعت واجب ہے جبتک کہ وہ حق کے موافق ہون اور جب حق کے مخالف ہون پس انکی طاعت نہین ہے اس حدیث کی روسے کہ خالق کی معصیت مین مخلوق کی طاعت نہین ہے - اسیطرح اگر اولی الامر سے مراد علماء ومجتہدین وغیرہ لیجائی تب بھی اطلاق نہیں رہتا ہے کیونکہ انمین بھی یہہ قید لگی ہوی - چنانچہ اسی رسالہ مین مولویصاحب کے مقولہ میں اس قید

کا ذکر ہی - اور یہہ امام صاحب ان اقوال کو باطل کر چکے ہین - اور امام صاحب کا قول مختار یعنے
اہل حل و عقد - پس ظاہر ہی کہ اہل حل و عقد کی فردا فردا عصمت کا کوئی بھی قایل نہین ہے -
پس ضرور ہی کہ انکی اطاعت کو مقید بحال اجتماع کرین اور اجتماع انکا نادر اور اکثر مسایل مین غیر حاصل ہے
والنادر کالمعدوم پس انکی اطاعت تمام مسایل مین میسر نہ ہوگی پس اطاعت مطلقہ ثابت نہ رہی -
اور امام صاحب کے قول کے موافق ہم بہی کہہ سکتی ہین کہ ھذا الایجاب مشروطۃ بکونھم
علی الحق او بحال اجتماعھم وظاھر قولہ تعالی یقتضی الاطلاق وایضا فی الآیۃ ما یدفع
ھذا الاحتمال وذلک لانہ تعالی امر بطاعتہ وطاعتہ الرسول واولی الامر فی لفظۃ واحدۃ
واللفظہ الواحدۃ لا یجوز ان یکون مطلقہ ومشروطۃ معًا - یعنی یہہ ایجاب انکی حق (قول جمہور)
پر ہونے یا انکی مجتمع (قول امام صاحب) ہونی کی حالت سی مشروط ہی اور خداوند تعالی کا ظاہر قول اطلاق کا
مقتضی ہے - اور نیز آیت مین وہ بات ہی جو اس احتمال کو دفع کرتی ہی اور وہ یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے اپنے
اور رسول و اولی الامر کی طاعت کا ایک لفظ مین حکم فرمایا ہی اور جایز نہین کہ ایک ہی لفظ مطلق بھی ہو
اور مشروط بہی ہو - معہذا ہم پوچھتی ہین کہ اہل حل و عقد کی طاعت کے لئی معرفت شرط ہی یا نہین -
اگر شرط ہی تو جو اعتراض ہم پر وارد کیا ہی وہی اعتراض بعینہ امام صاحب پر وارد ہی اور اگر شرط نہین پس یا تو
قایل ہون کہ اہل حل و عقد کی طاعت بدون معرفت واجب ہی یا یہہ ادعا فرماوین کہ انکی معرفت
بدیہی اولی ہی اور ان ہر دو شقونکا بطلان ظاہر ہے - اور نیز یہہ امام صاحب کونوا مع الصادقین
کی تفسیر مین فرماتی ہین کہ صادقین کا ہر زمانہ مین موجود ہونا ضرور ہی کیونکہ اللہ جل شانہ نے مومنین کو
حکم فرمایا ہی کہ صادقین کے ہمراہ رہو - اور کسی شی کی ہمراہی جبھی ثابت ہوگی کہ اس شے کا وجود ہو -
اسیطرح اللہ جل شانہ نی اس آیت مین بہی اولی الامر کی اطاعت حکم فرمایا ہی - امام صاحب کے
قول کی موافق چاہتی کہ اولی الامر بہی ہر زمانہ مین موجود ہون اگر اولی الامر سی مراد اہل حل و عقد ہین
تو فرمائین کہ اس زمانہ مین اہل حل و عقد کون ہین - امام صاحب دوسرا اعتراض ہم پر یہہ فرماتی ہین
قولہ والثانی انہ تعالی امر بطاعتہ اولی الامر ولفظ اولی الامر جمع الخ ارباب فہم ذی الصواب

فرماوین کہ اگر معنی اسکے یہہ کرین کہ اطاعت کرو خدا اور رسول کی اور اولی الامر مین سے واحد کی اسکے زمانہ مین یا افراد اولی الامر سے فرد فرد کی اسکے عہد مین تو کیا قباحت ہی بلکہ اصل مین آیت کے معنی یہہ ہی ہین خواہ اولی الامر سی کچھ ہی مراد لین - اس اجمال کی تفصیل یہہ ہی کہ امام صاحب کے اعتراض کا حاصل یہہ ہی کہ اولی الامر کا لفظ جمع ہی اہل حل وعقد کی جماعت پر تو اطلاق اسکا صحیح ہی اور چونکہ امام واحد ہی پس امام پر اولی الامر کا اطلاق ظاہر کے خلاف ہوگا - اسکا جواب یہہ ہی کہ اول تو لفظ جمع سی واحد مراد لینا قران شریف مین بکثرت موجود ہی چنانچہ آیہ استخلاف کے بیان مین ایکدو مثالین گذارش ہونگی - دوم یہہ کہ امام صاحب کی اعتقاد کے موافق اولی الامر یعنی اہل حل وعقد کی اطاعت ایک ہی زمانہ سی مخصوص نہین ہی بلکہ قیامت تک مستمر ہی پس اہل حل وعقد کی جماعت زمانہ معین مین شخص واحد کا حکم رکھتی ہی اور جمع کا اعتبار جماعتونکی تعداد کی اعتبار سی افراد مجموع کی تعداد کیطرح ضروری ہے - اس صورت مین آیت کے معنی یہہ ہوئی کہ ہر زمانہ کے اہل حل وعقد کی جماعتونکی اطاعت کرو - پس ہم بھی کہتی ہین کہ آیت کی معنی یہہ ہین کہ اطاعت کرو ائمہ کی تمام زمانونمین جمع کا مقابلہ جمع کے اعتبار سی - اگرچہ امام عصر اپنی زمانہ مین ایک ہی ہو جیساکہ اہل حل وعقد کی جماعت اپنی اپنے زمانہ مین شخص واحد کا حکم رکھتی ہی - دیکھئی اس اعتبار کی لفظ جمع کا اطلاق نہایت ہی صحیح ہی - ہان اگر اہل حل وعقد سی خاص معین جماعت موجود وقت نزول آیہ ہی مراد لین - تو البتہ اسپر جمع کا اطلاق لظاہر ظاہر کے موافق ہوگا اور واحد یعنی امام پر اطلاق ظاہر کے خلاف ہوگا اگرچہ ظاہر ہی کہ وہ جماعت بھی باعتبار جمع کی مراد نہ ہوگی بلکہ انکا مجموعہ جو بمنزلہ شخص واحد ہی مراد ہوگا مگر زیادہ تر وقت یہہ ہوگی کہ وہ اعتراض جو حضرات اہل سنت وجماعت شیعونکی آیہ انما ولیکم اللہ ورسولہ الآیہ کے استدلال پر کرتی ہین کہ جناب سید اولیا سلطان الانبیا کی حیات مین کب واجب الاطاعت تھی اگرچہ اسکا جواب اپنی محل پر نہایت ہی متین ومسکت دیا گیا ہی - اس صورتمین بعینہ وہی اعتراض ان حضرات پر وارد ہوگا کہ وہ کونسی اہل حل وعقد کی جماعت تہی کہ زمانہ حیات سرور کائنات مین واجب الاطاعۃ تھی - تیسرا

اعتراض امام صاحب یہہ فرماتے ہین **قولہ** - وثالثہا انہ تعالی قال فان تنازعتم فی شے فردوہ الی اللہ والرسول الخ **اقول** اسکے جوابمین بہ نظر اختصار صرف اسیقدر گذارش ہی - کہ جس صورتمین امام صاحب اہل حل وعقد کی عصمت کے مقر ہین اور بقول خود آیہ اول سی بدلیل قطعی اسکو ثابت کر چکے ہین - اور آیہ ثانیہ مین بعد لفظ اللہ و رسول کے قران شریف مین لفظ اولی الامر مذکور نہین ہی تو ضرور ہی کہ کوئی تاویل فرمانگے وہی ہماری طرف سی قبول فرماین تعجب ہی کہ اگر اولی الامر سی مراد اہل حل وعقد ہون تو انکی عصمت بدلیل قطعی بدون نزاع ثابت ہو جای اور اگر ائمہ کی عصمت کا نام لین تو اس قسم کی گفتگو کیجائی - اہل انصاف غور فرماوین یک بام و دو ہوا یعنی چہ چونکہ امام صاحب نے اولی الامر کی عصمت بدلیل قطعی ثابت فرما دی تو کل اور مندرجہ رسالہ کا جواب آگیا ہمکو حرف بحرف جواب کی ضرورت نرہی - مگر احتیاطا اسقدر اور گذارش ہے کہ بڑا اعتراض مولوی صاحب اور دیگر حضرات اہل سنت و جماعت کا یہہ ہی کہ دوسری این مین فردوہ الی اللہ والرسول اولی الامر منکم حق تعالی نے کیون نفرمایا - اگر یہہ اعتراض بدلیل قاطع رفع ہو جای تو پھر حضرت مولوی صاحب وغیرہ کی نزدیک بھی اولی الامر کی عصمت مین کچھہ کلام نہین لیجیے بحول اللہ و قوتہ اس اعتراض کو بھی رفع کی دیتے ہین - واضح ہو کہ گو یہہ لفظ قران شریف مین اس مقام پر مذکور نہین مگر اسی سورہ مین اس آیت سی کچھہ ہی آگے حق تعالی فرماتا ہی وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ - بمقتضای الایات یفسر بعضہا بعضاً جو مسلمہ فریقین ہے اور جا بجا مفسرین و شراح احادیث اس سے استدلال کرتے ہین چنانچہ بیضاوی نے اسی آیت یعنی یا ایہا الذین امنو اطیعوا اللہ الایہ مین اس دوسری آیت سی جواب لکھی گئی ہین استدلال کیا ہی - اس آیہ ثانیہ کو آیہ اولی کے ساتھہ ضم کرنے سی ہمارا مدعا بخوبی ثابت اور جناب مولوی صاحب کا اعتراض بالکل رفع ہو گیا - اور معطوف و معطوف علیہ کی جو مثال لکھی تھی اگرچہ وہ اس موقع پر بجای خود نہ تھی چنانچہ اہل فہم سمجھی ہین وہ شبہہ بھی جاتا رہا غرضکہ اولی الامر کی عصمت مین کچھہ شک باقی نرہا

ہان مولویصاحب کے قول مین لفظ اولی الامر کے معانی متعددہ کا احتمال درج ہی۔ سو امام صاحب کے اس قول سی جو ہمنے نقل کیا معلوم ہوا کہ امام صاحب تینوں مین سے ہر ایک کو رد کر چکے ہین اور اہل حل وعقد جو انہون نے متعین کی تھی وہ ہم باطل کر چکے تو اب معانی متعددہ کا احتمال کہان رہا۔

معہذا ہم کہتی ہین کہ قران شریف مین اکثر احکام بطور اجمال ارشاد ہوی ہین۔ انکی تفصیل جناب رسول خدا صلعم نے فرمائی ہی۔ مثلاً اللہ جل شانہ نے نماز کا حکم فرمایا لیکن نماز کی ترکیب و فرایض و نوافل و رکعات کی تعداد وغیرہ امور متعلقہ نماز کی تصریح نہین فرمائی اپنے حبیب کے ارشاد پر محول و منحصر فرمایا۔ رسول مقبول نے نماز کی ترکیب اور اسکی رکعات کی تعداد و فرایض و نوافل وغیرہ کی تفصیل امت کو سمجھائی علی ہذا القیاس زکوۃ و حج وغیرہ کا قران شریف مین حکم ہی مگر تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی ارشاد فرمائی ہی۔ اسیطرح خداوند کریم نے اس آیہ مین اولی الامر کی اطاعت مثل اپنے اور اپنے رسول کی اطاعت کی ہم پر فرض کردی لیکن اسمای گرامی اولی الامر کی تصریح نہین فرمائی اپنے پیغمبر کے ارشاد پر منحصر رکھی اب ہم دیکھتے ہین کہ نبی کریم نے اولی الامر کی کیا تصریح فرمائی ہی۔ چنانچہ کتاب روضۃ الاحباب مین جو اہل سنت کی معتبر کتاب ہی اور میر جمال الدین صاحب محدث جیسی ثقہ کی تالیف ہے اس آیہ کریمہ کی تفسیر مین یہہ حدیث عبد اللہ بن جابر سی مسطور ہی۔ عبارت بلفظہ یہہ ہے

از جابر بن یزید الجعفی مرویست کہ گفت شنیدم از جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ کہ میگفت کہ چون ایزد تعالی نازل گردانید بر پیغمبر خود این آیہ۔ یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ گفتم یا رسول اللہ می شناسیم ما خدا و رسول او را پس کیستند اصحاب امر کہ خدا تعالی اطاعت ایشانرا قرین ساختہ است بطاعت تو۔ پس گفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہم خلفای من بعدی اولہم علی بن ابیطالب ثم الحسن ثم الحسین ثم علی بن الحسین ثم محمد بن علی المعروف فی التوریۃ بالباقر وستدرکہ یا جابر فاذا لقیتہ فاقراہ منی السلام ثم الصادق جعفر بن محمد ثم موسی بن جعفر ثم علی بن موسی

ثم محمد بن علی ثم علی بن محمد ثم الحسن بن علی ثم حجۃ اللہ فی ارضہ وبقیتہ فی عبادہ محمد بن الحسن بن علی ذلک الذی یفتح اللہ عزوجل علی یدیہ مشارق الارض ومغاربہا وذلک الذی یغیب عن شیعتہ واولیاءہ غیبۃ لا تثبت فیہا علی القول بامامتہ الا من امتحن اللہ قلبہ للایمان ۔ جابر گوید گفتم یارسول اللہ آیا در غیبت امام شیعہ انتفاع یابند فقال ای والذی بعثنی بالنبوۃ انہم یستضیئون بنورہ وینتفعون بولایتہ فی غیبتہ کانتفاع الناس بالشمس وان علاہا سحاب ۔ ای جابر این اسرار مکنونہ الٰہی است پس پنہان دار آنرا مگر از کسیکہ اہل آن باشد انتہی ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ یعنی اولی الامر میرے بعد میرے خلیفے ہین ۔ اول انکے علی ابن ابیطالب ہین پھر حسن پھر حسین پھر علی بن حسین پھر محمد بن علی جو توراۃ مین ملقب باقر ہین اور ای جابر تو انسے عنقریب ملیگا اور جب تو انسے ملے تو میرا سلام کہنا ۔ بعد اسکے صادق جعفر بن محمد پھر موسی بن جعفر پھر علی بن موسی پھر محمد بن علی پھر علی بن محمد پھر حسن بن علی پھر خدا کی حجت اسکی زمین مین اور بقیہ اسکے بندونمین یعنی محمد بن حسن بن علی یہہ وہ ہین کہ اللہ عزوجل انکے ہاتھو پر زمین کے مشارق ومغارب فتح کریگا اور یہہ وہ ہین کہ اپنے شیعون اور دوستونسے غایب ہو جاینگے ایسی غیبت کہ انکی امامت پر سوای اس شخص کے کہ اللہ جل شانہ نے جسکے دل ایمان کا امتحان کر لیا ہو ثابت قدم نرہیگا ۔ جابر لکھتے ہین کہ مینے عرض کیا یارسول اللہ کیا امام کی غیبت مین شیعہ نفع پاینگے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے مجکو اس ذات کی جسنے مجکو نبوت پر مبعوث کیا ہے کہ وہ لوگ یعنے دوستداران حضرت امام مہدی علیہ السلام انکی غیبت کے زمانہ مین انکے نور سے منور ہونگے اور انکی دوستی سے فایدہ اوٹھاینگے جسطرح آدمی آفتاب سے فایدہ حاصل کرتے ہین اور اگرچہ وہ بادل مین چھپا ہو ۔ ای جابر یہ اللہ جل شانہ کے پوشیدہ اسرار ہین انکو انکے اہل کے سوا سے پوشیدہ رکھہ ۔ اگر اس حدیث شریف مین بسط سے گفتگو کیجای تو بہت طول ہو ۔ اسیقدر گذارش ہے کہ اس حدیث سے بکمال وضوح واضح و روشن ہوگیا اور ہرگز کسیطرح کا شک وشبہہ باقی نرہا کہ اس آیہ وافی ہدایہ مین جو اولی الامر مذکور ہین انسے ہمارے ہی بارہ امام علیہم السلام مراد ومقصود ہین اور انھی کی اطاعت مثل

اطاعت خدا و رسول ہر شخص پر لازم و فرض محتم ہی ۔ و الحمد للہ علی ذلک ۔ اس حدیث سے
امام رازی صاحب و دیگر حضرات اہل سنت کی کل تاویلات احتمالات باطل و مضمحل ہو گئے ۔
ثم الحمد للہ علی ذلک ۔ یہہ امر بہی قابل ملاحظہ ہی کہ جابر جیسی جلیل القدر صحابی نے جو اہل زبان تھی
اور بہ نسبت غیر ملک والونکی نکات زبان عرب سی خوب واقف تھے اس آیہ مشتمل ہماری اطاعت
اولی الامر بدون کسی قید کے رسول کی اطاعت کی ہی مانند سمجھی ۔ جب ہی تو رسول مقبول سی
اولی الامر کی تفصیل دریافت کی ۔ وہ خدشہ جو حضرات اہل سنت کو آیہ مابعد سی ہوا ہی انکے
خیال مین بھی نہ آیا ۔ ناظرین انصاف گزین خصوصاً حضرات مخاطبین سیما حضرت پیرجی صاحب
کچہہ غور و تامل و انصاف فرماوین کہ جس حالت مین جناب سرور کائنات نے خود خلفاء اثنا عشر
کی یہہ تفصیل فرمائی ہو اور خلیفہ اول اپنا جناب امیر علیہ السلام کو فرمایا ہو ۔ خلفاء ثلثہ کو
خلفاء اثنا عشر مبشر بالخلافہ مین کسطرح داخل کرینگے اور حضرت خلیفہ اول رسول اللہ کے اول
خلیفہ کیونکر ہونگے ۔ منکرین غیبت امام بھی غور و تامل فرماوین کہ اس حدیث شریف مین ایسی
لوگونکی نسبت جناب رسالت مآب نے کیا ارشاد فرمایا ہی ۔ اور یہہ سید جمال الدین محدث
مولف کتاب روضۃ الاحباب حضرت شاہ عبد العزیز صاحب مولف تحفہ کے مشایخ اجازہ مین سے
ہین چنانچہ صاحب تحفہ رسالہ اصول حدیث مین جو سید قمر الدین حسینی کیواسطے لکہا ہے
مشکوۃ کے سند کے بیان مین فرماتے ہین ۔ ہذہ عبارتہ ۔ مشکوۃ المصابیح حضرت شیخ ابو طاہر از
شیخ ابراہیم کردی و ایشان از شیخ احمد قشاشی و ایشان از شیخ احمد بن عبد القدوس شناوی
و ایشان از سید غضنفر بن سید جعفر نہروانی و ایشان از شیخ محمد سعید معروف بمیر کلان کہ در وقت
خود شیخ مکہ بودند و ایشان از سید نسیم الدین میرک شاہ و ایشان از والد بزرگوار خود سید جمال الدین
عطاء اللہ بن سید غیاث الدین فضل اللہ بن سید عبد الرحمن الخ ۔ اور ملا علی قاری نے
مرقاۃ مین تصریح کی ہی کہ وہ مشایخ کبار سی ہین اور مولوی حیدر علی صاحب منتہی الکلام کی ملک
اہل مین انکو اپنی محدثین اکبر مین سی جانتے ہین اور شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا کے

ماثر خلیفہ ثانی مین روضۃ الاحباب سی روایت نقل کی ہی اور خود صاحب تحفہ نے رسالہ اصول حدیث مین کتاب روضۃ الاحباب کی مدح وستایش فرمائی ہی — اور یہہ جابر بن عبداللہ جنسی یہہ حدیث مروی ہی وہ صحابی جلیل القدر ہین کہ کرمانی اور عینی شراح بخاری نے شرح بخاری مین انکی مدح فرمائی ہے اور عینی نے عمدۃ القاری مین یہہ لکہا ہی کہ اگر جابر ہی خیر امت مین سی نہ ہو تو پہر کون ہوگا چنانچہ جس زمانہ مین مال بحرین آیا اور خلیفہ اول نے منادی کرائی کہ جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرض وغیرہ لینا ہو وہ آئی اور جابر عبداللہ گئی اور کہا کہ مجسی رسول اللہ نے یہہ وعدہ فرمایا تہا اور خلیفہ اول نے انکو کچہہ دیا — اس حدیث کی بیانمین وہ لکہتی ہین — قال بعضهم فيه قبول خبر الواحد العدل من الصحابة ولو جر ذلك نفعا لنفسه لان ابا بكر لم يلتمس من جابر شاهدا على صحة دعواه انتهى — قلت انما لم يلتمس شاهدا منه لانه عدل بالكتاب والسنة اما الكتاب فقوله تعالى كنتم خير امة وكذلك جعلناكم امة وسطا فمثل جابر ان لم يكن من خير امة فمن يكون الخ اگرچہ اس مقام مین کلام کی بہت گنجائش ہی — مگر چونکہ یہہ مقام محل ذکر نہین صرف اشارہ ہی کافی سمجہتی ہین کہ اہل سنت مدعیان ولای واتباع اہل بیت ذرا انصاف سی کام لین اور رد دعوی ہبہ فدک جناب سیدہ مین جو تاویلین وتقریرین کیجاتی ہین اس شارح کی یہہ تقریر دلپذیر ذہن مین رکہکر اس حال کو سوچین الغرض ہمارا مطلب صرف اخیر فقرہ سی ہی جسکے یہہ معنی ہین کہ اگر جابر جیسا شخص خیر امت سی نہ ہوگا تو اور کون ہوگا — قال صاحب رسالہ جلسہ ثانیہ

قال اس جلسہ مین اکثر اشخاص طرفین کے جمع ہو گئی تہے **اقول** یہہ دوسرا امر ہی کہ خلاف معاہدہ الیسی عمل مین آیا جسکی بابت بندہ اور نیز جناب مولوی حافظ نور الدین خانصاحب نے روز اول انکی خدمتمین حاضر ہو کر گذارش کیا تہا اور باہم عہد ہو گیا تہا کہ تخلیہ مین گفتگو ہوگی **قولہ** — میر فرزند حسین صاحب نے مولوی نور الدین خانصاحب سی کہا دلیل عصمت انبیا پیش کیجی — **اقول** نہین ہرگز نہین کہا بلکہ یہہ عرض کیا تہا — کہ پہلی دفعہ جو گفتگو ہوئی تہی اسمین کئی امر فروگذاشت

ہوگئی تھے - عصمت کی تعریف کا ذکر نہ آیا تھا اور نہ اسکا انبیا علیہم السلام کی لئے عصمت کی کیون ضرورت اور نبوت مین عصمت کسلئے شرط ہی - اول آپ عصمت کی تعریف پھر انبیا علیہم السلام کیلئے عصمت کی ضرورت بیان فرماوین - اور نیز وہ آیت جو جناب نے عصمت انبیا مین پہلی جلسہ مین پڑہی تھی اور احقر نے عرض کیا تھا کہ یہہ آیت ملایکہ کی شان مین ہی مگر آپ ہر دو صاحب نے اصرار سے فرمایا تھا کہ انبیا کی شان مین ہی - تفسیر بیضاوی کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ آیت ملایکہ کی ہی شان مین ہے چنانچہ یہہ تفسیر موجود ہی آپ ملاحظہ فرماوین - جناب حافظ صاحب نے بمدد جناب مولویصاحب عصمت کی تعریف مفصلہ ذیل بیان فرمائی - یعنی قبل از نبوت گناہ کبیرہ سے پاک ہون اور نبوت کے بعد بھی گناہ کبیرہ نکرین اور صغیرہ بھی عمداً نکرین - ظاہر ہی کہ یہہ تعریف جامع مانع نہین اسلئے عدالت و عصمت مین کچھہ فرق معلوم نہین ہوتا - اسلئی اسمین ہی گفتگو ہو رہی تھی کہ میان الہ دیا صاحب جلد ساز نے کہا کہ ہمارے نزدیک اگر قبل از نبوت گناہ کبیرہ ہی سرزد ہو تو کچھہ مضایقہ نہین۔ مینے کہا کہ اگر یہہ بات ہی تو نبوت کا اثبات مشکل ہوگا کیونکہ جو شخص مرتکب کبایر ہوتا رہا ہو اگر وہ نبوت کا دعوی کرے تو اسکی تصدیق کیونکر ہوگی اور آدمی اسکا کیا اعتبار کرینگے - اسپر مولویصاحب نی میان اللہ دیا صاحب کو جھڑکا کہ بار بار یونہی کیسی گفتگو سی کیا فایدہ - الحاصل مجھہ مین اور حافظ صاحب مین اسی باہمین باتین ہو رہی تہین اور اور آدمی بھی درمیان مین بول رہے تھے کہ مولویصاحب نے فرمایا کہ یہہ گفتگو باقاعدہ نہین مناظرہ کا یہہ طریقہ ہی کہ ایک سایل دوسرا مجیب ہو - یہہ گفتگو میرے پسند نہین - اور یہہ کہکر کہ میرے سر مین درد ہی چلے جانیکا قصد کیا - واقعہ مین مولویصاحب کے سر مین درد تھا اور چہرہ سی طبیعت کا مکدر ہونا معلوم ہوتا تھا - مینے یہہ عرض کرکے کہ جسطرح آپ فرمائین گفتگو ہو بٹھایا - حافظ عبد الباقی صاحب اور پیرجی صاحب نی بھی نہایت اصرار والحاح کیا کہ آپ ضرور تشریف رکھین - غرضکہ مولویصاحب بیٹھے اور حافظ عبد الباقی صاحب نے مولویصاحب کی سر پر کچھہ پڑہکی دم کیا - **قولہ** اسپر مولوی مشتاق احمد صاحب نے پھر اس گفتگو کو روکا اور فرمایا دعوی عصمت کی دلیل پیش کرنا آپکی ذمہ ہی - جبتک باقاعدہ مناظرہ

نہ ہوگا عمدہ نتیجہ کا برامد ہونا معلوم **اقول** مجکو یاد نہین پڑتا کہ مولوی صاحب نی روکا ہو۔ روکنی کی کوی وجہ معلوم نہین ہوتی کیونکہ یہہ امر پہلی جلسہ مین طی ہوچکا تہا کہ عصمت انبیا علیہم السلام کا ثبوت حافظ صاحب کی ذمہ ہی۔ بلکہ اِس جلسہ کی شروع مین یہہ ہی گفتگو ہوئی تھی جو بندہ نے عرض کی۔ ہان پچہلا فقرہ یعنی جبتک باقاعدہ مناظرہ نہ ہوگا الخ یہہ فرمایا ہو تو مضایقہ نہین چنانچہ جو مضمون مینی لکہا ہی اِس سی بہی یہہ مطلب نکلتا ہو۔ حضرت پیرجی صاحب۔ آپ تو اِس رسالہ مین جلسہ اولی مین مجکو ساکت ہو کر چکی ہین پہر مولوی صاحب اگر روکتی تو اسطرح کیون روکتی بلکہ فرماتی کہ جلسہ سابقہ مین عصمت انبیا علیہم السلام ہم قران شریف سی ثابت کر چکی اور تو عصمت ائمہ علیہم السلام ثابت نکر سکا اب عصمت انبیا کی ذکر کی کیا ضرورت ہی۔ تعجب ہی کہ باوجودیکہ کمیٹی نے ملکر یہہ رسالہ لکہا اور کمیٹی کے ممبر نہایت ذکی اور تجربہ کار ہین اسکا کچھ خیال نکیا کہ جلسہ اولی مین ہم کیا لکہ آئی ہین اور اب کیا لکہتی ہین۔ اصل یہہ ہی کہ بی اصل باتین یاد نہین رہتین اور سچ کا ہمیشہ بول بالا ہی رہتا ہی **قولہ** لیکن میر صاحب اصرار ہی کرتے رہی۔ **اقول** مینی ہرگز اصرار نہین کیا اور آخر بلادلیل کیون اصرار کرنے دیا۔ **قولہ** مولوی نورالدین خانصاحب نے سورہ انبیا کی وہی آیت پڑہی۔ میر صاحب نے بھی وہی اپنا پہلا احتمال پیش کیا۔ یعنی بل عباد مکرمون سی مراد فرشتہ ہین۔ **اقول** حضرت پیرجی صاحب۔ اِس جلسہ کی گفتگو تو آپنی بالکل ہی بدلدی یہہ گفتگو ہرگز نہین ہوی بلکہ شروع مین وہی باتیں ہوئین جو بندہ نے عرض کین۔ یعنی عصمت کی تعریف و ضرورت عصمت انبیا کا ذکر آیا۔ اور یہہ کہ وہ آیہ جو آپنے پہلی جلسہ مین پڑہی تھی ملایکہ کی شانمین ہی۔ چنانچہ اپنی اِس قول کی تصدیق و تائید کے لئے کہ یہہ آیہ ملایکہ کی شانمین ہی تفسیر بیضاوی جو وہان موجود تھی جناب حافظ صاحب کو ملاحظہ کرای گئی۔ تعجب ہی کہ آپنی یہہ کیونکر تحریر فرمایا۔ اور باتین تو خیر کیا تفسیر کا پیش کرنا بھی آپکے یاد نرہا۔ کاش کمیٹی عبارت کو ہی درست و مربوط کرتی نہ کہ یہہ مضمون ہی بالکل نیا تراش دیا۔ مذہبی امور مین اِس قسم کا تصرف کرنا حیرت انگیز جراءت ہی **قولہ** البتہ حضرت عزیرؑ اور حضرت عیسیٰؑ اسمین داخل ہونگے جس سے صرف دو نبیون کی عصمت ثابت ہوئی۔ **اقول**

لاحول ولاقوة الا حضرت یہہ کیا غضب فرماتے ہین۔ آپ ذرا غور فرمائین میرے یہہ کہنے کا کیا موقع تہا مجکو کیا ضرورت تھی کہ جبکہ انبیا کی عصمت کا ثبوت آپکا ذمہ ہو اور آپ ثابت کر رہے ہون بجاے حرج بدون ضرورت دونیونکی عصمت کا خودہی قایل ہوجاؤن بلکہ اصل بات یہہ تھی کہ جب حافظ صاحبنے تفسیر بیضاوی ملاحظہ فرمائی اور معلوم ہوا کہ یہہ آیت ملایکہ کی شان مین ہے تب حافظ صاحب نے فرمایا کہ گو تفسیر مین یہہ لکہا ہی۔ مگر ہم کہتے ہین اُس زمانہ مین دو قسم کے آدمی تھے ایک گروہ ملایکہ کو اور دوسرا گروہ یعنی یہود و نصاری حضرت عزیر و عیسی علی نبینا علیہما السلام کو اولاد خداوند تعالے جانتے تھے بقولے اللعبرة للعموم ہم کہہ سکتے ہین کہ انبیا بھی اسمین داخل ہین۔ اسکے جوابمین عرض کیا گیا تہا کہ اگر ایکے اس قول کو تسلیم کرین تو یہہ دونبی اس آیت مین داخل ہو سکتے ہین۔ نہ یہہ کہ دونبونکی عصمت ثابت ہوئی **قولہ** مولوی مشتاق احمد صاحبنے فرمایا جب آپ دو کی عصمت تسلیم کرچکے تو یہہ جمیع انبیا کی عصمت کو مستلزم ہی۔ بدلیل قولہ تعالی لانفرق بین احد من رسلہ یعنے ہم اسکے رسولون مین کچھ فرق نہین سمجھتے۔ **اقول** عصمت کا تو ذکر ایا ہی نہین ہان یہہ ضرور ہی کہ مینے کہا تھا کہ آپکے قول کے موافق اس آیت مین صرف یہہ دونبی داخل ہونگے۔ اور مولویصاحب نے بھی یہہ آیت ضرور پڑہی تھی اس غرض سے کہ جب دونبیونکو اس ایہ مین داخل کرتے ہو تو سبکو داخل کرو مگر رسالہ کی ترتیب کے وقت اس عبارت مین کچھہ خرابی معلوم ہوئی اسلئے عصمت کی قید زاید کی تاکہ جائے اعتراض نرہے کیونکہ ظاہر ہے یہود و نصاری کے دونبیونکو اولاد خداوند تعالی جاننے سے یہہ کلیہ نہین ہوسکتا اور نہ ایہ لانفرق احد الایہ کے پڑہنے کا موقع تہا۔ **قولہ** میر صاحب کچھہ ترش ہوکر فرمایا۔ آپ ہار جیت کی بات کرتے ہین۔ **اقول** حیف کہ وہ جواب جو اس موقع پر عرض کیا تہا آپنے تحریر نفرمایا مینے عرض کیا تہا کہ بہت اچھا اگر آپکے کہنے سے یہہ ہی مان لین کہ کل انبیا علیہم السلام اس ایت مین داخل ہین تو بارہ بعلون سے امر تبلیغ مراد ہوگا اور اگر بارہ بعلون سے عموما مراد لیکر کل انبیا کو داخل فرمائیگا آپکے مذہب کے موافق وعصو ادم ابہ

فتوی ولائکن کصاحب الحوت اور حضرت داود علی نبینا وعلیہ السلام کا قصہ جو اونکی کتابونمین لکھا ہے اسکی کیا معنی ہونگے میرا مقولہ جو اس قول مین لکھا ہی۔ بی شک مجکو یاد ہی کہ مینے یہہ کہا تہا مگر نہ اس موقع پر بلکہ اس سے پہلے جو باتین ہورہی تہین مولویصاحب نے شاید کوئی ایسی ہی بات فرمائی تھی جسکے جوابمین یہہ کہا گیا تہا اس مقام مین اسکے کہنے کا کیا موقع تہا مگر چونکہ کمیٹی کو رسالہ لکہنا منظور تہا جس جگہ چاہا لکھدیا۔ **قولہ** مولوی نور الدین خانصاحب نے عصمت انبیا کے ثبوت مین ایک اور ایت سورۃ الجن کی پیش کی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربہم ترجمہ جاننے والا بہید کا سو نہین خبر دیتا اپنے بہید کی کسیکو مگر جو پسند کرلیا کوئی رسول تو وہ چلاتا ہے اسکے اگے اور پیچھے چوکیدار تا جانے کہ انہون نے پہنچاے پیغام اپنے رب کے۔ یعنی رسول کو خبر دیتا ہے غیب کی پھر چوکیدار رکھتا ہے اوسکے ساتھہ کہ اسمین شیطان دخل نکرنے پاوے اور اپنا نفس غلط نہ سمجھے۔ یہی معنے ہین اسبات کے کہ پیغمبرون کو عصمت ہے اورون کو نہین اور انکا معلوم بیشک وشبہ ہی اورون کے معلومات مشتبہ ہین **اقول**۔ تعجب ہی کہ جب پہلی ایت سے عصمت کو مین قبول کرچکا یعنے ساکت رہا۔ اور منزش ہوکر (جو عجز وسکوت کی نشانی ہے) یہہ مقولہ مذکورہ کہا تو پہر اس آیت ثانیہ کے پڑہنے کی کیا حاجت تھی۔ اس سے صاف عیان ہے کہ طرفین کی تقریر پوری رسالہ مین درج نہین ہوئی۔ اہل فہم اس بات کو سمجھہ گئے ہونگے۔ خیر اس ایت کے جوابمین جو بندہ نے عرض کیا تہا صاحبان رسالہ نے وہ بالکل قلم انداز فرمایا۔ حضرت پیرجی صاحب اپکو یاد ہوگا کہ اس آیت کی تفسیر جو بیضاوی مین لکھی ہے ملاحظ کرائی گئی تھی اور ثابت کیا گیا کہ اس سے بھی مراد وحی ہے۔ اگر آپ کچھہ بھی غور کرتے تو اب رسالہ کی تحریر کے وقت جب اسکا ترجمہ تامل سے دیکھتے سمجھہ جاتے کہ جو کچھہ بندہ نے عرض کیا تہا وہ درست تہا۔ ترجمہ کے بعد جو بطور تفریع اپنی تحریر فرمایا کہ یہی معنے ہین اسبات کے کہ پیغمبرون کو عصمت ہی اورونکو نہین۔ آیت کے کونسے لفظ سی یہہ مطلب نکالا جو ترجمہ فرمایا ہے

اسکا خلاصہ تو یہہ ہی کہ اللہ جل شانہ اپنی بھید کے سوای رسول پسندیدہ کے خبر نہین دیتا اور آگی پیچھی چوکیدار
چلا آتا ہی تا جانے کہ انہون نے اپنی رب کے پیغام پہونچائے ۔ اِس سے تو اِس بھید کی ہی حفاظت
ثابت ہوئی نہ یہہ کہ کل افعال و اعمال مین معصوم ہین ۔ چنانچہ آپ خود تحریر فرماتی ہین کہ انکا معلوم
ذی شک و شبہہ ہی ۔ اِس سے عصمت مطلقہ کیونکر ثابت ہوئی ۔ تعجب ہی کہ کمیٹی نے اسکا کچھہ لحاظ
نفرمایا ۔ **قولہ** پیر صاحب نے اسکے بعد عصمت انبیا کو تسلیم کرلیا ۔ **اقول** کاش اگر پھلی آیت کے
بیان مین مولویصاحب کی تقریر کے بعد آپ یہہ تحریر فرماتے تو شاید کسیکو اعتبار بھی آتا ۔ مگر اب تو
جسکو کچھہ بھی سمجھہ ہوگی ہرگز باور نکریگا **قولہ** مگر مولوی نور الدین خانصاحب سی سوال کیا ۔ اگر
انبیا معصوم ہین تو وعصیٰ آدم ربہ فغوی کے کیا معنی ہین ۔ انہون نے جواب دیا کہ یہہ
زلت حضرت آدم سے نسیاناً واقع ہوئی اور نسیاناً وقوع زلت منافی عصمت نہین ۔ پھر اسیطرح
کسی اور نبی کی بابت سوال کرنا چاہا ۔ **اقول** حضرت پیرجی صاحب ذرا غور فرمائی کہ جب
عصمت تسلیم کی گئے تو پھر اِس سوال کے کیا معنی ۔ معصوم کے افعال پر کوئی بھی اعتراض کرسکتا ہے
یہہ حضرات اہل سنت و جماعت کا ہی کام ہی کہ انبیا کو معصوم بھی مانتی ہین اور مطاعن خلفاء ثلثہ
کے جواب مین انبیا کے افعال مین بزعم خود لغزشین ثابت کرکے پیش کرتی ہین ۔ افسوس ۔
جس غرض سے کہ آپنے یہہ میرا سوال بے محل تحریر فرمایا اسکو سمجھتا ہون ۔ اور اِس عنایت کا ممنون
ہون ۔ جاننے والے جانتی ہین کہ اسمین ضرور تصرف ہوا ہی ۔ یہہ سوال اسی موقع ہوا تھا کہ مین لکھہ
چکا ہون اور یہہ کل تقریر بھی چھپ ہی ہوئی تھی ۔ چنانچہ اِس قول مین اگر انبیا معصوم ہین الخ ۔ شاید عدل ہی
کہ بعد ثبوت و تسلیم عصمت یہہ سوال نہین ہوا اور نہ تسلیم کے بعد اگر کے کیا معنی ۔ تعجب ہی کہ مشورہای
باہمی کے بعد کمیٹی نے یہہ رسالہ چھاپا مگر تاہم اِن امور کا خیال نرہا اصل یہہ ہی کہ بے اصل بات
کہانتک بنائی جائے ۔ اور نیز عذر نسیان حضرت آدم علیہ السلام میان اللہ دیا صاحب جلد ساز نے بعد
حصول اجازت کیا تھا جنکی تہذیب و سلیقہ گفتگو کے تعدید مین تعریف کرتی تھی تعجب ہی کہ باوجود
ادعای پابندی بے کم و کاست انکا نام نہ لکھا ۔ **قولہ** مولوی مشتاق احمد صاحب نی مکرر ہوکر

چلی جانیکا ارادہ کیا اور فرمایا کہ یہہ گفتگو سرتاپا خلاف قاعدہ ہی۔ عصمت ائمہ کا دعوی تو حضرات شیعہ کرین اور اہل سنت والجماعت سے دلیل عصمت انبیا طلب ہو۔ حاضرین اہل سنت والجماعت بالخصوص حافظ عبدالباقی اور راقم نے باصرار روکا۔ **اقول** حضرت پیرجی صاحب انصاف فرمائی کہ جب اہل سنت نے عصمت انبیا قرآن شریف سے ثابت کرنی قبول فرمائی اور تقریر شروع ہوگئی چنانچہ ثبوت مین دو آیتین بھی پیش ہوچکین۔ اب مولویصاحب کی مکدر ہونے اور یہہ ارشاد فرمانیکا کون محل تھا البتہ اگر آغاز کلام مین یہہ انکا مقولہ آپ تحریر فرماتی تو مضایقہ نہ تھا۔ افسوس ہی کہ اس رسالہ کے اشاعت کی شوق مین ایسی باتین لکھتے ہین کہ مولویصاحب پر بھی الزام آئی۔ واقعی امر وہی ہے جو بندہ سابق مین عرض کرچکا۔ **قولہ** میرزند حسین صاحب اور سردار جعفر خان صاحب دونون نے کہا۔ عصمت انبیا ہمین مسلم ہی۔ **اقول** حضرت آپ پہلی تحریر فرماچکی ہین کہ عصمت انبیا کو مینی تسلیم کرلیا۔ اب مکرر مسلم ہی کہنی کی کیا حاجت تھی۔ اہل فہم جانتی ہین کہ آپنے اس تقریر مین نہایت ہی بے موقع تصرف کیا ہی۔ افسوس ہی کہ اس مختصر سے رسالہ مین ایک ہی صفحہ کی اپنی تحریری بات بھی کمیٹی کو یاد نہین رہتی۔ سردار صاحب کو آپنی کیون شامل کیا وہ تو محض سامع تھے جسطرح کہ خلاف معاہدہ آپنی مولویصاحب کو شریک فرمایا میری طرفسے تو کوئی بھی شریک نہین ہوا۔ اگر آغا صاحب نے کوئی بات فرمائی بھی تھی تو مجسے مخاطب ہوے تھے۔ ہان جب مینی عصمت انبیا کے برخلاف چند آیتین ماول پڑہین تو خود مجکو خوف معلوم ہوا اور دلمین سوچا کہ انبیا علیہم السلام کی عصمت مین قدح کرنا حضرات اہل سنت کا کام ہی کہ جب مطاعن خلفاء ثلثہ پیش ہوتے ہین تو وہ ایسی آیات ماول پڑہا کرتے ہین مینی کہا کہ آپ جانتی ہین کہ جب ہم آیمہ اطہار کی عصمت کی قایل ہین تو انبیا علیہم السلام کی عصمت کے بدرجہ اولی قایل ہونگے۔ عصمت انبیا مین جو یہہ گفتگو تھی اور آپسے ثبوت کے طالب تھی تو صرف یہہ غرض تھی کہ آپ آئمہ اطہار کی عصمت محض قران شریف سے صراحۃً چاہتی تھی ورنہ عصمت انبیا ہمارا معتقد علیہ وایمان ہی۔ چونکہ محض دوستانہ گفتگو ہی ہم اسمین کچھ قدح نہین کرتے **قولہ** پھر میرزند حسین صاحب نے بحث عصمت ائمہ کو چھوڑ کر

مولوی مشتاق احمد صاحب نے کہا کہ آپ دعوی خلافت آیت قران سے ثابت کرکے دکھلائیں اقول حاشا وکلا کہ میں نے یہہ کہا ہو یا مولوی صاحب سے خطاب کیا ہو یا بحث عصمت ائمہ اطہار کو چھوڑا ہو۔ واقعی بات یہہ ہو کہ جب مینے یہہ کہا کہ عصمت انبیا مین ہم قدح نہین کرتے چنانچہ ادپر مذکور ہوا تو حافظ صاحب کی خدمتین عرض کیا کہ آپ تعریف خلافت فرمائین ہم عصمت امام ثابت کرتے ہین نہ یہہ کہ آپ دعوے خلافت ثابت کرین۔ جلسہ کے بعد کئی دفعہ آپسے اسبابمیں گفتگو ہوئی آپ اسبات کے مقر ہو رہے ہین کہ بیشک تونے خلافت کی تعریف ہی پوچھی تھی جھگڑا ایمین رہا کہ یہہ بھی کہا یا نہین کہ ہم عصمت امام ثابت کرتے ہین۔ مین کہتا ہون کہ مینے کہا آپ فرماتے ہین کہ نہین کہا۔ آپ کی بات تسلیم کرکے مینے عرض کیا کہ اگر آپکا فرمانا صحیح ہو تو مجھسے سہو ہوا ہوگا۔ اسی سہو کا خط مین ذکر کیا ہے۔ تعجب ہو کہ رسالہ مین یہہ نیا مضمون کسطرح لکھدیا۔ ایکی دیانت و امانت سے مجکو ہرگز یہہ امید نہ تھی۔ شاید آپ بھی معذور ہین یہہ سب کارروائی کمیٹی کی ہے چنانچہ رسالہ کے چھپنے کے بعد جب یہہ اور ایسے ہی بعض مقام ایکو دکہائے گئے تو آپ بالکل خاموش ہو رہے قولہ۔ تنبیہ

ان دونون جلسونمین جو گفتگو بابت عصمت ائمہ ہوئی اس سے ناظرین بخوبی نتیجہ نکال سکتے ہین کہ مجلس مناظرہ مین میر فرزند حسین صاحب کوئی معقول دلیل پیش نہین کرسکے اور پہلی جلسہ مین جو ایک دلیل بیان کی تھی اسکا جواب مولوی مشتاق احمد صاحب نے ادا کردیا تھا پھر اسکا جواب الجواب ایک ہفتہ تک میر صاحب سے کچھ نہین ہوسکا اور ظاہر ہے کہ میر صاحب نے اس ہفتہ کی مہلت کو غنیمت جانکر ثبوت عصمت ائمہ کی دلیل بہم پہنچانے مین کسقدر کوشش کی ہوگی لیکن پھر بھی اس دعوی کی پیروی نہ کرسکے اور اہل سنت ثبوت دعوے خلافت کے طالب و سایل ہوے۔ غرض دعوے عصمت کی بابت میر صاحب کو پورا پورا سکوت ہوا اقول ناظرین ظاہر بین جو لکھا ہوا دیکھینگے اس سے نتیجہ نکالینگے۔ مگر اہل فہم جانتے ہین کہ اس تحریر مین آپنے یکطرفی فیصلہ فرمایا ہے۔ افسوس ہو کہ آپنے پہلے جلسہ کی میری پوری تقریر کو بغیر نقل کئے جسکی آپ خود مداح تھے جواب الجواب بالکل قلم انداز فرمایا

آپکو یاد ہی نرہا آپکے حافظہ سے مین خوب آگاہ ہون تعجب ہی کہ مولوی صاحب کی اتنی لمبی مدلل تقریر جو مضامین علمیہ پر مشتمل ہی حرفا حرفا آپکو یاد رہی اور میری گفتگو کا ایک حرف بھی یاد نرہا آپ منصف ہین اپنے دل مین انصاف فرمائی - میںنے خط مین بھی لکھا ہی ایسے زبانی بھی کہا ہی اب مکرر لکھتا ہون کہ ہرگز میرا ارادہ خلافت ثابت کرنیکا نہ تہا اور کیون ہوتا کہ خلافت کا تو ذکر ہی نہ ایا تہا صرف مقدمہ خلافت یعنی خلیفہ وامام کی عصمت مین گفتگو تھی - نہ مین ثبوت خلافت کا طالب و سایل ہوا نہ بحث عصمت ایمہ کو چھوڑا صرف یہہ قصور ہوا ہی کہ خلافت کی تعریف دریافت کی اور آپ جانتے ہین کہ عصمت کے ثبوت کے لئے اسکا دریافت کرنا ضروری تہا - اگر اور کوئی ہوتا تو خداجانے عذر وغیرہ کی کیا کیا الزام لگاتا - مگر چونکہ مولوی صاحب کے سر مین درد از حد تہا بدون میری درخواست کے آیہ استخلاف پڑہنے مین جلدی فرمانی مین معذور سمجھتا ہون - جو کچھ آپنے اس رسالہ مین عصمت انبیا کی بابت تحریر فرمایا ہی یقین ہی کہ علماے اہل سنت بھی تعجب کرینگے - دوسرے جلسہ مین مجکو عصمت ایمہ کی ثبوت کا موقع ہی نہ ملا - مگر اب لیجئے - لیکن مطلب سی پہلے کچھہ گذارش ہوتا ہے - آپ ذرا غور سے سنین ناظرین باتمکین سے بھی انصاف طلب ہی عصمت ایمہ کا ثبوت جو آپنے محض قران شریف سی چاہا اگرچہ انشا اللہ تعالی ہم قران شریف سے ہی ثابت کردینگے مگر آپکی زیادتی ہے - چنانچہ زبانی بھی اسمین گفتگو آئی تھی حافظ صاحب نے جب یہہ اصرار فرمایا کہ قران شریف سے ہی عصمت ائمہ ثابت کرو تو عرض کیا گیا کہ امامت جنہوں تالی مرتبہ نبوت ہی - اگر آپ صراحتہ قران مجید سے عصمت انبیا ثابت فرمادینگے تو ہم بھی عصمت ائمہ ثابت کردینگے یہہ ہی وجہ تھی کہ انبیا علیہم السلام کی عصمت کا ثبوت چاہا ورنہ غور فرمائی کہ جیسی انبیا کی عصمت کے ہم قایل و معتقد ہین حضرات اہل سنت ہرگز نہین تخطیہ الانبیا کسنی لکھا ہی اور تنزیہہ الانبیا کسنے - ناظرین ارباب فہم و دانائی نے بخوبی معلوم کرلیا ہوگا کہ یہہ دو آیتین جو انبیا علیہم السلام کی عصمت مین پیش ہوئین اُنسے ہرگز عصمت مطلقہ ثابت نہین ہوتی اور قران شریف سی اسکی ثبوت کا مدعی ہونا محض ادعای لسانی تہا - سورہ جن کی آیت صریح احکام تبلیغ پر دال ہے - اور سورہ انبیا کی آیت محض ملایکہ کی شان مین ہے حافظ صاحب کی زبردستی تھی کہ انبیا کو بھی شریک کرتے تھے اور اگر بالفرض

شریک مانا بھی جاوے تب بھی بارہ بعلون سے امر تبلیغ ہی مراد ہی ورنہ حضرات اہل سنت طعن قرطاس
جو موکد بلن تضلو البعدی ہے وغیرہ مین کیا جواب دینگے- انبیا علیہم السلام کی عصمت کے ثبوت مین
جہانتک مجکو معلوم ہے طرفین کے علماء نے ان ہر دو آیتونکو نہین لیا- امام فخر الدین رازی صاحب نے
آیہ سورہ انبیا کو لیا ہی مگر وہ اور حیثیت سے چنانچہ اسکا ذکر آئیگا- اگر قران شریف سے انبیا علیہم السلام
کی عصمت مطلقہ صراحۃً ثابت ہوتی تو عصمت انبیا مین امت کے اقوال مختلف کیون ہوتے امام
فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر مین آیہ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ کے تحت مین اقوال امت تحریر فرماتے
ہین چنانچہ ناظرین کے ملاحظہ کے لئے وہ عبارت بعینہٖ نقل کیجاتی ہے * اسکا مطلب یہہ ہے کہ
عصمت انبیا علیہم السلام مین آدمیون نے اختلاف کیا ہے اور قول کا ضبط اسمین ہے کہ کہا جاوے
اسبابمین اختلاف چار قسمون پر راجع ہے اول اختلاف اعتقاد کے بابمین- دوم تبلیغ مین- سوم
احکام وغیرہ مین- چہارم انکے افعال و سیرت مین- پس انکا اعتقاد کفر و ضلال مین- اکثر امت

---

* وهو هذا- المسئلة الاولى- اختلف الناس في عصمة الانبياء وضبط القول فيه
ان يقال الاختلاف في هذا الباب يرجع الى اقسام اربعة- ا- ما يقع في باب الاعتقاد
ب ما يقع في باب التبليغ- ج ما يقع في باب الاحكام والفتيا- د- ما يقع في افعالهم
وسيرتهم اما اعتقادهم الكفر والضلال فان ذلك غير جائز عند اكثر الامة
وقالت الفضلية من الخوارج انه قد وقع منهم الذنوب والذنب عندهم كفر و
شرك فلا جرم قالوا بوقوع الكفر منهم واجازت الامامية عليهم اظهار الكفر
على سبيل التقية- اما النوع الثاني وهو ما يتعلق بالتبليغ فقد اجمعت الامة
على كونهم معصومين عن الكذب والتحريف فيما يتعلق بالتبليغ والا
لارتفع الوثوق بالاداء فاتفقوا على ان ذلك ما لا يجوز وقوعه منهم عمدا
ولا يجوز ايضا سهوا- ومن الناس من جوز ذلك سهوا قالوا لان الاحتراز

کے نزدیک جایز نہین ہے اور خوارج مین فرقہ فضیلہ نے کہا ہے - کہ انبیا سے گناہ واقع ہوے ہین
اور اس فرقہ کے نزدیک گناہ کفر و شرک ہے اسلئے انبیاء سے وقوع کفر کے قایل ہین - اور امامیہ
نے بطور تقیہ کے انبیا پر کفر جایز رکھا ہے - مترجم کہتا ہے کہ امام صاحب مطلب نہین سمجھے ۲ قسم دوم
وہ تبلیغ سے متعلق ہے - پس امت نے اجماع کیا ہے کہ جو امور تبلیغ سے متعلق ہین انمین کذب و تحریف
سے انبیا علیہم السلام معصوم ہین - ورنہ ادای تبلیغ مین وثوق دور ہو جاے پس اسپر اتفاق کیا ہے
کہ عمداً اور نیز سہواً ایسے امر ایسے جایز نہین ہے اور بعض آدمیون نے تبلیغ مین بھی کذب و تحریف
سہواً تجویز کی ہے وہ کہتے ہین کہ اس سے بچنا غیر ممکن ہے - مترجم کہتا ہے جو لوگ کہ سہو و نسیان سے
سواے اللہ جل شانہ کے کسیکو پاک نہین جانتے اور اگر نبی امام کو اس سے بری سمجھا جاے تو
انکے نزدیک یہہ شرک ہے انکے مذہب مین انبیا علیہم السلام تبلیغ مین بھی معصوم نہ ہونگے اور اس
سے جو ادای رسالت کا وثوق رہا ظاہر ہے تعجب ہے کہ یہہ حضرات نبوت و رسالت کے ہی کیون قایل ہین ۱۲

عنه غیر ممکن واما النوع الثالث وهو ما یتعلق بالفتیا فاجمعوا علی انه لا یجوز خطاءهم
فیه علی سبیل العمد واما علی سبیل السهو فجوزه بعضهم وابأه اخرون واما النوع الرابع
وهو الذی ما یقع فی افعالهم فقد اختلف الامة علی خمسة اقوال - احدها قول من جوز
علیهم الکبایر علی جهة العمد وهو قول الحشویة والثانی قول من لا یجوز علیهم الکبایر
لکنه یجوز علیهم الصغایر علی جهة العمد الا ما ینفر کالکذب والتطفیف هذا قول اکثر
المعتزلة القول الثالث انه لا یجوز ان یاتوا بصغیرة ولا کبیرة علی جهة العمد البتة
بل علی جهة التاویل وهو قول الجبائی القول الرابع لا یقع منهم الذنب الا علی جهة السهو
والخطاء ولکنهم ماخوذون بما یقع منهم علی هذه الجهة وان کان ذلك موضوعا عن امتهم و
ذلك لان معرفتهم اقوی ودلایلهم اکثر وانهم یقدرون من الحفظ علی ما لا یقدر علیه
غیرهم القول الخامس انه لا یقع منهم الذنب لا الکبیرة ولا الصغیرة لا علی سبیل القصد

قسم سوم جو احکام سے متعلق ہے - پس اجماع کیا ہے کہ اسبابمین انکی خطا عمداً جایز نہین لیکن سہواً بعض نے تجویز کی ہے اور بعض نے انکار کیا ہو - چہارم جو انکے افعال سے متعلق ہو - پس اسبابمین امت کی پانچ قول ہین اول یہہ کے بعض نے انبیا پر گناہ کبیرہ عمداً تجویز کئی ہین اور یہہ حشویہ کا قول ہو - دوم یہہ کہ کبایر انپر جایز نہین لیکن صغایر عمداً سواے اسکے جو مضر ہو مثل کذب و تطفیف کی جایز ہین - یہہ اکثر معتزلہ کا قول ہے -
سوم یہہ کہ گناہ صغیرہ و کبیرہ عمداً انپر جایز نہین ہو بلکہ تاویل سے کرتے ہین - اور یہہ جبائی کا قول ہے
چہارم یہہ کہ بجز سہو و خطا کے اُنسے گناہ سرزد نہین ہوتا - لیکن وہ اِس پر بھی ماخوذ ہین اگرچہ انکی امت سے معاف ہو - اور یہہ اسلئے کہ انکی معرفت قویتر اور انکے دلایل بزرگتر ہین اور وہ حفاظت پر ایسی قادر ہین کہ انکا غیر قادر نہین ہے - پنجم یہہ کہ اُنسے گناہ کبیرہ نہ صغیرہ قصداً نہ سہواً نہ تاویلاً نہ خطاءً واقع نہین ہوتا ہے اور یہہ روافض کا مذہب ہو - انتہے ناظرین ان مختلف اقوال کو دیکھکر معلوم کرینگے کہ عصمت انبیا مین امت کا کیا حال ہو اور اگر انصاف فرمائینگے تو سمجھ جائینگے تاوقتیکہ ایسی عصمت کا اعتقاد نہ ہو جو ہمارا مذہب ہی تو وثوق ور کون و سکون نفس حاصل نہ ہوگا - ارباب بصیرت غور فرمادین کہ جب عصمت انبیا کا یہہ حال ہو تو ہم سے ائمہ علیہم السلام کی عصمت کی دلیل محض قران شریف سے لیے صریح طلب کرنا کہ اسمین جائے گفتگو نہ ہو - کسقدر قرین انصاف ہو - الحاصل عصمت انبیا علیہم السلام وثوق و سکون نفس کے لئے دلایل عقلیہ سے ثابت کیجاتی ہے اور تائید مین آیات و احادیث لائے جاتے ہین - معہذا مسایل فروعیہ و اصولیہ ہین جو قران شریف مین مذکور ہین خود حضرات اہل سنت کا کس قدر اختلاف ہو - وضو و نماز کی ہی کیفیت ملاحظہ ہو - وضو مین غسل پا ہرگز قران سے ثابت نہین ہوسکتا - احکام مجملہ کا ذکر رہنے دو - اُن امور مین جو نہایت ہی تصریح سے قران شریف مین مذکور ہین امت کا آپسمین اختلاف ہو - مسئلہ توحید سے بڑھکر کوئی مسئلہ صریح تر نہین اگر سچ پوچھی تو علی الخصوص اِس مسئلہ کے لئے قران شریف نازل ہوا اور صریح آیات اسبابمین موجود ہین

ولا علی سبیل السہو ولا علی سبیل التاویل والخطاء ہو مذہب الرافضہ - انتہی بقدر الحاجۃ

حتی سورہ توحید خاص اسی مسئلہ مین ہے - پھر ملاحظہ فرمائی کہ اسی توحید مین امت کا کیا حال ہی - ہماری شفیق حضرت پیرجی صاحب صوفی مشرب و تصوف دوست ہین - وہ غور فرماوین کہ بعض صوفیان عظام جو قطب و غوث و اولیا اللہ مین سے شمار ہوتی ہین ہمہ اوست کے قایل ہین وہ بھی قران سے ہی تمسک کرتے ہین - امت کے تہتر فرقے ہو گئی ان سب کا ماخذ بھی قران ہی ہے - اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس اختلاف کے رفع کے لیٔ صرف قران شریف ہی کافی نہین ہے - یہی وجہ ہی کہ ہادی برحق نے امت کو ثقلین سپرد فرما کر ہر دو کے تمسک کا حکم فرمایا مگر امت اسیر عمل نکرکے اختلاف مین پڑ گئے اور بانی اس اختلاف کے حضرت خلیفہ ثانی ہوئے - اس صورت مین ائمہ اطہار کی عصمت کا ثبوت محض از روے قران شریف ہم سے چاہنا قایل حسبنا کتاب اللہ کے تقلید نہین تو اور کیا ہی - چونکہ انبیا علیہم السلام کی عصمت کے بارہ مین امت کا یہہ حال ہی جو مذکور ہوا اسلئے جو لوگ عصمت انبیا کے معتقد ہین دلایل عقلیہ سے بتایید دلایل نقلی عصمت ثابت کرتی ہین اور جب امامت جزو نبوت ہی تو بعینہ انہین دلایل سے بہ تغیر یسیر عصمت ائمہ بھی ثابت ہوتی ہی - چنانچہ امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر مین بعد نقل ان اقوال کے عصمت انبیا علیہم السلام ثابت فرماتی ہین اور اسمین سولہ دلیلین لکھی ہین اول ہم بنظر اختصار انمیں سے چند دلیلین نقل کرکے عصمت ائمہ پر منطبق کرتے ہین - اور پھر بفضلہ تعالی علیحدہ قران شریف سی ثابت کرتے ہین ناظرین با تمکین انصاف فرماوین - چونکہ اسبابمین حضرت پیرجی صاحب کو بھلی لکہا گیا ہی اول اسکی نقل کیجاتی ہی - پس واضح ہو کہ امام صاحب اسی آیت کے تحت مین انبیا علیہم السلام کی عصمت کے ثبوت میں تحریر فرماتی ہین عبارتہ ہکذا:

والمختار عندنا انہ لم یصدر عنہم الذنب حال النبوۃ البتہ لا الکبیرۃ ولا الصغیرۃ ویدل علیہ وجوہ احدہا الوصد الذنب عنہم لکانوا اقل درجۃ من عصاۃ الامۃ وذلک غیر جائز - بیان الملازمۃ ان درجات الانبیاء کانت فی غایۃ الجلال والشرف وکل من کان کذلک کان صدور الذنب عنہ افحش الا تری الی قولہ تعالی یا نساء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ یضاعف

یعنے ہمارے نزدیک مختار یہہ ہو کہ انبیا علیہم السلام سے حالت نبوت مین ہرگز کبیرہ و صغیرہ گناہ صادر نہین ہوتا - اور اسپر بہت سی وجہین دلالت کرتی ہین - ایک انمین سے یہہ ہو کہ اگر انسے گناہ صادر ہو تو ضرور گنہ گاران امت سے کم درجہ ہونگے اور یہہ جایز نہین ہے اور ملازمت کا بیان یہہ ہو کہ انبیا کی درجے نہایت بزرگی و جلال مین ہین اور جو ایسا ہو اس سے گناہ کا صادر ہونا فحش تر ہوگا - کیا تو خداوند تعالی کے اس قول کو نہین دیکہتا ہو - کہ ای نساء نبی تم مین سے جو کوئی بدی ظاہر لاینگے پس اسکے واسطے دو چند عذاب ہوگا دو برابر اسکے کہ اور عورتونکو ہو - اور محصن رجم کیا جاتا ہو اور اسکا غیر حد لگایا جاتا ہو اور غلام کی حد آزاد کی حد کے نصف ہو - اور یہہ بات کہ جایز نہین کہ نبی امت سے کم درجہ ہو پس یہہ اجماع امت سے ثابت ہو انتہی - غور فرمائی کہ یہہ دلیل بعینہ عصمت امام مین بھی جاری ہو ائمہ کے درجے بھی نہایت شرف و جلال مین ہین پس انسے بھی گناہ کا صادر ہونا فحش ہوگا اور یہہ بات کہ امام کا امت سے کم درجہ ہونا جایز نہین - افضلیت کے بحث سے ظاہر ہو - گو حضرات اہل سنت ہمارے مقابلہ مین افضلیت کو شرط امامت نہین مانتے مگر تفضیل خلفاء کے بہ ترتیب خلافت ہی قایل ہین اور اسپر اجماع ہو - اگر افضلیت مین لکہا جائے تو طوالت کا اندیشہ ہو صرف اسقدر لکہنا کافی ہو کہ ازالة الخفا کے مقصد اول فصل دوم واقع صفحہ ۱۶ کو دیکہی اسمین ایک طویل عبارت لکہی ہو اور افضلیت خلیفہ ثابت کی ہے - اسکا ایک فقرہ یہہ ہے - پس چنانکہ استنباء شخص دلالت میکند بر افضلیت وے بر امت تا قبح از مستنبی جل ذکرہ مرتفع گردد ہمچنان استخلاف شخصی بر امت دلالت مینماید بر افضلیت وے بر امت - یعنے جسطرح کسی شخص کا نبی بنانا امت پر اسکی افضلیت پر دلالت کرتا ہو تاکہ نبی بنانے والے یعنی خداوند تعالی جل ذکرہ سے قبح رفع ہو - اسیطرح کسی شخص کا خلیفہ کرنا دلالت کرتا ہے کہ وہ امت سے افضل ہواہ - پھر امام صاحب فرماتے ہین - ﮩ یعنے نبی کے فسق پر اقدام

لها العذاب ضعفين - والمحصن يرجم وغيره يحد وحد العبد نصف حد الحر وانما قلنا انه لا يجوز ان يكون النبي اقل حالا من الامة فذلك بالاجماع انتهى

کرنے سے واجب ہی کہ وہ مقبول الشہادہ نہو - خداوند تعالے کے اس قول کے موافق ان جاءکم فاسق الخ
لیکن وہ مقبول الشہادہ ہی ورنہ عدول امت سے کم درجہ ہوگا - اور یہہ تو کیون نہو حالانکہ نبوت و رسالت
کے معنے سوا اسکے کچھہ اور نہین ہین کہ وہ اللہ جل شانہ پر گواہی دیتا ہی کہ اُسنے یہہ اور وہ حکم جاری کیا -
اور نیز وہ قیامت کے دن سب پر شاہد ہی اللہ تعالے کے اس قول کے موافق لتکونوا شهداء علی الناس الخ
چونکہ امام بھی احکام شریعت بیان فرماتا ہی اور شہادت دیتا ہی کہ خدا و رسول نے یہہ حکم امت کیلئے
مشروع کیا ہی پس یہہ دلیل بھی عصمت امام مین جاری ہی - کیونکہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا
مین خلیفہ کے قول کو دین مین حجت اور اختلاف کی حیرت کا مخلص فرماتے ہین - چنانچہ مقصد اول
کی فصل دوم مین یہہ عبارت درج ہی صفحہ ۱۳ کے اخر سے شروع ہوتی ہے - واز لوازم خلافت خاصہ
انست کہ قول خلیفہ حجت باشد در دین نہ بآن معنے کہ تقلید عوام مسلمین او را صحیح باشد زیراکہ این معنی از لوازم
اجتہادست و در خلافت عامہ بیان آن گذشت و نہ بآن معنے کہ خلیفہ فی نفسہ بی اعتماد بر تعنیہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم واجب الطاعت باشد زیراکہ این معنی غیر نبی را میسر نیست بلکہ مراد اینجا منزلی ست
بین المنزلتین - تفصیل این صورت آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حوالہ فرمودہ باشند بعض
امور را بالتشخیص بخصوص اسم او پس لازم شود متابعت او چنانکہ لازم می شود متابعت امرا جیوش
آنحضرت بمقتضاے امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و این خصلت در خلفای راشدین ہمان است
کہ قول زید بن ثابت را در فرایض مقدم باید ساخت بر اقوال مجتہدین دیگر و قول عبد اللہ بن
مسعود را در قرات و فقہ و قول ابی بن کعب را در قرات بر قول دیگران و قول اہل مدینہ نزدیک

ف
ثانیہا ان تقلید بر اقدامہ علی الفسق وجب ان لا یکون مقبول الشہادۃ لقولہ تعالی ان جاءکم فاسق
بنباء فتبینوا - لکنہ مقبول الشہادۃ والا لکان اقل حالا من عدول الامۃ وکیف لا نقول
ذلک وانہ لا معنی للنبوۃ والرسالۃ الا انہ یشہد علی اللہ تعالی بانہ شرع ہذا الحکم
وذاک وایضا فہو یوم القیامۃ شاہد علی الکل لقولہ تعالی لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا

اختلاف امت بر قول دیگران۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ تعلیم اللہ عز وجل دانستند کہ بعد آنحضرت اختلاف ظاہر خواہد شد و امت در بعض مسایل بحیرت در ماند رافت کاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر امت اقتضا فرمود کہ مخلص آن حیرت برای ایشان تعین فرمایند۔ و درین باب حجتی برای امت قایم کنند و این معنے ثابت است برای خلفاے اربعہ انتہی بقدر الحاجتہ پس یہہ دلیل بھی عصمت امام مین جاری ہے اور بہ نسبت خلفاء ثلثہ کہ جو عدم وقوف مسایل شرعیہ سے خود حیرت میں مبتلا ہوتے تھے ہمارے ائمہ علیہم السلام کی نسبت بدرجہ اولی متحقق ہے۔ پھر امام صاحب فرماتے ہین* حاصل یہہ کہ اگر انبیا سے گناہ صادر ہوتا تو اللہ جل شانہ کے اس قول کے موافق ومن یعص اللہ ورسولہ الخ مستحق عذاب ہوتے اور خداوند تعالی کے اس قول کے موافق الا لعنۃ اللہ الخ لعن کے مستحق ہوتے۔ اور امت کا اسپر اجماع ہے کہ انبیا علیہم السلام سے کوئی بھی لعن و عذاب کا مستحق نہین ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ایسے گناہ صادر نہین ہوا۔ اسیطرح ہم بھی کہتے ہین کہ اگر ائمہ علیہم السلام سے گناہ صادر ہوتا تو مستحق لعن و عذاب ہوتے اور اہل اسلام کا اجماع ہے کہ ایمہ برحق یعنے جناب امیر علیہم السلام و دیگر ایمہ طاہرین علیہم السلام مستحق لعن و عذاب نہ تھے پس ثابت ہوا کہ انحضرات سے گناہ صادر نہین ہوا۔ پھر امام صاحب فرماتے ہین کہ انہم کانوا یامرون الناس بطاعتہ فلو لم یطیعوہ لدخلوا تحت قولہ تعالے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم۔ الی قولہ کیف یجوز ان ینسب الی انبیاء یعنے وہ آدمیونکو خداوند تعالے کی اطاعت کا حکم کرتے تھے پس اگر وہ اطاعت نکرتے تو اللہ جل شانہ کے اس قول کے تحت مین داخل ہوتے جسکے معنی یہہ ہین کہ کیا تم آدمیونکو نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے نفسونکو بھول جاتے ہو۔ اخر مین امام صاحب فرماتے ہین کہ جو بات واعظین امت کو لایق نہین کیونکر جایز ہو کہ وہ انبیاء

---

* لو صدرت المعصیۃ من الانبیاء لکانوا مستحقین للعذاب بقولہ تعالی ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خالدا فیہا ولاستحق اللعن بقولہ تعالے الا لعنۃ اللہ علی الظالمین واجمعت الامۃ علی ان احدا من الانبیاء علیہم السلام لم یکن مستحقا اللعن ولا للعذاب فثبت انہ ما صدرت المعصیۃ عنہم انتہی

کیطرف منسوب کیجائے - ہم کہتے ہین کہ ایمۂ بھی آدمیونکو خداوندتعالے کی اطاعت کا حکم کرتے تھے - کیونکہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر امامت مین داخل ہے - پس اگر ایمۂ خود اطاعت اللہ جل شانہ نکرین تو اس آیت کے تحت مین داخل ہون اور جو بات کہ واعظین امت کو لائق نہین وہ ایمۂ کیطرف کیونکر منسوب کیجائے - پھر امام صاحب فرماتے ہین -* یعنے رسول فرشتہ سے افضل ہے پس ضرور ہے کہ رسول سے گناہ صادر نہ ہو اور یہہ جو ہمنے کہا کہ افضل ہے اللہ جل شانہ کے اس قول کے موافق ہے جسکا ترجمہ یہہ ہے کہ اللہ تعالے نے آدم ونوح وآل ابراہیم وآل عمران کو تمام جہان والونپر برگزیدہ کیا اور استدلال کی وجہ بشر پر ملک کے فضل کے مسئلہ مین پہلے گذر چکی ہے - اور یہہ جو ہمنے کہا کہ جب ایسا ہو تو ضرور ہے کہ رسول سے گناہ صادر نہ ہو اسلئے کہ اللہ تعالے نے ملایکہ کا وصف ترک گناہ سے فرمایا - لایسبقونہ بالقول وہم بامرہ یعملون یعنے اس اس سے بڑھکر نہین بولتے اور وہ اُسکے حکم پر کام کرتے ہین - اور فرمایا لایعصون اللہ باامرہم ویفعلون مایومرون - یعنے خدا جو حکم دیتا ہے اُسکی نافرمانی نہین کرتے اور جو حکم دے جاتے ہین وہی کرتے ہین پس اگر رسول سے گناہ صادر ہو تو خداوند تعالی کے اس قول کے موافق امنجعل الذین امنوا الخ رسول کا فرشتہ سے افضل ہونا محال ہوگا اگرچہ بہت سی دلایل جناب امیر علیہ السلام ودیگر ایمۂ اطہار علیہم السلام کے ملایکہ سے افضلیت پر موجود ہین مگر بنظر

---

*ان الرسول افضل من الملک فوجب ان لا یصدر الذنب عن الرسول وانما قلنا انہ افضل بقولہ تعالی ان اللہ اصطفی آدم ونوحا وال ابراہیم وال عمران علی العالمین ووجہ الاستدلال بہ فقد تقدم فی مسئلہ فضل الملک علی البشر وانما قلنا انہ لما کان کذلک وجب ان لا یصدر الذنب عن الرسول لانہ تعالی وصف الملایکہ بترک الذنب فقال لایسبقونہ بالقول وہم بامرہ یعملون وقال تعالی لایعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یومرون فلو صدرت معصیۃ عن الرسول لامتنع کونہ افضل من الملک بقولہ تعالی امنجعل الذین امنوا وعملوا الصلحات کالمفسدین فی الارض امنجعل المتقین کالفجار

اختصار صرف اسیقدر لکھا جاتا ہی* کہ درمنثور مین تفسیر سورہ آل عمران مین مذکور ہی - اخرج ابن جریر
وابن المنذر وابن ابی حاتم من طریق علی عن ابن عباس فی قولہ وال ابراہیم وال عمران قال ہم المؤمنون
من آل ابراہیم وآل عمران وال یسین وال محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث سی ظاہر ہوگیا کہ حق
تعالی نے ال محمد کو بھی عالمیان پر برگزیدہ کیا ہی اور یہہ ایہ ان اللہ اصطفی الایۃ مین داخل ہین
بلکہ ابن مسعود کی مصحف مین بعد لفظ وال عمران کی لفظ ال محمد ایہ کے متن مین مذکور ہی چنانچہ ثعلبی
نے اپنی تفسیر مین اس آیہ کے ذیل مین لکھا ہی - اخبرنی ابو محمد عبد اللہ من محمد بن عبد اللہ
القاضی انا ابو الحسین محمد بن عثمان بن الحسین النصیبی نا ابو بکر محمد بن حسین بن
صالح السبیعی انا احمد بن محمد بن سعید قال احمد بن میثم ابن ابی نعیم نا ابو حیان
السلولی عن الاعمش عن ابی وائل قال قرات فی مصحف عبد اللہ بن مسعود ان اللہ
اصطفی ادم ونوحا وال ابراہیم وال عمران وال محمد علی العالمین واحمد بن عبد القادر
شافعی نی ذخیرۃ المال فی شرح عقد جواہر اللال مین کہا ہی - قد اصطفاہم فی الذی قد انزل فی العالمین
وابن مسعود تلی اشارۃ الی قولہ تعالی ان اللہ اصطفی ادم ونوحا وال ابراہیم وال عمران
وفی مصحف ابن مسعود وال محمد علی العالمین وہم من یفضل من الملائکہ والانس والجن
خلاصہ ان سب روایتوں کا یہہ ہی کہ آل محمد بھی ایہ ان اللہ اصطفی الایہ مین داخل ہین اور وہ ملائکہ وانس وجن سی افضل
ہین - امام صاحب کی اس قول سی یہہ بھی ثابت ہوگیا کہ ایہ لا یسبقونہ بالقول الایہ خاص ملائکہ کے ہی شان مین ہے
اور جس توجیہ سے جناب مولوی حافظ نور الدین خانصاحب نے اس ایت کی تحت مین انبیا علیہم السلام
کو داخل کرنا چاہا تھا وہ غیر وجیہہ ہی ورنہ امام صاحب بھی وہ توجیہہ فرماتے - غرض اسیطرح کل

*شاہ عبد العزیز صاحب رسالہ اصول حدیث مین فرماتی ہین - واحادیث متعلقہ بہ تفسیر را تفسیر گویند
تفسیر ابن مردویہ وتفسیر دیلمی وتفسیر ابن جریر وغیرہ مشاہیر تفاسیر احادیث اند کتاب درمنثور شیخ
جلال الدین سیوطی جامع ہمہ نسبت الخ اس سی ظاہر ہی کہ شاہ صاحب درمنثور کو جامع تفاسیر احادیث جانتے ہین

دلایل مذکورہ عصمت انبیاؑ سی بعینہ یا بہ تغیر یسیر عصمت ائمہ اطہار علیہم السلام ثابت ہوتی ہے۔ بالفعل امام صاحب کے اقوال بخوف طوالت نقل نہیں کرتا ہاں شاید ایکدو قول پہر حسب موقع ذکر کروں۔ اب شاہ عبد العزیز صاحب مولف تحفہ نے عصمت انبیا علیہم السلام کے باب میں تحفہ کے باب ششم عقیدہ سوم مین جو عبارت تحریر فرمائی ہے لکہی جاتی ہے اس سے بہی عصمت ائمہ اطہار ثابت ہے وہ عبارت یہہ ہے۔ و لحق مرتبہ نبوت و فایدہ بعثت مقتضی عصمت این بزرگوار است بچند وجہ۔ اول انکہ اگر از انبیا گناہان عمداً صادر شوند و امت ماموراست باتباع ایشان قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ و خود ایشان از معاصی و گناہان مردم را باز میدارند و نہی میکنند پس تناقض در دعوت قولی و فعلی لازم آید۔ دوم انکہ اگر گناہ کنند باید کہ باشند معذب شوند بقولہ تعالے۔ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَیٰوةِ وَ ضِعْفَ الْمَمَاتِ و بقولہ تعالے یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ و معذب شدن خاصہ باشند عذاب منافی و مخالف منصب نبوت است زیرا کہ نبی شفیع امت و شاہد نیکی و بدی ایشان است و چون خود در کار خود درماندہ باشد شفاعت کہ کند و شہادت کہ ادا نماید۔ سوم انکہ اگر گناہ میکردند مثل سلاطین جابر میشدند کہ مردم را زجر میکنند و سیاست می نمایند بر رسوم فاسدہ و ارتکاب فواحش و خود بعمل سے آرند و لابد در میان انبیا از ملوک جابر و سلاطین ظالم امتیاز و مباین ببباید۔ چہارم انکہ اگر گناہ کنند مستوجب ایذا و اہانت و عقوبت گردند و قد قال اللہ تعالے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا۔ پنجم انکہ اگر گناہ ایشان برامت ظاہر شود استنکاف نمایند از اطاعت ایشان و از نظر شان بیفتند بلکہ من بعد تصدیق نکنند و تکذیب نمایند کہ اگر ایشان در اخبار و مواعید خود راست می گفتند خود چرا مرتکب این کارہا می شدند انتہی۔ یہہ پانچون دلیلین بہی عصمت ائمہ اطہار مین جاری ہین۔ دلیل اول کا بیان یہہ ہے کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ اولی الامر کی اطاعت خدا و رسول کی اطاعت کے مانند ہے۔ اسکا بیان مفصل گذر چکا ہے حدیث روضة الاحباب مین اولی الامر کی تفصیل مین نام بنام دوازدہ امام علیہم السلام بارشاد نبوی مذکور ہین ضرور ہے کہ وہ بہی معصوم ہون ورنہ وہی تناقض قولی و فعلی لازم آئیگا۔ اور

دلیل دوم کا بیان امام رازی صاحب کے قول کے بیان میں ہوچکا۔ رہی شفاعت سو ایمہ بھی شفیع ہونگے
حضرت فاضل جلیل مولوی رشید الدین صاحب ارشد تلامذہ شاہ عبد العزیز صاحب لطافۃ المقال
مین حضرت امام رضا علیہ السلام کے مناقب کے ذکر مین کتاب فصل الخطاب سے نقل فرماتی ہین*
حاصل یہہ ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص میری زیارت کیلئے تیار ہو اسکی دعا قبول
اور اُسکے گناہ بخشے جاینگے اور جو شخص میری زیارت اس جگہ کرے اس جیسا ہوگا کہ جسنے رسول کی زیارت
کی اور اسکے لئے ہزار حج مبرورہ و ہزار عمرہ مقبولہ کا ثواب لکھا جائیگا اور مین اور میرے ابا قیامت کے دن
اُسکے شفیع ہونگے انتھی۔ اس روایت سے ثابت ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام اور اُنکے آبای
طاہرین زایرین قبر اطہر امام علیہ السلام کی شفاعت فرماینگے۔ اور شفاعت حضرت شاہ صاحب
کی افادہ سے عصمت کے لوازم سے ہے پس الحمد للہ کہ انکی ہی اعتراف سے عصمت ایمہ علیہم السلام ثابت ہوئی
تیسری دلیل بھی بعینہ ایمہ علیہم السلام کی عصمت مین جاری ہے کیونکہ اگر ایمہؑ گناہ کرتے تو مثل سلاطین جابر
کے ہوتے کہ اوراد میونکو رسوم فاسدہ اور ارتکاب فواحش پر زجر و سیاست کرین اور خود وہ امور عمل
مین لاین اور ضرور ہے کہ ایمہ اور خلفاء راشدین کے روش ملوک جابر و سلاطین ظالم کے روش سے
جدا ہو۔ اور چوتھی دلیل کی تقریر یہہ ہے کہ اگر امام گناہ کرے تو مستوجب ایذا و اہانت و عقوبت ہو
وقد قال اللہ تعالی وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا
بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا۔ اس آیت کی تحت مین نیشاپوری وغیرہ لکھتے ہین۔ قیل نزلت فی اناس
من المنافقین کانوا یوذون علیا کرم اللہ وجہہ۔ یعنی یہہ آیت اُن منافقوں کی
شان مین نازل ہوئی ہے جو جناب امیر علیہ السلام کو ایذا دیتے تھے اور نیز احادیث سے ثابت ہے
کہ جناب امیر علیہ السلام کی ایذا رسول خدا کی ایذا ہے من اذی علیا فقد اذانی۔ کما فی الصواعق

---

*عن الرضا انہ قال من شد رحلہ الی زیارتی استجیب دعاؤہ وغفرت لہ ذنوبہ ومن زارنی فی تلک البقعۃ کان
کمن زار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکتب لہ ثواب الف حجۃ مبرورۃ والف عمرۃ مقبولۃ وکنت انا وآبائی شفعاءہ یوم القیامۃ

الحرقہ و تاریخ الخلفاء وغیرہ — اور جب ایک امام مین یہہ بات ثابت ہوئی تو کل مین ہوگی — اور پانچوین دلیل کا بیان ظاہر ہے کہ اگر ایمہ کے گناہ امت پر ظاہر ہون تو انکی اطاعت سے استنکاف کرین اور انکی نظرونسے گرجاین اور اُنکے احکام وغیرہ کی تصدیق و تعمیل نکرین بلکہ تکذیب کرین کہ اگر یہہ مواعید وغیرہ کی بیانمین سچے ہوتے تو خود کیون ان امور کے مرتکب ہوتے انتہی ناظرین انصاف کرین خصوصاً حضرات مخاطب ملاحظہ فرماوین کہ انبیا علیہم السلام کی عصمت ثابت کرنیکا یہہ طرز وطریقہ ہو کہ ان علماء اعلام حضرات اہل سنت نے اختیار کیا ہے اگر قران شریف سے ان حضرات کی عصمت بالتصریح ثابت ہوتی تو یہہ علماء متبحرین ان توجیہات سے کیون ثابت فرماتے — ہم سے عصمت ایمہ علیہم السلام کا ثبوت قران شریف سے صراحتہً چاہنا محض ہٹ دہرمی ہے — ارباب عقل و کیاست نے معلوم کیا ہوگا کہ انہین توجیہات سے ایمہ اطہار کی عصمت بخوبی ثابت ہے اسصورت مین ہمکو جداگانہ ثبوت کی ضرورت نہ تھی مگر اتماماً للحجتہ ہم بفضلہ تعالے اس سے زیادہ صراحت سے قران مجید ہی خاص عصمت ایمہ اہلبیت علیہم السلام ثابت کرتے ہین — توجہ سے سنئے — پس واضح ہو کہ حق تعالے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام سے خطاب فرماتا ہے کہ اِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا یعنے مین تجکو آدمیونکیواسطے امام یعنے پیشوا کرنے والا ہون پھر حکایتہً عن لسان ابراہیم اللہ جل شانہ فرماتا ہے قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي — حضرت ابراہیم نے عرض کیا اور میری اولاد سے یعنی اُنسے بھی امام کر — قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ — حق تعالے نے اوسکے جواب مین ارشاد فرمایا کہ میرا عہد ظالمونکو نہین پہونچیا — اول اس آیہ وافی ہدایہ کی تفسیر امام رازی و بیضاوی سے تحریر ہوتی ہے — امام رازی صاحب نے جہان انبیا علیہم السلام کی عصمت ثابت فرمائی ہے اپنی اُن دلایل مین اس آیت کو بھی لیا ہے — چنانچہ فرماتے ہین * اوخاص اس آیت یعنی وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ

الخامس عشر قال فی حق ابراھیم صلوات اللہ علیہ انی جاعلک للناس اماما — والامام من یوتم به فاوجب علی کل الناس ان یاتموا به فلو صدر الذنب عنه لوجب علیهم ان یاتموا به فی ذلک الذنب وذلک یفضی الی التناقض الخ

۴ اگرچہ بحث کی اثبات ہو عصمت ائمہ اطہار ثابت ہو چکی [illegible] علیہم السلام [illegible] عصمت [illegible]

الایہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں* چونکہ ان دونوں عبارتوں کا مطلب ایک ہے اسلئے پچھلی عبارت کا مطلب لکھا جاتا ہے - یعنی خداوند تعالی کا یہہ فرمانا کہ میں تجکو امام کرنے والا ہوں اسپر دلالت کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام تمام گناہوں سے معصوم تھے - کیونکہ امام وہ ہے کہ اسکی پیروی کیجائے پس اگر اس سے گناہ صادر ہو تو ہم پر اسمیں بھی اوسکی پیروی کرنی واجب ہوگی پس لازم آیگا کہ گناہ کا کرنا ہم پر واجب ہو اور یہہ محال ہے کیونکہ اسکا گناہ ہونا اسکے فعل کے حرام ہونے سے مراد ہے - اور اسکا واجب ہونا اس سے مراد ہے کہ اسکا ترک کرنا حرام ہو - اور ہر دو کا جمع کرنا محال ہے - ناظرین غور فرماویں اور یاد رکہیں کہ امام صاحب محض لفظ امام سے ہی عصمت ثابت فرماتے ہیں یعنے جو امام ہو لازم ہے کہ وہ معصوم ہو - پھر فرماتے ہیں + یعنی اس عہد سے یا عہد نبوت یا عہد امامت مراد ہے - اگر عہد نبوت مراد ہو تو واجب ہے کہ نبوت ظالمین کے لئے ثابت نہ ہو اور اگر عہد امامت مراد ہے تو واجب ہے کہ ظالمین کے لئے امامت ثابت نہ ہو - اور جب ظالمین کے لئے امامت ثابت نہ ہوئی تو نبوت بھی ثابت نہ ہوگی کیونکہ ضرور ہے کہ ہر نبی امام ہو کہ اسکی پیروی کیجائے - پس ہر تقدیر پر آیت اسپر دلالت کرتی ہے کہ نبی گنہگار نہیں ہوتا - انتہی - غور و تامل کا مقام ہے کہ ایک یہہ آیت ہے کہ اس سے انبیاء علیہم السلام کی عصمت ثابت کیجاتی ہے اور لفظ امام کے معنی بتلائی جاتے ہیں کہ اقتدا اسکی ضروری ہے

---

* المسئلۃ السابعۃ - قولہ انی جاعلک للناس اماما - یدل علی انہ علیہ السلام کان معصوما عن جمیع الذنوب لان الامام ہو الذی یوتم بہ ویقتدی بہ فلو صدرت المعصیۃ منہ لوجب علینا الاقتداء بہ فی ذلک فیلزم ان یجب علینا فعل المعصیۃ وذلک محال لان کونہ معصیۃ عبارۃ عن کونہ ممنوعا من فعلہ وکونہ واجبا عبارۃ عن کونہ ممنوعا عن ترکہ والجمع بینہما محال انتہی

+ السادس عشر - قولہ تعالی لاینال عہدی الظالمین - والمراد بہذا العہد اما عہد النبوۃ او عہد الامامۃ فان کان المراد عہد النبوۃ وجب ان لا تثبت النبوۃ للظالمین وان کان المراد عہد الامامۃ وجب ان لا تثبت الامامۃ للظالمین واذا لم تثبت الامامۃ للظالمین لم تثبت النبوۃ للظالمین لان کل نبی لا بد ان یکون اماما یوتم بہ و یقتدی بہ فالایۃ علی جمیع التقادیر تدل علی ان النبی لا یکون مذنبا انتہی

اور تعجب ہی کہ باوجود اس آیت کے ہمارے مقابلہ مین عصمت شرط امامت نہین ہی بلکہ ہر ظالم و فاسق امام مانا جاتا ہی اور لطف یہہ ہی کہ حضرت امام رازی صاحب ہمارے اعتراضات نقل کرکے جواب دیتی ہین اور آخر مین مجبور ہوکر لکہتی ہین کہ امامت سی مراد اس آیت مین نبوت ہی اور جسنے اللہ جل شانہ سی طرفتہ العین کفر کیا وہ ضرور نبوت کی لایق نہین ہی۔ حالانکہ خود سولہوین دلیل مین فرمایا ہی کہ عہد عام ہی خواہ امامت مراد ہو یا نبوت۔ بہر صورت نبی معصوم ہوگا چنانچہ اوپر گذر چکا۔ اور یہان فرماتی ہین کہ اس آیت مین عہد سے مراد نبوت ہی ہی مگر شکر کا مقام ہی کہ اسکا تو اقرار کرلیا کہ اگر عہد سی مراد نبوت ہو تو طرفتہ العین کفر باللہ جایز نہ ہوگا۔ اگر یہہ ثابت ہوجای کہ اس آیت مین عہد سی مراد امامت ہی ہی تو ان امام صاحب کے ہی ارشاد کی موافق لازم ہوگا کہ جسنی طرفتہ العین کفر باللہ کیا ہو وہ امامت کے لایق نہ ہوگا۔ سو ہمبھی ہم بفضل الٰہی اپنی امام صاحب کے قول مدلل سے ثابت کرتے ہین کہ اس آیت مین عہد سی مراد امامت ہی ہی اور آیت عصمت کی مقتضی ہی مگر امام صاحب فرماتے ہین کہ ہم نہین مانتے چنانچہ ہمارے اعتراضات کی جواب دیکر اور یہہ مقولہ لکہنے کے بعد کہ من کفر باللہ طرفتہ عین لا یصلح للنبوۃ آپ تحریر فرماتے ہین ⁂

المسئلۃ الخامسۃ

قال الجمهور من الفقهاء والمتكلمين الفاسق حال فسقه لا يجوز عقد الامامة له واختلفوا في ان الفسق الطاري يبطل الامامة ام لا واحتج الجمهور على ان الفاسق لا يصلح ان يعقد له الامامة بهذه الاية ووجه الاستدلال بها من وجهين - الاول ما بينا ان قوله لا ينال عهدي الظالمين جواب لقوله ومن ذريتي وقوله ومن ذريتي طلب للامامة التي ذكرها الله تعالى فوجب ان يكون المراد بهذا العهد هو الامامة ليكون الجواب مطابقا للسوال فتصير الاية كانه تعالى قال لا ينال الامامة الظالمين وكل عاص ظالم لنفسه فكانت الاية دالة على ما قلناه فان قيل ظاهر الاية يقتضي انتفاء كونهم ظالمين ظاهرا و باطنا ولا يصح ذلك في الائمة والقضاة قلنا اما الشيعة فيستدلون بهذه الاية على صحة قولهم في وجوب العصمة ظاهرا و باطنا و اما نحن فنقول مقتضى الاية ذلك لكنا تركنا اعتبار الباطن فتبقى العدالة الظاهرة معتبرة انتهى

تفسیر کبیر

یعنے جمہور فقہا و متکلمین نے لکھا ہی کہ حالت فسق مین فاسق کے لئی عقد امامت جایز نہین اور اُسمین اختلاف کیا ہی کہ فسق طاری امامت کو باطل کرتا ہی یا نہین - اور جمہور نے اس ایت سے فاسق کی امامت منعقد نہ ہونی پر احتجاج کیا ہی اور استدلال کی دو وجہین ہین - اول یہہ کہ ہمنی بیان کیا کہ خداوند کریم کا یہہ قول کہ میرا عہد ظالمونکو نہین پہونچی گا - جواب ہی حضرت ابراہیم کے اس قول کا جو عرض کیا تھا کہ میری اولاد سی اور انکا یہہ قول یعنی میری اولاد سی اس امامت کی طلب ہی جسکا ذکر اللہ تعالی نے کیا - پس ضرور ہی کہ مراد اس عہد سے امامت ہو تا کہ جواب مطابق سوال کے ہو - پس آیت ہو جائیگے اسطرح کہ گویا اللہ تعالی نے فرمایا کہ امامت ظالمین کو نہین پہونچیگی اور ہر گنہگار اپنے نفس کے لئی ظالم ہی پس جو ہمنی بیان کیا آیت اسپر دال ہوگی اگر کہا جاے کہ ظاہر ایت تو یہہ چاہتا ہی کہ وہ ظاہر و باطن مین ظالم نہ ہون اور یہہ ائمہ و قضاۃ مین صحیح نہ ہوگا - ہم کہتی ہین کہ شیعون نے تو اس ایت سی ظاہری باطنی عصمت کی وجوب پر استدلال کیا ہی - اور ہم کہتی ہین کہ مقتضی ایت یہہ ہی ہے - (یعنی جو شیعہ کہتی ہین) لیکن ہمنی اعتبار باطن ترک کیا پس عدالت ظاہرہ باقی رہی - انتہی - اب حضرات ناظرین نصفت آئین اور حضرت مخاطب انصاف فرماوین کہ جب بہ تصریح تمام اس عبارت سی ثابت ہو گیا کہ اس عہد سی مراد امامت ہی اور آیہ مسطورہ ان امام صاحب کی اقرار سے عصمت مین نیالہ ذلک العہد پر دلالت کرتی ہی پس الحمد للہ کہ عصمت ائمہ ان امام صاحب کی تقریر سے ثابت ہو گئی - مگر تعصب مذہبی قابل دید اہل دید ہی کہ حضرت امام صاحب باوصف اسکی کہ خود مقر ہین کہ یہہ آیت عصمت من نیالہ ذلک العہد پر دال ہے پھر عصمت امام کے قایل نہین ہوتے - تعجب ہی کہ جسطرح سولہ دلیلون عصمت انبیا علیہم السلام مین اس آیہ کو عصمت پر دال لکھا ہی ویسا ہی اس آیت کے تفسیر مین بھی بیان کیا ہی کہ اس سی عصمت انبیا علیہم السلام ثابت ہی چنانچہ اسی آیت کے تفسیر کے مسئلہ سابقہ مین گذر چکا ہی - پھر بااینہمہ فرماتے ہین کہ امام کے لئی عدالت ظاہری ہی کافی ہے - ایک بحث مین ایسے

بڑے عالم متبحر سے یہہ تناقض کلام موجب کمال حیرت ہی۔ اور اس سے بڑھکر تعجب انگیز یہہ امر ہے
کہ اس عبارت مین خود تصریح فرماتے ہین کہ ظاہر آیہ عصمت امام پر دلالت کرتی ہے لیکن
ہم اسکو متروک کرتے ہین اور کوی وجہ شرعی ترک کی نہین لکھی۔ یہہ جرات حضرات اہل
سنت کی ہی کہ خود مقر ہون کہ آیت سے عصمت ثابت ہی اور کہین کہ ہم نہیں مانتے۔ سوای اسکے
کہ خلافت خلفاء ثلثہ جو باتفاق غیر معصوم ہین بچی رہی اور کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی صاحب
تفسیر بیضاوی اس آیت کی تفسیر مین تحریر فرماتے ہین۔ * یعنی یہہ حضرت ابراہیم کی درخواست قبول
کرنی ہی اور اسپر تنبیہ ہی کہ انکی اولاد مین سے کبھی ظالم ہونگے اور وہ امامت نپاونگے کیونکہ امامت
اللہ جل شانہ کی امانت اور عہد ہی اور ظالم اسکے لایق نہیں اور سوای اسکے نہین کہ اسکو نیک
اتقیاء مین سے پاونگے اور اسمین دلیل اس کی ہی کہ انبیاء بعثت سے پہلے کبایر سے معصوم ہون۔ اور
فاسق امامت کے قابل نہین ہی اور خطیب محشی نے اسکے حاشیہ مین لکھا ہی۔ قولہ وفیہ دلیل علی
عصمۃ الانبیاء من الکبائر قبل البعثۃ بل عصمتہم من الصغایر اذ الذنب ظلم صغیرا کان
او کبیرا انتہی۔ یعنی بلکہ انکی عصمت صغایر سے کیونکہ گناہ خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ ظلم ہی۔ الحمد للہ کہ تفسیر
بیضاوی وحاشیہ خطیب سے وجوب عصمت امام مثل روز روشن ثابت ہوگیا۔ بیضاوی نے
تصریح کردی کہ ظالم امامت نپاونگے کیونکہ امامت اللہ تعالی کی امانت اور اسکا عہد ہی اور ظالم
خداوند تعالی کی امانت وعہد پانیکی لیاقت نہین رکھتا اور خطیب کے بیان سے ظاہر ہوگیا
کہ گناہ صغیرہ وکبیرہ ہردو ظلم ہین پس گناہ صغیرہ وکبیرہ سے عصمت امام ثابت ہوئی غور کا
مقام ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی تھے۔ یہہ ممکن نہین کہ ظالمون وفاسقون کے لئے

---

* قال لاینال عہدی الظالمین۔ اجابۃ الی ملتمسہ وتنبیہ علی انہ قد یکون من ذریتہ ظلمۃ وانہم لاینالون الامامۃ
لانہا امانۃ من اللہ وعہدہ والظالم لایصلح لہا وانما ینالہا البررۃ الاتقیاء منہم وفیہ دلیل علی عصمۃ
الانبیاء من الکبایر قبل البعثۃ وان الفاسق لایصلح للامامۃ۔ انتہی

دعا مانگی ہو بلکہ جنکو متقی و نیک سمجھے ہونگے انکے لیے ہی یہہ درخواست کی ہوگی مگر اللہ جل شانہ نے
اسکو منظور فرمایا اور یہہ قید لگادی کہ میرا عہد ظالمونکو نہین پہونچتا۔ تعجب ہے کہ اسی ایک آیت
سے یہہ ہردو مفسر انبیا کی عصمت ثابت کرتے ہین اور امام کی عصمت کے قایل نہین ہوتے۔
محض عدالت ظاہری ہے کافی سمجھتے ہین عقاید نسفی مین صاف لکھا ہے کہ لا ینعزل الامام بالفسق
والجور۔ یعنی امام فسق و جور سے معزول نہین ہوتا ہم سے عصمت اسیہ اظہار پر قران شریف
سے نص صریح طلب ہوتی ہے۔ اِس عقیدہ پر جو صراحتہ اِس آیت کے برخلاف ہے نص ارشاد ہو
الحاصل اگر اِس آیت مین اور مفصل لکھا جائی اور طرفین کے سوال جواب نقل کیے جاین تو بہت
طول ہو اسلیے صرف ایکدو روایتین اِس آیت کے متعلق لکھی جاتی ہین۔ مناقب خوارزمی مین
رسول خدا صلعم سے روایت کر کے لکھا ہے کہ جسوقت حضرت ابراہیم نے دعا کی کہ میری اولاد مین
بھی امام کر اور خدای تعالے نے انکے جواب مین فرمایا کہ میرا عہد ظالمونکو نہین پہونچتا تو اسوقت حضرت
ابراہیم نے دعا کی وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ یعنے الگ رکھہ مجکو اور میری اولاد کو اس
سے کہ پرستش کرین ہم بتونکی۔ خداوند تعالے نے انکی دعا۔ میرے اور علی کے حق مین قبول فرمائی
مجکو نبی اور علی کو وصی کیا۔ روی ابن مغازلی الشافعی فی المناقب عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہت الدعوۃ الی والی علی لم یسجد احد قط لصنم فاتخذنی نبیا واتخذ علیا وصیا۔ ابن مغازلی شافعی در مناقب

ف اگرچہ اخطب خوارزمی و ابن المغازلی شافعی کے مناقب و فضایل جلیلہ کتب معتبرہ اہل سنت مین
مسطور ہین اور علماے اعلام اہل سنت انسے اخذ روایت کرتے ہین مگر بنظر اختصار انکی توثیق
مین شاہ عبد العزیز صاحب مولف تحفہ کا حوالہ کافی ہے۔ شاہ صاحب تحفہ کے باب یازدہم تعقب سیزدہم
حاشیہ واقعہ صفحہ ۶۹۰ مطبوعہ مطبع حسینی مین ان ہردو بزرگوار کو علمای اہل سنت سے تحریر فرمائی ہین
اور اپنی زعم مین شیعونکو انکا کاسہ لیس و خوشہ چین سمجھتے ہین چونکہ عبارت حاشیہ کی طویل تھی اسیقدر
اشارہ کافی سمجھا گیا اگر کوئی صاحب چاہین تو تحفہ کا یہہ مقام بحوالہ باب و تعقب و صفحہ لکھا گیا ہے ملاحظہ فرماوین

مین ابن مسعود سی روایت کی ہے کہا اسنے کہ فرمایا جناب رسول خدا نے کہ ابراہیم کی دعا مجھہ تک اور علی تک پہنچی ہوئی ہم دونون مین سے کسی نے کبھی بتونکو سجدہ نہین کیا پس اللہ تعالی نے مجکو نبی اور علی کو وصی کیا۔ ان ہر دو روایت سے معلوم ہوا کہ جن لوگون نے بت پرستی کی وہ قابل امامت نہین ہین۔ گو بعد مین مسلمان ہو گئے ہون حضرات تامل فرمائی کہ جب آپ خلفاء ثلثہ کو معصوم نہین جانتے بالفرض اگر وہ حضرات ظالم بتعبیر ہم نہ ہون تو بباعث معصوم نہ ہونے کے ظالم بالمفہوم تو ضرور ہین پس بموجب آیہ مذکورہ وقول ہر دو مفسر امامت کے لایق نہین۔ دیکھی ہمارے دوازدہ امام وہ ہین کہ آپ بھی انکو امام مانتے ہین اور آپکی کتب معتبرہ مین انکی خلافت پر جناب رسول خدا صلعم سے نص موجود ہے چنانچہ آیہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول الآیہ کے ذیل مین سید جمال الدین محدث جیسے ثقہ کی روایت اسم باسم گذر چکی ہے۔ رہی عصمت۔ گو آپ ان حضرات کی عصمت کے قایل نہین مگر محفوظ عن الخطا تو مانتے ہین اور عصمت وحفاظت اصل مین ایک چیز ہے اسمین محض تنازع لفظی ہے چنانچہ جناب مولوی محمد اسمعیل صاحب نے رسالہ امامت مین اسکی تشریح فرمائی ہے رسالہ مذکورہ کی صفحہ ٦٦ مین فرماتے ہین عبارت یہہ ہے۔ واز اعظم مقامات ولایت عصمت ست باید دانست کہ حقیقت عصمت حفاظت غیبی ست کہ جمیع اقوال وافعال واخلاق واحوال واعتقادات ومقامات معصوم را برراہ حق کشان کشان می برد واز انحراف حق مانع می شود۔ ہمین حفاظت کہ بانبیاء اللہ متعلق میباشد از اعصمت می نامند واگر بکاملی دیگر متعلق می باشد از احفظ میگویند پس عصمت وحفظ فی الحقیقہ یک چیز است امابنا بر تادب لفظ عصمت را بر حفظیکہ متعلق باولیا اللہ است اطلاق نمی نمایند۔ اس عبارت سی صاف ظاہر ہے کہ عصمت وحفظ حقیقت مین ایک ہی چیز ہے صرف ادب کی رعایت سی آپ غیر انبیاء پر عصمت کا اطلاق نہین کرتے۔ امید ہے کہ دوازدہ امام کو آپ بھی کملای اولیا اللہ مین سے سمجھتے ہونگے تو حفاظت غیبی تو انکی ثابت ہو گئی پھر اگر اپنی اپنی اصطلاح ہے آپ محفوظ کہین ہم معصوم سمجھتے ہین ہمارا اصل مطلب بہر طور ثابت ہے باقی لفظی بحث ہے بلکہ لفظی بحث بھی نہین کیونکہ مولوی صاحب ممدوح نے

سورۃ الحج کی ایت وما ارسلنا من قبلک الایہ لکھکر قرات ابن عباس اس ایہ کی یہہ تحریر فرمائی ہی۔ در قراۃ
ابن عباس این کریمہ مسطورہ باین طریق مروی ہست وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ وَّلَا محدث
اِلَّا اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ پس
برین تقدیر معنی عصمت کہ مفاد این کریمہ است چنانکہ بر رسل و انبیا ثابت شدہ ہمچنین بمحدثین ہم ثابت
گردید۔ ہر چند قراۃ ابن عباس از قرات متواتر نیست و اما قراۃ غیر متواترہ در اثبات حکم بر خبر مشہور ہست
پس امتیاز متواتر از غیر متواتر در تلاوت ہست نہ در اثبات حکم۔ قال النبی صلعم فی المشکوۃ
فی باب مناقب العشرہ مبشرہ لعلی اللھم ادر الحق معہ حیث دار۔ ترجمہ
فرمود رسول خدا صلعم در حق علی ای الہی دایر کن حق را ہمراہ علی ہر کجا کہ دور کند وقال النبی القرآن
مع علی و علی مع القران ترجمہ قران با علی و علی با قران است وقال النبی صلعم انی
تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض
الحمد للہ کہ مولویصاحب نے جناب امیر و اہل بیت علیہم السلام کی خود عصمت ثابت فرما کر ہمکو ممنون
و مشکور فرما دیا۔ ہان مولویصاحب موصوف نے اس حفاظت و عصمت کو عام فرما دیا۔
اگر آپ انصاف فرمائینگے تو گو اور لوگونکو اولیا اللہ مانکر انکی حفاظت و عصمت کے قایل ہونگے مگر
ہمارے دوازدہ امام پھر بھی اخص خواص ہی ہونگے اور انکی حفاظت اور ونکی بہ نسبت اکمل ہی
ہوگی پھر تعجب ہے کہ انکی امامت بلا فصل و عصمت سے کیون انکار ہے۔ انشاء اللہ تعالی اسکی تفصیل
کسیقدر بحث خلافت مین بیان ہوگی۔ آیہ ثانیہ۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہی کہ یا ایھا الذین
امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔ ای وہ لوگو کہ ایمان لائی ہو اللہ جل شانہ سے
ڈرو اور سچونکے ہمراہ رہو۔ حضرت امام رازی صاحب نے اس ایت کی تفسیر مین بھی صادقین
کو معصوم ہی لکھا ہی چونکہ امام صاحب ذی علم و عقل ہین فحوائے ایت سے جو مضمون سمجھہ
مین اتا ہی لکھہ جاتے ہین مگر جب دیکھتے ہین کہ اس سے تو خلافت خلفا ثلثہ درست نہین
رہتی تاویل بعید فرماتے ہین یہان بھی وہی تاویل فرمائی ہی کہ صادقین سے مراد کل امت ہے

اور اسکو کسیقدر بسط سے لکھا ہی چونکہ انکی تقریر لطف سے خالی نہیں ہے اسلئے ملاحظہ ناظرین کے لیے مع اسکے جواب کے درج رسالہ ہذا ہوتی ہی اصل عبارت مع ترجمہ اردو لکھنا اطناب محض ہی اسلئے وہ ترجمہ فارسی جو مولوی محمد حسن صاحب رئیس لودیانہ نے جنکے صلاح و اتفاق سے حضرت پیرجی صاحب اس رسالہ کے اغاز مین مقر ہین میرے مخدوم جناب سردار اغا محمد جعفر خان صاحب کو خود لکھکر دیا ہی اور وہ مسودہ بعینہ موجود ہی لکھا جاتا ہی اور وہ یہہ ہی یا ایها الذین امنوا اتقوا الله وکونوا مع الصادقین باید دانست ہرگاہ کہ خداوند عالم حکم کرد بقبولیت توبہ این سہ کسان پس بیان کرد انچہ باشد زجر کنندہ از اقدام مثل فعل گذشتہ و آن پس ماندن است از رسول خدا علیہ السلام در غزوات پس فرمود ای صاحبان ایمان بترسید از خداوند پاک در مخالفت حکم رسول صلعم باشید ہمراہ صادقان امراد دارد رسول پاک خود و یاران او را در غزوات و نباشید پس باشندگان از و و نشینندگان ہمراہ منافقان در خانہای خود — و در ضمن این آیت چند مسایل است — مسئلہ اولی — بدرستیکہ خلاق عالم حکم کرد مومنان را باین کہ باشند ہمراہ صادقان و ہرگاہ کہ واجب شد بودن ہمراہ صادقان پس ضرور افتاد وجود صادقان در ہر وقت و این منع میکند از اتفاق کل بر امر باطل و ہرگاہ کہ منع شد اتفاق کل بر باطل پس واجب شد ہرگاہ کہ اتفاق کنند بر چیزے این کہ باشند اہل حق — پس این جملہ دلالت میکند بر انکہ البتہ اجماع امت حجت است — پس اگر گفتہ شود چرا جایز نیست اینکہ گفتہ شود مراد بقول حق تعالے (کونوا مع الصادقین) این است کہ باشید بر طریقہ صادقان چنانچہ کسے بگوید پسر خود را (کن مع الصالحین) باش ہمراہ نیکان — این قول فایدہ نہ بخشد مگر ہمین معنی را کہ گفتم — تسلیم کردیم این قول را مگر میگوییم بی شک این امر موجود بود در زمان رسول خدا صلعم فقط پس بود این حکم برای بودن ہمراہ رسول صلعم — پس بصورت قبول این معنی ابت دلالت نخواہد کرد بر وجود صادق مرد در ہر زمان تسلیم کردیم این معنے مگر چرا جایز نیست انکہ باشد صادق ہمان شخص معصوم کہ ممتنع است خالی بودن زمانہ تکلیف از و چنانچہ میگویند شیعیان — پس جواب اول انست کہ بی شک قول حق تعالے (کونوا مع الصادقین) امر است بموافقت صادقان و نہی است

از جدای ایشان و این امر شرط کرده شده است بوجود صادقان و آن چیزیکه تمام نشود امر واجب مگر باو ضرور واجب خواهد بود۔ پس دلالت کرد آیه شریفه بر وجود صادقان و قول معترض که آیه محمول است بر قول عرب که گویند (کن مع الصالحین) و مراد دارند باش طریقه نیکان پس بجواب گوئیم که این خروج است از ظاهر بلا دلیل۔ قول معترض دوئیم که این امر خاص بود بزمانه رسول الله صلعم گوئیم این قول باطل است بچند وجه۔ اول آنکه ثابت شد از قول متواتر ظاهر از دین محمد صلعم بدرستیکه جمله تکالیف ذکر کرده شده در قرآن مجید متوجه اند بر مکلفان تا قایم شدن قیامت پس باشد حکم این تکلیف هم ازین قبیل۔ دوئیم آنکه صیغه شامل است جمله اوقات را بدلیل صحت استثنا۔ و سوئیم آنکه هرگاه در آیت وقت معین مذکور نیست پس حمل کردن بر وقت خاص اولی نخواهد بود نسبت دیگر اوقات پس یا آیت را حمل نکرده شود بر هیچیکی از اوقات پس این معنی خواهد رسانید به بیکاری و تعطیل باطل است و یا حمل کرده شود آیت را بر جمیع اوقات و همین مقصود ما است و چهارم آنکه درین آیه یا ایها الذین امنوا اتقوا الله حکم کرد بندگان را به تقوے و این حکم شامل باشد از آنکه جایز باشد از و ناپرهیزگاری و این نمی باشد تا وقتیکه نباشد او جایز الخطا پس باشد آیت دلالت کننده برین معنے بدرستی کسیکه باشد جایز الخطا واجب است بودن او اقتدا کننده بکسیکه باشد واجب العصمت ایشان همان اند که حکم کرد خداوند به بودن شان صادق پس دلالت خواهد کرد برینکه واجب هست بر جایز الخطا معیت معصوم عن الخطا تا که باشد معصوم عن الخطا مانع کننده جایز الخطا را از خطا و این معنے قایم است در هر زمانه پس واجب شد حصول آن در هر زمانه۔ قول معترض ثالث بر روش شیعیان آنکه چرا جایز نیست اینکه مراد باشد همراه بودن مومن بمعصوم که موجود است در هر زمانه) جواب گوئیم که ما اقرار داریم که ضرور است وجود معصوم در هر زمانه مگر ما میگوئیم که آن معصوم مجموع امت است و شما میگوئید که آن یک تن است از میان شان پس گوئیم که این قول دوئمی باطل است۔ چراکه خداوند عالم واجب کرده است بر هر کسے از مومنان که باشد همراه صادقان و این ممکن باشد از هر نفر بشرطیکه بشناسد که آن مرد صادق از میان امت کیست نه بحالتیکه نشناسد او را پس اگر باشد

حکم کردہ شدہ بہمراہی او۔ این باشد تکلیف بکاریکہ بندہ طاقت آن نداشتہ باشد و تکلیف بیرون از حد طاقت از حضرت ایزدی جایز نیست تا نمیدانیم شخص معین را کہ موصوف باشد بصفت عصمت و یقین این امر کہ ما آن معصوم را نمی شناسیم ضرور بدیہائی ما حاصل است پس ثابت شد کہ قول خداوند تعالے (کونوا مع الصادقین) نیست حکم بودن ہمراہ شخص معین و ہرگاہ باطل شد این معنی باقی ماند ہمان معنے کہ ما گفتیم یعنی مراد ازین آیت ہمراہی جمیع امت است و ازین ثابت بشود کہ قول مجموع امت حق است و صواب۔ و قول ما کہ اجماع امت حجت شرعی است ہمین معنے دارد ۱۲ تمام شد مسئلہ اولی۔ انتہی۔ امام صاحب کی اس تقریر سے بخوبی ثابت ہی کہ اس آیہ وافی ہدایہ مین جو صادقین مذکور ہین ضرور ہی کہ وہ معصوم ہون رہا یہہ امر کہ امام صاحب فرماتے ہین کہ وہ کل امت ہین چونکہ حضرت تفسیر قران برائے خود فرماتے ہین اور اسبابمین حضرت خلیفہ اول کے قول پر بھی عمل نہیں فرماتے چنانچہ سابق مین ذیل آیہ اطیعوا اللہ الایہ مذکور ہو چکا یہہ امام صاحب کی رائی ہی اسکے جوابمین اول مختصر اگذارش ہی۔ کہ شاید کسی مفسر اہل سنت و جماعت نے بھی صادقین سے مراد کل امت نہیں لی چنانچہ در منثور وغیرہ مین جو نقل کیا ہی یہہ ہے * خلاصہ ان روایات کا یہہ ہی کہ صادقین سے مراد اہلبیت

---

* قولہ تعالی یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین الایہ اخرج ابن جریر ابن المنذر وابن ابی حاتم عن نافع فی قولہ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونو مع الصادقین قال نزلت فی الثلاثہ الذین خلفوا قیل لہم کونو مع محمد صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ واخرج ابن المنذر عن کعب بن مالک قال فینا نزلت ایضا اتقوا اللہ وکونو مع الصادقین واخرج ابن المنذر عن کعب وابن ابی حاتم وابن مردویہ عن ابن عمر فی قولہ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونو مع الصادقین قال مع محمد واصحابہ واخرج ابن جریر عن سعید بن جبیر فی قولہ وکونو مع الصادقین قال مع ابی بکر وعمر واخرج ابن جریر وابو الشیخ وابن عساکر الضحاک فی قولہ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین قال امروا ان

اور اُنکے اصحاب - یا حضرت ابو بکر و حضرت عمر اور اُنکے اصحاب یا جناب امیر علیہ السلام و آل محمد علیہم السلام یا کعب بن مالک و مرارہ بن ربیعہ و ہلال بن امیہ ہین اِن امام صاحب کی جو تفسیر فرمائی ہے کسی سے منقول نہین ہی - خود امام صاحب ایسی تفسیر سے جو صحابہ و تابعین کے مفسرین کے اقوال کے خلاف ہو بحاشی فرماتے ہین چنانچہ آیہ اطیعوا اللہ الایہ کی تفسیر مین گذر چکا ہے اور پھر خود اسکے مرتکب ہوئے - اور یہ متوہم نہ ہو کہ انکا قول کونوا مع محمد و اصحابہ کے مساوق ہوگا - کیونکہ لفظ امت عام ہی اور صادقین کے تفسیر انحضرت اور خاص اصحاب ہین - اگر منصف ان دونون مین غور کرے تو اصل حال معلوم ہو سکتا ہی - حضرات اہل سنت کا عام قاعدہ ہی کہ جو آیہ یا حدیث خاص اہل بیت علیہم السلام کی فضیلت پر دال ہوتی ہے اسکو عام کر دیتے ہین چنانچہ ماہرین پر یہہ امر پوشیدہ نہین ہے - مگر چونکہ اصل اصل ہی بات بنائی نہین بنتی - اِس آیت کی تفسیر مین بھی عام روائتین منقول ہین - غور کا مقام ہی کہ تفسیر کونوا مع محمد و اصحابہ مین مخاطب کون ہین - اور متخلفین کو کہ اپنے کام پر نادم تھے اور اِس شدت سی توبہ کی تھی مخاطب کرنا بمنزلہ تحصیل حاصل ہے اور اصحاب نبوی کو متخلفین کی معیت کا حکم دینا بھی بعید ہی کیونکہ انکی توبہ کا قبول ہونا کیا کم تھا کہ اصحاب نبوی کو انکی معیت کا حکم ہوتا - باقی رہی تفسیر حضرت ابو بکر و عمر و علی و آل محمد علیہم السلام

یکونوا مع ابی بکر و عمر و اصحابہما و اخرج ابن مردویہ عن ابن عباس فی قولہ اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین قال مع علی ابن ابیطالب و اخرج ابن عساکر عن ابی جعفر فی قولہ وکونوا مع الصادقین قال مع علی ابن ابیطالب و اخرج ابن ابی حاتم و ابن عدی و ابو الشیخ عن السدی فی قولہ اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین قال کونوا مع کعب بن مالک و مرارہ بن ربیعہ و ہلال بن امیہ و ثعلبی در تفسیر خود میفرماید اخبرنے عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ حدثنا محمد بن عثمان بن الحسن حدثنا محمد بن الحسین بن صالح اخبرنا علی ابن جعفر بن معین حدثنا خذل بن وسلق حدثنا محمد بن عمر المازنی حدثنا الکلبی

پہلی تفسیر مین رواۃ سینہ منفرد ہین - اور نیز یہہ روایت صحیح مسلم کی روایت فراتماہ کان با انما غادرا خانیا الا کی صریح مخالف ہی - ہان دوسری تفسیر یعنی علی و آل محمد علیہم السلام فریقین کے اتفاق سے خصوصا حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی روایت سے جو طرفین کے مسلم ہین مع دیگر احادیث واردہ طرفین کے - متعین ہے - اور اس سے ہمارا مطلب ثابت ہی - دوم مراد جسمین کچھ بھی عقل ہوگی جانتا ہی کہ جب کوی کسیکو کسیکی معیت کا حکم دے تو ظاہر ہی کہ مامور اور مامور بہ جداجدا ہونگے - پس جب خداوند تعالی نے مومنین کو صادقین کی معیت کا حکم دیا تو صادقین غیر مامورین ہونگے حالانکہ یہہ امام صاحب کل امت کو صادقین فرماتے ہین پس حاصل یہہ ہوا کہ مومنیں کو مومنین ہی کے ہمراہ رہنیکا حکم دیا ہی اور مومنین مین سے ہر فرد اپنی ذات کی معیت سے مامور ہوا - اگر مومنین مامورین بمعیت صادقین غیر صادقین ہین تو صادقین مجموع امت نہ ہوگی اور اگر مجموع امت صادقین سے مراد ہی تو مامورین بمعیت کا وجود ہی نہ ہوگا ایسے عالم جلیل القدر سے جو اپنے ہم مذہبونمین فرد کامل تھے یہہ تفسیر سخت حیرت انگیز ہی - اور نیز مجموع امت سے مراد اجماع ہی بعد انتقال سرورکائنات علیہ و آلہ الاف التحیات - امت کئی فرقونمین متفرق ہوگئی اصلی اجماع کبھی بھی میسر نہین ہوا حتی کہ جسلئے یہہ اجماع ایک اصل قایم کی گئی یعنی ثبوت خلافت خلیفہ اول اسپر بھی ہرگز ہرگز اجماع متحقق نہین ہوا حضرت خلیفہ ثانی جو اس خلافت کے بانی مبانی تھے اسکو فلتۃ فرماتے ہین کما فی البخاری (کار بی اندیشہ) ہے - اسصورتمین معلوم ہوا کہ تمام امت نے اجتنک کونوا مع الصادقین پر عمل ہی نہین کیا پس معاذ اللہ یہہ حکم عبث ہوا - اور امت بھی ضلالت پر جمع رہی حالانکہ حدیث لا تجتمع امتی علی الضلالۃ کو بڑے شد و مد سے روایت کرتے ہین - علاوہ ازین چاہئے کہ ہر فرد امت صادق ہو ورنہ

عن ابی صالح عن جابر عن ابی جعفر قولہ تعالی وکونوا مع الصادقین قال مع علی ابن ابی طالب واصحابہ قال مع آل محمد علیہم السلام ٭

صادق و کاذب افراد کے مجموعہ سے صادقین کیونکر حاصل ہونگے - غرض کہ جب خود ان امام صاحب کی تقریر سے ثابت ہو گیا کہ اِس آیہ میں جو صادقین مذکور ہیں ضرور ہے کہ وہ معصوم ہوں اور جو امام صاحب نے جو تفسیر صادقین کی فرمائی ہے علاوہ اسکے کہ جمہور کے مخالف ہے بالبداہت عقل کے خلاف ہے اور نیز روایات مذکورہ اہل سنت سے ہی ثابت ہو گیا کہ صادقین سے مراد علی و آل محمد علیہم السلام ہیں اور اُسکی تائید میں اور روایت بھی پیش کیجاتی ہے - حافظ ابو نعیم کہ علماء اہل سنت سے ہیں حلیۃ الاولیا میں لکھتے ہیں کہ یہہ آیت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور اسبابمیں روایت صواعق محرقہ جو عبارت دراسات اللبیب میں مندرج ہے آگے آئیگی - روایات اہل بیت میں تو صاف مذکور ہے کہ صادقین سے مراد ائمہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین ہیں - پس باتفاق فریقین ثابت ہوا کہ وہ صادقین ہمارے ہی ائمہ اطہار ہیں - آیہ اطیعوا اللہ الایہ میں تو بظاہر یہہ عذر تھا کہ فان تنازعتم بعد لفظ اولی الامر مذکور نہیں یہاں تو خاص صادقین کی معیت کا حکم فرمایا ہے - اور ظاہر ہے کہ معیت سے مراد پیروی کرنا ہے نہ انکے جسم کے ساتھہ رہنا - اور یہہ ممکن نہیں کہ گنہگاروں کی پیروی کا حکم اللہ جل شانہ فرمائے - پس ائمہ اطہار کی عصمت بخوبی ثابت ہے - رہا وہ اعتراض جو امام صاحب نے ہمارے مذہب پر فرمایا ہے اگرچہ اسکا جواب آیہ اطیعوا اللہ الایہ میں گذر چکا ہے - یہاں بھی مختصر سا گذارش ہوتا ہے کہ جب امام صاحب کے اعتراف سے ہر زمانہ میں صادقین موصوفین بالعصمۃ کا موجود ہونا ضروری ہے اور یہہ مثل آفتاب روشن و آشکارا ہو گیا کہ صادقین سے مجموع امت کسیطرح مراد نہیں لے سکتے اور اجماع مرکب اور روایات مسلمہ فریقین سے ثابت ہے کہ سوائے اخ الرسول و زوج بتول و حسنین علیہم السلام امت مصطفوی میں سے کوئی معصوم نہیں ہوا ہے - اگر یہہ حضرات بھی معصوم نہ ہوں اور حسب اقرار امام صاحب اس آیت سے معصوم کا وجود ضروری ہے تو حکم ربانی کا نفس الامر کے مخالف ہونا لازم آئیگا اور کوئی مسلمان اسکا قایل نہ ہوگا - پس ثابت ہوا کہ صادقین موصوف بعصمت و ائمہ مفترض الطاعۃ بحکم ربانی یہہ حضرات ہیں عدم عرفان کا جواب پہلے گذر چکا مگر بنظر اختصار اسقدر گذارش کرنا مناسب ہے - کہ اگر حضرات اہل سنت

وجماعت انصاف فرماکر تجاہل عارفانہ نفرمائیں تو کتاب وسنت سے ان حضرات کی عصمت
مین عین الیقین کا درجہ حاصل ہی۔ تکلیف مالایطاق وعدم عرفان نفی ہی۔ بلکہ بعض نصوص ہم کا برخوف انکا ہم
ان صادقین معصومین کی شان مین صادق ہی۔ اگرچہ دوازدہ امام علیہم السلام کی امامت کے
بابمین حضرات اہل سنت کی کتب مین روایات موجود ہین مگر تنزلاً عرض کیا جاتا ہی کہ اگر حضرات
کو کچھہ عذر ہوگا تو بعد اسکے ہمامین حضرت حسنین صلوات اللہ علیہما کی باقی آیمہ اطہار کی معرفت
مین ہوگا اسکے جوابمین صرف اسقدر گذارش ہی کہ اگر اول صادقین یعنی جناب امیر علیہ السلام
کی اطاعت کیجاتی تو امام سابق کی تنصیص وتعریف سے امام لاحق کی معرفت حاصل ہوتی
معہذا امام صاحب نے جو عدم عرفان کا اعتراض ہم پر کیا ہی ہم تو اسکا جواب دیچکے اور نیز ہمارے
مذہب کی تائید مین حدیث ثقلین صحیح مقبولہ فریقین موجود ہی جس سے اہل بیت وکتاب کا افتراق
قیامت تک ممکن نہین اور مفصل حدیث سید جمال الدین صاحب محدث کی اسبابمین گذر
چکی ہے حضرت امام صاحب کے قول کے موافق اگر اہل حل وعقد واجماع امت کو تسلیم کیا جاے تو انکا عرفان
البتہ عقدہ مالاینحل ہی اولاً اس جماعت کی حد وتعریف ثانیاً انکی پہچان کا طریقہ دریافت
طلب ہی اور نیز اس جماعت کی تعیین وتعداد کہ کسقدر افراد پر یہہ اسم یعنی اہل حل وعقد صادق
آسکتا ہی اور کس قاعدہ سے بعض کو داخل اور بعض کو خارج کرسکتے ہین انکے ممیز کون اشخاص ہین
ممیز کا قانون کیا ہی اور ممیزین بھی اس گروہ مین داخل ہین یا خارج اگر داخل ہین تو وہ خود اپنے
ممیز ہونگے اگر خارج ہین تو چاہیے کہ انکا رتبہ اہل حل وعقد کے رتبہ سے بڑہکر ہو لا اقل بمفاد انما یعرف
ذا الفضل ذو وہ بھی فضل والے ہونگے فضل والی ہی جانتے ہین اُنسے کمتر تو نہ ہو وغیرہ امور ضروری
معلوم کرنے چاہیین اہل انصاف غور فرمادین کہ امام معصوم کی معرفت مشکل ہے یا اہل حل وعقد
کی۔ اور مخفی نرہی کہ امام صاحب نے ان ہر دو آیہ کی تفسیر مین جو افادہ فرمایا ہی گو بظاہر متعاضد ہے
مگر حقیقت مین باہم متعارض ومتناقض ہی کیونکہ پہلی آیت یعنے اطیعوا اللہ الآیہ مین حجت اجماع
کا دعوی کرکے اہل حل وعقد کی عصمت اور انکی قول کی حجت اپنے زعم مین ثابت کی تھی اور

اس ایت یعنی کو نواسع الصادقین کی تفسیر مین اہل حل وعقد کی عصمت وغیرہ سے قطعاً اعراض فرماکر
محض مجموع امت کی عصمت اور انکے قول کی حجت ثابت فرمائی ہے۔ المختصر امام صاحب کی ان ہردو
ایت کی اس تفسیر سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ اطاعت کا وجوب مطاع کی عصمت پر موقوف ہے ورنہ
ایک ہی شئی مامور بہ و منہی عنہ ہو چنانچہ امام صاحب نے اسکو مدلل بیان فرمایا ہے۔ اس تقریر امام صاحب
کے ہی قول سے خلیفہ کی عصمت جو امور دین و دنیا مین مطاع خلق ہے انکے اعتقاد کے خلاف ثابت
ہو گئی اور چونکہ اجماع امت سے خلفاء ثلثہ معصوم نہین ہین پس اُنکی اطاعت واجب و خلافت
درست نرہی۔ آیہ سوم آیہ تطہیر ہے کہ صاف صاف بوجوہ عدیدہ پنجتن پاک بلکہ بتائید احادیث
باقی ایمہ علیہم السلام کی عصمت وطہارت پر دلالت کرتی ہے۔ قال اللہ تبارک وتعالی
انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ یعنی سوائے اسکے
نہین کہ اللہ چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے پلیدی برائی کو اے اہل بیت اور پاک کرے تمکو پاک
کرنا۔ اول یہہ کہ اکثر اقوال مفسرین واحادیث اہل سنت سے ثابت ہے کہ یہہ آیت پانچ شخصونکی
شان مین نازل ہوتی ہے اگر ان سب روایتونکو لکہا جائے تو بہت طول ہو بنظر اختصار ایکدو
روائین نقل ہوتی ہین۔ صاحب جامع الاصول نے صحیح ترمذی سے روایت کی ہے کہ
حضرت ام سلمہ زوجہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ یہہ آیت میری گھر مین نازل ہوئی اور مین
اسوقت دروازہ کے اگے بیٹھی ہوئی تھی۔ مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین اہل بیت مین
سے نہین ہون حضرت نے فرمایا کہ عاقبت تیری بخیر ہے اور تو ازواج رسول مین سے ہے
اور بروقت نزول اس ایت کے اس گھر مین جناب رسالتمآب وجناب فاطمہ وعلی وحسن وحسین
علیہم السلام تشریف رکھتے تھے۔ حضرت نے عبا انپر ڈالدی اور کہا خداوندا یہہ مین
میرے اہل بیت دور کر انسے ناپاکی کو اور پاک کر پاک کرنا۔ حضرت کے اس فقرہ سے کہ یہہ
ہین میرے اہل بیت خصوصیت کے ساتھہ یعنے ہولاء اہلبیتی سے یہہ ہی ظاہر ہوتا ہے کہ
صرف یہہ ہی چار شخص اہل بیت رسول ہین کیونکہ علم معانی مین بجائے خود یہہ امر

بیان ہوا ہے کہ ہر قسم کی وضع اپنے مقام مین خصوصیت کا فایدہ دیجاتی ہے۔ خاص اسصورتمین کہ بعض روایات مین لفظ وخاصتی بھی موجود ہے چنانچہ صواعق محرقہ مین اللہم ہولاء اہل بیتی وخاصتی اذہب عنہم الرجس وتطہرہم تطہیرا تحریر ہے۔ ازواج انمین شامل نہین کیونکہ انحضرت نے انمین سے کسیکو شامل نہین فرمایا بہت سی روایتون سے ثابت ہی کہ یہہ ہی پانچ تن اسمین داخل ہین۔ صاحب صواعق محرقہ وغیرہ لکہتے ہین عبارت صواعق کی ہے ان اکثر المفسرین علی انہا نزلت فی علی وفاطمہ وحسن وحسین لتذکیر ضمیر عنکم وما بعدہ یعنے اکثر مفسرین کی یہہ رائی ہے کہ یہہ آیت جناب امیر وحضرت سیدہ وحضرات امام حسن وامام حسین علیہم السلام کی شان مین نازل ہوئی عنکم وما بعد کے ضمیر مذکر ہونے کے سبب سے وجہ دوم یہہ کہ رجس سے مراد معصیت ہی کیونکہ نجاست وپلیدی ظاہری تو کسیطرح مراد ہو نہین سکتی اسلئی کہ طہارت جسمانی مثل غسل ووضو وغیرہ انسے ساقط نہ تھی اور صدقہ بھی مراد ہو نہین سکتا کیونکہ صدقہ کی حرمت ان پانچ ہی حضرات سے مخصوص نہین ہے پس معلوم ہوا کہ رجس سے گناہ وخشم وغیرہ مراد ہین چنانچہ مفسرین اہل سنت نے بھی یہہ ہی تصریح کی ہے امام فخر الدین رازی صاحب اپنی تفسیر مین اس آیت کے تحت مین لکھتے ہین قولہ لیذہب عنکم الرجس ای یزیل عنکم الذنوب ویطہرکم ای یلبسکم خلع الکرامتہ یعنے تمسے گناہ دور کرے اور تمکو کرامت کے خلعت پہنائی۔ نیشاپوری مین لکھا ہی۔ استعار للذنوب الرجس وللتقوی التطہیر۔ یعنے رجس کا گناہ کے لئی اور تطہیر کا تقوی کے لئے استعارہ کیا ہی۔ اور راغب اصفہانی لکھتے ہین التطہیر یقال فی الاجسام والاخلاق والافعال جمیعا قال وثیابک فطہر ای ازلعنہا الاوساخ وقال انما یرید اللہ الآیہ ومعلوم انہ لم یرد التطہیر عن النجاستہ فی الثوب والبدن وانما اراد تطہیر النفس الذی بہ للمدح انتہی۔ یعنے تطہیر کا لفظ اجسام واخلاق وافعال سبکی پاکی کے لئی آتا ہی اللہ جل شانہ نے فرمایا وثیابک فطہر۔ یعنی اپنی کپڑے میل سے پاک کرا اور فرمایا انما یرید اللہ الخ اور معلوم ہے

کہ کپڑے و بدن کا نجاست سی پاک کرنا مراد نہین ہے بلکہ سوای تطہیر نفس یہان اور کچھہ مراد نہین
لیسکتے کہ مدح اسیکے متعلق ہے   سوم یہہ کہ بہت سی روایات اہل سنت کی کتب معتمدہ
مین ہمارے ہی مطلب کی موید وارد ہین کہ پنجتن پاک بموجب اس آیتہ کے تمام معاصی و ذنوب
سے پاک اور معصوم ہین - چنانچہ محمد دیلمی نے فردوس الاخبار مین روایت کی ہے - عن علی قال
قال النبی انا اهلبیت قد اذهب الله عنا الرجس ما ظهر منها وما بطن یعنی حضرت علیؑ سی روایت ہے
کہا انہون نے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ تحقیق دور کردیا ہے اللہ تعالی نے ہم اہلبیت سے
گناہان ظاہری و باطنی کو - درمنثور مین علامہ جلال الدین سیوطی نے ترمذی و طبرانی اور ابن
مردویہ اور ابو نعیم اور بیہقی سے نقل کیا ہے انہون نے ابن عباس سی روایت کی ہے -
قال قال رسول الله ان الله قسم الخلق قسمین فجعلنی فی خیرهما قسما فذلك قوله تعالی
واصحاب الیمین واصحاب الشمال فانا من اصحاب الیمین وانا خیر اصحاب الیمین ثم جعل القسمین
اثلاثا فجعلنی فی خیرها ثلثا فذلك قوله تعالی واصحاب المیمنة واصحاب المشئمة والسابقون
السابقون فانا من السابقین وانا خیر السابقین ثم جعل الاثلاث قبایل فجعلنی فی خیرها قبیلة
وذالك قوله وجعلنکم شعوبا وقبایل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقکم وانا اتقی ولد
آدم واکرمهم عند الله ولا فخر ثم جعل القبایل بیوتا فجعلنی فی خیرها بیتا فذلك قوله انما
یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت فانا واهل بیتی مطهرون من الذنوب - یعنی
ابن عباس نے کہا کہ فرمایا جناب رسولؐ نے کہ تحقیق اللہ تعالی نے خلقت کو دو قسم پر تقسیم
کیا پس مجکو بہترین قسم سے کیا اور اسپر دلالت کرتا ہے خدا کا قول واصحاب الیمین الخ مین اصحاب
یمین مین سے ہوا پس مین اصحاب یمین کا خیر ہون پہر دو قسمونکو تین قسم کیا مجکو ان تینو نمین سے
بہترین قسم کیا اور وہ ہی خدا کا قول واصحاب المیمنہ واصحاب المشئمۃ الخ پس مین سابقین سے
ہون بہترین سابقین سے ہون پہر تینون قسمونکو قبایل پر منقسم کیا اور مجکو بہترین قبیلے کا کیا
اور وہ خدا کا یہہ قول ہے وجعلنکم شعوبا وقبایل الخ اور مین اتقی ولد آدم ہون اور خدا

نزدیک سب سے بزرگتر اور فخر نہین - پھر قبایل کو گھر و نمیر منقسم کیا اور مجکو سب سے بہتر کیا از روے گھر کے پس وہ قول خدا کا یہہ ہے انما یرید اللہ عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا بس مین اور میرے اہل بیت تمام گناہون سے پاک ہین - یہہ ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں اور اگے چلکر انشاء اللہ تعالی بخوبی ثابت کر دینگے کہ اہل بیت رسول سے جناب امیر و سیدہ و حسنین علیہم السلام مراد ہین - اس حدیث سے صاف صراحتہً ظاہر و آشکار ہو گیا کہ جناب پنجتن پاک تمام ذنوب و معاصی سے منزہ و مبرا ہین اور یہہ ہی ہمارا دعوے تہا - اور ستی عرایس ثعلبی مین بحر یرہے قال رسول اللہ صلعم سباق هذه الامته یوم القیامته اربعته لایعصون اللہ طرفته عین علی بن ابی طالب وفاطمه وحسن وحسین - یعنی فرمایا رسول خدا نے کہ سباق یعنے بہت ہی سبقت کرنے والے اس امت کی قیامت کے روز چار آدمی ہین کہ جو ایک طرفتہ العین بھی عصیان الہی نکرتے ہین اور نہ آیندہ کرینگے - علی بن ابیطالب اور فاطمہ اور حسن و حسین - غور فرمائی اب تو ان حضرات کی عصمت مانئی - اگرچہ ان روایتوں سے بخوبی ثابت ہی کہ اہلبیت سے مراد یہہ حضرات ہین - مگر شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ مین عکرمہ خارجی غلام ابن عباس کی روایت سے تمسک کرکے ازواج سے مراد لی ہی اور ان چارون حضرات کو دعای رسول خدا صلعم سے اہل بیت مین داخل کیا ہی یہہ بات جمہور علمای اہلسنت کے تحریر کے مخالف ہی کیونکہ اس آیہ کی تفسیر مین قدما کے دو قول ہین اول تو خاص اہلبیت کے ساتھہ اور عکرمہ اور اسکے اتباع خاص ازواج کے ساتھہ اس آیہ کو مخصوص کرتے ہین اور یہہ تیسرا قول حادث ہی - یعنے آیت تو ازواج کی شان مین نازل ہوئی ہے اور آل عبا کو رسول خدا نے اپنی دعا سے اہل بیت مین داخل کیا جیسا کہ شاہ صاحب فرماتے ہین - تعجب ہی کہ شاہ صاحب نے عکرمہ خارجی کی روایت سے تمسک کرکے یہہ تاویل دوراز کار فرمائی - آجکل کے بعض حضرات اہل سنت و جماعت بناسی شاہ صاحب یہہ ہی کہتے ہین - بڑا اعتراض حضرات اہل سنت کا یہہ ہے کہ اہلبیت کے معنی اہل خانہ کے ہین اگر

ازوج ہی داخل نہ ہوں تو صریح عرف کے مخالف ہی۔ اگرچہ لفظ اہلبیت کی تحقیق وراسات اللبیب کی عبارتمین آنگی اور اس سے ثابت ہو جایگا کہ حضرات کا یہہ اعتراض بجائے خود نہین مگر اس خیال سے کہ شاید ہمارے مخاطب حضرت پیرجی صاحب کو جو سخت مقلد ہین اس عبارت مین کچھ کلام ہو اسلئی اس مقام مین شیخ عبدالحق دہلوی صاحب نی مدارج النبوت مین جو اس لفظ کے بابمین لکھا ہی اسکا نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی۔ پس واضح ہو کہ شیخ صاحب موصوف مدارج النبوت کے جلد اول صفحہ ۳۵۳ کے آخر مین یہہ تحریر فرماتے ہین عبارت یہہ ہی۔ قال اللہ تعالی انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ قال ازداجہ امہاتہم و در تفسیر اہل بیت اقوال و اطلاقاتست گاہی بمعنی کسانی کہ حرام است برایشان صدقہ آید۔ وآن آل علی وآل جعفر وآل عقیل وآل عباس اند رضی اللہ عنہم اجمعین وگاہے بمعنی شامل اولاد آنحضرت وازواج مطہرہ اند وگاہی مخصوص آید بفاطمہ وحسن وحسین وعلی سلام اللہ علیہم اجمعین جہت زیادہ فضل الشان وتطبیق میان این اقوال آن ست کہ بیت سہ است بیت نسب وبیت سکنی وبیت ولادت پس اولاد عبدالمطلب اہلبیت نسب اند وازواج مطہرہ اہل بیت سکنی اند۔ واولاد کرام اہل بیت ولادت وعلی اگرچہ از اولاد نیست ملحق است بایشان بوساطت فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ انتہی بقدر الحاجتہ اس عبارت سی صاف ظاہر ہے کہ ازواج محض اہلبیت سکنی ہین اور فضل کی زیادتی کی جہت سی جناب سیدہ وحضرات حسنین وجناب امیر علیہم السلام ہی مخصوص اہل بیت ہین۔ چونکہ یہہ آیہ فضیلت اہل بیت مین ہی چاہی کہ انہین حضرات سی مخصوص ہو۔ معہذا ہمنے یہہ مانا کہ لفظ اہلبیت ازواج کو اور انکی غیر کو شامل ہے مگر جب آنحضرت نی اس آیہ مین اہل بیت کو خاص فرمادیا کہ یہہ ہین اہلبیت میری تو اب چون و چرا کا کیا موقع ہے جیسا کہ قربی کا لفظ آیت مودۃ القربی مین عام ہے اور حضرت کے سب قربونکو شامل ہے لیکن جب آنحضرت نی جناب امیر وجناب سیدہ وحضرات حسنین کو ہی خاص فرمادیا جیسا کہ تفاسیر اہل سنت مثل

بیضاوی وغیرہ مین تحریر ہے تو سب قریب ان حضرات کے سوا خارج ہو گئی یہہ ہی حال اہلبیت کا ہی
یہہ بھی اعتراض کرتے ہین کہ قران شریف مین چونکہ خطاب ازواج رسول سے چلا آتا ہی تو ضرور ہے
کہ وہ بھی اس خطاب مین شامل ہون ورنہ سیاق عبارت کے برخلاف ہوگا۔ اسکا جواب اول
تو یہہ ہے کہ ترتیب قران شریف تنزیل کے مطابق نہین ہے۔ سور مکی مین آیات مدنی
و مدنی مین آیات مکی داخل ہین چنانچہ مفسرین طرفین برابر لکھتے چلے آتے ہین اس مقام مین
بھی ترتیب ویسی ہی ہو خصوصا اس مقام مین تو قوی قرینہ موجود ہے یعنے عنکم و یطہرکم مین ضمیر کم
جو مذکر کی ہے صریح دلالت کرتی ہی کہ اہلبیت سے مراد ازواج ہرگز نہین اگر ازواج مراد ہوتین تو
جیسی کہ پہلی اور پچھلی ایتو نمین مونث کے ضمیرین آئی ہین یہان بھی آتین چنانچہ صواعق محرقہ والے نے
یہہ ہی وجہ اکثر مفسرین کی ان حضرات سے اہل بیت مراد لینے کی تحریر فرماتی ہے اور عبارت
صواعق سابق مین گذر چکی۔ اور سید جمال الدین عطاء اللہ حسینی نے کہ جنکی توثیق آیہ اطیعوا اللہ
الایہ مین گذر چکی ہی اربعین مین ذیل حدیث الرابع والثلاثین مین توبعینہ یہہ ہی اعتراض
لکھکر اسکا جواب خود تحریر فرمایا ہی چنانچہ وہ فرماتے ہین عبارتہ ھکذا۔ لا یقال صدر الآیہ
و عجزھا یدلان علی انھا نزلت فی شان ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا فی شان
الخمسہ المذکورین لانا نقول یاباہ تذکیر الضمیر فی عنکم و یطہرکم و ھذا النقل
الصحیح المشھور المتقدم آنفا و الخروج من حکم الی حکم اخر فی القران کثیر جدا لیس ھذا موضع بسطہ
مطلب یہہ ہے کہ نہ کہا جاوے کہ اس آیت کا شروع اور آخر اسپر دلالت کرتا ہی کہ نبی کی ازواج
کی شانمین نازل ہوئی ہے خمسہ مذکورہ کی شانمین نازل نہین ہوئی۔ اسلئی کہ ہم کہتے ہین
کہ عنکم و یطہرکم مین ضمیر کا مذکر ہونا اسکا انکار کرتا ہی اور یہہ نقل جو ابھی مذکور ہوئی ہے صحیح
و مشہور ہے اور ایک حکم سے دوسرے حکم کی طرف خروج قران شریف مین بہت ہی کثرت
سے ہی یہہ مقام اسکی بسط کا نہین ہے انتہی۔ اب حضرت محشی قطعہ تاریخ رسالہ غور فرماوین
کہ یہہ بیہودہ شبہہ عوام الناس کے دلونپر ہم ہی وارد نہین کرتے بلکہ آپکے علماء اخص الخواص

محدث و مفسر اپنی کتابوں مین لکھتے ہین ابن حجر صاحب صواعق مین جو تعصب میں شاید آپ سے بھی سخت تر ہے اکثر مفسرین کی یہہ ہی رائی تحریر فرماتے ہین ۔ اور یہہ کہنا کہ جب ازواج کو لفظ اہل بیت سے خطاب کرتے ہین تو ضمیر مذکر ہی استعمال کیجاتی ہے الی آخر ما قال فی ہذا الباب اپنی ان علما مستند کو محاورہ قرآنی سے ناواقف بنانا ہے ۔ دوم ۔ روایت محدثین مثل مسلم و ترمذی و ابن حنبل وغیرہ جن صاحبون نے اہل بیت سے صرف انہی حضرات کو مراد لیا ہے کیا وہ یہہ صدور عجز بجا نہتے تھے ۔ سوم یہہ کہ پہر آیت سے کچھہ فایدہ نہین رہتا کیونکہ اگر حضرت عائشہ و حفصہ بھی مراد لی لیجائین تو سورہ تحریم مین انکی شان دیکھی اور آیہ و قرن فی بیوتکن الآیہ اور (حدیث لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق اور حربک حربی جو جناب امیر کی شان مین ہے) پر نظر ڈالئے اور جنگ جمل کی کیفیت ملاحظہ فرمائی کہ سارے منشی اور دل کے منصوبے جنکی چہپانی مین آجتک نامشکور کوششین ہو رہی ہین علی الاعلان ظاہر فرما دیئے اگر اس آیت مین بسط سے لکھا جائے تو بہت طول ہو اسلئے دو تین علماء مستند کے قول خاص اس آیت مین نقل کرتے ہین جس سے معلوم ہو جائے کہ اس آیت سے عصمت اہل بیت علیہم السلام ثابت ہے اور اہل بیت یہہ ہی حضرات ہین ازواج اسمین داخل نہین ہین چونکہ ہمارے اصلی مخاطب حضرت پیر جی صاحب صوفی مشرب اور صوفیہ خاندان سے ہین اور مقلد ہین انکے لئے (شیخ محی الدین عربی صاحب جو کہ اہل تصوف کے نزدیک قطب الاقطاب ہین اور سید سمہودی جو شافعی ہین) کی کلام نقل کیجاتی ہے اور چونکہ اصل مین رسالہ کی مولف کمیٹی ہے اور کمیٹی کے ہر سہ ممبر غیر مقلد ہین انکے لئے صاحب دراسات اللبیب کے کلام نقل کرتے ہین بعد مین بعض حضرات اہل تصوف اور عالم مستند بلکہ خاص حضرت شاہ عبد العزیز صاحب مولف تحفہ کی کلام سے عصمت ائمہ اطہار ثابت کر کے دو تین حدیثین لکھکر اس بحث کو ختم کرتے ہین

فقال العارف الموحد بلسانھم فی الفتوحات المکیہ ولما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبدا محضا قد طہرہ اللہ و اہل بیتہ تطہیرا و اذہب عنہم الرجس وہو کل ما یشینہم فان

خلاصہ اسکا یہہ ہی کہ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم ایسے عبد تھے کہ اللہ تعالی نے
انکو اور انکے اہل بیت کو خوب پاک کر دیا تھا اور انسے رجس کو کہ (وہ ہر وہ چیز ہی جس سے
انکو عیب لگایا جای کیونکہ رجس عرب کے نزدیک پلیدی ہی فرانی ایسا ہی نقل کیا ہی)
دور کر دیا اللہ تعالی نے فرمایا انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس ویطہرکم تطہیرا
پس انکی طرف سوائے مطہر کے مضاف نہ ہوگا ضرور ہی کہ وہ ایسا ہی ہو کیونکہ انکا مضاف وہ ہی کہ
انسے مشابہ ہو پس وہ اپنی نفوس کیطرف سوای مطہر و مقدس کے نسبت نہیں کرتی
پس سلمان کے لئے طہارت وحفظ الہی وعصمت کی رسول سے یہہ شہادت ہی جبکہ
رسول نے فرمایا کہ سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے اور خداوند تعالی نے انکی تطہیر اور رجس
دور کرنے کی شہادت دی ہے اور جب یہہ بات ہی کہ سوای مطہر و مقدس کے انکی طرف
مضاف نہیں ہوتا اور صرف اضافت سے ہی عنایت اللہ اوسکو حاصل ہو جاتی ہے

الرجس ھو القذر عند العرب ھکذا حکی الفراء قال تعالی انما یرید اللہ لیذھب
عنکم الرجس ویطھرکم تطھیرا فلا یضاف الیھم الا مطھر ولابد ان یکون
کذلک فان المضاف الیھم ھو الذی لا یشینھم فما تضیفون لانفسھم الا من لہ
حکم الطھارۃ والحفظ الالھی والعصمۃ حیث قال فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سلمان منا اھل بیت وشھد اللہ لھم بالتطھیر واذھاب الرجس عنھم
واذا کان لا ینضاف الیھم الا مطھر مقدس وحصلت لہ العنایۃ الالھیۃ
بمجرد الاضافۃ فما ظنک باھل البیت فی نفوسھم فھم المطھرون بل ھم عین
الطھارۃ ثم قال وھم المطھرون بالنص وسلمان منھم بلا شک وارجوان یکون
عقب علی وسلمان یلحقھم ھذہ العنایۃ کما لحقت باولاد الحسن والحسین
وعقبھم وموالی اھل البیت فان رحمۃ اللہ واسعۃ ثم قال انما ظنک

پس اہل بیت کی نسبت تیرا کیا ظن ہوگا پس وہ تو مطہر بلکہ عین طہارت ہین پھر شیخ صاحب
فرماتی ہین کہ وہ نص سے پاک ہین پس بیشک سلمان انہین سے ہی اور مین امید کرتا ہون کہ
اولاد علی وسلمان کو یہہ عنایت لاحق ہو جیسا کہ اولاد حسن وحسین اور انکے اعقاب کو
حاصل ہوی اور دوستان اہل بیت کو پس تحقیق خدا کی رحمت وسیع ہی پھر شیخ
صاحب فرماتے ہین ان معصومین محفوظین کی نسبت جو اپنی سید کے حدود پر قایم اور
اوسکے مراسم پر ٹھہری ہوئی ہین تیرا گمان کیا ہی ۔ پس انکا شرف اعلی واتم ہی اور یہہ اس مقام
کے قطب ہین اور ان اقطاب سی سلمان مقام اہل بیت کی شرف کا وارث ہوا ہی پس وہ
رضی اللہ عنہ خدا کے بندونسے اللہ جل شانہ کا اعلم الناس تہا اور حقوق خوب جانتا تہا اور
انکے ادا کرنے پر قوی تر تہا اور انکے بابمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر
ایمان ثریا مین ہوتا تو فارس کی آدمی اسکو حاصل کر لیتے اور سلمان فارسی کیطرف
اشارہ کیا انتہی ۔ شیخ صاحب کی یہہ کلام کئی وجہ سے اہل بیت علیہم السلام کی عصمت
پر دلالت کرتی ہی ۔ اول یہہ کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اہل بیت کے
ساتھہ تطہیر مین داخل کیا ہی اور ظاہر ہے کہ جناب رسالتمات کی تطہیر سے عصمت ہی مراد
ہی پس اہل بیت کی تطہیر بھی عصمت کے ہی معنو نمیں ہوتی دوم یہہ کہ شیخ صاحب ذاتی
پر اختصار نہین فرمایا بلکہ تصریح کردی کہ حق تعالی نے انحضرت اور انکی اہل بیت علیہم السلام

الواقفین عند
بالمعصومین المحفوظین منہم القایمین بحدود سیدہم
الاقطاب
مراسمہ نشرفہم اعلی واتم وھولاء ھم اقطاب ھذا المقام ومن ھولاء
بالله
ورث سلمان شرف مقام اھل البیت فکان رضی الله عنہ من اعلم الناس
اداتھا
علی عبادہ من الحقوق وما لانفسہم والخلق علیہم من الحقوق واقواہم علی
من فارس
وفیہ قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم لو کان الایمان بالثریا لنالہ رجل

کو رجس سے پاک کر دیا اور رجس کی تفسیر کل یا شنیہم فرمائی ہیں تو صاحت تمام ظاہر ہو گیا
کہ یہہ حضرات ہر اُس چیز سے جو انکو عیب ناک کرے مطہر محفوظ و معصوم تھو سوا اسکے عصمت
اور کس چیز کا نام ہی سوم یہہ کہ ان حضرات کی عصمت و طہارت ہین اسقدر مبالغہ کیا کہ سوا اس
شخص کے کہ جسکے لئی حسکم طہارت و حفظ الہی و عصمت غیبی نہ ہو انکی طرف نسبت نہین کیا
جاتا اور جبکہ انکی طرف نسبت والونکا یہہ حال ہو تو خود ان حضرات کا کیا حال ہو گا
الحمدللہ کہ یہاں سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ ازواج اس آیت مین داخل نہین ہین کیونکہ ازواج
بالاجماع معصوم نہین ہین محفوظ نہین ہین بلکہ بعض انمین سے مرتکب کبایر ہوی ہین چنانچہ
ابن روزبہان نے ابطال الباطل مین ازواج کی شان مین کہا ہی۔ کلھن غیر معصومات
عن الکذب انتھی یعنے وہ سب کے سب کذب سے معصوم نہین ہین جبکہ کذب
سے جو افحش معاصی ہے معصوم نہ ہون تو اور معاصی سے عصمت کا کیا ذکر ہے۔ چھارم یہہ
کہ شیخ صاحب نے انکی تطہیر مین اس حد تک مبالغہ فرمایا ہی کہ کہا ہی یہہ عین طہارت
ہین اور عصمت اور طہارت کیا ہوتی ہے۔ پنجم یہہ کہ پھر تصریح فرمائی ہے کہ ال بیت نقص
سے پاک ہین۔ ششم یہہ کہ پھر تصیص فرمائی ہے کہ اہل بیت معصوم و محفوظ ہین کہ حدود
الہی پر کھڑے ہوے ہین اور اس سے تجاوز نہین کرتے۔ اور خداوند تعالے کے مراسم پر استادہ
ہین لہٰذا انکا شرف اعلی دائم ہے اور یہہ مقام طہارت و عصمت کے اقطاب ہین۔ اور
اولاد حسنین علیہم السلام کے ذکر کرنے سے باقی ایمہ اطہار کی عصمت بھی ثابت ہی۔ چونکہ
سید سمہودی شافعی صاحب کی کلام بہت طویل ہی بطور تلخیص کوئی کوئی مقام اسکا نقل
کرتے ہین۔ سید صاحب موصوف کتاب جواہر العقدین مین اس آیت کی تفسیر مین
اقوال مفسرین کے اختلاف و احادیث کے ذکر کے بعد فرماتی ہین عبارت یہہ ہے

واشارا الی سلمان الفارسی انتھی

یعنی میں نے اس کتاب کی قسم دوم کو جو فضایل اہل بیت نبوی مین ہی اسلیے شروع کیا ہی کہ اس
آیت اور ان احادیث مین جو اسبارہ مین وارد ہوی ہین اور ان امور مین جو بعد نزول
اس آیہ کے حضرت نے کئی ہین تامل کیا پس مجہپر ظاہر ہوا کہ بی شک یہ آیت اہل بیت نبوی کے
فضایل کا منبع ہی کیونکہ ایسی امور عظیمہ پر شامل ہی کہ مینے نہین دیکہا کہ کسینے انسے تعرض کیا ہی
اول اون امور کا اللہ جل شانہ کا انکی حال پر توجہ کرنا اور انکی بلندی قدر کا اشارہ کرنا ہی
کیونکہ اس آیت کو انکے حق مین نازل کیا ہی - دوم ان امور کا یہہ ہی کہ حق تعالی نے کلمہ انما سے
جو حصر کے حروف سے ہی اس ایت کو شروع کیا اس فایدہ کے لئی کہ اللہ تعالی کا ارادہ اس
بات پر مقصور ہے کہ وہ منبع خیرات ہی اور غیر کی طرف تجاوز نہین ہو سکتا - سوم یہہ کہ مصدر کے
لانے سے حق تعالی کا انکی تطہیر کی تاکید کرنا ہے تاکہ جانا جای کہ یہہ تطہیر تطہیر کی اعلی مراتب سے ہے
چہارم یہہ کہ اس مصدر کا نکرہ لانا جیسا کہ فرمایا تطہیرا - اس سے یہہ اشارہ ہی کہ اللہ جل شانہ

وانما بدات هذا القسم بهذه الاية لاني تاملتها مع ما ورد من الاخبار المتقدمة في شانها
وما صنعه النبي بعد نزولها فظهر لي انها منبع فضايل اهل البيت النبوي لاشتمالها
على امور عظيمة لم ار من تعرض لها احدها اعتناء الله عز وجل بهم وشهادته
بعلو قدرهم حيث انزلها في حقهم ثانيها تصديره عز وجل لذلك بقوله
انما التي هي اداة الحصر لافادة ان ارادته تعل في امرهم مقصورة على ذلك
الذي هو منبع الخيرات لا تتجاوزه الى غيرها ثالثها تاكيده تعالى لتطهيرهم بالمصدر
ليعلم انه في اعلا مراتب التطهير جواهر العقدين ط‍ه رابعها تنكيره تعالى لذلك
المصدر حيث قال تطهيرا اشارة الى كون تطهيره اياهم نوعا عجيبا غريبا ليس
مما يعهده الخلق ولا يحيطون بدرك نهايته لما اوضحناه في الكلام
على تسليمه تعالى على انبيائه واصفيائه بصيغة النكرة في كتابنا الموسوم

کا انکو پاک کرنا عجیب غریب قسم کا ہے کہ خلقت کے مشہور و معہود مین سے نہین ہے اور خلقت اسکی نہایت کو نہین سمجھہ سکتی الخ - مترجم کہتا ہی کہ یہہ اہل بیت علیہم السلام کی عصمت کی دلیل ہے اگرچہ قایل نے اسکا قصد نہین کیا ہی کیونکہ سید صاحب موصوف کے نزدیک یہہ آیہ ازواج کو شامل ہے اور ازواج بالاتفاق معصوم نہین - تعجب ہی کہ سید صاحب باوجود اس قسم کے طہارت کے قایل ہونے کی پھر عصمت کے قایل نہین خدا جانے عصمت اور کس چیز کا نام ہے اصل مین سید صاحب کی اس عبارت سے کئی وجہ سے عصمت اہل بیت علیہم السلام ثابت ہی - اول یہہ کہ سید صاحب نے تصریح کی ہے کہ تطہیر اہل بیت علیہم السلام بجمیع الخیرات ہی اور بقول امام رازی وغیرہ لفظ الخیرات کہ جمع محلی باللام ہی مفید استغراق ہی پس عصمت کو بھی شامل ہوگا کیونکہ عصمت بھی خیرات سے ہے - دوم یہہ کہ جب سید صاحب اسکے قایل ہوئے ہین کہ یہہ تطہیر - تطہیر کے اعلی مراتب سے ہی تو ان حضرات کی عصمت بلا تکلف و بی گفتگو ثابت ہی کیونکہ تطہیر کا اعلی مراتب عصمت ہی ہے - سوم یہہ کہ سید صاحب کے کلام سے صراحتہ ظاہر ہے کہ یہہ تطہیر ایسی عجیب و غریب قسم کی تطہیر ہے کہ خلق مین معہود نہین اور ظاہر ہے کہ اگر اس تطہیر کا مفاد محض عدالت اور حفاظت ہو کہ جسکے حضرات اہل سنت عام اولیا اللہ کے قایل ہین تو یہہ عجیب و غریب ایسی طہارت جو معہود خلق ہو نہ ہوگی کیونکہ عدالت تو احاد ناس کے لئے ثابت ہوتی ہے خصوصا صحابہ کہ عام صحابہ حتی کہ حضرت معاویہ و عمرو عاص وغیرہ بھی عادل ہین اور حفاظت کو مولوی محمد اسمعیل صاحب نے رسالہ امامت مین عام کر دیا ہے پس معلوم ہوا کہ یہہ تطہیر اس عدالت و حفاظت مصطلحہ حضرات اہل سنت کے سوا ہی اور وہ سوا

بطیب الکلام فی قوله السلام والاضافیه اشارة الی التکبیر والتعظیم لمعونة المقام کما فی قوله تعالی فقد کذبت رسل من قبلک هذا وقد ذهب بعضهم الی عموم النکرة فی سیاق الامتنان کما انها اذا کانت [illegible]

عصمت کی اور کچھہ نہین ہوسکتی - چہارم یہہ کہ سید صاحب نی تصریح فرمائی ہے کہ یہہ تطہیر ایسی ہے
کہ خلقت اسکی نہایت کا احاطہ نہین کر سکتی - یہہ محض عصمت ہی بلکہ اگر ممکن ہو تو عصمت سے
بھی بڑہکر - کیونکہ محض عدالت وحفاظت ایسی نہین ہی کہ خلقت اسکی نہایت کا ادراک نکر سکے
پس عصمت ثابت ہولی - پنجم یہہ کہ اس تطہیر سے انکی تعظیم وتکبیر کا ثبوت بھی عصمت کی مفید ہے
چنانچہ وجہ رابع مین سید صاحب نی اسکو بیان فرمایا ہی اور بغرض اختصار ترجمہ نہین کیا گیا.
ششم یہہ تطہیر کے تنکیر کا ذکر استغراق پر دلالت کرتا ہی اور اس سے بخوبی عصمت ثابت ہے
پھر سید صاحب فرماتے ہین - خامسها شدة اعتنائه صلى الله عليه وسلم بهم واظهاره
لاهتمامه لذلك وحرصه عليه مع افادة الاية محصوله فهو يطلب تحصيل المزيد من ذلك
فيهم حيث كرر طلبه لذلك من مولاه عز وجل مع استعطافه بقوله اللهم هولاء اهل بيتي
وخاصتي اى وقد جعلت ارادتك فى اهل بيتي مقصورة على اذهاب الرجس عنهم والتطهير
فاذهب الرجس عنهم وطهرهم تطهيرا بان تجدد لهم مزيد تعلق الارادة بذلك ماىليق
بعطائك وفيه الايماء الى نسبت العطاء على ماسبق من العطاء توسلا لانعامه بانعامه
یعنی پنجم یہہ کہ انحضرت کی انکے حال پر توجہ اور اسبابمین اپنا اہتمام ظاہر کرنا اور باوجود آیہ کریمہ کے
اسکے حاصل ہونیکے فایدہ بخشنی کے اسپر حرص کرنا ہی اور اس سے زیادہ طلب کرنے ہے
کیونکہ انہون نے اپنے مولا عزوجل سے مکرر طلب کیا یہہ کہکر کہ بار خدایا یہہ میری اہل بیت اور
میرے خاص ہین - یعنے تحقیق تو نے اپنا ارادہ انکے رجس دور کرنے اور انکے پاک کرنی پر مقصور کیا
ہی پس انسے رجس کو دور کر اور انکو پاک کر پاک کرنا اسطرح کہ انکے لئے اپنے ارادہ کے تعلق کو اسمین تجدید
کر جو تیری عطا کی لایق ہے اور اسمین اشارہ اسطرف ہی کہ عطای سابق کو عطای حال کا سبب
کیا ہی اور انعام کے لئی اسیکے انعام کو وسیلہ توسل کیا ہی مترجم کہتا ہے کہ یہہ وجہ بھی منجملہ وجوہ
سابقہ اہل بیت علیہم السلام کے عصمت پر دال ہے اس وجہ مین قوی قرینہ بلکہ دلیل قاطع ہے
ازواج اسمین داخل نہین حضرات مخاطب سید صاحب کی اس وجہ مین غور فرمادین

ان کلای اہل سنت سی سخت تعجب ہی کہ اپنی مذہب دعوی مکے بر خلاف ایسی مدلل تقریر فرما
جاتے ہین باوجودیکہ سید صاحب اس آیت مین شمول ازواج کے قایل ہین مگر اس تقریر سے لاعن
شعور خارج فرما دیا اصل یہہ ہی کہ بمقوائے الحق یعلو ولا یعلی حق زبان پر جاری ہوی جاتا ہی - اور نیز
یہہ بھی واضح ہو کہ جب سید صاحب کے کلام سابق سے یہہ بخوبی ثابت ہو گیا کہ اہل بیت کے لئے
اعلی مراتب کی تطہیر جسکی نہایت کو خلق سمجھہ نہین سکتی ثابت ہوئی ہی تو اسکے بعد جو سید صاحب نے
اس امر کی تصریح فرمائی کہ انحضرت نے اپنی دعا سے اس تطہیر کی زیادتی طلب فرمائی اس سے
صاف ثابت ہی کہ ان حضرات کے لئے وہ مرتبہ ثابت ہی کہ عصمت سے بھی بڑہکر ہوا ورکہہ سکتی ہیں
کہ اس مرتبہ سے اس جگہ یہہ مراد ہی کہ محض وہ عصمت جو انبیاء سابقین کے لئی حاصل تھی وہ
ارتکاب ترک اولی سے مانع نہ تھی بخلاف ان حضرات کے کہ انسی ترک اولی بھی صادر نہوتا تھا پس
بی شک ان حضرات کے لئی عصمت سی بڑہکر مرتبہ حاصل ہے - پہر سید صاحب فرماتی ہین*
یعنے ششم ان امور کا انحضرت کا انکے ساتھہ داخل ہونا ہی اسلئی کہ قول ابی سعید الخدری کا ذکر
ہوا کہ یہہ آیت پانچ یعنے نبیؐ الی اخرہ کی حق مین نازل ہوئی بلکہ ایک روایت مین کہ حافظ جمال الدین
زرندی مدنی نے اپنی کتاب مین بیان کی ہے جبریل ومیکایل کا بھی ذکر ہے - لفظام سلمہ سے ہین
حضرت ام سلمہ نے فرمایا کہ یہہ ایت انما یرید اللہ الایہ میرے گھر مین سات یعنے حضرت جبریل
ومیکاییل ورسول اللہ وعلی وفاطمہ وحسن وحسین کے حق مین نازل ہوی - اور اسمین انکی مزید کرامت

* سادسہا دخولہ معہم فی ذلک لما سبق من قول ابی سعید الخدریؓ نزلت فی خمستہ النبیؐ الی اخرہ بل جاء
فی روایتہ اوردہا الحافظ جمال الدین الزرندی المدنی ذکر جبریل ومیکایل ایضا - ولفظہ عن ام سلمہ
قالت نزلت ہذہ الآیتہ فی بیتی انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت فی سبعۃ جبریل ومیکایل
ورسول اللہ وعلی وفاطمہ والحسن والحسین وفیہ مزید کرامتہم واناقتہ تطہیرہم وبعادہم عن الرجس
الذی ہو الاثم والشک فیما یجب ایمان بہ ولا یخفی موقعہ عند اولی الالباب

ہی اور تطہیر کی تاکید اور رجس سے کہ وہ گناہ یا شک اس چیز مین ہے کہ ایمان اس سے واجب ہی اسکا دور کرنا ہی چنانچہ اسکا موقع اولی الالباب کے نزدیک پوشیدہ نہین ہی - مترجم کہتا ہی کہ جناب رسالتماب و حضرت جبریل و میکایل کا شریک ہونا اہل بیت علیہم السلام کی عصمت پر صریح دلیل ہے کیونکہ یہہ ممکن نہین کہ انکی تطہیر اور قسم کی ہو اور انکی اور قسم کی انحضرت اور حضرت جبریل و میکایل کی اشتراک سے کل وہ شکوک و شبہی مثل لفظ ارادہ و صیغ مضارع و دلالت عدم عصمت پر تحصیل حاصل کے لزوم وغیرہ جو حضرات اہل سنت کرتے ہین علی الخصوص جو صاحب تحفہ نے کی ہین رفع ہو گئی العاقل تکفیہ الاشارہ تفصیل مین خوف تطویل ہے - پہر سید صاحب فرماتے ہین سابعہا دعاؤہ لہم مع دعائہ بما تضمنہ الایتہ بان یجعل اللہ صلواتہ و برکاتہ و مغفرتہ و رضوانہ علیہ و علیہم کان من کانت ارادۃ اللہ تعالی فی امرہ مقصورۃ علی اذہاب الرجس عنہم و التطہیر کالحقیقۃ لہذہ الامور - ہفتم یہہ کہ انحضرت کا دعا کرنا اس مضمون سے کہ یہہ آیہ کریمہ اسکی متضمن ہے یعنی یہہ کہ خداوند تعالی اپنی صلوات و برکات و مغفرت و رضوان انحضرت اور انکی اہل بیت پر نازل کرے اور یہہ بات اسلئی تھی کہ حق تعالے کا ارادہ جنکی رجس دور کرنی و پاک کرنیکا ہی وہ ان امور کی دعامین لایق ہین ثامنہا ان فی طلب ذلک لہ و لہم من تعظیم قدرہم و اناحتہ لہم منزلتہم حیث ساوی بین نفسہ و بینہم فی ذلک ما لا یخفی کما سبق فی دخولہ معہم فیما تضمنہ الایہ - یعنی ہشتم یہہ کہ ان امور کا طلب کرنا اپنی اور اپنی اہلبیت کے لئی انکی قدر کی تعظیم و مرتبہ کی بلند کرنے کے واسطہ تہا کیونکہ اپنی انکو اسبا مین انکے برابر کیا جیسا کہ سابق مین گذرا انحضرت کا ان حضرات کے ساتھ اس مضمون مین داخل ہونا کہ ایت اسمین شامل ہے مترجم کہتا ہی کہ انحضرت کا انحضرات کے لئی صلوات و برکات و مغفرت و رضوان طلب کرنا اس کی صریح دلیل ہی کہ یہہ حضرات ارتکاب معاصی سے معصوم و محفوظ تھی نہ یہہ کہ معاذ اللہ جنکے حق مین یہہ ایت نازل ہوئی وہ انواع فسق و فجور کے مرتکب ہون اور پھر اس سے عفو واقع ہو کیونکہ فاسق و فاجر

کو نہیں کہہ سکتی کہ وہ نبوی دعا کے سبب سے برکات و صلوات والا ہو۔ اسکی قطع نظر سید صاحب تصریح فرماتی ہے کہ انحضرت نے حضرات اہل بیت علیہم السلام کو صلوات و برکات وغیرہ کی طلب مین اپنی نفس اقدس کے مساوی کیا ہو۔ اس امر کی صاف واضح دلیل ہے کہ اہل بیت کی لئے عصمت حاصل ہو اور جس قسم کی صلوات و برکات و مغفرت و رضا انحضرت کی لیے حاصل ہوئی ویسے ہی انحضرات کی لئے حاصل ہوتی۔ ۔ اور ظاہر ہے کہ ان امور کا انحضرت کی لئے حاصل ہونا بمعنے عصمت ہو اور نیز انحضرت کی نفس اقدس سے انکی مساوات اہل بیت کی افضلیت پر دال ہے اور جناب امیر کی امامت و خلافت بلافصل کے ثبوت کی لئے یہہ کافی و وافی دلیل ہے۔ پھر سید صاحب فرماتے ہین*۔ حاصل یہہ کہ ہم یہہ کہ انحضرت اپنی مولا سے ان امور کے عجیب اسلوب و بلاغت سے طالب ہوئے چنانچہ طلب سے پہلا اس مضمون کی مناجات کی۔ اللھم قد جعلت صلواتك و رحمتك و مغفرتك

---

*تاسعھا۔ انه صلی الله علیه وسلم فی طلبه ذلك من مولاه عز وجل اعظم اسلوب وابلغه فقدم علی الطلب مناجاته تعالی بما تضمنه قوله اللھم قد جعلت صلواتك ورحمتك ومغفرتك ورضوانك علی ابراهیم وآل ابراهیم فان ھذه الجملة الخبریة المقرونة بقد التحقیقیة المفیدة لتحقق وقوع ذلك من مولاه عز وجل ثم اتبعها بالمناجاة لقوله اللھم انھم منی وانا منھم وذلك من قبیل الاخبار الضائم فرع علی ذلك الجملة الطلبیة حیث قال فاجعل صلواتك الی آخره بسر لطیف ظھر لی بوجھین ۔ الاول تمام المناسبة فی الابوة الابراھیمیة التی اعطھا فانھا تقتضی استجابة ھذا الدعاء وان یعطی ما طلب من ذلك لنفسه ولاھل بیته کما اعطی ذلك ابوه ابراھیم ۔ الثانی ھو من جملة آل ابراھیم کما ثبت عن ابن عباس فی تفسیر قوله تعالی ان الله اصطفی آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین قال ابن عباس محمد من آل ابراھیم فاذا تحقق ان تلك الامور اعطھا ابراھیم وآله

درضوانک علی ابراھیم - یعنی جملہ خبریہ جو قد تحقیقیہ سے مقرون ہی اور اس مضمون کے وقوع کی تحقق پر
دال ہے بیان کیا بعد اسکی مناجات کے کہ اللھم انھم منی وانا منھم یہہ بھی اخبار کی قبیل
سے ہی اسکے بعد جملہ طلبیہ سے اس مضمون پر تفریع کی چنانچہ عرض کیا فاجعل صلواتک الی اخرہ
اور یہہ سلوک انحضرت کا ایک لطیف سر کی جہت سی ہے کہ وہ سر مجیر دو وجہہ سی ظاہر ہوتا ہے
اول یہہ کہ ابوت ابراہیمیہ مین نہایت ہی مناسبت انحضرت کو حق تعالے نے عطا فرمائی
قول مترجم (یعنے جیسے کہ حضرت ابراہیم ایسی اشخاص کے باپ تھی اور انکی نسل سے یہہ بہم پہونچی
اسیطرح پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایسے اشخاص کے باپ ہین اور انکی نسل سے یہہ
بہم پہونچی) اور یہہ بات اس دعا کی استجابت کی مقتضی ہے کہ جو کچھہ اپنی اور اپنی اہل بیت کی لئے
اس مضمون سے طلب کیا حق تعالے عطا فرمائی جیسا کہ انکی باپ ابراہیم کو عطا فرمایا۔
دوم یہہ کہ انحضرت آل ابراہیم سے ہین چنانچہ ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر مین ان اللہ
اصطفی آدم ونوحا وآل ابراہیم وآل عمران علی العالمین ثابت ہی - ابن عباس نے کہا
کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم آل ابراہیم سے ہین - پس جبکہ ثابت ہوا کہ حق تعالے نے
یہہ امور حضرت ابراہیم وآل ابراہیم کو عطا فرمائی ہین اور انحضرت حضرت ابراہیم کی آل سے
ہین - پس تحقیق ان امور کا اعطا زمانہ ماضی مین انحضرت کے لئی ثابت ہوا اور ہمارے نبی
کی آل جیسا کہ انحضرت نے فرمایا ہے کہ وہ اس یعنے حضرت سے ہین اور وہ خود حضرات ان سے

وھو صلی اللہ علیہ وسلم من آلہ فقد ثبت اعطاء تلک الامور لہ فیما مضی وآل نبینا
کما قال ھم منہ وھو منھم فھم آل ابراھیم ایضا کما صرح بہ الحلیمی فتلک
الامور ثابتہ لھم فیما مضی ایضا فانما طلب فی الحال الانعام من المنعم فیما مضی
وجعل سبق العطاء فی الماضی سببا للطلب لعطاء فتوصل لاستجلاب لعامہ بذکر العام لیکون
ابلغ فی الاستعطاف ولعل ھذا سر التشبیہ فی قولہ فیما علمہ من الصلواۃ کما صلیت علی ابراھیم وآل ابراھیم ما اشار الیہ

ابراہیم کی آل سے ہین چنانچہ حلیمی نے اسکی تصریح کی ہے - پس یہہ امور انکے لئی زمانہ ماضی مین ہی ثابت ہین - پس اب انعام مین کوئی چیز سوا پچھلی نعمتونکے نہین مانگی اور پہلی عطا کو حال کی عطا کا سبب کیا - پس انعام حاصل کرنے کے لئی اسکے انعام کے ذکر کو وسیلہ کیا تاکہ استعطاف مین ابلغ ہو - اور شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول مین کما صلیت علی ابراہیم وآل ابراہیم کی تشبیہ مین یہہ ہی سر ہو جسکی طرف مبنی اشارہ کیا ہے - انتہی - مترجم کہتا ہے - کہ اس وجہ مین جو کچھہ سید صاحب نی فرمایا ہے آل کی فضیلت سے متعلق ہے اور لفظ آل ہر چند لفظ اہل سے ماخوذ ہے مگر آل کا اطلاق ازواج پر محاورہ عرب مین نہین آیا - پس یہہ وجہ بھی صاف دال ہے کہ ازواج شریک نہین ہین اور نیز شبہہ تحصیل حاصل بھی اس تقریر سے رفع ہو گیا - پھر سید صاحب فرماتے ہین کہ* دہم یہہ کہ آنحضرت کی دعا مستجاب ہی خصوصا اپنے اوپر صلواۃ طلب کرنے مین اور تحقیق کہ دعا کی اپنے مولا سے اسکی کہ اسکو اور اسکی آل کو صلوات سے مخصوص کرے پس صلوات کی دعا جو اپنے اور انکے واسطے کی مستجاب ہو گی اور اسیلئی اپنر ہماری صلوات کے بھیجنی کی کیفیت مین کہ حق تعالے کے اس قول سے مامور ہین ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما - آل کو اپنی شریک کیا - اور منشا اس شرکت کا وہی ہے جو تطہیر مستفاد اس آیہ کریمہ کے مشارکت مین گذرا - اور اسلئی ہی نزول کے بعد دعا کی* - پھر سید صاحب فرماتی ہین یازدہم یہہ کہ بتحقیق آنحضرتؐ کا انکو اس تطہیر کامل مین اور جو کچھہ اس تطہیر سی مثل درود انپر بھیجنی وغیرہ

*عاشرها ان دعاوہ صلی اللہ علیہ وسلم مستجاب سیما فی امر الصلوۃ علیہ وقد دعا مولاہ ان یخصہ والہ بالصلوہ فیکون الصلوۃ علیہ وعلیہم من ربہ عز وجل کذلک ولذا شرع ذلک فی کیفیۃ صلواتنا علیہ المامور بہا بقولہ تعالی ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ومنشاء ذلک ما تقدم من مشارکتہم لہ فی التطہیر المستفاد من الآیۃ ولذلک لم یدع الا بعد نزولہا کما یرشد الیہ ما سبق

کے ناشی ہے اپنے ہمراہ جمع کرنا اپنی نفس شریف سے ملحق کرنیکا مقتضی ہے - چنانچہ آنحضرت
کا یہہ قول کہ اللہم انہم منی و انا منہم اسکیطرف اشارہ کرتا ہی اور اسلئے بعض طرق متقدمہ
(وہ مجہہ سے ہین ہین انسے ہون)
مین فرمایا ہی کہ انا حرب لمن حاربہم وسلم لمن سالمہم وعدو لمن عاداہم و بعض
طرق آیندہ مین ذکر عاشر مین فرمایا کہ الا من اذی قرابتی فقد اذانی ومن اذانی فقد
(یعنی جسنے ایذا دی میرے قرابتونکو مجکو ایذا دی اور جسنے مجکو ایذا دی)
اذی اللہ تعالی - پس انکو اسبات مین اپنی نفس کے قایمقام کیا اور اسیطرح محبت مین جیسا کہ
(خداکو ایذا دی)
انکا چنانچہ فرمایا والذی نفسی بیدہ لا یومن عبد حتی یحبنی لا یحبنی حتی یحب ذوی اور ایسا انکا
قول انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اور ایساہی انکا ارشاد انی
تارک فیکم الثقلین الحدیث اور اسیطرح ملحق کیے گئے یہہ حضرات آنحضرت سے قصہ مباہلہ مین
کہ اشارہ کیا گیا ہی طرف اسکی اللہ تعالی کے اس قول سے فقل تعالوا ندع ابناءنا الآیہ
آنحضرت نے حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام کا ہاتہہ پکڑا اور حضرت فاطمہ انکے

حادی عشر ان جمعہم معہ فی ہذا التطہیر الکامل وما انشاء عنہ من الصلوۃ علیہ وعلیہم
ونحو ذلک مقتضی لالحاقہم بنفسہ الشریفۃ کما یشیر الیہ قولہ اللہم انہم منی وانا منہم
ولذا قال فی الطرق المتقدمۃ انا حرب لمن حاربہم وسلم لمن سالمہم وعدو لمن عاداہم
وقال فی بعض الطرق الآتیۃ فی العاشر الا من اذی قرابتی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ
تعالی فاقامہم فی ذلک مقام نفسہ وکذا فی المحبۃ کما سیاتی ایضا من قولہ والذی نفسی
بیدہ لا یومن عبد حتی یحبنی ولا یحبنی حتی یحب ذوی وکذلک قولہ انی تارک فیکم
ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی وکذا قولہ فی الحدیث الآخر انی
تارک فیکم الثقلین الحدیث وکذا الحقوا بہ فی قصۃ المباہلۃ اشار الیہا بقولہ تعالی فقل
تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم الآیۃ فغدا صلی اللہ علیہ وسلم محتضنا الحسین آخذا
بید الحسن وفاطمۃ تمشی خلفہ وعلی خلفہا وہولاء ہم اہل الکساء فہم المراد من

پیچھے چلتی تہین اور جناب امیر علیہ السلام انکی پیچھے تھے۔ پس یہہ ہین اہل کساء اور ان دونو آیتوں مین
یہہ ہی مراد ہین۔ باوجودیکہ اس جھگڑہ مین کاذب کا اظہار تہا اور یہہ بات الخضرت سے اور اس
شخص سے جو الخضرت کے تکذیب کرتا تہا مخصوص تھے۔ پس اہل کساء کو اپنی ساتھہ ملحق کیا
اسلئے کہ اس سے اپنے حال وصدق کا وثوق بخوبی سمجھا جاے کیونکہ اپنے نفس پر ہی اختصار نکیا
بلکہ اپنی اعزہ وجگر کے پارون اور اپنے محبوب ترین ادمیونکو اس معرض مین لانیکی دلیری کی تاکہ اگر
مباہلہ تمام ہوتا تو دشمن مع اپنے احباء اعزہ کے ہلاک ہوتا۔ اور ابناء ونساء خاص کیگئی کیونکہ یہہ عزیز ترین
اہل ہین الی ان قال فی الکشاف یعنے صاحب کشاف نے کہا کہ اہل کساء کے فضل پر اس
سے قوی تر کوی دلیل نہین ہے۔ سید صاحب کا اس بیان بلاغت توامان سے جو فضیلت
اہلبیت علیہم السلام کی الخضرت سے ملحق ہونے مین ثابت ومتحقق ہی بیان کی حاجت نہین کہ
عیاناً چہ بیان صاحب کشاف نے اقوی دلیل ہونیکا اعتراف فرماہی لیا۔ حضرات اہل سنت

الاثنین مع ان الداعی علی المباہلہ اظہار الکاذب فی تلک الخصومۃ وہو امر
یختص بہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن یکاذبہ فالحق اہل الکساء بہ لما سبق الایۃ
الک فی الدلالۃ علی ثقتہ بحالہ واستیقانہ بصدقہ حیث اجتری علی تعریض
اعزتہ وافلاذ کبدہ واحب الناس الیہ لذلک ولم یقتصر علی تعریض نفسہ علی
نفسہ نکذب خصمہ حتی یہلک خصمہ مع احبتہ واعزتہ ہلاک استیصال ان
تمت المباہلہ وخص الابناء والنساء لانہم اعز الاہل وعادۃ الشجیع ان یفدیہم
بنفسہ ویقاتل دونہم حتی یقتل ولذا کانوا یسوقون الظعائن فی الحروب
مع انفسہم لتمنعہم من الہرب ویسمون الذائدین عنہم حماۃ الحقائق وقدمہم
فی الذکر علی الانفس لینبہ علی قرب منزلتہم وایذانا بانہم مقدمون علی الانفس
بانہم مفدون بہا قال فی الکشاف ولا دلیل اقوی من ہذا علی فضل اہل الکساء

وجماعت سے سخت حیرت وتعجب ہی کہ باوجود دلالت واضحہ کی ایسی بڑی فضیلت جلیلہ کو ایک ادنی مرتبہ مین ڈالتے ہین اور اس فضیلت والونکو سائر صحابہ کی مانند عادل ہی سمجھتے ہین بلکہ مرتبہ وفضیلت مین اونکو انپر فوقیت دیتے ہین سید صاحب کے اس قول سے یہہ بھی ثابت ہوگیا کہ یہہ تطہیر کامل ہے اور یہہ ہی عصمت ہی کیونکہ اگر یہہ تطہیر مفید عصمت نہوگی تو اسمین نقصان لازم اٰیگا کامل نرہی گی۔ اس سے کل توجیہات صاحب تحفہ اور انکی اتباع کی رفع ہوگی الحمد للہ علی ذلک اسیطرح دو تین قول ان سید صاحب کے اور ہین جنمین اہلبیت کا خیر الخلق اور اس کامل طہارت کا فقدان نبوت کی عوض عطا ہونا وغیرہ فضایل اہلبیت مذکور ہین چونکہ وہ طویل ہین خوف اطناب سے اسیقدر پر اکتفا کرتے ہین سمجھنے والے کو یہہ بھی کافی ووافی ہین۔ اور واضح رہی کہ علامہ سید نور الدین سمہودی اہل سنت کے اجلہ محدثین فضلا واکابر منقدین نبلا سے ہین بہت سی کتب عربیہ مین انکی مدایح واوصاف درج ہین یہان بنظر اختصار وسہولت فہم علمای اعلام دیار ہندوستان سے ہی انکی توثیق درج کیجاتی ہے شیخ عبد الحق صاحب دہلوی جذب القلوب مین فرماتے ہین۔ ہذہ عبارتہ۔ امابعد میگوید فقیر حقیر ضعیف اضعف عباد اللہ القوی الباری عبد الحق بن سیف الدین الترک الدہلوی البخاری کہ علمای سیر وتواریخ در ہر زمان وہر عصر در فضایل واخبار این بلدہ الابرار کتب ودفاتر نوشتہ اند واز الجملہ سید عالم کامل احد العلمای علام عالم مدینہ خیر الانام نور الدین علی بن السید شریف عفیف الدین عبد اللہ بن احمد الحسنی السمہودی المدنی رحمہ اللہ رحمۃ الابرار وسکنہ الجنۃ دار القرار مات ضحی یوم للیلہ بقیت من ذی القعدہ عام احدی عشر وتسعمائہ ودفن فی البقیع عند الامام مالک رحمہ اللہ مشہور تر وعمدہ ترین تواریخ است اس عبارت سے سید صاحب موصوف کا عالم کامل احد العلماء الاعلام عالم مدینہ خیر الانام ہونا ظاہر ہے۔ جناب مولوی رشید الدین خانصاحب ارشد تلامذہ جناب مولوی شاہ عبد العزیز صاحب مولف تحفہ الضاح لطافۃ المقال مین بعد ذکر عبارت شیخ علی قری

جو تصانیف سنیہ فضایل جناب امیر المومنین علیہ السلام کے ذکر پر متضمن ہین فرماتے ہین - عبارت یہہ ہے
وسوای اشخاص مذکورین علمای دیگر عظما اہل سنت رسایل منفردہ در فضایل اہل بیت
طہارت تالیف نمودہ مثل رسالہ مناقب السادات از ملک العلما شہاب الدین بن عمر
دولتابادی و مفتاح النجا فی مناقب ال العبا و نزل الابرار بما صح من مناقب اہل البیت الاطہار
از میرزا محمد بن معتمد خان بدخشی و مودۃ القربے از سید علی ہمدانی و اسنی المطالب فی مناقب علی
ابن ابی طالب از جزری و فضایل اہل بیت از بزار و جواہر العقدین فی فضایل اہلبیت النبی
و شرف العلی للامام السید علی السمہودی و رسالہ امام نسای کہ موجب شہادت او شدہ و غیر اینہا
از مصنفات و سوا ے ایشان از مصنفین - الخ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ فاضل رشید سید
صاحب ممدوح کو لفظ امام سے یاد فرماتے ہین اور انکو عظمای اہل سنت سے شمار کرتے ہین
اور اس سے یہہ بھی ثابت ہو گیا کہ کتاب جواہر العقدین جس کے عبارات رسالہ مین درج
ہوی ہین سید صاحب کی ہی کتاب ہے - اور اگر اس سے زیادہ توثیق کی ضرورت ہو تو عبقات الانوار
ملاحظہ فرماوین کہ اسمین صفحہ کے صفحے انکی مدایح سے بر ہین - اب صاحب دراسات اللبیب
کی تحقیق جو اہل بیت علیہم السلام کے بابمین فرمائی ہے توجہ سے سنی خصوصا کمیٹی کے ممبر
ثالث بالخیر کی توجہ درکار ہے - صاحب دراسات پانچوین دراسہ مین جو شیخ محی الدین عربی
کے مقالات پر شامل ہے جسمین شیخ صاحب موصوف نے رای و فقہا کی مذمت کی ہے
اسمابین بہت سی گفتگو کی بعد جناب صاحب العصر و الزمان عجل اللہ ظہورہ کا ذکر کرتے ہین
چنانچہ ابتداے فقرہ بعینہ نقل کر کے پھر اصل مطلب کی عبارت لکھی جاتی ہے - دراسات اللبیب
مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۱۹۶ کی دوسری سطر کے اخر سے یہہ عبارت شروع ہوتی ہے*

قال رضی اللہ تعالی عنہ فی الباب السادس والستین وثلثمائیۃ من الفتوحات فی احوال
امام الحق صاحب العصر والزمان علی ابیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وعلیہ
وعلیہ الصلوۃ والتسلیمات وعلی آبائہ من بعدہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یحکم ای المہدی علیہ السلام

یعنے شیخ صاحب نے فتوحات کے ۳۶۶ وین باب مین امام حق صاحب العصر والزمان انپر اور انکے باپ رسول پر اور انکے ابا پر درود وسلام ہو بعد آنحضرت کے حضرت امام مہدی علیہ السلام اس سے حکم کرینگے کہ ملک الہام شریعت سے انکو القا کریگا۔ اور یہہ اسطرح ہو کہ شرع محمدی انکو الہام کیجائیگی وہ اس سے حکم کرینگے۔ جیساکہ حدیث مہدی اسطرف اشارہ کرتی ہے یعنی وہ امام مہدی علیہ السلام رسول کے قدم بقدم چلینگے اور خطا نکرینگے۔ کیونکہ وہ یعنی رسول اپنی خواہش سے نہین بولتا سوا اسکے نہین کہ وہ وحی کیجاتی ہے اور تحقیق رسول نے مہدی کے حال سے خبر دی کہ وہ خطا نکرینگے اور انکو انبیا علیہم السلام سے ملحق کیا ہی۔ یہان حرمت قیاس مین شیخ صاحب کا قول نقل کرکے اسی صفحہ مین پھر شیخ صاحب کا قول نقل کرتے ہین وہو ہذا۔ ایضا نعرف ان المہدی معصوم ولا معنی المعصوم فی الحکم الا انہ لا یخطئ فان حکم الرسول لا ینسب الیہ خطاء الخ۔ یعنی معلوم ہوا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام معصوم ہین اور حکم مین معصوم کے معنی سوا اسکے نہین کہ وہ خطا نکرے پس حکم رسول خطا سے منسوب نہین کیا جاتا۔ اس مقام مین صرف اسقدر گذارش ہی کہ جناب قایم آل محمد صلوات اللہ علیہ وعلی آبایہ الکرام کو صاحب کتاب بھی صاحب العصر والزمان لکھتے ہین غور کا مقام ہی۔ اسکے بعد دو دہائی ورق اسبا مین لکھی ہین اور نہایت ہی متین تقریر کی ہی دلایل قاطع وبراہین ساطع سے جناب قایم آل محمد کی عصمت ثابت کی ہے بعد اسکے ایمہ اطہار اہل بیت علیہم السلام کی عصمت ثابت فرمائی ہے چونکہ اصلی غرض ایمہ اطہار کی عصمت کا ثبوت ہی اسلیے مفید مطلب مقام لکھا جاتا ہی۔ یہہ بھی واضح رہی کہ صاحب دراسات غیر مقلدین کے مقبول ہین انکی کلام سے انکو الزام دیسکتے ہین اور چونکہ اہل سنت وجماعت ہین اور خلفاء ثلثہ کی خلافت کے قایل۔ معہذا شیخ محی الدین صاحب کی کلام سے اقتباس کرتی ہین اور ہماری حضرت

بما القی الیہ ملک الالہام من الشریعۃ وذلک انہ یلہمہ الشرع المحمدی صلی اللہ تعالی علی صاحبہ وسلم فیحکم بہ کما اشار الیہ حدیث المہدی انہ یقفو اثری لا یخطی فانہ لا ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی فقد اخبر عن المہدی انہ لا یخطی وجعلہ ملحقا بالانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام فی ذلک الحکم

مخاطب صوفی ہین اسلئے انکی کلام انپر بھی حجت ہوگی۔ دراسات کے صفحہ ۲۰۱ مین یہہ عبارت درج ہے

حاصل اس عبارت کا یہہ ہے کہ اے مخاطب خداوند تعالے تجکو حق پر پہونچنا نصیب کرے جان کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عصمت کا مدار اس حدیث کے ثبوت اور جناب رسول خدا کے خبر دینے پر ہے کہ مہدی خطا نکریگا۔ پس اگر حدیث اس مضمون کی غیر مہدی کے باب مین صحیح ہوجاے انکی عصمت بھی ثابت ہوگی جیسا کہ شیخ رض نے مہدی کی ثابت کی ہے بدون فرق کے انمین اور انکے غیر مین پس ہمنے تلاش کی۔ اور سواے ائمہ اہل بیت کے۔ اور کسی ائمہ دین کے بارہ مین ایسی حدیث نپائی اور یہہ ہی معنی ہین شیخ رض کے اس قول متقدم کے مانص علی امام من ائمہ الدین۔ اور اہل بیت علیہم السلام کے بارہ مین ہمنے حدیث تمسک مشہور پائی۔ اور ہمنے اس حدیث نکالنے والون کی بعوز ہونکی تلاش کی اور وہ مسلم صاحب صحیح ہے اور لفظ اس حدیث کی حدیث زید بن ارقم سے یہہ ہین کہ ہم مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے ہوئے کھڑے ہوئے پس اللہ جل شانہ

فاعلم وفقك الله تعالى الفوز والظفر بالحق حيثما وجدته ان مدار اثبات العصمة هذا في المهدي عليه السلام على ثبوت الحديث فيه واخبار المعصوم صلى الله تعالى عليه وسلم انه لا يخطأ فلو صح الحديث بالاخبار عن غيره بذلك ثبت عصمته بعين ما اثبته الشيخ رضي الله عنه من غير فرق في ذلك بينه وبين غيره فتفحصنا عنه فلم نجد مثله في امام من ائمة الدين من غير اهل بيت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وعليهم اجمعين وهذا هو المراد من قول الشيخ رضي الله عنه المتقدم ما نص على امام من ائمة الدين الخ ووجدنا في اهل البيت سلام الله تعالى عليهم اجمعين وتحيته حديث التمسك المشهور وفتشنا عن مخرجيه فاذا هو مخرجه ابو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري في صحيحه ولفظه من حديث زيد بن ارقم قال قام فينا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم خطيبا فحمد الله واثنى عليه ثم قال اما بعد يا ايها الناس انما انا بشر مثلكم يوشك ان يأتيني رسول ربي عز وجل فاجيبه واني تارك فيكم الثقلين اولهما كتاب الله عز وجل فيه الهدى والنور

کی حمد وثنا کی اوسکے بعد فرمایا اما بعد اے لوگو مین مثل تمہارے آدمی ہون قریب ہے کہ میرے رب عزوجل کا رسول یعنے ملک الموت آئے اور مین قبول کرون اور تحقیق کہ مین تم مین ثقلین کو چھوڑنے والا ہون اول انمین سے کتاب خدا عزوجل ہے اسمین ہدایت اور نور ہے پس کتاب خدا سے تمسک کرو اور اس سے اخذ کرو اور اسمین برانگیختہ کیا اور رغبت دلوائی پھر فرمایا اور میری اہل بیت اپنی اہل بیت کے بابمین تمکو اللہ یاد دلواتا ہون یہہ تین بار فرمایا تمام ہوئے لفظ حدیث کے جو یہان لکھے گئے ہین۔ پس ہمنے اسکو دیکھا پس ہمنے دیکھا کہ جناب رسول خدا قران اور اہل بیت کے لفظ ثقلین سے تعبیر فرماتے ہیں اور ثقل ہر ایک نفیس و بزرگ و محفوظ کو کہتے ہین پس ہم سمجھے کہ اہل بیت نفیس اور بزرگ رتبہ و محفوظ ہین از قبیل تمام ان صفات کے جو قران کو واسطے ہین کیونکہ قران اور اہل بیت مین ان صفات کے ساتھہ جمع ہوا ہے اور ہم جانا کہ یہہ اوصاف وغیرہ قران شریف کے عمدہ انکے معارف الہیہ اور احکام شرعیہ کے علوم کے افادہ کیطرف

فتمسکوا بکتاب اللہ عزوجل وخذوا بہ وحث فیہ ورغب فیہ ثم قال واہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی ثلث مرات الحدیث فنظرنا فیہ فوجدناہ یعبر عن القران واہل البیت بالثقلین وہو کل نفیس خطیر مصون ففہمنا مناسبۃ اہل البیت وخطرہ وصونہ من قبیل کل تلک الاوصاف التی للقران للجمع بینہما بذلک وعلمنا ان ہذہ الاوصاف وغیرہا للقران یرجع عمدہا افادۃ علوم المعارف الالہیۃ والاحکام الشرعیۃ فظنناانہا فی اہل البیت علی منوالہا راجعۃ الی افادۃ تلک العلوم وہذا عتضد نافی ہذا قولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی ہذا یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیبہ وانی تارک فیکم الثقلین فان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لا یوصی بعدہ الا بالقیام علی الحق والسنۃ فترک الثقلین فیہا والوصیۃ لہا لیس الا کونہا خلیفتان منہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی الارشاد الی ذلک فظننا انہ کما وقع التصریح بالتمسک بکتاب اللہ نعکذا المراد التمسک باہل البیت لکان قولہ واہل بیتی عطفا علی

کرتے ہین - پس ہمنے ظن کیا کہ یہہ امور یعنی افادہ معارف الہیہ واحکام شرعیہ اہلبیت مین مثل قران
کی راجع ہین اور مدد کی ہماری اس امر مین انحضرتؐ کے اس قول نے کہ اس حدیث مین ہے
قریب ہو کہ میرے رب کا رسول میرے پاس آے اور مین قبول کرون اور تحقیق مین تم مین ثقلین
چھوڑنے والا ہون) پس تحقیق نبیؐ اپنے بعد سواحق اور سنت پر قایم رہنے کی وصیت نہین کرتے
پس امت مین ثقلین کو چھوڑنا اوران دونو کے لئے وصیت کرنا سوا اسکے نہین کہ یہہ دونوان
علوم کے ارشاد مین انکے خلیفہ ہین (مترجم کہتا ہو کہ اس سے زیادہ صریح اہل بیت کے خلیفہ
کرنے کی اور کیا نص ہوسکتی ہے - حاکم وبادشاہ بلکہ ہر موصی کا یہہ ہی قاعدہ ہو کہ جب کسیکو
اپنا قایمقام کرتا ہے تو اسکے لئے ایسے ہی الفاظ بیان کرتا ہو جیسے جاتی کہ اپنی موت کی خبر دی اور صاف
فرمائے کہ اپنے بعد تمہارے تمسک کے لئے یہہ دو چیزین چھوڑتا ہون اور خاص اپنی اہل بیت کی لئے
مزید احتیاط تین مرتبہ تاکید فرمائی - خلافت راشدہ اور نیابت رسول معارف الہٰ اور احکام شرعیہ

لفظ ثانیہما بقرینہ القرین! وفہمہ من غیر تقدیر ولا صحۃ لعطفہ علی کتاب اللہ للزوم کونہما اولین وعدم
ذکر الثانی راسا فحملنا قولہ اذکرکم اللہ علی مبالغۃ التثلیث فیہ علی التذکیر بالتمسک بہم والردع عن
عدم الاعتداد باقوالہم واعمالہم واحوالہم ومقاماتہم وعدم الاخذ بمذہبہم وار تکابا عطفا علی
کتاب اللہ فی قولہ تمسکوا بکتاب اللہ وہو القریب الظاہر من الوجہ الاول ونفہم کونہ ثانی الامرین
من الامر بالتمسک کالاول کان التصریح بالتمسک بہم فی حدیث مسلم ہذا کالتمسک بالقرآن
وہذا کلہ فی لفظ ہذا الحدیث بناء علی ظاہر الکلام فانتظرنا لفظا فی ہذا الحدیث یفسر
حدیث مسلم علی ما فہمنا فاذا الترمذی اخرج وقال حسن غریب انہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
قال انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدہما اعظم من الآخر کتاب اللہ عز وجل
حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اہل بیتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا
کیف تخلفونی فیہما فنظرنا فاذا ہو مصرح بالتمسک بہم وبان اتباعہم کاتباع القرآن

کے ترویج واشاعت سے مراد ہے اور وہ سوائے اہل بیت کے اس حدیث کے موافق اور کسی سے حاصل نہین ہوسکتی - تعجب ہے کہ حضرات اہل سنت پیغمبر ونکے ورثہ کے بدون علم کے قایل نہین کاش اہل بیت کو اس ورثہ کا تو وارث سمجھا ہوتا اگرچہ زبانی ادعا کرتے ہین لیکن اگر واقعی ایسا سمجھتی تو پھر انکے سوا کسی اور کی خلافت راشدہ کے قایل نہ ہوتے اور کسیکو انپر فضیلت نہ دیتی) اور ظن کیا ہمنے کہ جسطرح کتاب اللہ کی تمسک کی تصریح واقع ہوئی ہے اسیطرح اہل بیت سے تمسک مراد ہے اگر لفظ اہل بیتی ولہما پر عطف ہو بہ تقدیر لفظ ثانیہما قرین قرینہ سے - اور کتاب اللہ پر عطف صحیح نہین ہے کیونکہ اس صورت مین دونو کا اولین ہونا لازم ہوگا اور ثانی کا ذکر بالکل نہ ہوگا - اور اذکرکم اللہ اہل بیتی کے تین مرتبہ فرمانے کو ہمنے اسمین مبالغہ پر حمل کیا - اہل بیت سے تمسک کرنے اور انکے اقوال اور اعمال واحوال وفتاوی کو غیر معتبر جاننے سے باز رکھنے اور انکے مذہب نہ اختیار کرنے سے روکنی کے لئے یاد دہی کی - اور اگر لفظ اہل بیتی کا عطف بکتاب اللہ پر ہو جیسا ارشاد ہوا ہے فتمسکوا بکتاب اللہ

علی الحق الواضح وبان ذلک امر محتم من اللہ تعالی لهم ولا یطرء علیهم فی ذلک ما یخالفه حتی الورود علی الحوض اذ فیه حث بالتمسک بهما بعد حث علی وجه ابلغ وهو قوله فانظروا کیف تخلفونی فیهما فقلنا حدیث مسلم حدیث صحیح ظاهر فی معنی فسرناه علی ذلک المعنی حدیث حسن آخر فثبت معناه نصا من النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم فامنا به فی نظیره من صحاح الاحادیث والحمد للہ رب العلمین ومع هذا المنال جهدنا طلب الطرق الاخری تزید الصحة علی الصحة ویزید بعضها بعضا فوجدنا اخرج احمد فی مسنده ولفظه انی اوشک ان ادعی فاجیب وانی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ عز وجل حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی وان اللطیف الخبیر اخبرنی انهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظرونی بم تخلفونی فیهما وسنده لا باس به فازددنا منه ان کل اخباراته صلی اللہ تعالی علیه وسلم وان کان وحیا من اللہ سبحانه ولکن هذا وحی اظهره به

اور یہہ وجہ اول سے قریب وظاہر ہے اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اہل بیت ثانی الامرین امر بالتمسک
مثل اول کے ۔ تو اُنسے تمسک کی تصریح ہوگی حدیث مسلم مین اور یہہ تمسک قران کے تمسک
کی مانند ہے ۔ یہہ سب کچھہ بنا بر کلام ظاہر کی اس حدیث کے لفظ مین ہے پس ہم منتظر ہی لفظ
کی اس حدیث مین کہ حدیث مسلم کی تفسیر کرے اسطرح کہ جسطرح ہم سمجھی ہین ۔ پس
ترمذی نے یہہ حدیث روایت کی اور کہا کہ حسن غریب ہے (مترجم کہتا ہے کہ یہہ ترمذی کی
اصطلاح ہے دیکھو اسکی کتاب) تحقیق جناب رسول خدا نے فرمایا کہ مین تم مین دو شی
چھوڑنے والا ہون کہ اگر اس سے تمسک کروگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے ۔ ایک انمین سے بزرگتر ہے
دوسرے سے کتاب خدائے عزوجل ہے ایک رسی دراز آسمانسے زمین تک اور عترت اہلبیت
میری اور ہرگز یہہ دونو آپس سے جدا نہ ہونگی یہانتک کہ وارد ہون مجپر اوپر حوض کے پس دیکھو کہ
ان دونو کے بابمین میری کیسی خلافت کرتے ہو ۔ پس ہمنے دیکھا تو اس حدیث مین اہل بیت کے

واسنده الی الله سبحانه فقال اخبرنی اللطیف الخبیر وفیه من تاکد اختار کونهم علی الحق
کالقران وصونهم ابدا عن الخطاء کالوحی المنزل ما لا یخفی علی الخبیر وفیه ان قوله
صلی الله تعالی علیه وسلم انهما لن یفترقا الخ لیس بدعاء مجرد علی بعد ان یکون مراد ابل
هو اخبار من الله سبحانه وتعالی ان قوله فی بعض الروایات انی سألت لهما ذلك دعاء مجاب
متحتم باخبار اللطیف تعالی ومن تجلی الفاظ لطفه ان سر روح المقدس الحق فی علومهم
کسرایته فی القران او سر الاتحاد بین مدارکهم وبین القران فنیطت به اشد نیاط لن یفترقا
بسببه ابدا والی ذلك التلویح باختیار اللطیف ههنا من بین اسماء الله تعالی وعدم الافتراق
هذا بینهما انما هو فی الحکم فلا یحکم بحکم لا یحکم به الکتاب والسنة فی هذا الحدیث
داخل فی الکتاب علی ما صرحوا به فظاهر الحث بالتمسك بهم التمسك باخذ الاحکام الالهیة
منهم دلیله قرانهم فی ذلك بکتاب الله والاخبار بترتب عدم الضلال علیه کما بالتمسك

تمسک کی تصریح ہے اور اس امر کی کہ انکی پیروی مثل پیروی قرآن کی ہے حق روشن پر۔
اور اسکی بھی تصریح ہے کہ یہہ امر انکے لئے حتمی خدا کی طرف سے ہی اور ورود حوض تک کوئی حکم
مخالف اس حکم کے انپر نہ ہوگا۔ اور اسمین وجہ بلیغ ہے انکے تمسک کی لئے برانگیختہ کرنا ہے۔
اور وہ حضرتؐ کا یہہ قول ہے کہ دیکھو ان دونو مین میری کیسی خلافت کروگے۔ پس ہمنے کہا
کہ حدیث مسلم صحیح ظاہر ہے ایک معنی مین کہ تفسیر کی اس معنی کی دوسری حدیث جسنے

بالکتاب فلا احتمال لان یحمل التمسک بہم من حیث المودّة والصلہ بہم فی ھذا الحدیث
وکان ذلک ظاہر امر ھذا الحدیث کما ذکرنا النص بہ ولکن مع ھذا انتظرنا ما یدل علی صریح
التمسک بہم فی اخذ العلوم من حدیث اٰخر نفسیر ھذا الحدیث ویعنیہ فی ظاہرہ فاذا قد ورد
فی خبر قریش وتعلموا منہم فانہم اعلم منکم فقلنا اذا ثبت ھذا العموم فی علماء قریش فاہل البیت
اولی منہم بذلک لانہم امتازوا عنہم بخصوصیات لا تشارکہم فیہا بقیتہم ولما کان ھذا
بطریق دلالہ النص انتظرنا نصاً فیہم یدلنا علی امامتہم فی العلم فوجدنا قولہ صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم الحمد للہ الذی جعل فینا الحکمۃ اہل البیت فعلمنا انہم الحکماء العارفون
العلماء الوارثون الذین وقع الحث علی التمسک فی دین اللہ تعالی واخذ العلوم عنہم
وایدنا فی ذلک ما اخرج الثعلبی فی تفسیر قولہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا عن جعفر الصادقؑ
قال نحن حبل اللہ الذی قال اللہ تعالی وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جمیعًا ولا تفرقوا انتہی وکیف
لا وہم احد الثقلین فکما ان القران حبل اللہ الممدود من السماء فکذلک اہل ھذا البیت
المقدس صلواة اللہ تعالی وتسلیماتہ علیہم اجمعین وقد قال قائلہم علیہ السلام مخبرًا
عن نفسہ القدسی وسائر رھطہ المطہرین وفینا کتاب اللہ انزل صادقًا وفینا الہدی والوحی
والخبر یذکر ومما نزل فیہم من الکتاب الایہ المتقدمہ قد ذکر جملۃ ما انزلت فیہم من الایات
الشیخ ابو الفضل ابن حجر فی الصواعق فلیطلب منہ وکذلک ایدنا فیہ ما ثبت عن سینا السجاد

پس رسول خدا سے اسکے معنے بطور نص کے ثابت ہوگئی - پس ہم اسپر ایمان لائی جسطرح کہ اس جیسی صحیح احادیث پر ایمان لاتے ہیں - الحمد للہ رب العالمین - باوجود اسکے ہم کوشش کرتے رہے کہ اس حدیث کے اور طرق ملیں کہ صحت پر صحت زیادہ ہو اور ایک دوسرے کے مضمون کو زیادہ کرے - پس پایا ہمنے کہ احمد نے مسند مین روایت کی ہے اور اسکے لفظ یہہ ہین قریب ہے کہ بلایا جاؤن پس قبول کرون اور مین تم مین ثقلین کو چھوڑنے والا ہون کتاب اللہ عزوجل

علیه وعلى ابنائه التسليمات الناميات المباركات والتحيات الطيبات الزاكيات انه كان اذا تلا قوله تعالى يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين قرء دعاء طويلا يشتمل على طلب اللحوق بدرجة الصادقين والدرجات العلية وعلى وصف المحن وما انتحلته المبتدعة المفارقون لائمة الدين الشجرة النبوية ثم يقول وذهب اخرون الى التقصير فى امرنا واحتجوا بمتشابه القران فتاولوا بارائهم واتهموا ما ثور الخبر الى ان قال فالى من يفزع خلف هذه الامه وقد درست اعلام الملة ودانت الامة بالفرقة والاختلاف يكفر بعضهم بعضا والله تعالى يقول ولا تكونوا كالذين تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءتهم البينات فمن الموثوق به على ابلاغ الحجة وتاويل الحكم الا اهل الكتاب ابناء ائمة الهدى ومصابيح الدجى الذين احتج الله تعالى بهم على عباده لم يدع الخلق سدى من غير حجة هل تعرفونهم او تجدونهم الا من فروع الشجرة المباركة وبقايا الصفوة الذين اذهب الله عنهم الرجس وطهرهم وبراهم من الافات وافترض مودتهم فى الكتاب انتهى ذكره ابن حجر فى الصواعق فعلمنا من كلام الائمة عليهم رضوان الله معنى التمسك بهم بما لا ريبة فيه الا لمن ارتابت قلوبهم فهم فى ريبهم يترددون ومع هذا كله فلنا وهل يدخل فى اهل بيته نساؤه او يختص ذلك بالصدق على ولده صلى الله تعالى عليه وسلم نفتشنا عن ذلك فوجدنا فى صحيح مسلم برواية يزيد بن حبان عن زيد بن ارقم رض فقلنا من اهل بيته

ایک رسی آسمان سے زمین تک دراز ہے اور عترت اہل بیت میری اور ضرور لطیف خبر دینے والے نے
مجکو خبر دی ہے کہ یہہ دونو ہرگز جدا نہ ہونگے یہانتک کہ وارد ہون یہہ دونو میرے پاس حوض پر
پس دیکھو کہ ساتھہ کس چیز کے خلافت کرتے ہو میری ان کے باب مین اور سند اسکی لاباس بہ
(مترجم کہتا ہے کہ یہہ اشارہ ہے کہ سند ایسی نہین کہ حدیث کو ترک کیا جاوے) اپس ہماری لئے
یہہ بات اس سے زیادہ ہوی کہ جتنی خبرین انحضرت کی ہین اگرچہ وہ سب اللہ سبحانہ کیطرف سے
وحی ہین لیکن یہہ ایسی وحی ہے کہ آپنی خود ظاہر فرمائی اور اسکو حق تعالے کیطرف نسبت دی
اور فرمایا کہ مجکو لطیف خبیر نے خبر دی اور اسمین مثل قران کی اہلبیت کے حق پر ہوئی اور
مثل اوتری ہوئی وحی کے ہمیشہ انکی خطا سے محفوظ رہنے کی تاکید ہے جو کہ خبردار پر پوشیدہ نہین
اور اسمیں اشارہ ہے کہ انحضرت کا قول انہما لن یفترقا الخ صرف دعا ہی نہین موافق احتمال بعید کے
بلکہ اللہ جل شانہ کیطرف سے خبر دینا ہے۔ اور تحقیق قول حضرت بعض روایات مین کہ بیبیے

نساؤہ قال لا وایم اللہ ان المرأۃ تکون مع الرجل العصر من الدھر ثم یطلقھا فترجع
الی ابیھا وقومھا اھل بیتہ اصلہ وعصبتہ الذین حرموا الصدقۃ بعدہ وھذہ الروایۃ عن زید بن
ارقم رض تفسر روایۃ اخری عنہ فی مسلم انہ قیل لزید من اھل بیتہ الیس نساؤہ من اھل بیتہ
قال بلی ان نساؤہ من اھل بیتہ ولکن اھل بیتہ من حرم علیھم الصدقۃ بعدہ الحدیث وتبین
ان معنی قولہ بلی ان نساؤہ من اھل بیتہ ان نساؤہ من اھل بیت سکناہ الذی امتاز وا
بکرامات وخصوصیات کثیرۃ لا من اھل بیت نسبہ وانما اولئک من حرمت علیھم
الصدقۃ صرح بذلک الابی فی شرح مسلم جمعا من الروایات بل تصحیحا للاستدراک
فی الروایۃ الواحدۃ بقولہ ولکن اھل بیتہ الخ وھذا التحقیق فی تفسیر اھل البیت بالحدیث الصحیح
تعین المراد منھم فی ایۃ التطھیر مع نصوص کثیرۃ من الاحادیث الصحاح المنادیۃ علی ان
المراد منھم الخمسۃ الطاھرۃ رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین ولنا وریقات فی تحقیق

یہہ امر دونو کے لئے سوال کیا یہہ دعا حتمی مقبول ہے لطیف تعالی کے خبر دینے سے - اور حدیث
کے سوق بیان سے یہہ بھی روشن ہے کہ روح قدس حق سے انکے علوم مین سرایت کی
جسطرح کہ سرایت کی قرآن مین اور متحد کر دیا انکے مدارک کو قران کے ساتھہ پس مضبوط
اور ثابت ہوتی اس سے کہ اسکے سبب سے وہ دونو ہرگز کبھی جدا نہ ہونگے - اور اسم لطیف
جو اسماے الٰہی مین سے اختیار کیا گیا ہے اس مقام مین تو وہ اس لطیفہ کی طرف اشارہ کرتا ہے - اور
عدم افتراق سے مراد یہان یہہ ہے کہ اہل بیت ایسا حکم نہین کرتے کہ کتاب اسکا حکم نکرے - اور
اس حدیث مین سنت کتاب مین داخل ہے جیسا کہ تصریح کی ہے اسکی تصریح کرنیوالون نے / مترجم کہتا ہے
بعض حضرات معاصر جو عترت سے سنت مراد لیتے ہین وہ اس مقام مین غور فرمائین - پس ظاہر ہے کہ تحقیق
کرنا تمسک اہل بیت کے ساتھہ - اہل بیت سے احکام الٰہی لینے سے متمسک کرنا ہے دلیل اسکی انکا

ذلک مجلد فی دفترنا یجب علی الطالب للحق الرجوع الیه ولما وجدناهذا فی صحیح مسلم
علمنا انهم ابناءوه صلی الله تعالی علیه وسلم فاذا انضم الی ذلک ما ورد من الاخبار
فی الائمة الاثنی عشر مما بسطنا اکثرها فی المقامات الاربعة من کتابنا
المسمی بمواهب سید البشر فی حدیث الائمة الاثنی عشر بالترتیب بسطناها
وما اجتمع علیه السلف والخلف من غزارة علوم هذا العدد المبارک وخرقهم
العوائد وما اختصوا به من المزایا الباهرة من بین سائر الرجال الابطال من
هذه الفئة الفائقة علی معاصریها فی کل عصر یتقن بانهم الاولی بصدق
احادیث التمسک علیهم من غیرهم وان کانت فیها الاشارة الی عدم
انقطاع متاهل منهم للتمسک به الی القیامة کما ان الکتاب العزیز وهو الثقل
الاخر القرین بهم کذلک قاله ابن حجر قال ولهذا کانوا امانا لاهل الارض
کما جاء به الحدیث ویشهد لذلک قوله صلی الله تعالی علیه وسلم فی کل

کتاب کی ساتھ قرین ہوناہی اور خبردینی اس بات کی کہ انکے تمسک پر ضلالت مرتب نہیں ہوتی جسطرح
کہ کتاب کی تمسک پر ضلالت مرتب نہین ہوتی پس یہہ احتمال باقی نرہا کہ اس حدیث مین تمسک کو
مودہ باصلہ اہلبیت پر محمول کرین ۔ اور یہہ امر اس حدیث سی جیسا کہ ہمنی ذکر کیا مثل نص کے ظاہر ہے
(مترجم کھتاہی ۔ کہ جو حضرات تمسک سے مودہ وغیرہ مراد لیتی ہین ۔ تامل فرماوین) مگر باوجود اسکے ہم
انتظار کرتے تھی اس خبر کا کہ دلالت صریح کرے اہلبیت سی اخذ علوم مین تمسک پر کوی اور حدیث کہ
تفسیر کرے اس حدیث کی اور اسکے ظاہر مین معین ہو ۔ پس خبر قریش مین وارد ہواہی کہ سیکھو انسے
پس تحقیق کہ وہ یعنی قریش تم سی زیادہ جاننےوالے ہین ۔ پس ہمنے کہا کہ جب یہہ عموم علمای قریش
مین ثابت ہوا تو اہلبیت بہ نسبت انکے اس امر کے لئے اولی ہین ۔ کیونکہ اہل بیت انسی ایسی خصوصیات
ہین ان خصوصیات مین اہلبیت کی دوسرے شریک نہین ۔ اور جبکہ یہہ امر بطور دلالت نص کے تہا تو ہمنے انتظار کیا نص کا
جس سے امامت اہلبیت کے علم مین پائی جائے ۔ پس ہمنے رسول خدا کا یہہ قول پایا کہ حمد ہی واسطہ

خلف من امتی عدل من اهل بیتی وقال ثم احق من یتمسك به منهم امامهم
وعالمهم علی ابن ابی طالب رضی الله تعالی عنه ومن ثم قال ابو بكر رضی الله تعالی
عنه علی عترة رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم ای الذی حث علی التمسك
بهم نخصه لما قلناه انتهی كلامه ثم لما فرغنا من تخریج الحدیث وما دل علیه
وما تعین فیه ممن هو المراد من اهل البیت نظرنا فی تعدد طرقه فوجدنا له طرقا
كثیرة وردت عن نیف وعشرین صحابیا وفصحنا ایضا عن انه این ورد فوجدنا
فی بعض طرقه قال ذلك بحجة الوداع بعرفة وفی اخری انه قال بغدیر خم وفی اخری انه قال
بالمدینة فی مرضه صلی الله تعالی علیه وسلم وقد امتلات الحجرة باصحابه وفی اخری انه قال لما قام خطیبا
بعد انصرافه من الطائف فعلمنا ان لهذا الحدیث شانا عظیما فانه لم یذكر ورود لا احد من
الرواة الا فی مشهد معتنی به غایة الاعتناء ولكنا طلبنا لهذه الروایات المتضادة فی الورود

اللہ جل شانہ کے کہ قرار دی اسنے حکمت ہم اہلبیت ہین - پس ہمنے جانا کہ اہل بیت ایسے حکمای عارفین
اور علماے وارثین ہین کہ دین خدا مین تمسک کرنے اور انسے علوم لینے پر رغبت واقع ہوتی ہے
اور اسبابمین ہماری تائید ثعلبی کی اس روایت نے کی جو اس ایت کی تفسیر مین واعتصموا بحبل
اللہ جمیعا جعفر صادق رض سے منقول ہے - آپنے فرمایا ہم وہ حبل اللہ ہین کہ فرمایا خدا تعالی نے
لیئو ساتھہ حبل اللہ کے تمام اور تفرق نکرو انتہی - اور یہہ بات کیونکر نہو حالانکہ وہ ثقلین کی ایک
ہین پس جسطرح کہ قران حبل اللہ ہو آسمان سے لٹکی ہوئی پس اسیطرح اس بیت مقدس کے اہل ہین -
ان سب پر خدا کا درود و سلام ہو - اور اہلبیت کی کہنے والے نے کہا ہے اسپر سلام ہو درحالیکہ
اپنے نفس پاک اور اپنی تمام قوم طاہرین سے خبر دینے والے ہین - اور ہم مین ہی سچی کتاب اللہ نازل
کی گئے اور ہم مین ہے ہدایت اور وحی اور حدیث یاد کی جاتی ہے - اور بہت سی آیتین جو اہلبیت
کی شانمین نازل ہوئی ہین شیخ ابو الفضل ابن حجر نے صواعق مین ذکر کئے ہین اس سے طلب
کرنی چاہئے - اور اسیطرح اسبابمین تاکید کی ہماری اس روایت نے جو سید الساجدین سے

جمعا فوجدنا قد سبق اهل الخير باهلها و الجمع فقال ولا تنافی فی ذلك اذلا مانع من انه كرر
عليهم ذلك فی تلك المواطن كلها اهتماما بشان الكتاب العزيز و العترة الطاهرة و فی
رواية عند الطبرانی عن عمر رض ان آخر ما تكلم به النبی صلی الله تعالی عليه وسلم اخلفونی
فی اهل بيتی انتهی فازداد بعد الجمع شانا علی شان لترداده فی هذه المشاهد بجمعها
كما لا يخفی علی من له حس و اذ قد ثبت صحة هذا الحديث و ما مر عليك مما نوط به
لفظا و معنی و دلالة و انضمت اليه آية التطهير بتفسيرها التی يدل عليها الصحيحة فلا
وجه لان يمتری من له ادنی انصاف فی ان مصدق عليهم هذا الحديث و الآية
من غير شائبة وهم الائمة الاثنی عشر من اهل البيت و سيدة نساء العالمين بضعة رسول الله
صلی الله تعالی عليه وسلم امام الائمة الزهراء الطاهرة علی ابيها و عليها الصلوة و السلام لا

ثابت ہوئی ہے انپر اور انکے اباوابنا پر مبارک و پاک سلام و تحیات ہو - کہ جب وہ قول اللہ تعالیٰ کا یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین) پڑہتے تھے تو ایک دعای طویل پڑہتے تھے کہ مشتمل ہوتی تھی اس بات پر کہ درجہ صادقین سے ملحق ہو جائین اور درجات بلند کو پہونچین اور اسمین ذکر ہوتا تہا مصیبتونکا اور جو کچھ کہ جہوٹی باتین بنای ہین مبتدعین نے جنہون نے ایمہ دین اور شجرہ نبوت کو چھوڑدیا پھر فرماتے تھے کہ اور لوگون نے ہمارے امر مین کوتاہی کی اور قران شریف کی ان ایات سے دلیل لای جو متشابہ ہین - پس تاویل کی اپنی رای سے - اور ماثور خبر کو تہمت لگای (مترجم کہتا ہے کہ غور کا مقام ہے کہ اخرون سے کون اشخاص مراد ہین ظاہر ہے کہ معاویہ و یزید تو ہو نہین سکتے کیونکہ انکا حال اظہر من الشمس تہا - اجکل بعض حضرات جو بہ تقلید قابل حسبنا کتاب اللہ ہرامر مین قران شریف کو ہی کافی سمجھتے ہین وہ اس مقام مین تامل فرماوین حضرت امام علیہ السلام کا یہہ خطاب ان لوگونکی طرف تہا جو خود عرب تھے زبان عرب سے ماہر تھے جب انکی یہہ کیفیت ہو تو اس زمانہ کے ان حضرات کا کیا حال ہو گا کہ کچھ صرف و نحو عربی کی پڑہلی اور قران دانی کے مدعی ہو گئے بلکہ بعض حضرات محض ترجمہ پڑہکر ہی قران دان ہو جاتے ہین م) یہانتک کہ فرمایا انحضرت پس کسکی طرف پناہ لیجای اس امت کا متاخر درحالیکہ مذہب کی نشانیان کہنہ ہو گئین اور اختلاف و فرقت سے امت خبیث ہو گئی اور انکے بعض بعض کی تکفیر کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تکونوا کالذین الخ - پس دلیل کی پہونچانے اور حکم کی تاویل مین اعتماد کے قابل نہین ہے - مگر کتاب والے و ائمہ ہدے کی اولاد اور تاریکی کے چراغ وہ ایسے ہین کہ اللہ تعالیٰ

شانہ فی کونہم معصومین کالمہدی منہم علیہ السلام بما یخصہ من حدیث قفاء الاثر وعدم الخطاء علی ما تمسک بہ الشیخ الاکبر رض بالمعنی الذی بیناہ سوالا وجوابا فیما تقدم بل ہذا الحدیث اوثق عروۃ من حیث الصحۃ ما لیسنۃ القوی من ذلک الحدیث والکشف یوید ما شاء اللہ سبحانہ ان یوید انتہی بقدر الحاجۃ

دلیل لایا ہی انکے ساتھہ اپنے بندو نپر اور خلقت کو بغیر دلیل کے مہمل نہین چھوڑا نہیں جانونگی اور یاد کی انکو مگر شاخہای شجرہ مبارکہ اور ان بزرگوارونکی بقیہ سے کہ جنسے اللہ تعالے گناہونکو نگہبانی اور آفات سے انکو بری کیاہے اور قران مین انکی مودت فرض کی ہے تمام ہوئی ذکر کیاہے اسکو ابن حجر نے صواعق مین۔ (مترجم کہتا ہے کہ امام فخرالدین رازی صاحب نے بباعث عدم عرفان صادقین کل امت کو مراد لیاہے کاش وہ اس قول علیہ السلام کو دیکھتے۔ اب ہی صادقین کی معرفت مین کچھہ شک باقی رہا) پس کلام ایہ سے معلوم ہے تمسک کے معنے جانئے کہ جسمین کچھہ شک نہین کرتے مگروہ لوگ کہ جنکو دلونمین شک ہی اور وہ اپنی شک مین ہی رہتے ہین۔ اور باوجود ان سب باتونکے ہم کھتے ہین کہ کیا اہل بیت مین انحضرت کی بیویان داخل ہین یا خاص ہے یہہ اولاد پیغمبر سے۔ پس ہمنے اسکی تفتیش کی پھر ہمنے صحیح مسلم مین یزید بن حبان کے زید بن ارقم سے روایت پائی۔ ہمنے کھا پیغمبر کی اہلبیت مین سے انکی بیویان ہین۔ زید نے کہا نہین۔ اور خدا کی قسم عورت اپنے شوہر کے ساتھہ ایک مدت تک رہتی ہے پھر اسکا شوہر طلاق دیتاہے اور وہ اپنی باپ اور قوم کیطرف پھر جاتی ہے۔ اہل بیت پیغمبر اصل اور گروہ اس پیغمبر کا ہین۔ جن پر صدقہ سوای پیغمبر کے حرام ہے۔ اور یہہ روایت زید بن ارقم کی اسکی دوسری روایت کی تفسیر ہے جو مسلم ہی مین واقع ہے۔ کہا گیا زید کو اہل بیت پیغمبر کے کون ہن کیا انکی بیویان اہلبیت سے نہین اوسنے کہا ہان بیویان اہلبیت سے ہین لیکن اہلبیت انکی وہ ہین کہ انپر بعد حضرت کے صدقہ حرام ہے الحدیث۔ اور ظاہر ہواہے کہ معنے نساءہ من اھلبیتہ کے یہہ ہین کہ بیبیان اہلبیت مسکنی سے ہین جو کہ کرامات اور خصوصیات کثیرہ سے ممتاز ہین اہل بیت نسب سے نہین ہین۔ اور سوای اسکے نہین کہ وہ اہلبیت وہ لوگ ہین کہ انپر صدقہ حرام ہے۔ اور ابی نے شرح مسلم مین جمع بین الروایات بلکہ تصحیح استدراک روایت واحدہ مین کرکے تصریح کی ہے اپنی قول سے والکی اہلبیتہ یہہ تحقیق سے تفسیر اہلبیت مین حدیث صحیح سے کہ آیہ تطہیر کے معنے مراد کو معین کرتے ہے مع نصوص کثیرہ احادیث صحاح سے کہ نداکرتی ہین کہ مراد اہل بیت سے خمسہ طاہرہ ہین رضوان

اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین - اور ہمنے چند صفحوں ورقونمین اس امر یعنے مراد از اہلبیت کی تحقیق کی ہے
طالب حق کو اسطرف رجوع چاہی - اور جب ہمنے اس حدیث کو صحیح مسلم مین پایا تو جانا کہ
اہلبیت اولاد رسول خدا ہین - (مترجم کہتا ہی کہ سابق مین مدارج النبوہ سے گذر چکا ہے
کہ بیت تین ہین سکنی و نسبی و ولادت صاحب مدارج و نیز اس عالم کی تحقیق سے ثابت ہی
کہ آیہ تطہیر مین اہلبیت سے یہ ہی خمسہ طاہرہ مراد ہین حضرت محشی صاحب وغیرہ غور فرمادین)
اور جبکہ اس سے ملین وہ اخبار جو ایمہ اثنا عشر کی شانمین وارد ہوی ہین اور انمین سے اکثر کو
ہمنے اپنی کتاب مسمی بمواہب سید البشر فی حدیث الایمۃ الاثنی عشر کی چار مقامات مین بترتیب لبسطے
لکہا ہی اور وہ کہ اجماع کیا ہی سلف و خلف نے اس عدد مبارک کے علوم کی زیادتی اور فوایدکے
ظہور اور وہ کہ اس گروہ فایقہ کے تمام رجال ابطال سے باہرہ فضیلتونسے ہر زمانہ مین اپنے
معاصرین پر مختص ہوے ہین تو یقین ہوتا ہے کہ یہہ بارہ امام احادیث تمسک کے صدق سے اپنے
غیر سے اولی ہین اگرچہ اسمین اشارہ ہی کہ انکی مناہل سے قیامت تک تمسک منقطع نہ ہوگا -
جیساکہ کتاب عزیز سو کہ وہ ثقل دوسرا انکے قرین ہے ابن حجر نے کہا ہے اور اسلئے اہل زمین
کے لئے امان تھی جیساکہ اسمین حدیث آتی ہے - اور شہادت دیتا ہی اسکی قول آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا - میری امت کے ہر خلف مین میری اہلبیت سے عدول ہونگے
اور ابن حجر نے کہا کہ پھر انمین سے انکا امام و عالم یعنے علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ تمسک
سے احق ہی اور اسلئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم کی عترت ہی یعنے وہ شخص ہے کہ انکی تمسک پر برانگیختہ کیا پس حضرت ابوبکر نے
انکو خاص کیا واسطہ اس چیز کے ہمنے کہا ابن حجر کی کلام تمام ہوئی (مترجم کہتا ہی کہ جب حضرت
ابوبکر جناب امیر کے تمسک کے قایل تھے تو پھر خلیفہ اول اور انکی امیر کیونکر بن گئی - رسول خدا تو جناب
امیر علیہ السلام کی تمسک پر برانگیختہ فرمادین اور بار بار تاکید اکید فرمادین کہ دیکھو میرے بعد
انسے کیسی خلافت کرتے ہو یہہ سمجھ مین نہین آیا کہ جسکے تمسک کے خود مامور ہون اسکی

امیر کیونکر بن جائین ـ امیر کو مامور و متبوع کو تابع بنانا اسیکا نام عدم استحقاق ہی ـ ہان پہر جب
ہم حدیث کی تخریج اور اس سے جو اسپر دلالت کرتا ہی اور تعیین اہلبیت سے فارغ ہوئے ہمنے
اسکی تعدد طرق مین دیکھا پس ہمنے اسکی بہت طریق پائی بیس سے زیادہ صحابی سے
وارد ہوئی ہی اور یہہ بھی ہمنے تلاش کیا کہ کہان وارد ہوئی ـ پس ہمنے اسکے بعض طرق
مین پایا کہ رسول اللہ نے یہہ حدیث حجۃ الوداع و عرفہ مین فرمائی ـ اور بعض مین مقام
غدیر خم مین فرمائی اور بعض طرق مین مدینہ مین اپنی بیماری کی حالت مین اور حجرہ اصحاب سے
پر تہا اور بعض مین طایف سے انصراف کے بعد جبکہ آپ خطبہ پڑہتے ہوئے کھڑے ہوئے تو یہہ حدیث
فرمائی ـ پس ہمنے جانا کہ اس حدیث کی عظیم شان ہی ـ پس تحقیق کہ کسی راوی نے سوائی
متعدد مشاہد کے یہ جو قابل نہایت اعتنا ہو اس حدیث کی ورود کو ذکر نہین کیا ـ ولکن ان روایات
متضافۃ الورود مین ہمنے جمع کرنا چاہا پس ہمنے پایا کہ اہل خبر نے جمع کے الہام پر سبقت کی ہے
اور کہا کہ اسمین منافات نہین ہے اسلئے کہ کوئی مانع اس سے نہین ہے کہ اس حدیث کو آنحضرت
نے ان مقامو مین اسپر بار بار فرمایا ہو کتاب عزیز اور عترت طاہرہ کی شان مین اہتمام کے لئے
اور طبرانی کے نزدیک ایک روایت ابن حضرت عمر رض سے یہہ ہی کہ آخر مین جو حضرت نے
تکلم فرمایا یہہ تہا اخلفونی فی أهل بیتی انتهی (مترجم کہتا ہی کہ باایہمہ حضرت عمر نے جو
اہلبیت سے سلوک فرمایا ظاہر ہے چنانچہ انشاء اللہ تعالی قصد احراق خانہ جناب سیدہ مین
اسکا ذکر آیگا) پس ان تمام مشاہد مین اسکے وارد ہونے سے اس جمع کی شان بہ شان زیادہ
کی جیسا کہ اسپر پوشیدہ نہین ہے جسمین کچہہ سمجہہ ہے ـ اور جبکہ اس حدیث کی صحت
اور جو کچھ کہ گذرا اس سے جو لفظا معا دلالۃ پیوستہ ہی ثابت ہوا اور آیہ تطہیر مع اپنی اس تفسیر کے
جو اسپر دلالت کرتی ہے اس سے ملی پس کوئی وجہ نہین ہے کہ جسمین کچھہ بھی
انصاف ہو وہ اسمین شک کری کہ جنپر یہہ حدیث اور آیت غیر شابہہ کے صادق ہو اور وہ
اہلبیت سے بارہ امام اور سیدۃ نساء عالمین بضعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

ام ایمہ زہرا طاہرہ انکے باپ اور انپر درود و سلام ہو انکے معصوم ہونے مین کچھ شبہہ نہین ہے
مثل مہدی علیہ السلام کے جو انسے ہین اس چیز سے کہ خاص کیا انکو حدیث ثقاء اثر و عدم
خطا ہے جسطرح کہ تمسک کیا ہی اس سے شیخ اکبر رض نے ان معنو نسے کہ ہمنی سابق مین
سوالا و جوابا بیان کیا ہے — بلکہ یہہ حدیث سند قوی سے صحت کی حیثیت سی اس حدیث
سے موثق تر ہے — اور کشف تائید کرتا ہے جسکی اللہ سبحانہ تائید چاہی انتہی بقدر الحاجۃ
اگرچہ کچھ بھی انصاف ہوگا تو امید ہے کہ اس عبارت کے ملاحظہ سے عصمت ایمہ طاہرین
مین کسیکو شک و شبہ باقی نرہیگا — اگر اس عبارت پر بسط سے گفتگو کیجائی تو بہت
طویل ہو اسلیی کچھہ لکھا نہین جاتا کمیٹی کے ممبر ثالث اس عبارت کو غور سے ملاحظہ فرمائین
دیکھی کہ یہہ ایکا عالم متبحر آیہ تطہیر کو خمسہ طاہرہ سے خاص اور ازواج کو اس سے خارج
کرتا ہی بلکہ اس ایت و حدیث تمسک سے ہمارے دوازدہ امام کی عصمت ثابت کرتا ہے
چونکہ اس تطہیر مین رسول خدا شریک ہین اور خود اس عالم نے صاف لفظ معصومین
تحریر فرما دیا ہے اسلیی زیادہ گفتگو کی حاجت نہین حضرات مقلدین خصوصا
اصلی مخاطب یعنی حضرت پیر جی صاحب دراسات کا نام سنکر نہ چونکین اور صاحب
کتاب کو غیر مقلدی کا الزام لگا کر اپنی تئین جوابسے سبکدوش نہ سمجھین بلکہ اصل ماخذ پر
غور فرماوین اور صواعق محرقہ وغیرہ کی عبارت بخوبی مطالعہ کرین جبتک اصل ماخذ مین گفتگو
کر کے عدم عصمت ثابت نکرینگے یہہ عذر ہرگز مقبول نہ ہوگا کہ چونکہ صاحب دراسات غیر
مقلد ہے ہم پر حجت نہین اسکے علاوہ شیخ شمس الدین یوسف سبط جمال الدین
بن الجوزی تذکرہ الخواص الامۃ فی معرفۃ الایمہ مین ایمہ اثنا عشر علیہ السلام
کے حال بیان کرنیکے بعد اخر فصل مین جسمین قصیدہ منقبت دوازدہ امام و حکایات لکھی ہین
قصیدہ کے اخر اور حکایات کے شروع مین یہ تحریر فرماتی ہین اور یہہ کتاب مطبوعہ طہران
فضل الہی سے اس ضلع مین موجود ہے اگر کسیکا دل چاہی اصل کتاب پیش ہوسکتی ہے

وہ عبارت یہہ ہے - قلت ومن شرط الامام ان یکون معصوما لئلا یقع فی الخطاء ویحتاج الی منقف فیتسلسل الی مالا نہایہ لہ وانہ محال ولانہم حجج اللہ علی عبادہ ومن شرط الحجہ العصمتہ فی کل وصمتہ انتہی ذکر الایمہ علیہم السلام قد ذکرنا انتہا الینا من اخبار ذریتہم ومحاسن شیمہم وصفاتہم انتہی - یعنی امام کی شرط سے یہہ ہی کہ معصوم ہو تاکہ خطا مین واقع نہو اور گرفت کنندہ کا محتاج نہ ہو پس بی انتہا تک تسلسل ہوگا اور یہہ محال ہے اور اسلئی کہ وہ ایمہ عباد پر حجج الٰہی ہین اور حجت کی شرط سے ہر عیب مین عصمت ہی الخ - اس عالم علامہ و فاضل فہامہ نے بوضاحت تمام تصریح فرمادی کہ امام کی شرط عصمت ہی صراحۃ لفظ معصوم و عصمتہ موجود ہی تاویل کی گنجایش نہین ٭ چونکہ ہمارے مخاطب صوفی مشرب ہین یقین ہے کہ اگر صوفیان کرام کی کلام سے عصمت ایمہ علیہم السلام ثابت کیجای تو انکے نزدیک زیادہ معتبر ہوگی اسلئی بنظر اختصار جناب شیخ فرید الدین عطار کی کلام نقل کیجاتی ہے اگرچہ باب امامت مین جناب

٭ اور سبط ابن جوزی کے فضایل و مناقب سی دفاتر طویلہ وکتب معتبرہ اہل سنت والجماعت پر ہین بنظر اختصار انکی توثیق مین دو تین عبارتین نقل ہوتی ہین خود حضرت شاہ عبد العزیز صاحب مولف تحفہ انکو مورخین ثقات سے شمار کرتے ہین چنانچہ مطاعن خلیفہ ثانی کے طعن ششم مین فرماتی ہین - عبارت یہہ ہے - ابن جریر طبری و محمد بن اسمعیل بخاری در تاریخ خود و حافظ عماد الدین ابن کثیر و حافظ جمال الدین ابو الفرج ابن الجوزی و شیخ شمس الدین ابو المظفر سبط ابن الجوزی و دیگر مورخین ثقات نقل کردہ اند کہ مغیرہ ابن شعبہ امیر بصرہ بود مردم بصرہ با او بد بود ندالخ اور مولوی ثناء اللہ صاحب پانی پتی سیف مسلول مین اس طعن کے جواب مین فرماتے ہین - حق انست انچہ طبری و امام بخاری و ابن جوزی و شمس الدین سبط ابن جوزی در تواریخ خود نقل کردہ اند الخ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ شاہ صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک سبط ابن الجوزی معتمد و معتبر ہین کیونکہ انکو اور ایمہ کبار مثل بخاری و طبری و ابن الجوزی

عطار رح کا اعتقاد بعینہ شیعہ کا اعتقاد ہی چنانچہ اس کلام سے بوضاحت تمام ظاہر ہے مگر چونکہ اس مقام
مین اصلی غرض ثبوت عصمت ہی حضرت مخاطب صاف لفظ معصوم ملاحظ فرمالین اور باقی مضمون کو
بھی یاد رکھین کہ بحث خلافت مین کام آیگا - حضرت شیخ فرید الدین عطار صاحب اپنی مثنوی موسوم مظہر العجائب
مین فرماتے ہین ابیات - نی خدا گفتہ است با اہل اتی - نی خدا گفتہ است اورا انما - نی خدا گفتہ است
بلغ در کلام - گر بدانی علم تو گردد تمام - مصطفی ختم رسل شد در جہان - مرتضی ختم ولایت در عیان -
جملہ فرزندان حیدر اولیا - جملہ یک نور اند حق کرد این ندا - پاک و معصوم و مطہر چون نبی - این سخن را کس
نداند جز ولی - اور بعد منقبت تا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام جناب قایم آل محمد صاحب
الامر والزمان علیہ وعلی ابایہ الصلواۃ والسلام من الرب المنان کی منقبت مین فرماتے ہین -
مہدی ہادی و تاج اولیا - بہترین خلق و برج اولیا - ای ولای تو معین آمدہ - بر دل و بر جانہا روشن شدہ
ای تو ختم اولیای این زمان - از ہمہ جانہا نہانی جانجان - انصاف سے ملاحظہ فرمائی کہ یہہ ہی

کے قرین ذکر کیا ہی اور انکی روایت سے احتجاج و استدلال کیا ہی - اور فاضل رشید الدین شوکت
عمریہ مین لکھتے ہین - عبارت یہہ ہی - حافظ ابو المؤید خوارزمی در اوائل مسند امام اعظم در جوابات
اشکالات خطیب خوارزمی میفرماید - واما قوله ان ابا حنیفه لحن حیث قال فی مسئلة القتل
بالمثقل ولو رماه بابا قبیس - فالجواب عنه بوجوه ثلثه - الاول انه ذکر الامام الحافظ سبط
ابن الجوزی انه افتراء علی ابی حنیفه الخ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ فاضل رشید کی
نزدیک سبط ابن الجوزی ثقہ معتمد ہی اور انکی امامت و جلالت انکے نزدیک مسلم ہی کہ حافظ ابو المؤید
خوارزمی کی یہہ عبارت کہ جسمین لفظ امام موجود ہے نقل کی اور خود فاضل رشید ایضاح لطافة
المقال مین فرماتے ہین - عبارت یہہ ہی ای ناظران حق قدیم سیر و حدیث وای ماہران
قول قدیم و حدیث برای خدا درین مقام اندکی تامل را کار فرمائید تا دریافت نمائید کہ آیا مثل
امام ہمام احمد بن حنبل و امام المحدثین ابن جوزی و سبط او و قاضی ابو یعلی و حماد بن علقمہ و سعید

بعینہ اعتقاد شیعہ کا ہے یا نہین - حاصل کلام اس مقام مین عصمت سی غرض ہے - دیکھی صاف فرماتی ہین
پاک و معصوم و مطہر چون نبی - این سخن را کس نداند جز ولی - اس سے ثابت ہی کہ جو ایمہ اطہار علیہم السلام
کو معصوم نہین مانتے وہ اولیا اللہ مین سے نہین ہین اور جو انکی عصمت کی قایل ہین انکا مرتبہ اس
شعر سے ظاہر ہے - حضرت پیر جی صاحب عصمت ایمہ معصومین علیہم السلام کو مانکر ولی اللہ ہو جاے
اور کیون جائین خود شاہ صاحب کے ہی کلام سے عصمت ثابت کرتے ہین جنھون نے تحفہ مین
بڑے زور سی تحریر فرمایا ہی کہ امام کا معصوم ہونا شرط نہین اور اس عقیدہ کو کتاب و عترت کی مخالف
لکھا ہی یہہ شان کردگار و حجت پروردگار ہی کہ ایسے شخص منکر شرط عصمت کی زبان پر بھی حق
جاری ہو گیا اس سے بڑہکر ثبوت عصمت کے لئے اور کونسی قوی دلیل ہو سکتی ہے - اب شاہ
صاحب کی کلام بلاغت نظام توجہ سے اصغا فرمائی تحفہ کے اسی باب دوم مین فرماتے ہین
عبارت یہہ ہی - کید ہشتاد و پنجم آنکہ طعن کنند بر اہل سنت و جماعت کہ ایشان مذہب ابو حنیفہ

جلال الحق والدین البخاری و ملک العلما شہاب الدین بن عمر دولت آبادی و علامہ سعد الملۃ والدین
تفتازانی و غیرہم کہ مصرح بکفر و لعن مطرود و مهجور بودند از عوام اہل ہند و جاہل بحال مسلک خود و قریب
العہد بمخاطب شامخ المجد بودند یا از ایمہ دین و قدمای معتمدین نزد اہل سنت و جماعت انتہی اس
عبارت سے ظاہر ہے کہ فاضل رشید کے اس افادہ سے سبط ابن الجوزی مثل امام احمد حنبل و امام
المحدثین ابن الجوزی وغیرہ کے اہل سنت و جماعت کے نزدیک ایمہ دین و قدمای معتمدین سے ہین -
اور مولوی حیدر علی صاحب جو اہل سنت کے فخر المتکلمین ہین ازالۃ الغین مین فرماتے ہین - عبارت
یہہ ہی - حال این نقل در اکثری از کتب خصوصا کتاب علامہ انام شیخ الاسلام رئیس الفضلا المحققین
راس العلماء الراسخین ابو البقاء بہاء الدین ابن سمت - ذکر الامام الحافظ سبط ابن الجوزی افترا علی الی
حنیفہ الخ اس عبارت سی ظاہر ہے کہ جنکی نسبت صاحب ازالۃ الغین نے یہہ بڑے بڑے لفظ تحریر
فرمائے ہین وہ سبط ابن الجوزی کو امام و حافظ لکھتے ہین - اسکا ثبوت بھی پیش کیا جاتا ہے

وشافعی ومالک واحمد اختیار کنند ومذہب ایمہ را اختیار نمی کنند حالانکہ ایمہ احق اند باتباع بچند وجہ اول انکہ
اینہا جگر پارہ رسول اند ودر خانہ رسول پرورش یافتہ وآیین ورسوم شریعت را از طفلی یاد گرفت
ومثل مشہور ست کہ اہل البیت ادری بما فیہ - دوم انکہ در حدیث صحیح کہ نزد اہل سنت نیز معتبر است امر
باتباع ایشان وارد شدہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین ان تمسکتم
بہما لن تضلوا بعدی کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مثل اہل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا غرق - سیوم انکہ بزرگی
ایمہ وعلم وتقوی وعبادت وزہد ایشان متفق علیہ است سنی وشیعہ ہر دو قایل اند بخلاف
دیگران وہر کہ بالاتفاق باین بزرگیہا موصوف باشد اولی والیق باتباع است از کسے کہ در بزرگی
او اختلاف باشد - جواب انکہ امام نایب نبی ست ونایب صاحب شریعت است نہ صاحب
مذہب زیرا کہ مذہب نام راہی است کہ بعضی امتان را در فہم شریعت کشادہ شود وبعقل خود چند
قاعدہ قرار دہد کہ موافق ان قواعد استنباط مسایل شرعیہ از مواخذ آن نماید ولہذا محتمل صواب
وخطا می باشد وچون امام معصوم از خطا ست وحکم نبی دارد نسبت مذہب باو نمودن ہیچ
معقول نمی شود انتہی بقدر الحاجت - اگرچہ اس جواب کی رکاکت ادنی فہم والی پر بھی ظاہر ہے
مگر چونکہ اس سے تعرض کا یہ محل نہیں اسلئے اصل مطلب گذارش ہوتا ہی دیکھی شاہ صاحب
صریح فرماتے ہین وچون امام معصوم از خطا ست وحکم نبی دارد - اس سے حضرات ائمہ علیہم السلام
کی عصمت ہی صاف ثابت نہین بلکہ یہہ بھی ظاہر ہے کہ انکا حکم نبی کا حکم ہے - اور اسی

کہ یہہ کتاب یعنی تذکرہ الخواص الامۃ سبط ابن الجوزی کی ہی کتاب ہی زین الدین ابو حفص عمر بن مظفر
المعری الحلبی الشہیر بابن الوردی ذی تتمۃ المختصر فی اخبار البشر مین وقایع سنہ ست وخمسین وستمایہ مین لکھا ہی - وفیہا
توفی الشیخ شمس الدین یوسف سبط جمال الدین بن الجوزی واعظ فاضل ثمراہ الزمان تاریخ جامع قلت ولہ تذکرۃ الخواص
من الامۃ فی مناقب الایمہ واللہ اعلم - اس سے ظاہر ہی کہ تذکرۃ الخواص من الامۃ سبط ابن جوزی کی کتاب ہے

جگہ پر منحصر نہین بلکہ شاہصاحب نے اپنی تفسیر مین بصراحت تمام زیب تحریر فرمایا ہے کہ عصمت و حفظ و فتوت و سماحت مین اہل بیت علیہم السلام کو جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مناسبت ہے اور یہہ حضرات آنحضرت کے کمال کی صورت ہین - چنانچہ شاہصاحب سورہ الحاقہ مین آیہ کریمہ وحملناکم فی الجاریہ کی تفسیر مین بعد ذکران السفینہ ظرف للراکبین فرماتے ہین عبارت یہہ ہے - برائے این امت مرحومہ آن ظروف لطیفہ اہل بیت مصطفوی اند صلی اللہ علیہ وسلم - کہ محبت ایشان و متابعت ایشان موجب آن میگردد

اگرچہ جلالت قدر و عظمت مرتبہ جناب فریدالدین صاحب عطار اس درجہ تک ہے کہ مولوی روم جیسے شخص کہ انکی اور انکی مثنوی کی شان مین یہہ دو شعر مشہور و معروف ہین - مثنوی مولوی معنوی - ہست قرآن در زبان پہلوی - من چگویم وصف آن عالی جناب - نیست پیغمبر ولی دارد کتاب - اور مولوی معنوی تو انکا لقب زبان زد خاص و عام ہے - انکے حق مین فرماتے ہین - ہفت شہر عشق را عطار گشت -- ما ہنوز اندر خم یک کوچہ ایم - اور نیز فرماتے ہین - عطار روح شیخ سنائی است جسم او - ما از پی سنای و عطار آمدیم - خاص حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب مولف تحفہ کے کلام سے مقبولان اہل سنت سے انکا ہونا ثابت کرتے ہین - شاہصاحب تحفہ کے باب دوم مکاید مین یہہ تحریر فرماتے ہین - عبارتہ ہکذا - کید سی و ششم آنکہ یک دو بیت در اشعار کبار سنیان الحاق نمایند بمضمونیکہ صریح در تشیع باشد و مخالف مذہب اہل سنت و بہمان وزن و قافیہ و لغت مصنوع و منحوت سازند و گویند اہل سنت بنابر خفت و خجالت خود این ابیات را حذف و اسقاط نمودہ اند و این ماجرا اکثر نسبت بمقبولان اہل سنت مثل شیخ فرید عطار و شیخ اوحدی و شمس تبریز و حکیم سنای و مولانا روم و حافظ شیرازی و حضرت خواجہ قطب الدین دہلوی و امثال ایشان رو دادہ انتہی بقدر الحاجت - اس عبارت سے واضح ہے کہ شیخ فرید عطار کبراء مقبولان اہل سنت سے ہین اور مولوی روم صاحب کی جلالت قدر بھی ثابت ہے کہ شاہصاحب نے بلفظ مولانا یاد فرمایا ہے

کہ در دلہائے انہا این کسرا جائے پیدا شود چون آن دلہا از نور لطیف حضرت باری جل اسمہ معمور و

مملو است سبب مشارکیت ظرفیت و مجاورت مکان بالجناب مناسبتی پیدا آید کہ در دفع ثقل

طبعی گناہان حکم تریاق دارد ونعم ماقیل - مور بیچارہ ہوس کرد کہ در کعبہ رسد - دست

دریائے کبوتر زد وناگاہ رسید - لہذا در حدیث شریف وارد ست کہ مثل اہل بیتی فیکم

مثل سفینہ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنہا غرق - یعنی مثال اہلبیت من در شما

مثال کشتی حضرت نوح ست ہر کہ سوار شدہ در ان کشتی از طوفان نجات یافت و ہر کہ پس

ماند از ان کشتی غرق طوفان گشت و وجہ تخصیص حضرات اہلبیت علیہم السلام باین ابت

و فضیلت انست کہ کشتی حضرت نوح علیہ السلام کمال علمی انجناب بودہ و حضرات اہلبیت را

نیز حق تعالے صورت کمال عملی جناب خاتم المرسلین گردانیدہ بود کہ عبارت از طریقت است

زیرا کہ کمال عملی انجناب بدون مناسبت شخصی بانجناب در قوی روحیہ در عصمت و حفظ

وفنون وسماحت متصور نیست کہ در ہر کسی جلوہ گر شود واین مناسبت بدون ولادت

وعلاقہ اصلیت وفرعیت ممکن الحصول نیست پس این کمال را با جمیع شعب ان کہ معدن

ولایات مختلفہ است درین بحری جاری کردند واز ہمین نادان رنجنند و ہمین است معنی امامت

کہ یکے مردیگرے را از یشان بان وصی ساخت و ہمین است سر انکہ این بزرگواران مرجع

جمیع سلاسل اولیائے امت شدند و ہر کہ تمسک بحبل اللہ می نماید چار و ناچار شدہ استفاضہ او

باین بزرگواران منتہی میگردد و درین کشتی می نشیند انتہی بقدر الحاجتہ - اگر اس عبارت مین

بحث کیجائے تو اطناب کا خوف ہے اسلیے صرف اسیقدر گذارش ہے کہ اس سے

ایمہ اہلبیت علیہم السلام کی عصمت مثل افتاب روشن اشکارا و ہویدا ہے - غور کا مقام ہے

کہ حضرت شاہصاحب باب امامت مین عصمت کو شرط امامت نہین مانتے بلکہ اسکو

مخالف کتاب اللہ وعترت رسول اللہ بزعم خود ثابت فرماتے ہین اور اس مقام مین

کسطرح مفصل وبدلائل ثابت کرتے ہین فللہ الحجتہ البالغہ شاید بعض حضرات اس عصمت

وحفظ سے عموم مراد لیکر کل اولیا اللہ کے لئے جنکو اپنے زعم مین ایسا سمجھتے ہین ثابت کرین اگرچہ اسصورتمین بھی ہمارا مطلب حاصل ہے کیونکہ بہر صورت ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی عصمت ثابت ہو رہیگی مگر اس شبہہ کو خود شاہصاحب نے اپنے اس قول سے واین مناسبت بدون ولادت وعلاقہ صلبیت وذرعیت ممکن الحصول نیست رفع فرمایا ہے کہ جس سے ثابت ہے کہ یہہ عصمت و حفظ انکے اغیار کے لئے محال ہے چونکہ بفضل الٰہی خود شاہصاحب منکر عصمت ائمہ علیہم السلام کی کلام سے عصمت بخوبی ثابت ہوگی اسلیے اب اسبابمین زیادہ لکھنا مناسب معلوم نہین ہوتا دو تین مناسب مقام لکھی جاتی ہین ارباب فہم وانصاف غور سے مطالعہ فرماکر نتیجہ نکال لین۔ سید نور الدین علی بن عبد اللہ سمہودی جنکی مدایح ومناقب سابق مین گذرچکی ہین کتاب وفاء الوفا مین تحریر فرماتے ہین *

* اسند ابن زبالہ ویحیی من طریقہ عن رجل من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینما الناس جلوس فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ خرج مناد فنادی یا ایہا الناس سدوا ابوابکم فتحسحس الناس لذلک ولم یقم احد ثم خرج الثانیہ فقال ایہا الناس سدوا ابوابکم فلم یقم احد وقال الناس ما اراد بہذا فخرج الثالثہ فقال ایہا الناس سدوا ابوابکم قبل ان ینزل العذاب۔ فخرج الناس مبادرین وخرج حمزہ بن عبد المطلب یجر کساءہ حین نادی سدوا ابوابکم قال ولکل رجل منہم باب الی المسجد ابو بکر وعمر وعثمان وغیرہم وجاء علی حتی قام علی راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یغمک ارجع الی رحلک ولم یامرہ بالسد فقالوا۔ سد ابوابنا وترک باب علی وہو احدثنا فقال بعضہم ترکہ لقرابتہ فقالوا حمزہ اقرب منہ واخوہ من الرضاعۃ وعمہ وقال بعضہم ترکہ من اجل ابنتہ فبلغ ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخرج الیہم بعد ثالثہ فحمد اللہ واثنی علیہ محمرا وجہہ وکان اذا غضب احمر

مطلب یہہ ہے کہ اصحاب رسول صلعم مین سے ایک شخص بیان کرتا ہے کہ رسول خدا
صلعم کی مسجد مین آدمی بیٹھی تھے کہ ایک منادی نکلا اور پکارا آدمیون اپنے دروازہ
بند کرو پس آدمی یہہ سنکر ہلی اور کوئی نہ اوٹھا - پھر منادی دوبارہ نکلا اور کہا اپنے
دروازے بند کرو اور کوی کھڑا نہ ہوا اور لوگون نے کہا اس سے کیا ارادہ کیا ہی
پھر منادی سہ بارہ نکلا اور کہا اے لوگو پہلا اس سے کہ عذاب نازل ہو اپنے
دروازے بند کرلو - پس آدمی مبادرت کرتے ہوئی نکلے - اور جب پکارا کہ اپنے
دروازے بند کرلو تو حضرت حمزہ بن عبد المطلب اپنی کساہ کہینچتی ہوے نکلے - راوی نے
کہا کہ انمین سے ہر شخص یعنے حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان وغیرہم کی دروازے
مسجد کی طرف تھی اور حضرت علی آے یہانتک کہ رسول اللہ صلعم کے پاس کھڑے ہوے
رسول خدا صلعم نے فرمایا تجکو کس چیز نے غمناک کیا ہی اپنے گہر جا اور انکو یعنی حضرت
علی کو دروازہ بند کرنیکا حکم ندیا - پس لوگون نے کہا ہمارے دروازے بند کر دیے

عرف فی وجہہ ثم قال اما بعد ذلکم فان اللہ اوحی الی موسی ان اتخذ مسجدا
طاہرا لا یسکنہ الا ہو وہرون وابنا ہرون شبر وشبیر وان اللہ اوحی الی
ان اتخذ مسجدا طاہرا لا یسکنہ الا انا وعلی وابنا علی حسن وحسین وقد
قدمت المدینہ واتخذت بہا مسجدا وما اردت التحول الیہ حتی امرت وما اعلم
الا ما علمت وما اصنع الا ما امرت فخرجت علی ناقتی فلقینی
الانصار یقولون یا رسول اللہ انزل علینا فقلت خلوا
الناقۃ فانہا مامورۃ حتی نزلت حیث برکت واللہ ما
انا سددت الابواب وما انا فتحتہا وما انا اسکنت علیا
ولکن اللہ اسکنہ

اور حضرت علی کا دروازہ چھوڑ دیا حالانکہ سن مین ہم سے چھوٹا ہی پس بعض نے کہا قرابت کی سبب سے
چھوڑ دیا بعض نے کہا حمزہ انسے قریب تر ہی اور انکا یعنی رسول اللہ صلعم کا رضاعی بھائی اور انکا چچا ہے۔
بعض نے کہا اپنی بیٹی کے لئے انکو چھوڑ دیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خبر پہونچی پس
آپ انکے پاس آئے اور اللہ جل شانہ کی حمد وثنا فرمائی اس حالت مین کہ چہرہ حضرت کا سرخ تہا اور
جب آپ غضبناک ہوتے تھے سرخ ہو جاتے تھے چہرہ سے معلوم ہوتا تہا۔ پس اپنے بعد اسکے یعنی حمد
وثنا کے فرمایا۔ تحقیق اللہ جل شانہ نے حضرت موسٰی کیطرف وحی کی کہ مسجد کو پاک کرو اس مسجد مین سوا حضرت
موسے اور حضرت ہرون اور انکی بیٹون حضرت شبیر وشبیر کے کوئی نرہے۔ اور تحقیق اللہ جل شانہ نے وحی کی
کہ مین مسجد کو پاک کردون اور سوا میرے وعلی اور انکے بیٹون حسن وحسین علیہم السلام کے مسجد
مین کوئی نرہے اور مین مدینہ مین آیا اور مسجد بنائی اور جبتک مجکو حکم نہ ہوا مینے اسمین تحول کا
ارادہ نہین کیا اور جو کچھ مجکو تعلیم ہوی وہی جانتا ہون اور جو حکم دیا گیا ہون وہی کرتا ہون
پس مین اپنے ناقہ پر نکلا اور انصار مجکو ملے کہتے تھے یا رسول اللہ ہمارے پاس اترے ہی کہا
ناقہ کو چھوڑ دو وہ مامور ہے حتی کہ اوترے خدا کی قسم مینے دروازے بند نہین کئے اور نہ مینے
اسکو کہولا اور نہ مینے علی کو ساکن کیا لکن اللہ نے اسکو ساکن کیا۔ انتہی۔ ناظرین اس
روایت کو بغور مطالعہ فرماوین۔ اول صحابہ کبار کی حسن اطاعت وحسن عقیدت
ملاحظہ ہو کہ باوجود مکرر منادی کرنیکے جبتک نزول عذاب کی تہدید نہ ہوی کوئی بھی نہین اٹھا
اور جب مکرر اصحاب کی باتین بلکہ تعریضین اپنے دروازے کے مسدودی اور عدم سد باب باب
مدینۃ العلم کے باب مین سمع اقدس نبوی مین پہونچی تو حضرت بار سوم تشریف لائی اور غضب سے
آنحضرت کا چہرہ اقدس سرخ تہا اور بعد حمد وثناے الٰہی وحی آلٰہی کا ارشاد بیان فرمایا۔
اس روایت سے بخوبی ثابت ہی کہ کل آدمیون حتی کہ خلفاء ثلثہ کے دروازے جو مسجد
کیطرف تھے بند فرماتے اور باب مدینۃ العلم کا دروازہ بند نفرمایا۔ اور جو ارشاد جناب
رسالتمآب کا اس روایت مین مذکور ہے اس سے ظاہر ہے کہ جب آنحضرت کی مسجد طاہر ہے

ضرور ہے کہ اسکا ساکن بھی طاہر ہو پس معلوم ہوا کہ طہارت جناب رسالت مآب و جناب امیر و حسنین علیہم السلام ہی مخصوص تھے اور کسی صحابہ کو وہ طہارت حاصل نہ تھی اور یہہ جناب امیر و حسنین علیہم السلام کی طہارت و عصمت پر صاف صریح دلیل ہے اس سے بڑھکر اور عصمت کیا ہوگی - یہہ امر بھی قابل گذارش ہے کہ حضرات اہل سنت بطور خود اپنی کتب مین لکھتے ہین کہ انحضرتؐ نے سوائے خوخہ خلیفہ اول کے کل خوخے بند کرادے اور اس سے خلافت ثابت کرتے ہین حالانکہ اس روایت مین منفرد ہین اور اگر نظر غور سے دیکھا جاے تو اس روایت کا وہن و ضعف اور روایتونسے بخوبی ثابت ہے باانہمہ ادلہ ثبوت خلافت مین لکھتے ہین جیسا کہ صواعق محرقہ وغیرہ مین مسطور ہے اس روایت کو نظر غور سے دیکھین کہ جناب رسول خدا نے کس تاکید شدید سے کل لوگونکے دروازے حتی کہ خلفاء ثلثہ کے اسمائے گرامی بھی درج ہین بند کرادئے ہر چند کہ کل احکام جناب رسالت پناہی از روی وحی ہین مگر یہان صاف صراحت سے فرما دیا کہ جسطرح موسی کو وحی ہوی تھی مجکو ہونی ہے اور حکم الہی سے ہی دروازے بند کئے ہین اور جناب امیر کا دروازہ کہولا ہے اور وجہ بھی یعنی طہارت مذکور ہے اب مدعیان خلافت و فضلیت خلفاء ثلثہ کچھہ عقل و انصاف سے کام لین - دوم - تاج المحدثین ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی نے کتاب فضایل الصحابہ مین تحریر فرماتے ہین اور انکی توثیق اپنے محل پر لکھی گئی ہے - عبارہ ہکذا

اخبرنا محمد بن الطرح انا ابو منصور محمد بن محمد بن عبد العزیز العکبری انا ابو احمد عبد اللہ بن محمد الصفوری ثنا جعفر بن محمد الخواص ثنا الحسن بن عبد اللہ الابزاری ثنا ابراهیم بن سعید عن المامون عن الرشید عن المهدی عن المنصور عن ابیه عن ابیه عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لعلی ان موسی سال ربه ان یطهر مسجده لهارون و ذریته وانی سالت اللہ ان یطهر مسجدی لک ولذریتک من بعدک ثم ارسل الی ابی بکر ان سد بابک فاسترجع وقال سمعا وطاعة فسد بابه ثم الی عمر کذلک ثم صعد المنبر فقال ما انا سددت ابوابکم ولا فتحت باب علی ولکن اللہ سد ابوابکم و فتح باب علی

مطلب یہہ ہی کہ حضرت ابن عباس سے روایت ہی کہ رسول صلعم نے جناب امیر سی فرمایا کہ حضرت
موسی نے اپنے رب سی سوال کیا کہ انکی مسجد کو حضرت ہرون اور انکی ذریت کے لئے پاک
کرے اور مینے اللہ سے سوال کیا کہ میری مسجد کو تیرے اور بعد تیری تیری ذریت کے لے
پاک کرے پھر حضرت ابوبکر کے پاس پیغام بھجا کہ اپنا دروازہ بند کر حضرت ابوبکر نے کلمہ انا للہ وانا الیہ
راجعون پڑہا اور کہا سنا اور اطاعت کی اور اپنا دروازہ بند کیا پھر حضرت عمر کیطرف یہہ ہی
حکم بہیجا پھر ممبر پر تشریف لیگئی اور فرمایا مینے تمہارے دروازے بند نہین کیے اور نہ علی کا
دروازہ مینے کہولا لیکن خداوند تعالی نے تمہارے دروازے بند کیے اور علی کا دروازہ کہولا ۔ اگر
اس روایت مین بسط سے گفتگو کرین تو بہت طول ہو اہل فہم و انصاف خود ہی غور انصاف فرماوین
اور مدعیان خلافت و افضلیت شیخین تامل فرماوین ـــ مدارج النبوہ کی جلد دوم صفحہ ۹۶ ذکر
نکاح حضرت فاطمہؑ با حضرت علیؑ مین یہہ روایت درج ہے مفید مطلب لکھی جاتی ہے ۔ عبارت
یہہ ہے ۔ و ذکر کردہ است جزری در حصن حصین از ابن حبان در صحیح خود کہ چون تزویج کرد انحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم علی را فاطمہ در آمد در خانہ و گفت مر فاطمہ را بیار مرا آبے پس گرفت فاطمہ
قدح چوبین را و پر کرد انرا از آب پس گرفت انحضرت انرا و انداخت آب دہن مبارک خود را
در وے و فرمود فاطمہ را پیش آی آمد فاطمہ پس پاشید آب را در میان سینہ شریف و بر سر
مبارک وے و فرمود خداوندا من پناہ مید ہم تو او را و ذریت او را از شیطان راندہ شدہ پس
گفت پشت کن اے فاطمہ بجانب من پس پشت کرد بجانب انحضرت پس ریخت آب انحضرت
میان شانہاے او و فرمود خداوندا من پناہ مید ہم تو او را و ذریت او را از شیطان رجیم باز فرمود
انحضرت بیارید مرا آب گفت دانستم انچہ می خواہد انحضرت پس استادم و پر کردم کاسہ داد دم
آب را پس گرفت انحضرت انرا و بنداخت آب دہن خود را در وے و گفت مرا پیش آی پس
پیش آمدم پس انداخت آب را بر سر من و پیش روے من و فرمود اللہم انی اعیذہا بک و ذریتہا
من الشیطان الرجیم پس گفت در آی با اہل خود بسم اللہ والبرکۃ و در بعض روایت

آمدہ کہ آمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم روز نکاح فاطمہ بعلی بعد از عشاء بسوے خانہ ایشان پس برداشت ظرفی از آب و انداخت آب دہن مبارک خود را و خواند معوذتین را و دعا کرد و امر کرد علی را کہ بیاشامد آن آب را و وضو کرد بعد ازان امر کرد فاطمہ را کہ بیاشامد آن آب را و وضو کند ازان پس گفت خداوندا این ہر دو ذات از من اند و من از ایشانم خداوندا چنانکہ دور کردی از من پلیدی را و پاک ساختی مرا پاک گردان این ہر دو را پس امر فرمود مر ایشانرا برو ید بسوے خوابگاہ خود فرمود خداوندا پیوند و الفت دہ میان ایشان و برکت دہ در ایشان و در ذریت ایشان و فراہم آر پریشانی ایشانرا و نیک گردان بخت ایشانرا و برکت کن بر ایشان و بیرون آر از ایشان ذریت بسیار پاک انتہی بقدر الحاجتہ ناظرین با انصاف سے امید ہے کہ اس روایت و دیگر عبارت کے ملاحظہ کے بعد جو لکھی گئی ہین ایمہ اطہار کی عصمت مین مطلق شک و شبہہ باقی نرہے گا۔ اگرچہ آنحضرات علیہم السلام کی عصمت کی ثبوت مین اسقدر دلایل ہین کہ انکا احصا مشکل بلکہ متعذر ہی اور سمجہہ دار کے لئی جو کچھہ لکہا گیا یہہ ہی کافی و وافی ہے اسلئے بخوف طناب و بنظر اختصار اسی قدر قلیل پر اکتفا گیا اگر در خانہ کس ست حرفے بس ست **قولہ** اب ہماری جانب سے ثبوت دعوی خلافت کا حال سنی کہ میر فرزند حسین صاحب نی مولوی مشتاق احمد صاحب سے سوال کیا پہلے آپ باقاعدہ خلافت کی تعریف بیان کریں **اقول** اصل حال پہلے لکھہ چکا ہون۔ حافظ نور الدین صاحب مخاطب بھی انسے یہی سوال کیا تہا کہ آپ خلافت کی تعریف بیان فرماوین تو ہم عصمت ایمہ ثابت کرین۔ بس یہہ ہی سوال تہا نہ خلافت کا ثبوت طلب کیا نہ پہلے پیچھے کا ذکر ہوا جب حافظ صاحب نے تعریف بیان کرنے مین متردد ہوے تو مولوی صاحب نے تعریف بیان فرمائی۔ **قولہ** مولوی صاحب نے ان الفاظ سے خلافت کی تعریف بیان کی ھی الریاست العامتہ فی التصدی لاقامت الدین باحیاء العلوم الدینیہ واقامت ارکان الاسلام والقیام بالجہاد وما یتعلق بہ والامر بالمعروف والنہی عن المنکر نیابۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس تعریف پر میر فرزند حسین صاحب نے بعد تامل و سکوت کچھہ اعتراض کرنا چاہا چنانچہ دو چار کلمات منھہ سے نکلے معلوم ہوے

مگر افسوس بخوبی مفہوم نہو سکے - **اقول** بے شک مولویصاحب نے یہہ تعریف بیان فرمائی -
اس تعریف کے بعد جو کچھہ لکھا ہی معلوم نہین کہ آپنے یا کمیٹی نے کس غرض سے یہہ حاشیہ چڑھایا ہی الحمد للہ
کہ آپکی زبان پر بھی حق جاری ہوا جس سے جلسہ کی کیفیت صاف عیان ہو گئی کہ اس حاشیہ مین بہی مثل
سقیفہ بنی ساعدہ نہایت ہی بی لطفی کی گفتگو تھی اور اسقدر شور و غل تہا کہ آواز تک سنی نجاتی
تھی مگر آپکے اس افسوس پر سخت افسوس ہے کہ باوجودیکہ آپ تحریر فرماتے ہین کہ بعد تامل سکوت
مینے کچھہ اعتراض کرنا چاہا مگر آپ سمجھہ نہ سکے اس صورت مین مناسب بلکہ لازم تہا کہ خود درخواست
کر کے سمجھتے وہی بات ہوئی کہ جسطرح سقیفہ مین حضرت خلیفہ ثانی نے بدون قول فیصل خلیفہ اول کے
بیعت کر لی - اس جلسہ مین بھی بدون تقریر سنی سمجھی ثبوت خلافت مین آیت پڑہ دے - یہہ آپکی
اس تحریر کا جواب ہی اصل مین جو کچھہ آپنے لکھا ہی واقع کے خلاف ہی مینے بعد سنے تعریف کے مولویصاحب حق
کی خدمت مین یہہ عرض کیا تہا کہ اسکا خلاصہ یہہ ہوا کہ خلیفہ دینی اور دنیوی امور مین ہمارا پیشوا ہی اور مولویصاحب نے
اسکا اقرار کیا تہا - مین چاہتا تہا کہ عرض کرون کہ تو ایسا شخص ہو جائی کہ معصوم ہو کہ مولویصاحب نے بدون درخواست
جلدی کر کے آیہ استخلاف پڑہ دی - **قولہ** پھر خاموش ہو کر فرمانے لگے کہ جنکو آپ مصداق اس تعریف کا
سمجھتے ہین انکی خلافت پر نص قران سے لائیے **اقول** حاشا و کلا کہ مینے یہہ کہا ہو مکرر عرض کر چکا
ہون کہ مین تو صرف خلافت کی تعریف دریافت کرنے کا گنہگار ہون - رسالہ ہذا کے شایع ہونے سے
پہلے اور بعد بھی کئی دفعہ آپسے زبانی گفتگو ہوئی آپ بھی مقر ہین کہ ہان تو نے خلافت کا ثبوت نہین چاہا ہی
مگر یہہ عذر کرتے ہین چونکہ تعریف خلافت دریافت کی تو یہہ سمجھا گیا کہ خلافت کا ثبوت طلب ہی
تعجب ہی کہ پھر کیون یہہ مقولہ میری طرف منسوب کیا گیا مگر آپ بھی معذور ہین یہہ سب کارروائی
کمیٹی کی ہے - امور دینی مین اس قسم کا تصرف دینداری سے بعید ہے - اہل فہم کے نزدیک اس
مقولہ کا جعل بخوبی ظاہر ہے - کیونکہ یہہ مقولہ محض بی محل ہے ہان اگر بجائے اسکے یہہ ہوتا کہ جنکو
آپ خلیفہ مانتے ہین انکو اس تعریف کا مصداق ثابت کیجئے کیونکہ احیاء علوم دینیہ و اقامت ارکان اسلام
و امر بالمعروف وغیرہ کے لئے علم کا ہونا ضروری ہی - اول حضرات خلفا کی علم و ذاتی لیاقت مین گفتگو ہوتی

ان امور کے ثبوت کے بعد انکی خلافت پر نص طلب ہوتی تو مضایقہ نہ تہا اور جب انکی مصداق ہونے
مین ہی گفتگو نہ ہوئی تو نص طلب کرنے کی کیا معنی تعجب ہی کہ آپ یا کمیٹی نے پیش وپس کا کچھ خیال نفرمایا
قولہ مولوی مشتاق احمد صاحب نے یہہ آیت پڑھی وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَیَسْتَخْلِفَنَّہُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمْ دِیْنَہُمُ
الَّذِی ارْتَضٰی لَہُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِہِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ
شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ - ترجمہ - وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ
تم مین ایمان لائے ہین اور کئے ہین نیک کام البتہ پیچھے حاکم کریگا انکو ملک مین جیسا حاکم کیا تہا انسے
اگلونکو اور جمادیگا انکو دین انکا جو پسند کردیا انکو اور دیگا انکو انکے ڈر کے بدلے امن میری بندگی کرینگے
شریک نکرینگے میرا کوئی اور جو کوئی ناشکری کریگا اس پیچھے سو وہی لوگ ہین بیحکم - اور فرمایا کہ
یہہ آیت سورہ نور میں ہے جو مدینہ منورہ مین نازل ہوئی تھی اور منجملہ معجزات اور پیشینگوئیون کے ہی اس
آیت مین اللہ سبحانہ صحابہ سے جو مخاطب بالذات ہین اور لفظ منکم سے جو تبعیض اور اس مقام مین
تخصیص بعد التعمیم کیواسطے ہی خاص وہی صحابہ مراد ٹھہرتے ہین جو وقت نزول آیت موجود تھی چند
وعدہ فرماتا ہے - اور صیغہ استقبال لَیَسْتَخْلِفَنَّہُمْ اور لَیُمَکِّنَنَّ اور لَیُبَدِّلَنَّہُمْ سے صاف ظاہر ہے
کہ ان وعدونکا ظہور بنسبت زمانہ نزول آیت کے زمانہ آیندہ مین ہوگا - اول وعدہ یہہ ہے کہ
مین انکو ملک مین پیچھے کر حاکم بناونگا جیسا بنی اسرائیل کو ملک مصر اور شام مین بعد دور کرنے
اقوام منکرین کے حاکم بنایا - دوسرا وعدہ یہہ ہی کہ اپنا پسندیدہ دین انکے لئے قایم کردونگا -
تیسرا وعدہ یہہ ہی کہ کفار اور دشمنان دین سے جو انکو خوف ہی وہ امن و راحت سی بدل دونگا -
یہہ وعدہ صحابہ سے ہی وان اللہ لا یخلف المیعاد جب تخلف وعدہ محال ہوا تو وفاء وعدہ یعنی
اعطاء خلافت باحد من الصحابۃ لازم اور متحقق ٹھہرا - اور یہہ اظہر من الشمس ہے کہ صحابہ مین سے
کس کسکو یہہ نعمت نصیب ہوئی اور کون کون مصداق اس آیت کریمہ کے ہوئے - خداوند
کریم اس وعدہ استخلاف کو استخلاف امم سابقہ کے ساتھہ تشبیہہ دیتا ہے جس سے

حسب قاعدہ تشبیہہ و مطابقت مشبہ و مشبہ بہ یہہ امر صاف ثابت ہوگیا کہ جیسے استخلاف
بنی اسرائیل بمقابلہ اقوام منکرین صحیح اور حق بجانب اور موجب رضامندی خداوند کریم اور علی
الاتصال تہا ایسا ہی اِس کا وقوع ہوا۔ **اقول** یہہ آیت مولویصاحب نے پڑھی اور ترجمہ بیان
فرمایا تشبیہہ وغیرہ کا ذکر کرنا چاہتے تھے کہ مینے عرض کیا جناب مولویصاحب گستاخی معاف۔
تقریر مین اختصار مناسب ہو اگر آپ اِس آیت کا شان نزول بیان فرماوین اور اسپر غور ہو تو معلوم
ہوجائے کہ یہہ آیت متنازعہ فیہ خلافت کی بابمین نہین ہے۔ اگر آپ بیان فرماوین تو بہت
ہی اچھا ہو ورنہ مجکو ارشاد و اجازت ہو کہ عرض کردن مولویصاحب نے فرمایا کہ تو بیان کر۔
مینے کہا کہ اکی تفاسیر سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب انحضرت مکہ معظمہ مین باطمنان بسر نکرسکے
تو مدینہ مین ہجرت فرمائی اور یہان بھی نہایت ہی خوف و ہراس مین بسر فرماتے تھے حتے کہ
صحابہ ہمیشہ ہتیار بند رہتے تھے انمین سے بعض نے کہا کہ کبھی ایسا بھی ہوگا کہ یہہ خوف رفع
ہوگا اور ہم امن سے زندگی بسر کرینگے تب انکی اطمنان و تسلی کے لئے یہہ آیت نازل ہوئی
چنانچہ یہہ تفسیر بیضاوی مین موجود ہے ملاحظہ فرمائی اور خطاب رسول اور کل امت کو ہی اور منکم
مین من بیان کا ہے۔ مولویصاحب نے تفسیر بیضاوی ملاحظہ فرمائی پھر فرمایا کہ تفسیر کشاف
لائی جاتے۔ حافظ نورالدین صاحب تشریف لیگئے اور فوراً تفسیر کشاف لاتے اسمین بھی
وہی درج تہا جو مینے عرض کیا تھا۔ مولویصاحب نے ہر دو تفسیر کے ملاحظہ کے بعد فرمایا کہ
خیر تصرف فی الارض ہی سہی۔ مگر آپ بتلاتین کہ یہہ وعدہ کب وفا ہوا۔ مینے کہا کہ رسول
کے زمانہ مین چنانچہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم الایہ قران شریف مین موجود ہے۔ اور اس آیت
مین عموم آپکے ہی اِن ہر دو تفسیر سے ثابت ہے اگر آپ خاص زمانہ اور خاص اشخاص مراد لینگے
تو دلیل سے ثابت کرنا ہوگا۔ ابھی مولویصاحب نے کچھ جواب ندیا تہا خاموش تھے مگر جب
مینے الیوم اکملت الایہ پڑھی تھی تو حافظ عبدالباقی صاحب نے پنجابی زبانمین کہا تہا اہ گل ہور ہی
یعنی یہہ اور بات ہے مینے انکے جوابمین کہا تہا کہ تفسیر بیضاوی مین اس ایہ کے تحت مین کچھ

لکہا ہی اور کچھہ اور بہی عرض ہے اگر مولویصاحب کچھہ فرمائین تو اپکو معلوم ہو۔ مولویصاحب خاموش
تہے بندہ بھی چپ تہا کہ جناب سردار آغا محمد جعفر خانصاحب نی جو کسیقدر فاصلہ سے بیٹھی تھے اور
شاید یہہ تمام گفتگو نہ سنی تھی مجکو مخاطب کرکے اپنی فارسی زبان مین فرمایا کہ آغا سکوت ورزید
شاید مردم گمان برند کہ سکوت نیم رضا رضامند شدی چرا از مولویصاحب نمی پرسی کہ حضرت
رسول وقت نزول این آیہ چہ فرمودند۔ مینے جواب دیا کہ جناب آغا مِن قبل از فرمودن شما ہمین
امر از مولویصاحب پرسیدہ ام تا حال جوابے ندادہ اند۔ اس کل تقریر کے بعد مولویصاحب نے
فرمایا کہ ہان آیت مین عموم ہی اور رسول اور کل امت مخاطب ہی مگر جب کبھی کوئی قوم غالب
فاتح ہوتی ہے تو اسیطرح ہوتی ہے کہ ایک سردار ہوتا ہے اور کل قوم غالب اسکے تابع۔ یا
کل قوم ہی سردار ہوتی ہے۔ مینے کہا کہ یہہ ہی قاعدہ ہے کہ ایک سردار ہوتا ہی قوم غالب
اسکے تابع ہوتی ہے مولویصاحب نے فرمایا کہ وہ سردار کون ہوا۔ جواب مین عرض کیا گیا کہ
جب اس وعدہ کے وفا اسکی ان دو تغیروں سے رسول کے زمانہ مین ثابت ہی تو سردار رسول ہوئے
اور قوم انکی سرداری سی کفار پر غالب ہوئی مولویصاحب نی فرمایا کہ بعد رسول کے کیا ہوا۔ عرض کیا کہ
بعد خلفاء کے کیا ہوا۔ اگر خلفاء ثلثہ کی بعد کی خلفاء بھی اس آیت مین داخل ہین تو کچھہ مضائقہ نہیں خلفاء
ثلثہ بھی داخل ہون۔ اور اگر انکو آپ داخل نہیں کرتے تو ہم خلفاء ثلثہ کو داخل نہین کرتے۔ مولویصاحب نے
فرمایا کہ خلافت حقہ یا ناحقہ سی غرض نہین ہی یہہ فرمائی کہ خلفاء ثلثہ بادشاہ ہوئی کہ نہیں مینے کہا
بادشاہ دنیا ہونے مین شک نہین کلام نہین کتب تاریخ مین کل خلفاء کا حال تحریر ہی مولویصاحب
فرمایا کہ جب آپ انکو بادشاہ دنیا مانتی ہین تو ہم اگلی آیت سی انکی خلافت راشدہ ثابت کرتے
ہین اگلی آیت پڑہنی چاہتے ہے۔ مینے کہا کہ آپ یہہ آیت کیون پڑہتے ہین بھلی گذارش ہوا کہ جس
طرح آپ معاویہ و یزید و خلفاء بنی عباس وغیرہ کو اس آیت سی خارج کرینگے اسیطرح ہم خلفاء
ثلثہ کو خارج کرینگی چونکہ شرط یہہ ہی کہ گفتگو تہذیب سی ہو یعنے ایسے بات نہ ہو کہ جس سے
طرفین سی کسیکو رنج ہو اسلئی ہم اپنا عقیدہ صاف نہین کہہ سکتی بس اشارہ و کنایہ سی یہہ ہی جواب

دیتے ہین کہ جن دلایل سے آپ یزید وغیرہ کو اس ایت سے خارج کرینگے انہین دلایل سے ہم خلفاء ثلثہ کو خارج
کردینگے اسی قسم کی باتین ہوتی رہین یہہ طویل تقریر جو رسالہ مین لکھی ہے حاشا کہ اس روز ہوئی ہو
شاید مولویصاحب یہ تقریر فرماتے مگر چونکہ مینے عرض کیا تہا تقریر مین طول ندیجئی اور شان نزول ملاحظہ
فرمائی مولویصاحب نے ہرگز جلسہ مین یہہ تقریر نہین فرمائی ۔ یہہ کارروای بعد کی ہے ۔ تعجب ہی کہ دو تفسیرین
پیش ہوئین اپنا مدعا انسے ثابت کیا گیا اسکا تو ذکر تک نہین اور یہہ لمبی چوڑی تقریر جو ہرگز نہ ہوی تھی درج
رسالہ ہوئی حیف ہی راست بازی و دیانت اسیکا نام ہی ۔ جلسہ کے تقریر جہانتک یاد تھی تحریر ہوی اب
اس تحریر کا جواب مختصر گذارش ہے ۔ **قولہ** اس ایت مین اللہ سبحانہ صحابہ سے الی قولہ چند وعدے فرماتا ہے
اقول اسکا مختصر جواب یہہ ہی کافی ہے کہ یہہ اپکی رائے ہی ہم پر بدون دلیل حجت نہین ہو سکتی ۔
باانیہمہ آپکے دو بڑے مفسر یعنے صاحب کشاف و بیضاوی تو خطاب رسول اور امت کے لئے فرماتے ہین
کیا وہ یہہ ناسیس و تخصیص بعد التعمیم نہین جانتے تھے اور اگر بالفرض اپکو ان اپنے فضلاء و کملاء ماہرین زبان عرب
پر ترجیح حاصل ہو اور انکا قول معتبر نہ سمجھین اور خاص موجودین صحابہ سے ہی مراد لین تو چاہی کہ وہ مراد
لیجاتین کہ جنہون نے دعا مانگی تہی سخت تکالیف اوٹھای تہین جنکی دعا قبول فرما کر اللہ جل شانہ
نے یہہ وعدہ فرمایا تہا ۔ اور آپکے ہی ارشاد کے موافق زمانہ رسول مین ہی یہہ وعدہ پورا ہوا کیونکہ آپ
پہلے فرما چکے ہین کہ کوی قوم اسیطرح فاتح و غالب ہوتی ہے کہ ایک انمین سردار ہوتا ہے باقی اسکے
ماتحت ۔ جناب رسول خدا سردار تھے اور وہ صحابہ جنکی تسلی کے لیے یہہ آیت نازل ہوئی تھی بسرداری آنحضرت
قوم غالب و فاتح تھی ۔ **قولہ** صیغہ استقبال الی قولہ زمانہ آئندہ مین ہوگا ۔ **اقول** بیشک صحیح ہے کہ
ان وعدہ کا ظہور زمانہ آئندہ مین ہوگا ۔ اور زمانہ استقبال نہایت ہی قلیل مدت سے لیکر قیامت تک
کو شامل ہے ۔ اور یہہ ظاہر ہے کہ وقت نزول آیہ صحابہ کبار پر خوف و ہراس طاری تہا جب ہی تو یہہ دعا
مانگی تھی بعد نزول آیہ کریمہ فتح و نصرت ہوتی رہی اور آنحضرت کے ہی عہد کرامت عہد مین کل جزیرہ
عرب فتح ہوگیا وہ خوف امن سے بدل گیا ۔ **قولہ** اول یہہ ہی الی قولہ بدل دیگا ۔ **اقول**
اس قول مین جواب یہہ تحریر فرماتے ہین کہ کبھی کر حاکم بنا دیگا شاید اس سے غرض یہہ ہی کہ عوام

سمجھہ جائین کہ پیچھے کے لفظ سے یہہ مطلب ہی کہ انحضرت کے پیچھے حاکم بناؤنگا۔ حالانکہ یہہ بات نہین خواہ اردو کے محاورہ کے موافق کچھہ ہی ترجمہ ہو انحضرت بھی اسمین شامل ہین کیونکہ خطاب رسول اور انکی ہمراہیون اور امت سے ہی صاحب کشاف فرماتے ہین الخطاب لرسول اللہ ولمن معہ ومنکم للبیان کالتی فی اخرۃ سورۃ الفتح وعدھم اللہ ان ینصر الاسلام علی الکفر ویورثھم الارض ویجعلھم فیھا خلفاء الخ یعنی خطاب رسول اللہ سے ہی اور اس سے جو انحضرت کے ساتھہ ہی اور من بیان کا ہی جیساکہ سورہ فتح کے آخر مین۔ اللہ جل شانہ نے انکو وعدہ دیا اسکا کہ کفر پر اسلام کے مدد کرے اور انکو زمین کا وارث کرے اور اس زمین مین انکو حاکم بنائے۔ اور بیضاوی اپنی تفسیر مین لکھتے ہین وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات خطاب للرسول والامۃ اولہ ولمن معہ ومن للبیان لیستخلفنھم فی الارض لیجعلھم خلفاء متصرفین فی الارض تصرف الملوک فی مما لکھم الخ۔ یعنے خطاب رسول اور امت یا رسول اور انکے ہمراہی کے لئی ہے اور من بیان کا ہے۔ لیستخلفنھم کی یہہ تفسیر فرماتے ہی البتہ کریگا انکو خلفا زمین مین تصرف کرنے والے جیساکہ بادشاہ اپنی ممالک مین تصرف کرتے ہین۔ یہہ صرف اسلئی لکھا گیا کہ عوام لفظ پیچھے کے لفظ سے یہہ نہ سمجھہ جائین کہ زمانہ انحضرت اسمین داخل نہین اور بعد کا زمانہ ہی داخل ہے۔ اس قول مین جواب کے لایق یہہ ہی امر تہا۔ **قولہ** یہہ وعدہ صحابہ سے ہی الی قولہ مصداق اس ایت کریمہ کی ہوئی۔ **اقول** اپکے تفاسیر کے موافق یہہ وعدہ رسول اور کل امت سے ہے اور ظاہر ہے کہ مخاطبین موجودین مین سے فرد کامل مراد ہوگی پس جیساکہ اللہ جل شانہ حکایۃ عن لسان موسے فرماتا ہی۔ ویستخلفکم فی الارض ــ اور حضرت موسے کے ہی زمانہ مین بسرداری حضرت موسے قوم موسے غالب ہوگئی اسیطرح ہمارے حضرت کے زمانہ مین بسرداری انحضرت قوم غالب ہوگی اور وعدہ الہی وفا ہوا۔ اور آپنے جو یہہ تقریر فرمائی اس سے لازم اتا ہی کہ انحضرت اور انکی فتوحات اس وعدہ مین داخل نہین ہین۔ گویا انحضرت اور وہ صحابہ جو نہایت ہی خوف وہراس مین بسر کرتے تھے جنکی تسلی کے لئی اس آیت کریمہ کا نزول اپکی تفاسیر مین لکھا ہی زمانہ انحضرت مین بدستور اسی خوف وڈر مین رہے اسی حالت کہ ای مین انحضرت دنیا سے تشریف

فرمائے جنت ہوتے اور آغاز ایفای وعدہ شروع زمانہ خلافت خلیفہ اول سے ہوا۔ غور فرمائی کہ کسقدر واقع کے موافق ہے کچھہ تو انصاف فرمائی۔ کسیکی سمجھہ مین بھی یہہ بات آ ئیگی اپنی راے سے قران شریف کے معنی کرنے مین یہہ خرابی ہے۔ یہہ جو آپ بڑے زور سے فرماتے ہین اور یہہ اظہر الشمس ہے الخ جبکہ ثابت ہوگیا کہ خطاب رسول اور امت سے ہے تو اس نعمت کی خصوصیت صحابہ سے ہی نرہی اور اگر صرف متصرف فی الارض یعنی بادشاہ و حاکم ہونا ہے اس نعمت کا مستحق ہونا آئے تو جو شجرہ خلافت ایکے خلفاء نے لگایا اسکے ثمر کو بھی تو ملاحظہ فرمائے۔ حضرت معاویہ صحابی و خال المومنین اور انکی خلف رشید یزید کو کس دلیل سے اس نعمت سے محروم کرتے ہین اگر مطلق قہر و غلبہ وغیرہ ہی حاصل ہونا اس آیت کے شمول و نیابت رسول کو کافی ہے تو مابعد کے خلفاء نے کیا قصور کیا ہے۔ اس آیت کی خطاب سے مخاطب ہونا ہی تو اول بحث ہے۔ **قولہ** خداوند کریم نے الی قولہ اس کا وقوع ہوا۔
اقول آپ تشبیہ کا ذکر فرماتے ہین اس سے ہی تو ہمارا مدعا ثابت ہے چاہیے کہ تشبیہ تام و مطابقت تمام ہو۔ آپ صرف قہر و غلبہ مین ہی تشبیہ کیون مراد لیتے ہین۔ کل امور مین۔ لیجیے غور فرمائی آپ استخلاف بنی اسرائیل سے اسکی مطابقت کرتے ہین بھلی گذارش ہوا کہ قوم موسےٰ حضرت موسےٰ کے ہی زمانہ مین غالب ہوگئی ہم بھی کہتے ہین کہ آنحضرت کے ہی زمانہ مین قوم غالب ہوگئی ہان اگر آپ یہہ ثابت فرمادین کہ بعد حضرت موسے علی نبینا و علیہ السلام صحابہ حضرت موسےٰ نے بدون نص باوجود حضرت ہارون کی ہوتی ایک کو خلیفہ بنالیا* تو البتہ تشبیہ درست ہو۔ جتنے دینی خلافتین امم سابقہ مین گذرے ہین سب نص سے تہین یہہ سقیفہ بردازی کسی امت مین نہین ہوئی خلافت خلفاء پر نص کہان ہے اگر نص ہوتی تو ایسی دور از کار تاویلات کی کیا ضرورت تھی۔ تشبیہ و مطابقت کل امور مین چاہیے نہ کہ محض ایک مطلب کی بات لیلی اور باقی امور سے جو منافی مطلب ہین اغماض فرمایا۔ کتب تاریخ و سیر موجود ہین آپ دکہائین کہ آدم سے لیکر خاتم تک کسی نبی و پیغمبر کا خلیفہ بدون نص اسطرح دہینگا مشتی سے ہوا ہے جسکا نام اجماع رکھا ہے تفصیل کی اس جگہ ضرورت نہین اسیقدر کافی ہے۔ چونکہ علاوہ اور امور خطابیہ کے تشبیہ استخلاف امم سابقہ بھی خلافت خلفاء ثلثہ مین

* [illegible]

مفقود ہی جب ہی تو وہ اس استخلاف مین داخل نہین ہو سکتے آپ زبردستی محض بخیال تصرف فی الارض انکو داخل کرتے ہین ۔ انصاف سی بعید ہے ۔ اور جو اس آیت مین داخل ہین بیشک انکا استخلاف صحیح و موجب رضامندی خداوند کریم ہوا اور ہوگا ۔ علی الاتصال کی قید جو آپ لگاتے ہین یہہ تو آپکے علماء نے نہین لگا ہے ۔ خلفاء اثنا عشر کے بابمین جو آپکی کتب مین احادیث وارد ہین ملاحظہ فرمائی کہ انکی تعیین و تشخیص مین آپکے علماء مین کسقدر اختلاف ہی ۔ مین آپسے پوچھتا ہون کہ اگر یہہ خلافت علی الاتصال رہی تو یزید وغیرہ کو کیون خارج کرتے ہو اور اگر علی الاتصال نہین رہے یعنے یہہ حال رہا کہ کبھی خلیفہ راشد کبھی جابر ہوتے رہے تو یہہ قید زاید محض ہے ۔ آپ خلفاء ثلثہ یا اربعہ کے بعد سے علی الاتصال مراد نہ لینگے ہم آنحضرت کے بعد سے ہی ۔ **قولہ** اسکے جواب مین میر فرزند حسین صاحب نے کہا لفظ منکم تبعیض اور تاسیس کیواسطے نہین بلکہ تبیین اور تاکید کے لئے ہی اور تشبیہہ صرف اسبات مین ہے کہ بنی اسرائیل کو بمقابلہ اقوام منکرین جیسا قہر اور غلبہ ہوا تہا ایسا ہی مسلمانون کو ہوگا ۔ صرف قہر اور غلبہ فی الارض سے خلافت مصطلحہ ثابت نہین ہوتی ۔ **اقول** بندہ اپنی اور مولوصاحب کی تقریر لکھہ چکا یہہ محض کمیٹی یا صاحب رسالہ کی بناحی ہوئی ہے اللہ اللہ کسقدر جرأت و حوصلہ ہے کہ اپنی ساختہ پرداختہ تقریرین دوسرے شخص سے منسوب کرتے ہین اور رسالہ چہاپتے ہین کچہہ تو آدمی کو لحاظ و مروت و شرم و حیا سے کام لینا چاہئے شاید اس کل تقریر مین لفظ تبعیض اور صرف قہر و غلبہ فی الارض سے خلافت مصطلحہ ثابت نہین ہوتی میری زبان سے یہہ الفاظ نکلے ہون جو اپنی طرز سے بیان کی ہونگے ۔ سبحان اللہ ۔ اپنی تقریر مکرر لکھنے کی حاجت نہین ہے **قولہ** اسکے جواب الجواب مین مولوی مشتاق احمد صاحب نے فرمایا اگر بشرط تسلیم من بیانہ ہو اور استخلاف سی صرف قہر اور غلبہ مراد ہو تب بھی ہمارے مدعا کے مخالف نہین ۔ اسقدر امر تو مسلم بین الطرفین ہے کہ یہہ وعدہ صحابہ سے ہی پس موافق آپ کی خیال کے اگر علی العموم تمام صحابہ سے یہہ وعدہ تہا کہ سب کو قہر اور غلبہ حاصل ہوگا پس ہم آپ سی دریافت کرتے ہین اگر کبھی کسی قوم کو کسی دوسری قوم پر قہر اور غلبہ ہوا تو انمین ہر ہر فرد غالب بمعنی حاکم ہوتا تہا یا اُس تمام قوم مین سے ایک فرد حاکم باقی تمام محکوم **اقول** یعنے خود کچہہ بھی نہین ہر دو تقریر ملاحظہ کے بعد کہا

مولویصاحب نے متصرف فی الارض ومن بنا بنیہ تسلیم فرمایا اور وہی تقریر فرمائی جو لکھی جا چکی۔ اب اسکا جواب سنئے۔ اگر استخلاف سے قہر وغلبہ ہی مراد ہو تو پھر آپکے مدعا سے اسکو کیا علاقہ کیونکہ گفتگو تو اسمین ہے کہ خلیفہ رسول اور امور دینی اور دنیوی مین پیشوای امت بعد آنحضرت کون ہے۔ کیا جسمیں صرف قہر وغلبہ ہو وہ خلیفہ رسول ہو جائیگا۔ ناظرین انصاف فرماوین **قولہ** اسقدر امر تو مسلم بین الطرفین ہے الخ

اقول آپ بھی غضب فرماتے ہین یہہ تو آپکے علما بھی تسلیم نہین کرتے مسلم بین الطرفین کے کیا معنی۔ رسول وتمام امت سے وعدہ ہے۔ میرے خیال کے موافق تو کیا بلکہ صاحب کشاف وبیضاوی کے یقین کے موافق بھی جو اُس روز دکھائین گئی تہین محض صحابہ سے ہے وعدہ نہ تہا بلکہ رسول وصحابہ وتمام امت سے تہا۔ **قولہ** اس تقریر کو میر صاحب نے تسلیم کرکے کہا بیشک جب کوئی قوم غالب اور فاتح ہوتی ہے اگرچہ غالب تمام کہلاتے ہین مگر بالخصوص حاکم اُن مین ایک ہی ہوگا لیکن اس سے اُنکا کیا مطلب نکلا۔ **اقول** بیشک جس موقع پر مولویصاحب نے یہہ فرمایا تہا مبنی جواب مین یہہ ہی مضمون عرض کیا تہا چنانچہ سابق مین ذکر ہو چکا یہہ اخیر فقرہ جو یہان لکہا ہے ہرگز میرا مقولہ نہین اسکا موقع ہی کیا تہا۔ **قولہ** مولوی مشتاق احمد صاحب نے فرمایا کہ خداوند کریم نے تمام صحابہ سے یہہ وعدہ فرمایا ہے کہ تم حاکم ہوگے جسکا ماحصل یہہ ہوا کہ تم مین سے ایک حاکم ہوگا اور جب اس وعدہ کا وقوع بھی نفس الامر مین ہو چکا اب اس امر مین کیا شک باقی رہا کہ خلافت اور حکومت صحابہ حسب وعدہ خداوند کریم واقع ہوئی۔ **اقول** یہہ تقریر ہرگز اُس روز نہین ہوئی صاحب رسالہ یا کسی کو کچھ بھی خوف خدا ہے مگر بات یہہ ہے کہ اگر حسب واقع طرفین کے تقاریر طبع ہوتین تو پھر رسالہ شایع کرنیکا فایدہ ہی کیا تہا۔ مجھکو سخت حیرت اور افسوس ہے کہ مذہبی معاملہ مین یہہ خلاف گوئی۔ اب اسکا جواب لیجئے۔ اپکی تفاسیر سے ثابت کیا گیا کہ یہہ وعدہ صرف صحابہ سے ہی نہین ہوا بلکہ رسول وکل امت سے ہے۔ وقوع اسکا فی الجملہ زمانہ رسول علیہ السلام ہی مین متحقق ہوا۔ اگر آپ زمانہ خلفاء ثلثہ کو بھی محض تصرف وحکومت کی لحاظ سے اس ایت مین داخل کرتے ہین تو پچھلے خلفاء نے کیا قصور کیا ہے انکو بھی داخل فرمائی اس جگہ اسیقدر بالاجمال کافی ہے اور جب یہہ

بحث ختم ہو گی تو اسکا جواب کسیقدر تفصیل سے آئیگا۔ **قولہ** اس تقریر پر اور کوئی حجت در تاویل میر صاحب پیش نکر سکے اور یہہ تسلیم کیا کہ اس آیت سے صرف قہر و غلبہ خلفاء ثلاثہ کا ایسا ہی ثابت ہوا جیسا اور عام حکام اسلام یا غیر اسلام کا خلافت راشدہ تو ثابت نہ ہوئی۔ **اقول** حیف ہے۔ حضرت پیرجی صاحب خلاف گوئی کی بھی کچھہ حد ہے۔ قلم آپکے یا کمیٹی کے دست مبارک میں ہے جو چاہے لکھی جائے میں صبر کرتا ہوں مگر ایسے شخص کے لئے جو قرآن شریف میں وعید وارد ہے اسپر بھی تو کچھہ لحاظ فرمایا ہوتا یہہ تقریر ہرگز نہیں ہوئی ہان جب مولویصاحب نے فرمایا کہ آخر بادشاہ دنیا ہونگے کہ نہیں شاید اسوقت مینے کہا ہو کہ اگر محض تصرف و غلبہ و بادشاہی دنیا سے ہی خلافت راشدہ مراد ہے اور اس آیت کی وعدہ مین داخل ہے تو کل بادشاہان اسلام حتی کہ امیر تیمور وغیرہ بھی اسمین داخل ہونگے تو خلفاء ثلثہ بھی داخل ہون جیساکہ پہلے لکھہ چکا ہون۔ خلاصہ یہہ کہ خلافت خلفاء ثلثہ کو تو مینے اس آیت مین داخل ہی نہیں کیا بلکہ جیساکہ پہلے ذکر ہوا کہ جب مولویصاحب نے فرمایا کہ ہم اگلی آیت سے خلافت راشدہ ثابت کرتے ہین مینے وہین روکدیا کہ آپ اس آیت کو کیون پڑہتے ہین۔ مینے آپسے کہا کہ جسطرح آپ خلافت یزید و معاویہ و خلفاء عباسیہ وغیرہ کو اس آیت سے خارج کرینگے اسیطرح ہم خلفاء ثلثہ کی خلافت کو خارج کردینگے اس قول مین جو میری طرف یہہ منسوب کیا گیا ہے کہ اس آیت سے صرف قہر و غلبہ خلفاء ثلاثہ کا ایسا ہی ثابت ہوا جیسا اور عام حکام اسلام یا غیر اسلام کا اہل فہم غور فرماوین کہ جب اس آیت مین امنوا وعملوا الصالحات بصراحت تمام مذکور ہے کسیکا غلبہ ثابت ہو پھر غیر اسلام کے کیا معنی باوجودیکہ کمیٹی رسالہ کی مولف ہے پھر ان امور کا خیال نہین کرتے کاش اگر یہہ مقولہ میری نسبت کیا گیا تہا تو اسکا جواب بھی لکھا جاتا کہ امنوا تو صاف آیت مین موجود پھر تو غیر اسلام کسطرح کہتا ہے۔ بے اصل بات مین ایسی فروگذاشتین ہوجاتی ہین اور یہہ کہنے والے انہین امور سے اسکا بے اصل ہونا پرکھ لیتے ہین۔ **قولہ** مولوی مشتاق احمد صاحب نے فرمایا خلافت کی دو خبر تھی ایک خبر متعلق حکومت دنیوی جسکو آپ قہر و غلبہ سے تعبیر کرتے ہین الحمدللہ وہ آپنے تسلیم کرلیا۔ **اقول** اس روز یہہ تقریر نہین ہوئی مگر اب اسکا

جواب یہی حکومت دنیوی جسکو آپ قہر وغلبہ سے تعبیر کرتے ہین اگرچہ خلفاء ثلثہ کو حاصل ہوئی لیکن اس ایت سے انکو کیا علاقہ۔ یہہ حکومت ویسی ہی تھی جیسے کہ انکے مابعد کے خلفا مثل یزید وغیرہ کو حاصل ہوئی اگر محض قہر وغلبہ سے اس آیت مین داخل ہو سکتے ہین تو یزید وغیرہ کو بھی کیجیی آپکے مفسر تمام امت کے خطاب کے قائل ہین اور یزید آپکے نزدیک امت مین داخل ہے کیونکہ مومن ہے پھر اسکی خلافت خارج کرنیکے کیا معنی۔ غرضکہ محض حکومت دنیوی سے دخول تحت آیت استخلاف وخلافت راشدہ ثابت نہین ہوتی۔ جیساکہ آپ بھی مابعد خلافتونکو اس آیت مین داخل نہین کرتے وخلافت راشدہ نہین جانتے حالانکہ اُن خلافتونکا غلبہ وغیرہ انسے کہین بڑھکر تھا۔ خلفاء ثلثہ کی حکومت دنیوی پر ہی منحصر نہین ہم تو ان سبکی حکومت وقہر وغلبہ وغیرہ تسلیم کرتے ہین۔ **قولہ** باقی دوسرا جز یعنے اس حکومت کا حق بجانب ہونا جسکو خلافت راشدہ کہتے ہین اسکا بار ثبوت ہمارے ذمہ ہے **اقول** بیشک اس جزو کا بار ثبوت بقول خود آپکے ذمہ ہی۔ اور ہماری طرف سے اس ثبوت کیلیے قیامت تک کی مہلت ہے۔ اجی حضرت آیت قرانی سے خلفاء ثلثہ کی خلافت کا حق بجانب ہونا تو آپ کیا ثابت کرینگے۔ اپنی ہی کتب معتبرہ کی احادیث صحیحہ بلکہ اپنے اصول موضوعہ سے ہی جو انعقاد خلافت کے لئے وضع کی ہین ثابت کردین تو ہم اپکو بڑا مرد میدان سمجھین۔ یستخلفنہم فی الارض یہہ ارشاد الٰہی ہرگز اصحاب ثلثہ کیواسطے نہین ہے کیونکہ حضرت خلیفہ اول کو حضرت ثانی اور حضرت ثانی کو حضرت اول نے اور حضرت ثالث کو حضرت عبدالرحمن بن عوف نے خلیفہ بنایا ہی ہان یہہ خلیفہ گران خلفاء کی شان مین کہہ سکتے تھو کہ استخلفنک یا فلان۔ اگر خداوند تعالی نے انکو اس ایت سے خلیفہ بنایا تھا تو جناب رسول خدا نے اس ایت کی تفسیر مین صاف صاف انکے خلیفہ ہونے کی خبر کیون نہین دی اور اپنے بعد انکو خلیفہ کیون نہین مقرر کیا اس جگہ اسیقدر کافی ہے کسیقدر تفصیل موقع پر آتی ہے۔ **قولہ** ذرا ہوش مین اکر سنئے ایک جگہہ تو اسی آیت مین یستخلفنہم فی الارض فرمایا ہی۔ جسکا ترجمہ یہہ ہی۔ البتہ انکو ملک مین خلیفہ یا حاکم اور غالب بنادیگا۔ دوسری جگہ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِیْ ارْتَضٰی لَهُمْ فرمایا جسکا ترجمہ یہہ ہے۔ اور البتہ

مضبوط اور مستحکم کردیگا انکے واسطے اُس دین کو جو پسند فرمالیا ہی - ماحصل دونون جملوں کا یہہ ہوا کہ اللہ تعالی انکو تشریف حکومت ظاہری اور خلعت دین متین دونو عطا فرمادیگا - یہی دونون جز خلافت راشدہ کے تھے جو کلام الٰہی سے ثابت ہو گئے - فظہر المدعی * **اقول** اس قول مین خلاف واقع نگاری ہے پر اکتفا نکی بلکہ مولوی صاحب پر بھی افترا کیا - مولوی صاحب ضعیف مردِ شریف و مہذب و خلیق ہین انکی بول چال شریفانہ ہے - ہوش مین اگر خیال مین نہین آتا کہ انکی زبان سی نکلا ہو - اور پھر ایسے مہذبانہ گفتگو مین - اِس آواز سے کان آشنا ہین - یہہ کارروائی کمیٹی کے ممر ثالث بالخیر کی معلوم ہوتی ہے - حضرت اِس آیت کا نام تو آپ جب لین کہ خلفاء ثلثہ کی خلافت کا شمول اِس استخلاف مین بدلیل ثابت فرمالین یہہ تو اول بحث ہی لیستخلفنهم فی الارض ہر گز خلفاء ثلثہ کیواسطہ نہین ہے اگر اِس استخلاف سے اللہ جل شانہ کی مراد انکی خلافت ہوتی تو اپنے رسول کے ذریعہ سے اسکو ضرور ظاہر فرماتا - ہماری کتابونسے تو کب ہو سکتا تھا کاش اپنی ہی کتابونکی کسی صحیح روایت سے یہہ ثابت کیا ہوتا کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہی کہ یہہ آیت اصحاب ثلثہ کی استخلاف پر دلالت کرتی ہے اور اسکی مصداق وہ خلیفہ ہونگے مگر افسوس کہ آپنی تو کسی روایت سے بھی اِس مدعا کو ثابت نہین کیا پھر کس جرات سی کہتے ہو کہ ذرا ہوش مین اگر سنتے کیا سنین آپ کوئی دلیل ایسی بیان نہین کی جس سے آپکی خلفاء ثلثہ کی خلافت اِس آیت مین داخل ہو محض اپنی راے سی بخیال حکومت دنیوی ربانی جمع خرچ ہے اور اسکا جواب کئی دفعہ گذر چکا ہے - عقل و انصاف سی کام لیجئے دیکھیے کہ ہمنے اپنی ائمہ معصومین علیہم السلام کی خلافت و وصایت و امامت کے ثبوت مین تحت آیہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول الایة روایت صحیحہ جابر بن عبداللہ انصاری کی آپکے کیسے ثقہ محدث کی کتاب سی نقل کی ہے ایسے ہی آپ بھی کوئی روایت نقل فرماتے داب مناظرہ یہہ تھا کہ وہ روایت ہماری کتب معتبرہ سی ہوتی ورنہ خیر اپنی ہی روایت پیش کرتے - بلکہ جب جلسہ مین پوچھا گیا کہ جناب رسول خدا نے اسبابمین کیا حکم فرمایا کچھہ بھی ارشاد نہ ہوا - دوسری جزو کی بات جو کچھہ لکھا ہے اسکے جوابمین بخوف ملال طبع اسیقدر گذارش

کافی ہے - کہ اگر یہہ آپکا زعم صحیح ہوتا تو عترت رسول شفیق ثقلین جنکے تمسک کی لئے آپکی خلفا بھی مامور تھے اور صحابہ جلیل القدر مثل سلمان فارسی و ابوذر غفاری وغیرہ رضی اللہ عنہم انسی ناخوش نہ ہوتے جناب سیدہ جنکا غضب اللہ و رسول کا غضب ہی غضبناک انتقال نفرماتین آپکی کتب مین انکی اولیات جو بدعات سے مراد ہین درج نہ ہوتین - کلام الٰہی و احادیث جناب رسالت پناہی سے تو آپ ایک جزو بھی ثابت نکر سکے - اور بدون دلیل اگر محض وقوع حکومت دنیوی سے ہی یہہ اجزا ثابت ہون تو معاویہ و یزید وغیرہ کے ہوا خواہ انکا خلیفہ حق و نایب رسول ہونا بدرجہ اولی ثابت کرینگے - **قولہ** اسکے بعد میر فرزند حسین صاحب کوئی جواب پیش نہین کر سکے - عالم استغراق مین محو اور دریائی حیرت مین بیخود تھے - کبھی کبھی آہستہ بکمال حسرت یہہ کہتے تھے کہ پھر یزید وغیرہ بھی اس خلافت مین داخل ہو جاینگے -

اقول عالم استغراق و کشف و شہود و تحیر وغیرہ مین بیخود رہنے کے اہل تصوف مشتاق ہین - ہمارے حضرت پیر جی صاحب اس خاندان سے ہین شاید اپنی کیفیت بیان فرما رہے ہین اور چونکہ مجھسی اتحاد رکھتے ہین دوئی کو دور کر کے ایسا فرما دیا چنانچہ انکے تحیر نے مجھ مین بھی یہہ اثر کیا کہ جب سے اس رسالہ مین امور خلاف واقع لکھی ہوئے دیکھی سخت حیرت ہوئی - پیر جی صاحب سے ہرگز یہہ امید نہ تھی اور ظن غالب ہی کہ یہہ تحریر ہرگز انکی نہین ہے - پیر جی صاحب کا تو محض نام ہے ٹٹی کی آڑ مین شکار اور ہی حضرات کھیل رہے ہین - حضرت پیر جی صاحب یہہ تو فرمائی کہ جب مین اس آیت سے قصر و غلبہ خلفا ثلثہ کا تسلیم کر چکا اور مولوی صاحب جواب الجواب مین خلافت راشدہ ثابت کر چکے اور مین کچھہ بھی جرح نکر سکا تو اب آہستہ بکمال حسرت یزید کو کیونکر داخل کر سکتا تھا - اسی سے ثابت ہی کہ خلافت راشدہ ثابت نہین ہوئی ورنہ پھر یزید وغیرہ کے ذکر سے کیا معنی - اس قول مین جو کچھہ میری نسبت لکھا ہے آپکا شکر گذار ہون زندہ باش شاد باش عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست - **قولہ** مولوی صاحب نے فرمایا الحمد للہ ہم نے خلافت خلفاء راشدین کو علی رؤس الاشہاد و علی رغم الحساد نص قرآنی سے ثابت کر دیا - **اقول** حاشا و کلا کہ مولوی صاحب نے یہہ الفاظ فرمائی ہون اور ظن غالب ہو کہ جیسا اس روز مولوی صاحب نے یہہ الفاظ نہین فرمائی تھے اب بھی انہون نے نہین لکھے یہہ حضرت نوادری ہین من خوب می شناسم -

قولہ یزید کے خارج کرنیکے واسطے ہماری پاس بہت دلایل ہین جیسے ہم نے اپکی سامنے خلفاء راشدین کا خلیفہ برحق ہونا اس آیت سی ثابت کردکہایا اب آپ بہی دل سے تسلیم کرلین توہم اس خدشہ کو بھی آپ کے دل سے رفع کردینگے **اقول** اسکے جوابمین مین توبجز صبراور اس مصرع کے۔ کہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ کچھ عرض نہین کرتا عجب نہین کہ کوئی شیعہ مشاق وسنی راست گو وہ آیت جو قران شریف مین ایسے لوگونکے لئی وارد ہی بیساختہ پڑہ دے۔ حضرت پیرجی صاحب جہوٹ کی بھی کچھ حد ہی۔ معاف فرمائیگا چونکہ رسالہ یہہ آپکے نام سے منسوب ہی اسلئے آپکو مخاطب کیا ہی۔ **قولہ** اسوقت اکثر حاضرین جلسہ نے یہہ کہا۔ جو کچھ اصل کیفیت تھی وہ سبکو معلوم ہوگئی۔ اب جلسہ برخاست مناظرہ موقوف۔ **اقول** حاضرین جلسہ پر بھی افترا سے نہ چوکے۔ مرحبا۔ اصل بات یہہ ہی کہ جب مولویصاحب نے یزید کے خارج کرنیکو اگلی آیت پڑہی اور مینے اسکا جواب دیا چنانچہ موقع پر اسکا ذکر آتا ہے۔ تب میان اللہ دیا صاحب جلد ساز نے کہا کہ اب تقریرمین طول اور وقت بھی بیوقت ہوگیا آج اسیقدر کافی ہے باقی جلسہ آیندہ پہ سہی ـ جو الفاظ کہ رسالہ مین لکھے ہین ہرگز ایک نے بھی نہین کہے چہ جائیکہ اکثر حاضرین جلسہ نے۔ صاحب رسالہ نادیدہ نویس ہی جو دلمین آتا ہی لکھ جاتا ہے خدا سے خوف اور اد میو نسے شرم نہین کرتا **قولہ** ؎ بہت شور سنتے تھی پہلومین دل کا ÷ جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا **اقول** ترکی بترکی تو اسکا کیا جواب دون۔ اسیقدر کافی ہے تعجب ہی کہ قطرہ خون نکلا مجکو تو ہرگز امید یہہ نہ تھی عجب نہین کہ یہہ بھی مثل اور تحریر کے خلاف واقع ہی ہو **قولہ** مناظرہ ختم ہونے کے بعد مولوی مشتاق احمد صاحب نے جملہ حاضرین سنی وشیعہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔ آیہ استخلاف کے اخیر مین خداوند کریم فرماتا ہی وَمَن کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ جس نے ناشکری اور کفران نعمت کیا اسکے بعد وہ فاسقین سے ہی اسمین اشارہ یزید وغیرہ کی طرف ہی۔ فریقین کے اکثر لوگ یہہ تقریر سنکر خوش ہوے اور سردار جعفر خان صاحب شیعہ نے باواز بلند مولوی صاحب سی کہا شاباش شاباش شاباش **اقول** اصل بات یہہ ہی کہ اثنائے گفتگو مین مولویصاحب نے فرمایا کہ یزید پلید کا کئی دفعہ ذکر آیا ہی شاید میرے بھائیونکو یہہ گمان ہو کہ یزید بھی اس آیت مین داخل ہے

اسلئے مین اگلی آیت پڑہتا ہون اور مجہسے مخاطب ہوے کہ تیرے معارضہ و مقابلہ مین نہین ہے مینے کہا کہ اگر
میرے معارضہ کے جواب مین نہین تو بسم اللہ پڑہئے یہہ آیت یعنی و من کفر بعد ذلک الآیہ پڑہی اور فرمایا
کہ اس سے یزید خارج ہو جائیگا۔ مینے کہا کہ مجکو بھی اجازت ہے۔ مولویصاحب نے فرمایا کہ کچہہ خلفاء راشدین
کی شان مین عرض کیا نہین جسطرح آپنے اپنے بہائیونکو یہہ مضمون سنایا مین بھی اپنے بہائیونکو کچہہ سنا دون
مجکو اجازت دی مین اپنے شیعہ بہائیونسے مخاطب ہوا کہ بہائیو سنو۔ حدیث انی تارک فیکم
الثقلین الخ متفق علیہ ہے جو متمسک بہ ثقلین رہا خواہ خلیفہ ہو یا کوئی ہو وہ اسمین داخل اور جو برخلاف ہے وہ اس سے
خارج۔ اور بھی باتین ہوتی رہین اثنا ے گفتگو مین میان اللہ دیا صاحب جلد ساز نے کہکر جلسہ برخاست
کیا جیسا کہ پہلے لکھہ چکا ہون۔ مولویصاحب نے اپنے بہائیونسے مخاطب ہو کر یہہ تقریر فرمائی تھی مجھسے صاف
صاف کہدیا تہا کہ تیرے معارضہ و مقابلہ مین یہہ ایت نہین پڑہتا ہون۔ تعجب ہے کہ اسکا ذکر تک
نہین کیا اور اپنی طرف سے ایک بات بنا کر لکہدی۔ اگر مولویصاحب یہہ نفرماتے اور میرے معارضہ
و مقابلہ مین یہہ آیت پڑہتے تو مجکو بھی صاف کہنا پڑتا کہ بس اسی سے تو ہمارا مطلب ثابت ہے مگر وہ تو دانا
ہین پہلے ہی اسکا انتظام کر لیا جب ہی مجکو وہی مضمون اشارہ مین ادا کرنا پڑا۔* بات یہہ تھی۔ اب
ناظرین باانصاف اس سے نتیجہ نکال سکتے ہین جسکا پیرجی نے کیونکر کہون کمیٹی نے یہہ رسالہ اپنی
طرف سے باتین بنا کر چہاپ دیا۔ اس قول مین فریقین کے اکثر لوگونکا خوش ہونا جو لکہا ہے اہل فہم
غور فرماوین کہ کسقدر منتج ہے۔ اس سے تو لازم آتا ہے کہ بعض شیعہ خلفاء ثلثہ کی خلافت
راشدہ کے قایل ہو گئے۔ اٰنکو یاد نہیں کہ جب مولویصاحب وغیرہ حضرات تشریف لیگئے
تھے تو اسیوقت بعض شیعہ نے آپکو بلا کر کیا کہا تہا اور آپ نہایت افسوس سے کہتے تھے
کہ عصمت رہ گئی بات کیا تھی نوبت کہانتک پہونچی سردار جعفر خانصاحب کی نسبت

---

* اور معلوم نہین کہ من کفر بعد ذلک فاولٰئک الخ اسی مولویصاحب صرف یزید ہی کو خارج کرینگے یا معاویہ
کو بھی ظاہر تو یہہ ہے کہ حضرت معاویہ بھی چونکہ خلافت راشدہ سے خارج ہین مصداق من کفر بعد ذلک مین داخل ہین

جو یہہ کلمات لکھے ہین اُنسے مذہبی گفتگو کرکے یا کسی اپنے مولویصاحب سے کرا کر دیکھی تو نہی کہ وہ اس مناظرہ
مین کیا مہارت رکھتے ہین - پس اگر سردار صاحب موصوف نے لفظ شاباش فرمایا ہو تو آپ بھی جانتے ہین
کہ کن معنو نین ہوگا - پھر آپکا لکھنا عبث - چونکہ میرے شفیق پیرجی عنایت احمد صاحب نے چند مضامین
متعلق آیہ استخلاف بطور فایدہ تحریر فرمائے ہین اسلئے بندہ بھی انکی نقل وجواب سے پہلے خلافت
خلفاء ثلثہ اور اس آیت استخلاف کے بابمین کچھ لکھتا ہے پھر انشاء اللہ تعالیٰ انکی باتونکا جواب لکھونگا
اگر ہمارے مشفق اسطرح بطور فواید جسقدر چاہتے لکھتے اور ہمارے مذہب پر جو چاہتے اعتراض کرتے
مگر مناظرہ کی کیفیت واقعی واصلی تحریر فرماتے تو مجکو کچھ بھی افسوس نہ ہوتا - افسوس وحیرت تو یہہ
ہے کہ دعوی دینداری وتحقیق حق مین اسقدر خلاف واقع لکھا - کتب کلامیہ مین حضرات اہل سنت کے
خلاف واقع نگاری دیکھکر تعجب ہوتا تھا بلکہ بادی الراے مین بباعث حسن ظنی سہو کاتب وغیرہ کا گمان
ہوتا تھا اور عبارت کے مقابلہ کے وقت علم الیقین حاصل ہوتا تھا - ہمارے شفیق نے یہہ رسالہ چھپاکر
اسبا مین ہمکو عین الیقین کا مرتبہ بخشا - مین سچ کہتا ہون کہ ایسے ہی امور ہین کہ جن سے علاوہ اور
دلایل عقلیہ ونقلیہ کے حقیت پر یقین پر یقین بڑھتا جاتا ہے - سچ ہے ہی اسکو ایسے امور سے
کیا علاقہ المختصر - اول خلافت وغیرہ کی بابت کچھ لکھکر پھر یزید کی خلافت حسب اصول مذہب
اہل سنت وجماعت ثابت کرتے ہین - پس واضح ہو کہ شیعہ وسنی مین جس خلافت کا
جھگڑا ہے وہ خلافت راشدہ ہے کہ امامت خلق ونیابت رسول سے مراد ہے جو باستحقاق حاصل
ہو نہ محض قہر وغلبہ ظاہری بہ تغلب واتفاق ہمارا مذہب یہہ ہے کہ خلیفہ رسول وامام خلق معصوم
وافضل خلق ومنصوص از جانب خدا ورسول ہونا چاہیے جسمین یہہ شرطین متحقق ہون وہ خلیفہ
رسول وامام خلق ہے اگرچہ عام خلق اسکو خلیفہ نکہیں اور جو شخص کہ بدون ان شرایط کی قہر
وغلبہ وتسلط واجماع وتدابیر ملکی سے حکومت دنیوی حاصل کرے وہ خلیفہ رسول نہین گو عوام
اُسکو خلیفہ کہین - چونکہ خلفاء ثلثہ مین جنہون نے موقع پاکر کہ خاندان رسالت غم واندوہ وتجہیز
وتکفین آنحضرت مین مصروف تھا اور طرح طرح کی تدبیرین کرکے امارت وسلطنت دنیوی اتفاق

حاصل کرنی نہ استحقاق سے بالکل یہہ شرطین مقصود ہین اسلئے حضرات اہل سنت جو ان خلفا کی خلافت
کے قایل ہین ان شرایط کو شرط خلافت نہین مانتے - اور جب کہ کوئی دلیل عقلی و نقلی وعرفی انکی
خلافت پر نہین رکھتی اسلئے وہ امور کہ جسطرح انکی خلافت واقع ہوئی ہے اصول قرار دی ہین
الغرض ہم کہتے ہین کہ بعد آنحضرت امام خلق و ہادی برحق و خلیفہ بلا فصل جناب امیر علیہ السلام ہین
کیونکہ یہہ سہ شرایط ذات اقدس جناب امیر علیہ السلام ہی مین متحقق ہین چنانچہ ناظرین رسالہ ہذا
نے بخوبی اسے مشتی نمونہ خروارے اوراق سابقہ سے جو عصمت کے باب مین لکھے گئے ہین معلوم
کرلیا ہوگا - مگر حضرات اہل سنت وجماعت انکی تاویلات بعید کر کے حضرت خلیفہ اول کو امام
مسلمین و خلیفہ بلا فصل جانتے ہین - اور ان حضرات کا یہہ دعوی بلا دلیل مخالف کتاب وسنت
و برخلاف اصول موضوعہ اہل سنت بلکہ خود حضرت صدیق کے قول کا مکذب ہی اس سے بڑھکر
یہہ ہے کہ خود حضرت خلیفہ ثانی جو بانی مبانی خلافت خلیفہ اول تھے وہ بھی جناب امیر علیہ السلام
کو بہ نسبت اپنی اور خلیفہ اول کے خلافت کا حق جانتے تھے - اب ہر ایک کا ثبوت لیجیے - مخالفت
کتاب ظاہر و عیان و مستغنی عن البیان ہے - علاوہ ان آیات اعجاز غایات کے جو دلالت صریح
جناب امیر علیہ السلام کی خلافت پر رکھتے ہین اور انکے شمار سو سے بھی زیادہ ہے جنکی طرف حضرت
شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اجمالا اشارہ فرماتے ہین - نی خدا گفتہ است با او ہل اتے
نی خدا گفتہ است اورا انما - نی خدا گفتہ است بلغ در کلام - گر بدانی علم تو گردد تمام -
بنظر اختصار صرف دو اثنین لکھی جاتی ہین آیہ اولی افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یھدی الا
ان یھدی فما لکم کیف تحکمون - ثانیہ ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون
علی مع الحق والحق مع علی ادر الحق حیث دار - علی مع القرآن والقرآن مع علی
ولا یفترقان حتی یردا علی الحوض - متفق علیہ ہین - آنحضرت نے کتاب اللہ و اہل بیت کے
سپرد فرمایا ہے اور حسب اعتراف صاحب دراسات اہل بیت کے علوم مین روح قدس حق
نے مثل قرآن کے سرایت کی ہے اور حسب اقرار ابن حجر اہل بیت کے امام و عالم علے

ابن ابیطالب ہین جیسا کہ نقل عبارت دراسات مین گذرا۔ پس اتباع کے لایق یہہ ہین یا حضرت خلیفہ اول کہ اہل بیت کے تمسک کے مامور ہین چنانچہ خود حضرت خلیفہ اول اس کے مقر ہین۔ دراسات کی عبارت مین ابن حجر کا قول دیکھیے۔ اور آیہ ثانیہ جسکا یہ مضمون ہے کہ عالم اور غیر عالم برابر نہین ہین۔ جناب امیر علیہ السلام کا اعلم واقفہ ہونا تمام صحابہ سے بحکم نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اقضاہم علی وہم اعلم منکم۔ اور خود حضرت خلیفہ ثانی کے اقرار سے علی اقضانا ثابت ہی اور حضرت خلیفہ اول وثانی کا مسایل شرعیہ بلکہ الفاظ قرانی کے معانی نجاننا اظہر من الشمس ہے چنانچہ ان حضرات کی قران دانی وغیرہ کا ذکر کسیقدر آئیگا۔ اور آیات مذکورہ نص صریح ہین کہ فاضل پر مفضول وعالم پر غیر عالم کو مقدم کرنا قبیح ہے۔ پس حضرات اہل سنت جو مفضول ومامور بہ تمسک اہل بیت کو اہل بیت پر مقدم کرتے ہین ان آیات مین غور کرین تو کس خطاب سے مخاطب ہین۔ امیر کو مامور متبوع کو تابع کرنا انصاف وعقل سے بعید ہے اور مخالف سنت نبویہ سے۔ پس جسقدر نصوص قطعیہ نبویہ جو حد وعد سے بڑہکر ہین مثل نص غدیر وشان نزول آیہ تطہیر وروایت طیر وخاصف النعل وخبر مواخاہ وحدیث منزلت وحدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابہا وان علیا منی وانا من علی وہو ولی کل مومن بعدی وغیرہ جنکا لکھنا مشکل ہے سبکے سب مخالف خلافت خلیفہ اول مین۔ علاوہ انکے آنحضرت نے شیخین کی خلافت سے صراحتہ اعراض فرمایا ہی اور جناب امیر علیہ السلام کی خلافت سے اپنی رضا وخوشی ظاہر فرمائی ہے۔* بدرالدین محمد بن عبداللہ شبلی حنفی کہ

*اور مخفی نرہے کہ مصنف اکام المرجان فقہا وعلمای اعیان وفضلا ونبہا محدثین عالی شان اہل سنت وجماعت سی ہین۔ ذہبی نے معجم مختص مین لکھا ہی۔ محمد بن عبداللہ الفقیہہ العالم المحدث بدرالدین ابو البقاء الشبلی السابقی الدمشقی الحنفی من نبہا الطلبۃ وفضلاء الشباب سمع الکثیر وعنی بالروایۃ وسمع اعلی الشیوخ وسمع فی صغرہ من ابی بکر بن عبدالدائم وعیسی المطعم الف کتابا فی الدوایل مولدہ سنۃ اثنی عشرہ وسبعمایہ کتب عنی وفی الحاشیہ بخط مرزا محمد بن معتمد خان وکانت وفاۃ الشبلی ہذا فی سنۃ ثلث وثمنین وسبعمایہ ارخہا السخاوی فی ذیل دول الاسلام انتہی ترجمہ کی چنداں ضرورت نہین نقط فقط محمد ہ

* [illegible]

دہی امام اہل الحدیث کے تلامذہ سے ہین کتاب اکام المرجان فی احکام الجان مین جناب رسالت
ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جن کے ساتھ مجتمع ہونے وحضور ابن مسعود کے ذکر میں لکھتے ہین *
بخوف اطناب صرف مفید مطلب عبارت کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔ یعنی عبداللہ مسعود کہتے ہین کہ جب
حضرت پہاڑ سے واپس تشریف لائے میری پنجہ مین پنجہ ڈالا اور فرمایا کہ مین وعدہ کیا گیا تھا کہ
جن اور انس مجپر ایمان لاتی اور جن کو تونے دیکھا مین گمان کرتا ہون کہ میری اجل قریب ہے
مینے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ابو بکر کو خلیفہ نہین کرتے۔ پس آپنے مجھسے مہنہ پہیر لیا۔ مین
سمجھا کہ یہہ آپکے موافق نہین۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا آپ عمر کو خلیفہ نہین کرتے پس آپنے
مجھسے مہنہ پہیر لیا۔ مین سمجھ گیا کہ یہہ آپ کی موافق نہین۔ عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ علی کو
خلیفہ نہین کرتے۔ آپنے فرمایا وہ ہے قسم اسکی کہ سوا اسکے کوئی اللہ نہین اگر تم اسکی بیعت اور
اطاعت کرو تم سبکو جنت مین داخل کرے۔ اس روایت سے صاف ظاہر ہے اور نص واضح
ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استخلاف حضرت شیخین سے اعراض فرمایا
اور ابن مسعود سمجھ گئے کہ آپکی مرضی مبارک کے موافق نہیں ہے۔ اہل انصاف غور
فرماوین کہ پھر استخلاف حضرت شیخین آیہ استخلاف مین کیونکر داخل
ہوسکتا ہے اور جب ابن مسعود نے جناب امیرؑ کی استخلاف کا ذکر کیا تو آنحضرتؐ نے
حق تعالے کی قسم یاد فرماکر ارشاد فرمایا کہ وہ ہے کہ اگر اسکی بیعت اور اطاعت

اور کتاب اکام المرجان کتب مشہور و معروفہ سے ہے۔ کشف الظنون مین لکھا ہے۔ اکام المرجان احکام الجان للقاضی
بدر الدین محمد بن عبد اللہ الشبلی الحنفی المتوفی سنہ تسع وستین وسبعمائہ اولہ الحمد للہ خالق الانس
والجن رتب علی مائتہ واربعین بابا فی اخبار الجن واحوالہم اور اکابر اہل سنہ جابجا کتاب المرجان
سے نقل روایت کرتے ہین۔ چنانچہ علامہ سیوطی نے رسالہ تحفۃ الجلساء مین اور ادر ملا ذمثل
شیخ علی بن احمد بن نور الدین محمد بن ابراہیم العزیزی نے سراج المنیر شرح جامع الصغیر مین اکام المرجان سے نقل کیا ہے بخوف اطناب صرف سعد کا ذ

کروگے تو تم سبکو داخل جنت کریگا اس ارشاد فیض بنیاد مین صریح اشعار ہے
کہ اگر سوائے جناب امیر علیہ السلام کسی اور کی بیعت واطاعت کرینگے حق تعالے
انکو داخل جنت نفرمائیگا۔ اور شرطیہ فرمانا اسطرف اشارہ ہے کہ واقعات
شدنی آپ علم لدنی سے جانتے تھے۔ اسی لئے بار بار تاکید داکید اہلبیت
کے تمسک کے لئے فرماتے تھے مگر آخر حب دنیا غالب ہوئی اور ہوا جو ہوا۔ اور پوشیدہ
نرہے کہ اس روایت کو بہ تغیر یسیر امام احمد حنبل صاحب نے بھی جو اہل سنت کے ارکان اربعہ سے ہین روایت کیاہے چنانچہ

عبارتہ هکذا۔ قد ورد ما یدل علی ان ابن مسعود حضر لیلة اخری بمکة غیر لیلة الجن
فقال ابو نعیم حدثنا سلیمان بن احمد حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمی حدثنا علی بن الحسین
بن ابی بردة البجلی حدثنا یحیی بن یعلی الاسلمی عن عوب بن صبیح حدثنا سعید بن مسلم عن ابی
مرة الصنعانی عن ابی عبد الله الجدلی عن عبد الله بن مسعود قال استتبعنی رسول الله صلی الله علیه وسلم
لیلة الجن فانطلقت حتی بلغنا اعلی مکة فخط علی خطاً وقال لا تبرح ثم انصاع فی الجبال فرایت
الرجال ینحدرون علیه من رؤس الجبال حتی حالوا بینی وبینه فاخترطت السیف وقلت
لاضربن حتی استنقذ رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم ذکرت قوله لا تبرح حتی آتیك قال فلم
ازل کذلك حتی اضاء الفجر فجاء النبی صلی الله علیه وسلم وانا قائم فقال ما زلت علی حالك
قلت لو مکثت شهراً ما برحت حتی تاتینی ثم اخبرته بما اردت ان اصنع فقال
لو خرجت ما التقیت انا وانت الی یوم القیمة ثم شبك اصابعه فی اصابعی ثم قال
انی وعدت ان یؤمن بی الجن والانس فاما الانس فقد آمنت بی واما
الجن فقد رایت وما اظن اجلی الا وقد اقترب قلت یا رسول الله الا
تستخلف ابا بکر فاعرض عنی فرایت انه لم یوافقه قلت یا رسول الله الا تستخلف عمر فاعرض عنی فرایت
انه لم یوافقه قلت یا رسول الله الا تستخلف علیاً قال ذلك والذی لا اله غیره لو بایعتموه واطعتموه ادخلکم الجنة

دیکھو صفحہ ۱۴۳

اکام المرجان مین مسطور ہی * یعنے عبد اللہ بن مسعود سے منقول ہے مین وفد الجن کی رات انحضرت کے ہمراہ تہا ۔ حضرت نے دم بہر ایعنی اہ کی مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہی آپنے فرمایا اے ابن مسعود موت کی خبر دیا گیا ہون مینے عرض کیا خلیفہ فرمای فرمایا کسکو مینے کہا ابوبکر کو آپنے سکوت فرمایا پہر ایک ساعت کے بعد آہ بہری مینے عرض کیا یا رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون آپکا کیا حال ہے آپنے موت کی خبر سنائی عرض کیا خلیفہ کیجئے فرمایا کسکو مینے کہا عمر کو آپ خاموش ہوگئے پھر ایک ساعت کی بعد آہ بھری مینے عرض کیا کیا حال ہے ۔ آپنے پھر وہی کلمہ فرمایا ۔ مینے کہا خلیفہ کیجئے فرمایا کسکو عرض کیا علی کو آپنے فرمایا کہ قسم ہی اس ذات کی جسکے ہاتہہ مین میری جان ہے اگر وہ اسکی اطاعت کرینگے تو سب داخل جنت ہونگے ۔ اس جگہ صرف اسقدر لکھنا ضروری ہے کہ اہل فہم سمجھین کہ بار بار آپکا آہ سرد بہرنا کسلئے تہا ۔ علاوہ ازین یہہ حدیث بعینہ یا بتغیر یسیر اور ائمہ سنیہ نے بھی اپنی کتابون مین وارد کی ہے ۔ چنانچہ اخطب خوارزمی نے کتاب مناقب جناب امیر علیہ السلام مین اور ملا عمر نے وسیلۃ المتعبدین مین اور شہاب الدین احمد نے کتاب توضیح الدلیل علی ترجیح الفضائل مین اور عبد القادر بن محمد الطبری نے کتاب حسن السریرہ فی حسن السیرہ مین یہہ حدیث لکھی ہے ۔ اور عبد القادر بن محمد الطبری نے کہ مکہ معظمہ کے علماء اکابرین سے ہین اور انکے محامد جمیلہ خلاصۃ الاثر اور وسیلۃ الآمال وغیرہ سے ظاہر ہین اپنی کتاب حسن السریرہ مین ان ہر دو روایت بعینہ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے : وبالجملہ فعلی بن ابیطالب ہو الصدیق

---

* قد روی الامام احمد عن عبد الرزاق عن ابیہ عن میناعن عبد اللہ بن مسعود قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ وفد الجن فتنفس فقلت مالک یا رسول اللہ قال نعیت الی نفسی یا ابن مسعود قلت استخلف قال من قلت ابوبکر قال فسکت ثم مضی ساعۃ ثم تنفس قلت ما شانک بابی وامی یا رسول قال نعیت الی نفسی یا ابن مسعود قلت استخلف ۔ قال من قلت عمر فسکت ثم مضی ساعۃ ثم تنفس قلت ما شانک قال نعیت الی نفسی یا ابن مسعود قلت استخلف قال من قلت علی قال اما

الاکبر و خلیفہ رسول اللہ الاطہر فعن ابی رافع رضی اللہ عنہ انہ قال اتیت اباذرا
ودعہ فقال انہ ستکون فتنۃ ولا اراکم الا ستدرکونہا فعلیکم بالشیخ علی
بن ابی طالب فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لہ انت اول
من امن بی واول من یصافحنی یوم القیامۃ وانت الصدیق الاکبر وانت
الفاروق الاعظم تفرق بین الحق والباطل وانت یعسوب المومنین وانت اخی
ووزیری وخلیفتی فی اہلی وخیر من اخلف بعدی تقضی دینی وتنجز عداتی - یعنی
الحاصل علی بن ابیطالب صدیق اکبر اور خلیفہ رسول اللہ الاطہر ہین اور ابی رافع سے منقول ہے
کہ اسنے کہا مین ابوذر کو وداع کرنے گیا پس حضرت ابوذر نے فرمایا کہ عنقریب فتنہ ہوگا اور مین
دیکھتا ہون کہ تم اس فتنہ کو پاوگے پس تم پر فرض ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے ہمراہ رہو۔ بیشک
مینے رسول اللہ کو سنا ہے کہ وہ حضرت جناب امیر کو فرماتے تھے کہ تو وہ شخص ہے کہ اول مجپر
ایمان لایا اور بروز قیامت اول مجسے مصافحہ کریگا اور تو صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہے حق
و باطل مین فرق کریگا اور تو مومنین کا سردار ہے اور تو میرا بھائی اور وزیر اور میری اہل مین میرا
خلیفہ ہے اور میرے بعد تو افضل ہے تو میرے دین کو ادا میرے وعدہ کو وفا کریگا - ارباب فہم غور
فرماوین کہ جب اس عالم نے وہ ہر دو روایتین مذکورہ بالا کہ جنسے بصراحت تمام جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اعراض خلافت شیخین سے ظاہر و عیان ہے لکھکر بطور نتیجہ یہہ عبارت
لکھی ہے اور جناب امیر علیہ السلام کو خلیفہ رسول اللہ تحریر فرمایا ہے اس سے بخوبی ثابت ہے کہ
شیخین خلیفہ رسول اللہ نہین ہین خلیفہ رسول اللہ جناب امیر ہی ہین - اور اس عبارت مین جو حدیث
کہ حضرت ابوذر سے منقول ہے اس سے صاف عیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنا خلیفہ جناب
امیر کو ہی مقرر فرمایا ہے - شاید بعض خوش فہم لفظ فی اہلی سے یہہ مرادلین کہ جناب امیر

والذی نفسی بیدہ لئن اطاعوہ لیدخلون الجنۃ اکتعین

صرف اہل بیت آنحضرت ہی بلا فصل خلیفہ ہین جیسا کہ شاہ عبد العزیز صاحب وغیرہ حدیث منزلت مین
لکھتے ہین - اسکے جواب مین اسیقدر کافی ہے کہ اہل سے مراد اہل بیت ہوئے اور آنحضرت نے اہل بیت
اور کتاب اللہ سے تمسک کا ارشاد فرمایا ہی - اور یہہ ہر دو آنحضرت کے خلیفہ ہین جیسا کہ کتاب
دراسات کی عبارت سے عیان ہی جبکہ کل امت مامور بہ تمسک ثقلین ہوا اور اہل بیت مین آنحضرت کے
خلیفہ جناب امیر ہون تو بالبداہت ثابت ہوگیا کہ کل امت کے لئے بدرجہ اولی خلیفہ ہونگے اور نیز حدیث
مین الفاظ وزیری و یعسوب المومنین و قضای دین و وفاے وعدہ جو مستلزم خلافت ہین موجود ہین
معہذا حضرت ابوذر نے یہہ ہی سمجھا جو ہم کہتے ہین جب ہی تو جناب امیر علیہ السلام کی بیعت ضروری
فرمائی - حضرات غور فرماوین کہ جناب رسالت مآب نے صدیق اکبر اور فاروق اعظم جناب امیر کو ہی
فرمایا ہے - رہی حضرات اہل سنت کے اصول موضوعہ جہت انعقاد خلافت وہ چار ہین - اجماع
اہل حل و عقد و استخلاف خلیفہ سابق و شوری و استیلا - چنانچہ ازالۃ الخفا وغیرہ مین یہہ ہی لکھی ہین
پچھلے تینونکا ذکر فضول ہے - کیونکہ شوری مصطلحہ و استیلا کا موقع ہی نہ تہا رہا استخلاف رسول
حضرات اہل سنت خود معترف ہین کہ یہ خلفا منصوص نہین چنانچہ صاحب تحفہ تحفہ کے باب ہفتم عقیدہ پنجم
مین فرماتے ہین زیرا کہ خلفاء ثلثہ نزد اہل سنت نہ معصوم اند نہ منصوص علیہ و در افضلیت ہم
گنجایش بحث بسیار است - اور خود حضرت خلیفہ ثانی فرماتے ہین ان لم استخلف فان
رسول اللہ لم یستخلف وان استخلف فان ابابکر استخلف - یعنے اگر مین خلیفہ
نکرون تو رسول اللہ نے خلیفہ نہین کیا اور اگر کرون تو ابو بکر نے خلیفہ کیا - اب محض اجماع اہل
حل و عقد ہی باقی رہا ہر چند کہ امر امامت جو عہد الٰہی ہے کیونکر چند غیر معصوم - ایسے آدمیونکی راے پر
جو ہواہاے نفسانی سے خالی نہ ہون محول ہو سکتا ہے کوی دلیل عقلی و نقلی اسپر قائم نہین
ہوسکتے از آدم علیہ السلام تا خاتم کسی نبی و رسول کا اجماعی کذاے خلیفہ و نایب ہونا شاید نہین
ملسکتا اور نیز حضرت اہل سنت سے تعجب ہی کہ انکے نزدیک کل کام حتی کہ امور خیر و شر بھی
اللہ جل شانہ کے اختیار و تقدیر سے ہوتے ہین حیرت ہی کہ امامت خلق و نیابت رسول ہے

کیون خداوند تعالی کے اختیار مین نہ رکھی اور ادمیون کے سپرد کردی اگرچہ اسمین بہت گفتگو کی گنجائش ہی مگر صرف
اس نظر سے کہ جس اصل کے حضرات قایل ہین اس سے بھی حضرت خلیفہ اول کی خلافت ثابت ہوتی ہی
یا یہہ بھی محض دعوی لسانی ہے اسکو دیکھتے ہین اور جو کچھہ اسبا مین اپنے شفیق کی خدمتمین پہلے
لکھا تہا اسکی ہی نقل کرتے ہین۔ اجماع کی تعریف اور اسکی تحقیق مین اگر گفتگو کیجاے اور اپکے
ہی علما کے اقوال نقل کیے جائین تو طول ہو اسلئے صرف وہی تعریف لکھتا ہو جو ازالۃ الخفا
مین تحریر ہین اور اسکو خلافت حضرت خلیفہ اول پر منطبق کرتا ہون۔ ازالۃ الخفا۔ کے شروع مین
ہی صفحہ ۵ مین یہہ تحریر ہے۔ انعقاد خلافت بچہار طریق واقع شود۔ طریق اول بیعت اہل حل
وعقد است از علما وقضاۃ وامرا ووجوہ ناس کہ حضور ایشان میسر شود واتفاق اہل عقل وعقد
جمیع بلاد اسلام شرط نیست زیرا کہ آن ممتنع است وبیعت یکدو کس فایدہ ندارد زیرا کہ حضرت
عمر در خطبہ آخر خود فرمودہ اند فمن بایع رجلا علی غیر مشورۃ من المسلمین فلا یبایع ہو ولا الذی
بایعہ تغرۃ ان یقتلا وانعقاد خلافت صدیق بطریق بیعت بودہ است انتہی بقدر الحاجۃ
اول چاہیے تہا کہ اجماع کی تعریف کرکے آیات قرانی واحادیث نبوی ودلایل عقلی سے اسکو دلیل
کرتے پہر اسکا وقوع خلافت پر ثابت کرتے۔ حضرت صاحب کتاب نے اپنے خیال کے موافق تعریف
فرمائی اور اسکا کچھہ ثبوت کتاب وسنت وغیرہ سے نہین دیا شہادت مین صرف حضرت
خلیفہ اول کی خلافت پیش فرمائی اور یہہ ہی ان حضرت کا قاعدہ ہی کہ طریق انعقاد خلافت
بیان فرماتی ہین اور شہادت مین وقوع خلافت خلیفہ تحریر فرماتے ہین۔ ارباب فہم
غور فرماوین کہ احقر کا یہہ کہنا کہ وہی امور اصول وضع کی ہین کہ جسطرح ان خلفا کی
خلافت واقع ہوئی ہے۔ صحیح ہے کہ نہین۔ خیر اس سے کچھہ غرض نہین ذرا گوش
توجہ سے سنئے اگر کسی کام پر اجماع کہا جاتے تو اس سے یہہ غرض ہوتی ہے کہ ادمی جمع
ہو کر آپسمین بحث کرین اپنی اپنی رائین بیان کرین بعد بحث وتکرار کے جو امر سبکے یا اکثر کے

اتفاق سے قرار پائی اسپر عمل ہو جیساکہ اجکل کمیٹی کے نام سے مشہور ہو۔ اب دیکھنا چاہی کہ وہ علماء وفضلاء دو جوہ ناس جو خاص اسی شہر مین تھی جنکا حضور نہایت اسان تہا وہ بھی سب جمع ہوئے یا نہین۔ اور پھر جسقدر جمع ہوئے انمین بعد بحث وتکرار وقیل وقال ایسا اجماع واتفاق اراء قبل از بیعت خلیفہ اول کے خلافت پر ہوا یا نہین۔ اسبابمین ہم صحیح بخاری ہی کی روایت خود حضرت خلیفہ ثانی کی زبانی جو اس بیعت کے بانی مبانی تھے جسکو مع ترجمہ صاحب رسالہ اشاعۃ السنہ نے لکھا ہے نقل کرتے ہین۔ چونکہ اس روایت کا شروع نہایت ہی مفید تھا اسلئی صاحب رسالہ نے وہ فقرے نہین لکھے۔ بخاری کی کتاب الحدود باب رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت کو ملاحظہ فرمائی اسمین قران شریف کی بابت بھی آپکو ایک مسئلہ معلوم ہو گا۔ حضرت خلیفہ ثانی آیہ رجم وغیرہ کا ذکر کرکے فرماتے ہین مطلب کی طرف اشارہ کرتا ہون کہ بیعت خلیفہ اول کی فلتہ ہونی کی تصدیق کرکے کہتے ہین کہ وہ بیعت فلتہ یعنی کار بی اندیشہ وناگاہ (جیساکہ فلتہ کے معنی منتخب اللغات مین لکھے ہین) تھی لیکن خدا نے اسکے شر سے بچایا اور تمام ہوئی پھر ایسے بیعت سی سخت ممانعت کرکے اسکی کیفیت بیان کرتے ہین۔ صاحب رسالہ اشاعۃ السنۃ نے یہہ حال ترک کرکے بقدر مفید مطلب خود وہ روایت مع ترجمہ لکھی ہے وہ بعینہ نقل ہی۔ حث رسالہ اشاعۃ السنہ بابت ماہ جمادی الاولی کے اخر سے جسمیں بیعت پیری ومریدی کا ذکر ہے یہہ عبارت شروع ہی اسمین اصل الفاظ روایت بھی درج ہیں مین صرف ترجمہ ہی لکھتا ہون۔ عبارت صاحب رسالہ کی یہہ ہی۔ (ایس واضح ہو کہ صحیح بخاری مین بصفحہ ۱۰۰۹) معلوم نہین کہ یہہ کتاب کس چھاپہ کی ہے مگر مینی جسمین دیکھا ہی وہ مطبوعہ بمبی ہے اور اسکا صفحہ ۷۷۵ ہی یا شاید یہہ کوئی اور روایت ہو اور بخاری کی کسی اور کتاب مین ہو مگر یہہ ہی روایت بعینہ اس کتاب بخاری میں بھی موجود ہے جسکا مینی نشان لکھا ہے خیر اب ترجمہ روایت سنی۔ وہ یہہ ہی۔ حضرت عمر سے مروی ہے کہ انحضرت صلعم فوت ہوے

توہمارا یہہ حال تہا کہ انصار ہمارے مخالف ہوگئے اور وہ سبکے سب بنی ساعدہ کے نشستگاہ
مین اکٹھے ہوے اور حضرت علی اور زبیر اور انکے ساتھہ والے بھی ہم سے ہٹ رہے یا مخالف ہوے
مہاجرین ابو بکر کے پاس جمع ہو کر آے مینے ابو بکر سے کہا کہ ہم اپنے بہائی انصار کیطرف چلین
جب ہم قریب پہونچین تو دو نیک آدمی ہمکو ملے اور انصار کے اتفاق راے سے (ہماری خلاف کے)
خبر رسان ہوے پہر وہ بولے تم کہان جاتے ہو ہمنے کہا اپنے بہائیوں انصار کے پاس جاتے ہین
وہ بولے تمکو انکے پاس جانا مناسب نہین تم اپنا کام کرو۔ مین بولا بخدا ہم تو ضرور جائینگے پھر
چل کر نشستگاہ بنی ساعدہ مین پہونچگئے جب ہم تھوڑی دیر ٹھرے تو انمین سے ایک شخص
تقریر کرنیکو کھڑا ہوا اور بولا کہ ہم خدا کے انصار ہین اور اسلام کا لشکر اور تم لوگ مہاجرین
صرف چند آدمی ہو جو اپنی قوم سے نکل کر یہان آبسے ہو اب تم ہماری جڑہ کاٹنا اور ہمکو حکومت
سے خارج کرنا چاہتے ہو جب وہ چپ ہوا تو مین کچھہ کہنے لگا جو مینے کچھہ سوچ رکھا تھا مین
اسکو ابو بکر کے آگے بیان کرنا چاہتا تھا کہ ابو بکر نے مجھے روکدیا۔ اور خود جواب دینا شروع
کیا بخدا جو کچھہ مینے سوچ رکھا تھا ابو بکر نے اسکی مثل یا اس سے بہتر فی البدیہہ کہدیا۔ اپنی
فرمایا کہ جو تمنے اپنی بہتری بیان کی بیشک تم اسکے اہل یعنے لایق ہو مگر سرداری و امارت
تو بجز قریش کسیکا حق نہین (یہان حضرت عایشہ کی روایت مین جو صفحہ ۵۱۸ بخاری مین
مروی ہے یہہ لفظ بھی وارد ہے کہ امیر ہم (قریش) سے ہو اور وزیر تم انصار سے۔ حضرت
ابو بکر نے فرمایا کہ مین پسند کرتا ہون کہ تم لوگ ان دونون (عمر اور ابو عبیدہ ابن الجراح
کا ہاتھہ پکڑ کر کہا) کی بیعت کرو انکی اس کلام سے بجز اس لفظ کے (جسمین میری بیعت
کا ذکر تھا) کوئی لفظ مجھے برا معلوم نہین ہوا مجھے اپنا گنہگار ہو کر مارا جانا اس سے پیارا اور
پسند تھا کہ مین اس قوم کا سردار ہون جسمین ابو بکر ہو شاید مرنے کے وقت میرا
نفس مجھسے اسکا خلاف پسند کرا دے۔ انمین ایک شخص (حباب بن المنذر) ابو بکر
کے جواب مین پہلے ایک ایسا فقرہ بولا جسکے لازمی معنے یہہ ہین کہ مین تجربہ کار اور میری راے

باوقار ہے پھر بولا ایک امیر تم مین سے ہو اور ایک امیر ہم مین سے پہر اسپر مجلس مین غل ہوگیا اور آواز و نکا شور مچا حتی کہ مجھی خوف اختلاف پیدا ہوگیا پس مینے ابوبکر سے کہا ہاتہہ پہیلاو مین تمہاری بیعت کرتا ہون انہون نے ہاتہہ پہیلایا مینے انکی بیعت کی۔ پہر مہاجرین نے بیعت کی انکے بعد انصار نے۔ ہمنے اسمین سعد عبادہ پر سبقت کی۔ کیونکہ وہ خود طالب خلافت تہا۔ ایک شخص انمین سے بولا تحقیق تمنے سعد کو قتل کردیا مینے کہا خدا نے اسے قتل کیا / انتہی۔ اجماع کی یہہ کیفیت ہے جسپر حضرات اہل سنت کو بڑا ناز ہے اور اسکو بڑی قوی دلیل کہتے ہین۔ یہہ بخاری کی روایت ہے جو بہت پہان بین کے بعد لکھی گئی ہے کتب تواریخ مین عجب کیفیت ہے۔ ناظرین غور و انصاف فرماوین کہ اجماع و اتفاق آرای اسیکو کہتے ہین کہان رائین پیش ہوتین کہان سہولت و نرمی سے تشخیص و تعین خلیفہ مین بحث و گفتگو ہوئی۔ نفسا نفسی بڑی ہوئی تہی جلدی اسلئی تہی کہ کہین اصلی وارث اگر ہارج نہ ہون۔ انصار مین سے باوجودیکہ ایک شخص نے اپنی تجربہ کاری وغیرہ بیان کی اسکے قول کا کیا جواب دیا گیا بلکہ شور و غل مچ گیا بدون جواب دے اور اتفاق آرا ہوئی حضرت خلیفہ ثانی نے عین اضطراب مین بیعت کرلی اور کثرت اضطرار مین حضرت خلیفہ اول کو اپنا پہلا قول بھی یاد نرہا حضرت خلیفہ ثانی صاحب نے مجمل بیان فرمایا کہ اسکے بعد مہاجرین نے بیعت انکے بعد انصار نے یہہ ہرگز سمجہہ مین نہین آتا کہ شروع مین انصار اس سختی سے پیش آئے ہون اور بعد تقریر خلیفہ اول حباب بن منذر نے وہ تقریر کی ہو خلیفہ ثانی کی بیعت کرتے ہی سبنی باسانی بیعت کرلی ہو۔ کوئی رائے قرار نہین پائی عین شور و غل مین خلیفہ ثانی نے بیعت کی پھر کیونکر یہہ قرین قیاس ہوسکتا ہے۔ وہ حکمت عملی وہ سختی وغیرہ جو عمل مین آئی خلیفہ صاحب نے بیان نہین کی۔ اگرچہ اس مقام مین بہت کچہہ لکھ سکتے ہین مگر بخوف طوالت اسیقدر عرض ہے کہ یہہ اصحاب کبار و باوقار کیسے باوفا و بامروت تھے کہ آنحضرت کے انتقال فرماتے ہی انصار و مہاجرین

جدا اپنی اپنی حکومت و امارت کے فکر مین پڑ گئے نعش اطہر دفن تک نہین ہوئی اور ان حضرات کو
اپنی اپنی خلافت و بادشاہی کی سوجھی گویا محض انتقال کے ہی منتظر تھے اور اسی دن کو مسلمان
ہوئے تھے۔ کبھی اجتک ایسا واقعہ سنا ہی کہ ہادی و مرشد اور ہادی بھی کیسا مرشد بھی کون
کونین کا ہادی ثقلین کا مرشد انتقال فرمائی اور اسکے شاگرد رشید و مرید باارادت غسل و کفن
و دفن کا مطلق خیال تک نکرین۔ اہل بیت کی تسلی و تشفی کی کچھہ پرواہ بھی نہ ہو اور حکومت
و امارت کے لئے آپسمین جھگڑین۔ سبحان اللہ۔ از آدم تا خاتم کسی پیغمبر و رسول کی امت
کا یہہ حال ہوا ہے کتب تواریخ و سیر موجود ہین دکھائین۔ ناظرین اس مقام مین ذرا مروت
و ہمدردی و خلوص و ارادت صحابہ ملاحظہ فرماوین انمین سے کسینے بھی اہل بیت نبوی کا ذکر تک
کیا۔ اسکا خیال بھی نہین کہ اگر صرف الائمہ من قریش ہی فرمان رسول ہے تو اہل بیت کہ قریش
بھی انکے تمسک کے مامور ہین بدرجہ اولی خلافت کے مستحق ہین انکو شریک تو کرلین۔ رسول
مقبول نے کل امت کو ثقلین کے سپرد فرمایا ہی اور اس حدیث ثقلین کی شان عبارت دراسات
سے ملاحظہ ہو کہ کیسے کیسے مقامات مین یہہ ارشاد فرمایا ہی ظاہر ہے کہ بعد آنحضرت اس تقدیر پر کہ
خلافت کے بابمین آنحضرت نے نص صریح نہین فرمائی جیسا کہ حضرات اہل سنت کا مذہب ہے
نیا مقدمہ خلافت کا ہی پیش آیا۔ خود خلیفہ اور خلیفہ گردن نے اس بابمین اہل بیت سے
کیا تمسک کیا۔ خود خلیفہ ثانی فرماتے ہین کہ ان آخر ما تکلم بہ النبی صلی اللہ علیہ و سلم
اخلفونی فی أهل بیتی۔ یعنی آخر کلام حضرت کی یہہ تھی کہ میری اہل بیت کی خلافت
مانو۔ اسپر کیا عمل فرمایا تعجب ہی کہ جس خاندان کا سردار انتقال فرمائے اسکی تو بات تک نہ
پوچھین اور غیر لوگ جو مثل مریدون یا شاگردون کے ہون وہ اس مسند پر متمکن ہون۔ اہل
بیت تو اپنی غم و الم و اندوہ مین مبتلا ہون آنحضرت کی تجہیز و تکفین مین مصروف ہون اور مریدان باارادت
خلیفہ بنا ہی دین۔ تعجب و حیرت تو یہہ ہی کہ اس فعل کو نہایت ہی عمدہ و مستحسن جانتے ہین عوام کو تو سمجھاتے ہین کہ
چونکہ دشمنوں کا خوف تہا کہ مبادا مدینہ کو گھیر لین امیر بنانے مین اسلئے جلدی کی گئی۔ اور جو کسیقدر نطلم (؟) لکھی پڑھی ہین انکو

سمجھاتے ہین کہ یہہ خلافت راشدہ وجزو نبوت تھی اگر اسمین جلدی نہ ہوتی تو اتصال نرہتا اوہر آنحضرت
کا انتقال ہوا ادہر خلیفہ بن گیا گویا سلسلہ ختم ہی نہین ہوا۔ اصل بات یہہ ہی کہ حب الشی یعمی
ویصم۔ غور کا مقام ہے کہ مدینہ کے گرد کون سے دشمن تھے کفار ومشرکین سے جزیرہ عرب صاف
ہوگیا تہا منافقین کے حضرت اہل سنت شاید قایل ہی نہ ہون۔ کیونکہ کل صحابہ کی عدالت کے
قایل ہین۔ بالفرض اگر ایسا ہوتا تو کہا جاسکتا تہا کہ ہمارے رسول کا انتقال ہوگیا ہی جبتک تجہیز
وتکفین سے فارغ نہ ہولین جنگ وغیرہ کی مہلت چاہتے ہین ہر ملک کا خصوصا عرب کا خاصہ ہی کہ مہلت
دیدیتے ہین چہ جاے کہ ایسی موقع ہین۔ اتصال سلسلہ کا یہہ جواب ہی کہ نیابت رسول وامامت خلق
کو اجماع امت سی کیا علاقہ یہہ کام خداوند تعالے کا ہی۔ رسول ونبی تک امام نہین بنا سکتا
چہ جاے کہ چند مردم غیر معصوم انی جاعلک للناس اماما ملاحظہ فرمائین۔ اگر امام بنانا خلق کے اختیار
مین ہوتا تو حضرت ابراہیم جیسے نبی درخواست ومن ذریتی عرض نکرتے ولا ینال عہدی الظالمین
نہ سنتے حضرت موسی وداود کا حال ملاحظہ فرمائی اور صواعق کے آخر کو بغور دیکھی انشاءاللہ تعالی حسب
موقع عبارت بھی نقل ہوگی۔ یہہ عہد الہی ہے سوا اللہ جل شانہ کے امام بنانا کسیکا کام نہین معہذا
اس صورتمین تو کچہہ نہ کچہہ افتراق ہوہی گیا کیون نہین ملاحظہ فرماتے کہ آنحضرت نے کئی ماہ انتقال سے
پہلے بحکم خداوند جلیل مقام خم غدیر مین جناب امیر علیہ السلام کو خلیفہ وجانشین فرمادیا جسکی طرف
حضرت شیخ فریدالدین عطار اشارہ فرماتے ہین۔ نی خدا گفتہ است بلغ در کلام۔ گر بدانی علم
تو گردد تمام۔ جسکی مبارکبادی خود حضرت خلیفہ ثانی نے دی تھی یہہ محض عذارت بارد ہین
مگر اہل فہم جانتے ہین کہ یہہ جلدی وعجلت اضطراب واضطرار کس غرض سے کیا گیا الحاصل
اگر اجماع امامت کے لئے حجت بہی ہو تو جمیع اہل حل وعقد کا اجماع جنکا حضور متیسر ہو حجت ہوگا ایکدو
کی بیعت مفید نہ ہوگی جیسا کہ خود شاہ ولی اللہ صاحب نے تصریح فرمائی ہے وبیعت
یکہ دوکس فایدہ ندارد اور ضرور ہے کہ یہہ اجماع واتفاق آراے بیعت سے پہلی عین
انعقاد بیعت کے وقت ہو نہ یہہ کہ ایک شخص بیعت کرکے پہر حکمت عملی دو ہنگامے سے

اور انکی بیعت کرائی جائے ناظرین نصفت آئین نے بیعت خلیفہ اول کی کیفیت جو روایت بخاری
سے نقل ہوئی ملاحظہ فرمائی ہوگی اسمین اتفاق آراے و اجماع کہان ہوا اگر اجماع سے یہہ بیعت
ہوتی تو خود خلیفہ ثانی اسکے حق مین کانت بیعتہ الی بکر فلتۃ وقی اللہ شرہا۔ کیون فرماتے
جو کام کہ اتفاق اہل حل و عقد سے واقع ہو اسکو فلتہ قرار دینا صحیح نہین اور شر پر اسکے اشتمال
کا کب احتمال ہو سکتا ہے۔ غور کا مقام ہے کہ خود حضرات اہل سنت نے اجماع کی یہہ تعریف
فرمائی کہ اہل حل و عقد از علما و قضاۃ و امرا و وجوہ ناس کہ حضور ایشان میسر شود اور مدعی اسکے
ہوے کہ حضرت خلیفہ اول کی خلافت طریق بیعت سے ہوئی ہے۔ حالانکہ کیفیت انعقاد
بیعت سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف خلیفہ ثانی نے بدون قول فیصل بیعت کرلی شاید حضرات
کے نزدیک مدینہ کے کل علما و قضاۃ و امرا و وجوہ ناس سے خلیفہ ثانی کی ذات شریف ہی مراد ہو
سب سے تعجب خیز و حیرت انگیز یہہ امر ہے کہ باوجودیکہ اس اجماع مصطلحہ کو بھی دلیل شرعی
سے مدلل نہین کیا جب حضرات نے بیعت کذائی ملاحظہ فرمائی تو صاف کہدیا کہ سب
اہل حل و عقد کا اجماع ضروری نہین بلکہ ایکدو کی بیعت کفایت کرتی ہے۔ چنانچہ مواقف
اور اسکی شرح مین مسطور ہے۔ واذا ثبت حصول الامامۃ بالاختیار والبیعۃ فاعلم
ان ذلک الحصول لا یفتقر الی الاجماع من جمیع اہل الحل والعقد اذ لم یقم
علیہ علی ہذا الافتقار دلیل من العقل والسمع بل الواحد والاثنان من اہل
الحل والعقد کاف فی ثبوت الامامۃ ووجوب اتباع الامام علی اہل الا
السلام۔ یعنے جب ثابت ہوا کہ امامت آدمیونکی بیعت و اختیار سے حاصل ہوتی ہے
پس جان کہ یہہ حصول تمام اہل حل و عقد کے اجماع کا محتاج نہین ہے کیونکہ کوئی عقلی
نقلی دلیل ایسے اجماع کی ضرورت پر قایم نہین ہوئی ہے۔ بلکہ اہل حل و عقد مین سے ایکدو
شخص کا ہونا امامت کے ثبوت اور اہل اسلام پر امام کی پیروی کے وجوب کے لیے کافی ہے
سبحان اللہ امامت کو جو عہد الہی ہے کیا سستا کر دیا ان علماء سے سخت تعجب ہے

کہ تناقض کلام کا بھی خیال نہین فرماتے۔ ایک صاحب فرماتے ہین کہ بیعت یکدو کس فائدہ ندارد دوسرے صاحب ارشاد کرتے ہین بل الواحد والاثنان من اہل الحل والعقد کاف فی ثبوت الامامتہ ووجوب اتباع الامام علی اہل الاسلام۔ اگرچہ اس مقام مین بہت کچھ لکھنے کو دل چاہتا ہے مگر بخوف اطناب بس کرتا ہون۔ اس روایت بخاری سے مثل روز روشن ظاہر واشکار ہوگیا کہ خلیفہ اول کی خلافت بیعت اہل حل وعقد سے بھی واقع نہین ہوئی۔ وہ حکایت جو سبط جوزی نے تذکرہ الخواص الامتہ فی معرفتہ الائمتہ مین اسی باب مین نقل کی ہے لکھتا ہون اگرچہ طویل ہے مگر چونکہ دلچسپ حکایت ہے طول کا اندیشہ نہین کرتا لہذا ناظرین کے لئے عموماً اور اپنی اخلای روحانی کی سرور وخوشی کے لئے خصوصاً تحریر ہوتی ہے وہ یہہ ہے۔ یعنی اس باب

وفی الباب حکایتہ ذکرھا صاحب بیت مال العلوم وذکرھا ایضا صاحب عقلاء المجانین عن ابی الھذیل العلاف قال سافرت مع المامون الی الرقۃ فبینا انا اسیر فی الفرات اذ مررنا بدیر فوصف لی فیہ مجنون یتکلم بالحکمۃ فدخلت الدیر واذا برجل وسیم نظیف فصیح وھو مقید فسلمت علیہ فرد السلام ثم قال قلبی یحدثنی انک لست من اہل ھذہ المدینہ القلیل عقول اھلھا یعنی الرقۃ قلت نعم انا من اہل العراق فقال انی اسئلک فافھم ما اقول فقلت سل فقال اخبرنی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھل اوصی قلت لا قال فکیف ولی ابوبکر رضی اللہ عنہ مجلسہ من غیر وصیۃ فقلت اختارہ المہاجرون والانصار ورضی بہ الناس فقال کیف اختارہ المہاجرون وقد قال الزبیر بن العوام لا ابایع الا علی بن ابیطالب وکذا العباس وکیف اختارہ الانصار وقد قالت منا امیر ومنکم امیر وولوا سعد بن عبادۃ یوم السقیفہ

مین ایک حکایت ہی صاحب بہت مال العلوم اور صاحب عقلا المجانین نے ابی الہذیل العلاف سے ذکر کیا ہی اسنے کہا مینی مامون کے ہمراہ رقہ کیطرف سفر کیا مین فرات مین سیر کرتا تہا کہ ہم ایک دیر پر گذرے مجھسے وصف کیا گیا کہ اسمین ایک مجنون ہی حکمت کی باتین کرتا ہے مین دیر مین داخل ہوا پس ناگاہ مینی ایک مرد خوبصورت لطیف فصیح کو دیکہا اور وہ مقید تہا مینے اسپر سلام کیا اسنے سلام کا جواب دیا پہر کہا میرا دل کہتا ہے کہ تو اس شہر والونسے نہین ہے کہ جنکے عقول کم ہین یعنے رقہ کے رہنے والونسے نہین - مینی کہا ہان مین اہل عراق سے ہون اسنی کہا مین تجسے پوچہتا ہون سمجہ جو مین کہتا ہون مینے کہا پوچہ اسنے کہا مجہے

وقال عمر رضی الله عنه اقتلوا سعدا قتله الله وکیف تقول رضی له الناس وقد قال سلمان الفارسی کردید نکردید ای فعلتموها وما فعلتموها فوجست عنقه وقال ابو سفیان بن حرب لعلی علیه السلام مد یدک لابایعک وان شئت ملاتها خیلا ورجلا ثم تقدم شیوخها ثم عزبیعته الی بکر سنه اشر فاین الاجماع - ثم لما ولی ابو بکر الخلافة حمد الله ثم قال ولیتکم ولست بخیرکم وکیف یتقدم المفضول علی الفاضل ولما ولی عمر رضی الله عنه قال وددت انی کنت شعرة فی صدر ابی بکر ثم قال بعد ذلک کانت بیعته الی بکر فلتة وقی الله شرها فمن عاد الی مثلها فاقتلوه ثم ان عمر رد السبی الذی سباه خالد بن الولید فی ایام ابی بکر فان خالد اتزوج امرأة مالک بن نویرة فردها عمر بعد ما ولدت منه - ثم ولی عمر صهیبا علی اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو عبد النمر بن قاسط وکل هذا تناقض واخبرنی عن عبد الرحمن ابن عوف حین ولی عثمان رضی الله عنه الخلافة واختاره هل ولاه وهو یعرفه ام لا فان قال فقد قال عبد الرحمن بن عوف بعد ذلک ما کنت احب ان اعیش حتی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ کیا آپنے وصیت فرمائی مینے کہا نہیں اُسنے کہا پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بدون وصیت کی کیونکر انکی مجلس کے والی ہو گئے مینے کہا کہ انکو مہاجر و انصار نے پسند کیا اور لوگ اُنسے خوش ہو گئے اسنے کہا مہاجرون نے کیونکر اجازت دی حالانکہ زبیر بن العوام نے کہا کہ مین سوائے علی بن ابی طالب کے کسیکی بیعت نکرونگا اور ایسا ہی عباس نے کہا۔ اور انصار نے انکو کیونکر پسند کر لیا حالانکہ انہون نے کہا ہم مین سے امیر اور تم مین سے امیر ہو اور سقیفہ کے دن سعد بن عبادہ کو والی بنایا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سعد کو قتل کرو خدا نے اسکو قتل کیا۔ اور تو کیونکر کہتا ہے کہ لوگ اُنسے خوش ہو گئے حالانکہ سلمان فارسی

یقول لی عثمان یامنافق فعرفته عثمان عبد الرحمن حین نسبه الی النفاق کرمنه عثمان اباه اذ ولاه الخلافه واخبرنی عن عائشه لما کانت تحرض الناس علی عثمان یوم الدار وتقول اقتلوا نعثلا قتله الله فقد کفر فلما ولی علی علیه السلام الخلافة قالت وددت ان هذه سقطت عن هذه یعنی السماء علی الارض ثم خرجت من بیتها تقاتل علیا علیه السلام مع طلحه والزبیر وتسفک الدم الحرام والله تعالی یقول وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیه الاولی - وهذه مخالفة الله تعالی ولما قتل عثمان جاء المسلمون والصحابة ارسالا الی علی علیه السلام لیبایعوه فلم یفعل حتی قالوا والله لئن لم تفعل لنلحقنک بعثمان فاخبرنی بما اکره من ضرب سعد او وجاء عنق سلمان حتی جاء الناس یکرسونه علی البیعة قال ثم اخبرنا وسقط فی یدی فنیکم یحب انقطع ولسرته ثلث فی ربع دینار فقال کم اعطاک هذا الذی جئت به الی هنا فقلت خمسمائه دینار فقال یجب ان تقطع اعضاءک بحساب ما اخذت ثلث ولم قال لانک سرقت مال المسلمین فقلت ان الخلیفه اعطانی من ماله فقال ومن این ناله المال

نے کہا کہ کردید نکردید یعنے تم نے کیا اور نکیا پس انکی گردن ملی گئی اور ابوسفیان بن حرب نے
علی علیہ السلام سے کہا ہاتھہ پہلاؤ مین آپکی بیعت کرتا ہون اور اگر آپ چاہین تو زمین کو سوار
اور پیادونسے بہردون - پہر بنی ہاشم ابوبکر کی بیعت سی چھہ مہینے تک بیٹھہ رہی پس اجماع کہان ہے
پہر جب ابوبکر خلیفہ ہوے اللہ کی حمد بجا لائی پہر کہا مین تمہارا والی ہون اور تم سے بہتر نہین ہون اور
مفضول فاضل پر کیونکر مقدم ہو سکتا ہے اور جب عمر رضی اللہ عنہ والی ہوے کہا مین دوست رکہتا
ہون کہ ابوبکر کے سینہ کا ایک بال ہوتا پہر اسکے بعد کہا کہ ابوبکر کی بیعت فلتہ تھی خدا نے اسکی بدی
سے بچایا پس جو شخص ایسی بیعت کی طرف اعادہ کرے اسکو قتل کرو - پہر عمر نے اُن قیدیونکو رد کیا کہ
جنکو خالد بن ولید نے زمانہ ابوبکر مین قید کیا تہا - خالد نے مالک بن نویرہ کی زوجہ کو زوجہ بنایا اور اولاد
ہوئی رد کیا - پہر عمر نے صہیب کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سردار کیا اور وہ نمر بن
قاسط کا غلام تہا - یہہ سب ناقص ہی اور مجھو عبدالرحمن بن عوف سے خبر دی ہے کہ جب اسنے
عثمان رضی اللہ عنہ کو خلافت کا والی کیا اور اسے پسند کیا - کیا اسکو والی کیا درحالیکہ وہ اسکو
جانتا تہا - مینے کہا نہین - اس مجنون نے کہا کہ اسکے بعد عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ مین نہین
چاہتا تہا کہ زندہ رہون یہانتک کہ عثمان مجکو یا منافق کہے پس عثمان کی معرفت عبدالرحمن سی جبکہ
اسکو نفاق کیطرف نسبت دی ایسے تھی کہ جیسی عثمان کی معرفت اسکو تھی جبکہ اسنے اسکو خلافت
کا والی کیا تہا اور مجکو حضرت عایشہ کے حال سے خبر دی جبکہ وہ دار کے دن آدمیونکو عثمان پر
برانگیختہ کرتی تھین اور کہتی تہین نعثل کو قتل کرو اسکو خدا قتل کیا بیشک وہ کافر ہوگیا پس جب
علی علیہ السلام خلافت کے والی ہوے حضرت عایشہ نے کہا مین دوست رکہتی تھی کہ آسمان
زمین پر گر پڑی پہر اپنے گہر سے نکلین اور طلحہ و زبیر کی معیت سے علی علیہ السلام سے لڑین

هدمتا و لعامته المسلمين والله انه لاحق بهذا السعوط الذي اسعطيه كل يوم
والفقد منى نار اخرجت من عندك انا احمل لحدثت لها من حديثها استطرفه و تقى من ما يا يستعيده مني

اور حرام خون بہائے اور اللہ تعالے فرماتا ہے وقرن فی بیوتکن الایہ اور اللہ تعالی کی مخالفت ہے
اور جب عثمان قتل ہوئے مسلمان اور صحابہ علی علیہ السلام کے پاس آئے تاکہ انکی بیعت کرین انہون
نے نہ کی یہانتک کہ انہون نے انسی کہا کہ قسم خدا کی اگر آپ بیعت نکرینگے تو آپکو عثمان سے ملا دینگے۔
پس مجھے خبر دے کہ انمین سے کونسا اکدہے سعد کے مارنے مسلمان کی گردن ملنی مثل اس شخص کی
کہ آدمی انکے پاس آئے اور بیعت پر مجبور کیا راوی نے کہا کہ مین اسکا جواب ندے سکا۔ اس
مجنون نے میرا ہاتھہ پکڑا کہ چوری مین کسقدر پر قطع واجب ہوتی ہے مینے کہا چوتھائی دینار مین اسنے
کہا جسکے ساتھہ یہان نوا پای اسنے تجکو کیا دیا مینے کہا پانسو دینار اسنے کہا کہ واجب ہے کہ تیرے
اعضا اس حساب سے قطع کیجائین جو تو نے لیا ہے مینے کہا کیون اسنے کہا اسلئے کہ تو نے چوری
کی مال مسلمانون کے مینے کہا خلیفہ نے مجکو اپنی مال سے دیا ہے اسنے کہا اسکا مال کہان سے آیا۔
اللہ تعالے اور عام مسلمانونکا مال ہے۔ خدا کی قسم تو ان کوڑون کی جو ہر روز مجپر پڑتے ہین
اور قید کی بہ نسبت میری زیادہ لایق ہے اسنے کہا مین اسکے پاس سے نکلا اور مین خجل تہا۔
پس مینے اسکی بات مامون سے بیان کی وہ خوش ہوا اور مدت تک مجسے اسکا اعادہ چاہتا رہا۔
علامہ سبط ابن جوزی نے یہہ حکایت نقل فرما کر سکوت کیا ہے اور قدح نہین کی اور شاہ عبد العزیز
صاحب تحفہ کے باب چہارم مین فرماتے ہین کہ نقل کے بعد سکوت تسلیم کی دلیل ہے۔ اس سے
ثابت ہوا کہ علامہ سبط ابن جوزی کے نزدیک یہہ حکایت اول سے آخیر تک مسلم ہے۔
اجماع کی کیفیت عیان ہے۔ اگر اس حکایت مین بسط سے گفتگو ہو تو بہت طول ہو اسلئے کچہہ
عرض نہین کیا جاتا اہل فہم خود سمجھہ لینگے مگر بتنہا اسقدر اشارہ کیا جاتا ہے کہ ناظرین قول خلیفہ ثالث
عبد الرحمن بن عوف کی نسبت اور فرمان واجب الاذعان حضرت ام المومنین عائشہ حضرت
خلیفہ ثالث کے باہمین بغور و انصاف مطالعہ فرماوین۔ یہہ ہی علامہ سبط ابن جوزی
اسی کتاب مین اس حکایت کے بعد ابو حامد الغزالی کے اقوال کتاب سر العالمین و کشف
ما فی الدارین سے نقل کرتے ہین۔ انمین سے ایک قول مفید مطلب اس مقام مین نقل

ہوتا ہو حسب موقع انکا قول بھی نقل ہوگا انشاءاللہ تعالے - اور وہ یہہ ہے وقال ان عباس وعلی وولدہ وبنی ھاشم لم یحضروا البیعۃ ثم خالفھم الانصار یوم السقیفہ ودخل محمد بن ابی بکر علی ابیہ فی مرض موتہ فقال ایت بعمک عمر لاوصی لہ بالخلافۃ فقال یا ابی انت کنت علی حق ام علی باطل - قال علی حق قال ان کان حقا فارض لولدک ما رضیت لنفسک ثم قال ابوبکر علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقیلونی فلست بخیرکم انقال ذلک ھزلا اوجدا او امتحانا فان کان ھزلا فالخلفاء منزھون عن الھزل وان کان جدا فھذا انقض للخلافۃ وان کان امتحانا فالصحابہ لایلیق بھم الامتحان لقولہ تعالی ونزعنا مافی صدورھم من غل - انتھی بنقل الحاجۃ - یعنی ابو حامد الغزالی نے کہا کہ بیشک عباس اور علی اور علی کی اولاد اور بنی ہاشم بیعت مین حاضر نہین ہوے پھر سقیفہ کے دن انصار نے انکی مخالفت کی - اور محمد بن ابی بکر اپنے باپ کے پاس انکی مرض موت مین آے باپ نے کہا اپنے چچا عمر کو بولا لا تاکہ مین اسکو خلافت کی وصیت کردون محمد نے کہا اے باپ آپ حق پر تھے یا باطل پر انہون نے کہا حق پر محمد نے کہا اگر حق تہا تو اپنی بیٹے کیواسطے پسند فرمائی جو آپنے اپنی ذات کے لئے پسند کیا - پھر ابوبکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ممبر پر کہا میری ترک بیعت کرو مین تم مین نیک نہین ہون - کیا انکا یہہ کہنا ہزلا تہا یا جدا یا امتحانا اگر ہزل ہے تہا تو خلفاء ہزل سے منزہ ہین اور اگر جد سے تہا یعنی درست تہا تو یہہ خلافت کے منافی ہے اور اگر امتحانا تہا تو صحابہ کا امتحان لایق نہین خداوند تعالی کے اُس قول سے ونزعنا مافی صدورھم من غل - ناظرین اس قول مین غور فرماوین ابو حامد الغزالی وہ شخص ہین کہ حضرات اہل سنت مین لقب امام حجۃ الاسلام سے مشہور ہین اور چونکہ سبط ابن جوزی نے اپنی کتاب مین نقل کیا ہے ہمکو اس قول کے اسناد لکھنے کی حاجت نہین اور سبط ابن جوزی کے مدح ومنقبت پہلے لکھے جا چکے ہے یہہ اللہ جل شانہ کی حجت بالغہ ان حضرات پر تمام ہوتی ہے کہ ایسے ایسے علامہ وامام اپنی کتب مین ایسی حکایتین واقوال تحریر فرماتے ہین - اسکا بیان اسیقدر کافی ہے - اور خلافت خلیفہ اول خود حضرت

صدیق کے قول کے مکذب اسلئے ہے کہ ابن اثیر جو جامع الاصول کے جامع ہین نہایتہ اللغہ مین تحریر فرماتے ہین۔ فی حدیث ابی بکر جاءہ اعرابی قال لہ انت خلیفہ رسول اللہ فقال لا۔ قال فما انت قال انا الخالفہ الخلیفہ من یقوم مقام الذاہب ویسد مسدہ الی ان قال فاما الخالفہ فہو الذے لاغنی عندہ ولاخیر فیہ وکذلک الخالف وقیل ہو کثیر الخلاف انہی موضع الحاجہ من کلامہ وقال الفیروزابادی فی القاموس الخالفہ الاحمق کالخالف۔ یعنی حضرت ابوبکر کے پاس ایک اعرابی آیا اسنے کہا آپ رسول اللہ کے خلیفہ ہین۔ آپنے فرمایا نہین اعرابی نے کہا پھر آپ کیا ہین فرمایا مین خالفہ ہون۔ ابن اثیر خلیفہ کے معنی بیان کرتے ہین کہ خلیفہ وہ ہی جو ذاہب یعنی جانی والی کا قایم مقام ہو اور خالفہ کے معنی یہہ کہتے ہین کہ اسکے پاس غنا یعنی بے نیازی نہ ہو اور نہ اسمین خیر ہو۔ اور فیروزآبادی نے قاموس مین خالفہ کے معنے احمق بیان کیے ہین۔ اگر حضرت صدیق کے قول کی تصدیق فرمائے تو انکی خلافت سے ہاتھہ اوٹھائی اور اگر تکذیب کیجئے تب بھی انکی خلافت اور اس لقب کی منافی ہوگی۔ اور ابن اثیر وغیرہ علماء اہل سنت کا یہہ عذر کہ ہضم نفس و تواضع سے خلیفہ صاحب نے یہہ فرمایا بدتر از گناہ ہی کیونکہ کسر نفسی و تواضع کا ہیچ محل ہے۔ مناجات مین یا ایسے شخص کے مقابلہ مین جو مدح مین مبالغہ کرتا ہو کسر نفسی وغیرہ ہو سکتی ہے نہ یہہ کہ اگر کوئی نبی اللہ کو کھی انت نبی اللہ یعنی تو خدا کا نبی ہے تو وہ جواب مین کھے کہ مین خدا کا نبی نہین ہون اور مراد کسر نفسی ہو یہہ صورت درست نہین ہے ہر سخن جائے و ہر نکتہ مقامی دارد۔ اور اسکا موید حضرت صدیق کا دوسرا قول ہے۔ اقیلونی اقیلونی فلست بخیرکم کیونکہ منصب نبوت و امامت سی کسر نفسی سے اقالہ و استقالہ نہین ہوتا۔ اور روایت خالفہ منتخب کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال مین بھی مسطور ہے۔ حضرت اہل سنت سے تعجب ہی کہ حضرت صدیق کے اس قول مین تکذیب کرتے ہین۔ ہم سے یہہ گستاخی نہین ہوتے صدق دل سے اس قول کی تصدیق کرتے ہین۔ واقعہ مین آپنی اپنا لقب اعرابی کو کیا صحیح و درست ارشاد فرمایا۔ اور حضرت خلیفہ ثانی کا جناب امیر علیہ السلام کو بہ نسبت اپنے اور خلیفہ اول کی

کا اخفی جاننا اظہر من الشمس ہے۔ شیخ ابو القاسم راغب اصفہانی کتاب المحاضرات مین جناب امیر
علیہ السلام کی مناقب مین لکھتے ہین ؛ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ مین ایک
رات عمر بن الخطاب کے ہمراہ جاتا تھا اور عمر خچر پر سوار تھے اور مین گھوڑے پر سوار تھا
پس حضرت عمر نے ایک آیت پڑہی جسمین حضرت علی بن ابی طالب کا ذکر تھا۔ اور کہا اے
بنی عبد المطلب خدا کی قسم تم مین علی اس کام یعنے خلافت کے لئے مجھسے اور ابوبکر سے
اولی تھے پس مینے اپنے دلمین کہا کہ اگر مین درگذر کرون تو خدا مجھسے درگذر نکرے۔ مینے
کہا اے امیر المومنین کیا آپ ایسا فرماتے ہین حالانکہ آپ اور آپکے صاحب یعنے
خلیفہ اول۔ تم دو تو وہ شخص ہو کہ جھپٹی اور ہم سے اومیونکے سوا امر یعنے خلافت کو جس
پس حضرت عمر نے الیکم کہا جسکے معنے لازمی یہہ ہین کہ بچو ایسا نہ کہو اے بنی عبد المطلب

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کنت اسیر مع عمر بن الخطاب فی لیلۃ وعمر علی بغلۃ
وانا علی فرس فقرء ایۃ فیہا ذکر علی بن ابیطالب فقال اما واللہ یا بنی عبد المطلب لقد
کان علی فیکم اولی بہذا الامر منی ومن ابی بکر فقلت فی نفسی لا اقالنی اللہ
ان اقلت فقلت انت تقول ذالک یا امیر المومنین وانت وصاحبک اللذان
وثبتما وانتزعتما منا الامر دون الناس فقال الیکم یا بنی عبد المطلب اما انکم اصحاب
عمر بن الخطاب فتاخرت وتقدم ہنیتہ فقال سر لا سرت فقال اعد علی کلامک
فقلت انما ذکرت شیئا ورددت علیک جوابہ ولو سکت لسکتنا فقال انا واللہ
ما فعلنا الذی فعلنا عن عداوۃ ولکن استصغرناہ وخشینا ان لا یجتمع علیہ
العرب وقریش موا ترولا قال فاردت ان اقول کان رسول
اللہ بعثہ فی الکتیبۃ فینطح کبشہا ولم یستصغرہ فتستصغرہ انت وصاحبک
فقال لا جرم فکیف تری واللہ ما نقطع امرا دونہ ولا نعمل شیئا حتی نستاذنہ انتہی

تم عمر بن الخطاب کے اصحاب ہو۔ پس مین پیچھے رہا اور حضرت عمر کچھہ آگے گئے پہر کہا سر لاسرت
بیہ دعائی یعنی چل تو نہ چلے۔ پہر کہا مجہہ اپنی کلام کا اعادہ کر مینے کہا مات یہہ ہو آپنے کچھہ ذکر کیا
مینے اسکا جواب آپکو دیا اگر آپ چپ رہین ہم بھی چپ رہینگے پہر حضرت عمر نے کہا خدا کی قسم
ہمنے جو کچھہ کیا عداوت سے نہیں کیا لیکن ہمنے انکو صغیر سن سمجھا اور ہم اس سے ڈرے کہ عرب
انپر جمع نہ ہونگے اور قریش انکے دشمن ہین ابن عباس نے کہا کہ مینے چاہا کہ کہون رسول اللہ
انکو لشکرین بہیجتے تھے اور وہ سردار کی گرد توڑتے تھے رسول اللہ نے انکو صغیر نہ سمجھا آپنے
اور آپکے صاحب نے انکو صغیر سمجھا۔ پھر حضرت عمر نے کہا اسلئے تو دیکھتا ہے کہ قسم خدا کی ہم انکے
سوا کوئی امر قطع نہین کرتے اور ہم کچھہ نہین کرتے جبتک کہ انسے اجازت نہ لین ـــ ناظرین
انصاف فرمادین کہ حضرت خلیفہ ثانی نے آیہ قرآنی جناب امیر علیہ السلام کے ذکر مین پڑہی اور
خود بخود از روے انصاف حضرت ابن عباس سے مخاطب ہوکر قسمیہ فرمایا کہ اے بنی عبد المطلب
علی علیہ السلام تم مین مجھسے اور ابوبکر سے اس امر کے یعنی خلافت کے لئے اولی تھے اور جب حضرت
خلیفہ ثانی نے اولویت جناب امیر علیہ السلام بیان فرمائی تو حضرت ابن عباس ضبط
نہ فرما سکے اور حضرت خلیفہ صاحب کے فظاظت اور غلظت کی باوجود جسارت کرکے فرمایا
کہ آپ اور انکے صاحب یعنی خلیفہ اول کو دی اور ہم سے خلافت کو چھین لیا۔ حضرت ابن
عباس کا یہہ فرمانا کہ اگر مین درگذر کرون تو خدا مجھسے درگذر نکرے ملاحظ ہو کہ انحضرت کی دل
مین خلفا کیطرف سی کیا کچھہ تہا اور اس خلافت کے بابمین انکو کیسا سمجھتے تھے۔ حضرت
خلیفہ صاحب اس مسئلہ لاجواب کے جواب مین کچھہ نفرما سکے اور حسب عادت خود بغیظ
و غضب سی حضرت ابن عباس کو از راہ زجر و توبیخ کلمہ الیکم یا بنی عبد المطلب و سرلا سرت
فرمایا حضرات اہل سنت جو حضرت عباس اور انکی اولاد کو اہلبیت مین داخل کرتے ہین
خلیفہ صاحب کے اس کلمہ مین غور فرمادین کہ اہلبیت کی کیا تعظیم وغیرہ کرتے تھے۔ طرفہ یہہ ہے
کہ باوجود اس زجر و توبیخ کے جو عجز کی دلیل ہے حضرت ابن عباس سے پھر اعادہ کلام

سابق جو اسکات مین دلیل قاطع تھی چاہا لیکن حضرت ابن عباس نے خلیفہ صاحب کے غلطت ملاحظہ
فرما کر اعادہ نفرمایا بلکہ عذر لطیف کہ وہ بھی تعریض سے خالی نہ تہا چاہا یعنے اسکے جواب مین کہا
آپنے ایک بات کہی مینے اسکا جواب دیا اگر آپ چپ رہین تو ہم بھی کچھ نہ کہینگے۔ مگر حضرت
خلیفہ ثانی باوصف اس اعراض کے رفع خجالت کے لئے متصدی جواب کے ہوے اور گناہ سے
بدتر عذر کیا ہی یعنے قسم شرعی سے فرمایا کہ ہمنے جو کچھ کیا عداوت سے نہین کیا اور جب اسکو کافی جواب
نہ سمجہا تو فرمایا لیکن ہمنے انکو یعنے جناب امیر علیہ السلام کو صغیر سمجہا اور جب حضرت کی اس سے بھی
تسلی نہ ہوئی تو خوف عدم اجتماع عرب و کینہ قریش کو بیان کیا پہر بھی حضرت کو صبر و قرار حاصل
نہ ہوا تو ان عذرات بارد ہ کے بعد کہ انکی رکاکت خود حضرت کے ذہن اقدس مین ثابت ہو گئی تھی پہر قسم
شرعی یاد کر کے فرمایا کہ ہم کسی امر کو جناب امیر علیہ السلام کے بغیر قطع نہین کرتے اور کسی چیز کو بدون
حضرت کی اجازت کے عمل مین نہین لاتے۔ حضرت کا یہہ عذر لطیف تمام عذرات بسابقہ
سے عجیب تر ہی تعجب ہی کہ جب اصل خلافت ہی بدون اجازت کے لیلی تو ایسے تمسک سے کہ جا بجا
مسایل شرعیہ نجاننے اور مشکل امور کے نہ سمجھنے سے مجبور و ناچار کرتے تھے اصل طعن کیونکر رفع ہو سکتا ہے
حالانکہ یہہ بات بھی صحیح نہین چنانچہ ماہرین کتب پر پوشیدہ نہین اور فدک وغیرہ کا حال ظاہر
و عیان ہے کہ اسمین کیا تمسک فرمایا۔ اس روایت مین جو عذرات حضرت خلیفہ ثانی نے
فرماے ہین اہل فہم حضرت ابن عباس کے کلام سے خود سمجھ لینگے اعادہ کی حاجت نہین مگر اگر
حضرت ابن عباس نہ بھی فرماتے تو خود حضرت خلیفہ صاحب کے کلام سے جواب ظاہر ہی کیونکہ
حضرت نے آیہ قرانی جسمیں جناب امیر علیہ السلام کا ذکر تہا پڑہکر یہہ فرمایا ہی کہ جناب امیر اسکے بلند درجہ
اول سے اس امر کے لئے اولی تھے جس سے صاف ثابت ہی کہ اللہ جل شانہ نے جناب امیر کو خلافت
کے لئے اولی فرمایا۔ تعجب ہی کہ جسکو خدا و رسول اولی بخلافت کرین حضرت خلیفہ صاحب انکو
صغیر سن سمجھکر خلیفہ نہ مانین۔ اگرچہ اس مقام مین بہت کچھ لکھا جا سکتا ہی مگر بخوف طوالت
بس کرتے ہین اہل فہم کے لئے یہہ بھی کم نہین خلیفہ صاحب کی اس کلام سے خلیفہ برحق و نایب رسول

جناب امیر ہی ثابت ہیں اور یہہ ہی ہمارا مذہب ہے۔ اور یہہ شیخ ابو القاسم اصفہانی وہ ہیں کہ مولوی رشید الدین صاحب شوکت عمریہ میں انکو امام لکھتے ہیں اور مولوی حیدر علی صاحب امام راغب فرماتے ہیں۔ اور علامہ جلال الدین صاحب سیوطی بغیۃ الوعاظ میں انکی نسبت یہہ تحریر فرماتے ہیں المفضل بن محمد بن معلی الاصبہانی ابو القاسم الراغب صاحب المصنفات کان فی اوائل المائۃ الخامسۃ لہ مفردات القرآن وافانین البلاغۃ والمحاضرات وقفت علی الثلاثۃ وقد کان ظنی ان الراغب معتزلی حتی رایت بخط الشیخ بدر الدین الزرکشی علی ظہر نسخۃ من القواعد الصغری لابن عبد السلام ما نصہ ذکر الامام فخر الدین الرازی فی تاسیس التقدیس فی الاصول ان ابا القاسم الراغب من ائمۃ السنۃ وقرنہ بالغزالی قال وہی فائدۃ حسنۃ فان کثیرا من الناس یظنون انہ معتزلی انتہی۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ راغب اصفہانی ائمہ اہل سنت سے ہے اور حجۃ الاسلام غزالی جیسے ہیں۔ اس سے بڑھکر ایک اور روایت سنی کہ جسمیں حضرت خلیفہ ثانی اسبابمیں جناب امیر علیہ السلام کی مظلومیت کے خود مقر ہیں۔ زبیر بن بکار کہ ثقات کبار حضرات اہل سنت سے ہیں کتاب موفقیات میں روایت کرتے ہیں* یعنے عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں عمر بن

*عبارت یہہ ہے عن عبد اللہ بن عباس قال انی لاماشی عمر بن الخطاب فی سکۃ من سکک المدینۃ اذ قال لی یا ابن عباس ما اری صاحبک الا مظلوما فقلت فی نفسی واللہ لا یسبقنی بہا فقلت یا امیر المومنین فاردد الیہ ظلامتہ فانتزع یدہ من یدی ومضی یہمہم ساعۃ ثم وقف فلحقتہ فقال یا ابن عباس ما اظنہم منعہم الا استصغروا سنہ فقلت فی نفسی ہذہ الاشر من الاولی فقلت واللہ ما استصغرہ اللہ ورسولہ حین امراہ ان یاخذ براءۃ من صاحبک فاعرض عنی واسرع فرجعت عنہ انتہی

خطاب کے ہمراہ مدینہ کے کوچون مین جاتا تہا - مجہسے عمر بن خطاب نے کہا کہ ای ابن عباس مین تیرے
صاحب (یعنے جناب امیر علیہ السلام) کو مظلوم دیکھتا ہون - مینے اپنے دلمین کہا کہ اس بات
مین یہہ مجہسے سبقت نکریگا - مینے کہا اے امیر المومنین ظلامہ انکی واپس کر دیجے - پس اپنا ہاتہہ
میرے ہاتہہ سے نکال لیا اور ایک ساعت ہمہمہ کرتے ہوے چلے گئے پھر مین انسے
مل گیا پھر خلیفہ صاحبنے فرمایا ای ابن عباس مین گمان کرتا ہون کہ انہون نے انکو صغیر سن
سمجہکر باز رکہا - مینے اپنے دلمین کہا یہہ تو پہلے سے برا ہے - پھر مینے کہا کہ خدا کی قسم اللہ و رسول
نے تو انکو صغیر سن نہین سمجہا جبکہ انکو حکم دیا کہ آپکے صاحب (یعنی خلیفہ اول) سے سورہ
برات لیلین - پس مجہسے مہنہ پہیر لیا اور تیز چلے گئے - اس روایت سے بصراحت تمام
واضح ہے کہ حضرت خلیفہ ثانی جناب امیر علیہ السلام کو مظلوم جانتے تھے - اور حضرت ابن
عباس نے جب انکی اقرار کے موافق کہا کہ ظلامہ رد کیجئے تو انکے ہاتہہ سے ہاتہہ چھڑا کر ہمہمہ
کرتے ہوے چلے گئے اور پھر خود بخود عذر کیا اسکا جواب مسکت سنکر مہنہ پھیر کر چلے گئے
ناظرین اس روایت سے خود نتیجہ نکال لین زیادہ کیا عرض کرون - اور زبیر بن بکار کے محامد و
مناقب بہت سی کتب معتبرہ اہل سنت مثل تاریخ خطیب و تاریخ ابن خلکان و تاریخ یافعی
و تہذیب الکمال مزی و تہذیب التہذیب و کاشف ذہبی و انساب سمعانی وغیرہ مین درج ہین بنظر
اختصار ایک کتاب کی عبارت نقل ہوتی ہے - سمعانی انساب مین کہتے ہین - و صاحب
کتاب النسب ابو عبد اللہ الزبیر بن بکار بن عبد اللہ بن مصعب بن ثابت بن عبد اللہ بن
الزبیر بن العوام بن خویلد الاسدی الزبیری المدنی العلامہ کان ثقۃ صدوقا عالما بالنسب عارفا
باخبار المتقدمین و مآثر الماضین و لہ الکتاب المصنف فی نسب قریش و اخبارہا و کتاب الموفقیات
وغیرہا و ولی القضاء بمکۃ و حدث بہا انتہی بقدر الحاجۃ اس عبارت سے زبیر بن بکار کا علامہ و ثقہ
و صدوق ہونا ثابت ہے - اس سے بہی بڑہکر ایک اور روایت سنئے کہ حضرت خلیفہ ثانی نے
جناب امیر علیہ السلام کی خلافت سے حرمان کے سبب افسوس و تاسف ظاہر فرمایا اور

افضلیت انجناب کی مقرر ہوئی اور حقدار کو حق نہ ملنے سے حزن و ملال ظاہر فرمایا۔ محمد بن یوسف زرندی کتاب نظم درر السمطین فی فضائل المصطفی والمرتضی والبتول والسبطین مین تحریر فرماتے ہین اور صدر کتاب مین تصریح کی ہے کہ اس کتاب مین وہ احادیث مشہورہ جو کتب معتمدہ مین مذکور ہین اور علما و ائمہ نے انکو نقل کیا ہے جمع کی ہین ٭ یعنی سمیط بن شریط سے منقول ہے انہ نے

عبارت یہ ہے۔ عن سمیط بن شریط قال خرجت مع علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ ومعنا عبد اللہ بن عباس فلما صرنا الی بعض حیطان الانصار وجدنا عمر بن الخطاب جالسا وحدہ ینکت فی الارض فقال لہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ما اجلسک یا امیر المومنین ہاہنا وحدک قال لامر ہمنی فقال لہ علی افترید احدنا فقال عمر ان کان فعبد اللہ قال فتخلا معہ عبد اللہ ومضیت مع علی وابطا علینا ابن عباس ثم الحق بنا فقال لہ علی ما وراءک فقال یا ابا الحسن اعجوبۃ من عجایب امیر المومنین اخبرک بہا واکتم علی قال فہلم قال لما ان ولیت رایت عمر ینظر الیک والی اثرک ویقول الا الا نقلت بمرتاوہ یا امیر المومنین قال من اجل صاحبک یا ابن عباس وقد اعطی ما لم یعط احد من ال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولولا ثلث ہن فیہ ما کان لہذا الامر یعنی الخلافۃ احد سواہ قلت یا امیر المومنین وما ہن قال اکثرۃ دعابتہ وبغض قریش لہ وصغر سنہ فقال لہ علی فما رددت قال داخلنی یا اخل ابن العم لابن عمہ فقلت یا امیر المومنین اما اکثرۃ دعابتہ فقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یداعب ولا یقول الا حقا ویقول للصبی ما یعلم انہ یستمیل بہ قلبہ او یسہل علی قلبہ واما بغض قریش لہ فواللہ ما یبالی ببغضہم بعد ان جاہدہم فی اللہ حتی اقام اللہ دینہ فقصم اقرانہا وکسر الہتہا واثکل نساءہا فی اللہ لامہ لامہ لائم واما صغر سنہ فاقد علمت ان اللہ تعالی حیث انزل علی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم براءۃ من اللہ ورسولہ

کہاکہ مین علی علیہ السلام کے ہمراہ نکلا اور ہمارے ہمراہ عبداللہ بن عباس تھے جب ہم انصار
کی بعض دیوار دنکے پاس گے ہمنے عمر بن خطاب کو پایا کہ تنہا بیٹھے زمین کرید رہے ہین پس علی
علیہ السلام نے انسے کہا اے امیر المومنین آپ یہان تنہا کیون بیٹھے ہین کہا ایک کام کے
لئے جسنے مجکو اندوہناک کیا ہے ۔ پس حضرت علی علیہ السلام نے کہاکہ کیا ہم مین سے آپ
کسیکو چاہتے ہین حضرت عمر نے کہا اگر عبداللہ ہو ۔ راوی نے کہا پس عبداللہ کو انکے پاس چھوڑ
دیا اور مین حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ گیا اور ابن عباس ہم سے پیچھے رہ گے پھر ہم سے مل گئے
حضرت علی علیہ السلام نے انسے کہا کیا ہے ۔ عبداللہ بن عباس نے عرض کیاکہ امیر المومنین کی عجائبات
مین سے ایک اعجوبہ ہین ۔ مین اپکو خبر دیتا ہون حالانکہ انہون نے پوشیدہ رکھنی کی سے
کہا تہا جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کیا ہے ۔ عبداللہ بن عباس نے کہا جب اپنی پشت
پھری یعنی آپ روانہ ہوئی تو مینے دیکہا کہ حضرت عمر آپکو اور آپکی قدمونکے نشان کو دیکھتے ہین
اور آہ آہ کرتے ہین مینے کہا یا امیر المومنین آپ کیون آہ آہ کرتے ہین حضرت عمر نے فرمایا ای
ابن عباس تیرے صاحب (یعنی جناب امیر علیہ السلام) کے لئے انکو وہ چیز عطا ہوئی ہے کہ
آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم مین سے کسیکو عطا نہین ہوئے اور اگر تین چیزین انمین نہ ہوتین تو
اس کام یعنی خلافت کے لئی انکے سوا کوئی لائق نہ تہا مینی کہا امیر المومنین وہ کیا ہین حضرت
عمر نے فرمایا کہ کثرت ظرافت اور بغض قریش اور انکے صغر سنی جناب امیر علیہ السلام
نے فرمایا کہ تو نے کیا جواب دیا حضرت ابن عباس نے عرض کیا کہ مجکو وہ سوجھی جو چچا کے
بیٹے کو چچا کی بیٹی کے لئے سوجھتی ہے ۔ مینے کہا اے امیر المومنین کثرت ظرافت جو اپنے فرمائی
تو رسول صلعم بھی ظرافت کرتے تھے اور حق کے سوا کچھ نفرماتے تھے اور لڑکی سے وہ چیز کہتے تھے

رجه ها صاحبه لیبلغ عنه فامره الله تعالی ان لایبلغ عنه الا رجل امن له
نوجه فی اثره وامره ان یوذن ببراءة فهل استصغر الله تعالی سنه فقال عمر استغفر الله علی و اکثر واکثر

جانتے تھے کہ اس سے اسکا دل میل گریگا یا اسکے دل پر گوارا ہو گا۔ اور بغض قریش۔ پس خدا کی قسم
بعد اسکے کہ انہون نے خدا کے راہ مین جہاد کیا دیہانتک کہ اللہ تعالی نے اپنا دین ظاہر فرما دیا۔
اور انکے ہم سرونکو شکست دی اور معبدونکو توڑ دیا اور انکی عورتونکو خدا کی رضا کے لئے رولایا
انکی نقص کی وہ کچھ پرواہ نہین کرتے ۔ اور انکی صغرسنی جو آپنے فرمائی پس آپ جانتے ہین کہ جب
اللہ جل شانہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ نازل فرمائی اور انکے صاحب یعنی ابو بکر اسکو
لیکر متوجہ ہوئے تاکہ انسے پہونچائین پس اللہ تعالے نے حکم فرمایا کہ رسول سے کوئی شخص نہ
پہونچاوے سوا اسکے کہ اسکا ہو۔ پس انکو انکے پیچھے متوجہ کیا اور انکو حکم دیا کہ براۃ پہونچائین پس
کیا خداوند تعالے انکو صغیر سمجھا۔ حضرت عمر نے فرمایا چپ رہ اور اسکو پوشیدہ کر پوشیدہ کر۔
انتھی ۔ ناظرین اس روایت کو بنظر غور مطالعہ فرماوین ۔ اس روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت
خلیفہ ثانی رنج و غم و ندامت مین ایسے مبتلا ہوئے کہ دوستون ہمخواہون سے تنہا ہوکر انصار
کی دیوارونمین بیٹھکر زمین کریدنے لگے جو نہایت ہی فکر و تردد خاطر کا نشان ہے اور جب جناب
امیر علیہ السلام و سبط و ابن عباس وہان پہونچے اور گوشہ تنہائی مین جو حزن و ملال کا
نشان ہے جلوس کا سبب پوچھا تو جواب مین ظاہر کیا کہ ایک کام کے لئے جسنے تنگ کیا
کیا ہے یہان بیٹھے ہین اور حضرت ابن عباس کو اپنے پاس بٹھا کر راز دل نہ چھپا سکے اور وہ
غم و رنج و الم ظاہر فرما دیا ۔ اور خود مقر ہوئے کہ جناب امیر علیہ السلام کو وہ چیز عطا ہوئی ہے
کہ آل رسول مین سے کسیکو عطا نہین ہوئی غیر کا تو کیا ذکر ہے ۔ اس سے بوضاحت تمام
واضح ہے کہ حضرت خلیفہ ثانی جناب امیر علیہ السلام کی افضلیت اور تمام خلق سے امامت کی
حقیت کے معترف تھے۔ اور جو رکیک عذرات فرمائی انکا جواب حضرت ابن عباس سے
سنکر اساک اور کتمان کا حکم دیا اہل فہم غور فرماوین اصل یہہ ہے کہ چونکہ حضرت خلیفہ ثانی
امر واقعی یعنی خلافت جناب امیر علیہ السلام کو علم الیقین سے جانتے تھے مگر بطمع دنیای فانی
و ہوا و ہوس نفسانی اسکی انتزاع و غصب کے مرتکب ہوئے تھے مآل اندیشی رکھا یہہ نفسانی سے

اسسے متفکر و متالم ہوئے کہ تنہا گوشہ خمول مین بیٹھکر زمین کریدنے لگی اور ابن عباس سے آخر امر حق
ظاہر فرماہی دیا۔ اور یہہ محمد بن یوسف زرندی وہ شخص ہین کہ انکے مدایح و مناقب سی کتابین
پر ہین بنظر اختصار ایک کتاب کی مختصر سی عبارت درج ہوتی ہے۔ مصطفی بن عبداللہ کتاب
کشف الظنون مین فرماتے ہین عبارت یہہ ہی درر السمطین فی فضایل المصطفی
والمرتضی والسبطین شیخ جمال الدین محمد بن یوسف الزرندی محدث
الحرم النبوی المتوفی فی سنۃ خمسین وسبعمائہ۔ اس عبارت سے زرندی
کی عظمت وجلالت ظاہر ہے کہ وہ محدث حرم شریف نبوی تھی۔ اور مولوی حیدر علی
صاحب نے منتہی الکلام کے مسلک اول مین انکی کتاب الاعلام سے استدلال کیا ہے
الحاصل حضرت خلیفہ ثانی کی یہہ روایات ثلثہ خلفاء ثلثہ کی خلافت کے قائلین کو اسکات
و افحام کے لئے کافی و وافی ہین۔ انسے صاف ظاہر و آشکار ہے کہ خلیفہ ثانی بعد آنحضرت کے
افضلیت و خلافت بلا فصل جناب امیر علیہ السلام کے دل سے قایل تھے اور چونکہ صریح
اقرار فرمایا کہ انسے اور خلیفہ اول سے خلافت کے لئے اولی تھے تو اس سے ثابت ہوگیا
کہ یہہ دو حضرات خلافت کے مستحق نہ تھے اور خلافت جو رکے یہہ ہی معنی ہین۔ اگرچہ اس
مقام مین بہت کچھ عرض کیا جاسکتا ہی مگر بخوف طوالت زیادہ عرض نہین کرسکتا صرف
اسقدر عرض کیا جاتا ہی کہ جو کچھہ حضرات اہل سنت نے خلفاء ثلثہ خصوصا حضرت شیخین
کی افضلیت اور خلافت کی احقیت مین نماز کی امامت وغیرہ دلایل مزعومہ خود سی کوششین
فرمائی ہین وہ سبکے سب ان ہر سہ روایت ثنائی مشکور ہین اور مدعی سست و گواہ چست و پیران
نمی پرند و مریدان می پرانند کے مصداق ہوتین۔ اس مقام مین ازالۃ الخفاء کی دو روایتین لکھنے پر ضرور
ہین۔ اسلئے لکھی جاتی ہین۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا کی مقصد اول کی
فصل دوم مین خلافت خاصہ کے لوازم بیان فرمارہی ہین صفحہ ۱۶ مین فرماتے ہین واز
لوازم خلافت خاصہ آنست کہ خلیفہ افضل امت باشد در زمان خلافت خود عقلا و نقلا

چونکہ یہہ بیان طویل ہے اسمین سے مفید مطلب لکھا جاتا ہے اسی بیان اور اسی صفحہ مین فرماتے ہین - عبارت یہہ ہے - واز انجملہ است کہ عامل ساختن شخص مفضول خیانت است عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من استعمل رجلا من عصابۃ وفی تلک العصابۃ من ھو ارضی للہ منہ فقد خان اللہ وخان رسولہ وخان المومنین وعن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ولی من امر المسلمین شیئا فامر علیھم احدا محاباتہ فعلیہ لعنۃ اللہ لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا حتی یدخلہ جھنم اخرجھما الحاکم - ازینجا میتوان دانست کہ حال خلافت کبری چہ خواہد بود انتھی بقدر الحاجۃ یعنے ابن عباس سے منقول ہے کہ انہون نے کہا رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جو شخص ایک گروہ مین سے ایک شخص کو عامل کرے اور اس گروہ مین ایسا شخص ہو کہ خدا کے نزدیک بہ نسبت اسکے پسندیدہ ہو تو اسنے خدا و رسول و مومنین کی خیانت کی - اور حضرت ابوبکر سے منقول ہے انہون نے کہا کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جو شخص امر مسلمین سے کسی چیز کا والی ہو اور اُنپر کسیکو محابات کی رو سے امیر کرے پس اسپر اللہ تعالے کی لعنت ہے اللہ جل شانہ اسکی توبہ و عدل قبول نفرمائیگا یہانتک کہ اسکو جہنم مین داخل کرے - اب حضرات ناظرین انصاف گزین خصوصا حضرات مخاطب ان ہر دو روایت کو اُن ہر سہ روایت سے خصوصا حضرت صدیق و حضرت فاروق کی روایت ملا کر جو نتیجہ نکلتا ہو نکال لین زیادہ اسبابمین کچھہ عرض نہین کرسکتی - اور اس خلافت سے اہل بیت علیہم السلام کی مخالفت ظاہر و عیان ہی حاجت بیان نہین - غور کا مقام ہے کہ اس خلافت کا نام خلافت راشدہ رکھا جاتا ہی جزو نبوت بلکہ تکمیل نبوت اس سے سمجھی جاتی ہے - اور دلیل محض اجماع ہی تعجب ہی کہ اہل بیت ہی اس اجماع مین شریک نہین جنکے تمسک کا حکم ہے اور انکی اتباع سے ضلالت سے نجات ہی - اگر یہہ خلافت صحیح ہوتی تو اہل بیت بھی اسمین ضرور شامل ہوتے حالانکہ ہرگز اسمین شریک نہین ہوئی بلکہ بعد انعقاد بیعت کذائے جو

گفتگو خلیفہ صاحب ور خلیفہ گردن اور جناب امیر علیہ السلام میں جو سید و علم اہلبیت علیہم السلام سے تھے ہوی وہ سنی کے قابل ہے ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکھی جاتے ہی۔ روضۃ الاحباب جو اہل سنت کی نہایت ہی معتبر کتاب ہی اور جمال الدین صاحب محدث جلیسی ثقہ جو مشایخ شاہ عبد العزیز صاحب مولف تحفہ سے ہین جنکی توثیق تحت آیہ یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ الایہ بین گذر چکی ہے وہ اسکے مولف ہین اسمین یہہ لکھا ہے عبارت یہہ ہی۔ و جمعی از اہل تواریخ اوردہ اند کہ چون از مہم بیعت فراغت حاصل شد ابو بکر صدیق از وجوہ مہاجرین و اعیان انصار مجمعی ساختہ فرستاد و علی المرتضی را بان مجلس طلبید وی اجابت فرمودہ دران مجمع حاضر شد و در محلی لایق خود نشستہ و از موجب طلب خویش پرسید عمر فاروق گفت موجب انست کہ میخواہیم کہ چنانچہ سایر اصحاب بہ ابو بکر بیعت کردہ اند تو ہم بیعت کنی علی گفت بر ہمان سخن کہ شما بر انصار حجت ساختہ این منصب گرفتید بر شما حجت میگردانم راست گوئید کہ بحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اقرب کیست عمر گفت ترا نگذارم تا بیعت نکنی علی فرمود اول این سخن مرا جوابی باصواب بگوئید بعد ازان از من بیعت جوئید ابو عبیدہ گفت اے ابو الحسن تو بواسطہ سبقت در اسلام و فضل و قرابت قریبہ با سید انام علیہ الصلوۃ والسلام سزاوار حکومت و خلافتی ولیکن چون صحابہ بر ابو بکر اجماع و اتفاق نمودہ اند مناسب آن نیست کہ تو نیز قدم در دایرہ اتفاق در آری علی گفت اے ابو عبیدہ تو امین این امتی بقول رسول مختار و مقتضاے امانت راستی است در گفتار و کردار۔ موہبتی کہ حق سبحانہ تعالی بخاندان نبوت کرامت فرمودہ در بند آن میباشید کہ بجاے دیگر نقل کنید و مہبط قران و وحی و مورد امر و نہی و منبع فضل و علم و معدن عقل و حلم مائیم بواسطہ این امور خلافت را شایستہ و امارت را سزاواریم۔ بشیر بن سعد انصاری گفت اے ابو الحسن اگر این داعیہ کہ تو امروز ظاہر میکنی پیش ازین معلوم مردم میشدی ہر آینہ کہ با تو مخالفت و منازعت نمیکردند و با تو بیعت می نمودند ولیکن در خانہ خود نشستی و در اختلاط با مردم سستی ایشانرا آن گمان شد کہ تو از خلافت کنارہ میکنی و دفع اعباء این امر را از خود میکنی

اکنون کہ جماعت مسلمانان کسے دیگر را قبول کردہ اند بہ پیشوای ازلی در می آئی و خود را طرز دگر می نمائی علی
مرتضی فرمودای بشیر تو روا میداری کہ من جسد اطہر و قالب انور سید عالم را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل نا دادہ
و تجہیز و تکفین وے نہ نمودہ و از دفن او فراغت حاصل نکردہ دم از طلب حکومت و خلافت زنمی و
با مردم در منازعت و خصومت شدمی ابوبکر صدیق چون دید کہ کلمات علی جملہ محکم و استوار ہر یکی از ینہا
بمقابلہ صد مل ہزار است از راہ رفق و مدارا آمد و گفت اے ابوالحسن مرا گمان این بود کہ ترا با من
درین امر مضایقہ نباشد و اگر میدانستم کہ از بیعت من تخلف خواہی کرد ہرگز قبول نمی کردمی اکنون کہ
مردم برمن اتفاق کردہ اند اگر تو نیز با ایشان موافقت نمائی ظن مرا مطابق واقع ساختہ باشی و اگر حالا
توقف کنی و خواہی کہ درین امر تامل تفکر نمائی ہیچ حرجی بر تو نیست پس علی از مجلس برخاست و متوجہ
خانہ خویش گشت انتہی بقدر الحاجتہ ناظرین باتمکین اس عبارت کو غور سے مطالعہ فرماوین
اور حضرت خلیفہ ثانی کی سختی و درشتی کو دیکھیں چونکہ انتزاع خلافت مین یہہ غلاظت انسے واقع
ہوئی تھی اور خود خلافت کے بانی ہوئے تھے جب ہی تو مال اندیشی و مطلبہ نفسانی سے خایف
و ترسان ہوکر گوشہ خمول مین عزلت گزین ہوکر حسرت و افسوس کرتے تھے چنانچہ سابق مین
مذکور ہوا - دیکھی ابوعبیدہ صاف معترف ہی کہ حکومت و خلافت کے آپ لایق ہین اور جو عذر اجماع
و اتفاق صحابہ کا کیا جناب امیر علیہ السلام نے منظور نفرما کر کیسا مسکت جواب ارشاد فرمایا اگر وہ اجماع
جس سے خلافت منعقد ہوئی تھی حجت ہوتا تو جناب امیر علیہ السلام کیون نہ قبول فرماتے اور
اسکے جواب مین یہہ عبارت جس سے صریح عدم استحقاق خلیفہ ثابت ہی ہرگز نفرماتی -
بشیر نے احقیت خلافت و حکومت مانکر جو عذر کیا اور جناب امیر علیہ السلام نے جواب ارشاد
فرمایا اہل مروت غور فرماوین احقر نے جو سابق مین عرض کیا ہے کہ ایسے وقت مین کہ اہلبیت
رنج والم مین مبتلا تھے تجہیز و تکفین مین مشغول تھے موقع پاکر اصحاب باوفا نے خلافت حاصل
کرلی صحیح ہے کہ نہین - جناب امیر سے یہہ کب ہوسکتا کہ بدون غسل و کفن و دفن آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلافت کے لئے جھگڑتے یہہ کام تو یاران باوفا و صحابہ کبار خصوصا

یار غار ہی کا تہا اس عبارت میں یہہ فقرہ ابو بکر صدیق چون دید کہ کلمات علی جملہ محکم و استوار ہر یکے
از ینہا بمقابلہ صد کلمہ بل ہزار است از راہ رفق و مدارا آمد - اہل انصاف غور فرماوین جب خود
خلفا جوابین عاجز و ناچار تھے تو اب حضرات اہل سنت کیا عہدہ برا ہونگے - اس سے افضلیت
و استحقاق خلافت خلیفہ اول از سر تا پا باطل و مضمحل ہو گئے اگر کوئی دلیل ہوتی تو جسطرح
جناب امیر علیہ السلام نے اپنا استحقاق ثابت کر دیا اور اس انصار و مہاجرین کے مجمع سے
کسیکو بھی جواب نہ آیا حضرت خلیفہ اول بھی ضرور بیان فرماتے اور راہ رفق و مدارا سے
جو ایسے ہی غیر مستحق حاکمونکا خاصہ ہے نہ اتے - غرضکہ زیادہ اسمین کیا لکھا جاے اس عبارت سے
جو کیفیت اس خلافت کے ظاہر ہوتے ہی ناظرین خود سمجھہ لینگے حضرات اہل سنت کی تاویلات
بعیدہ سب فضول ہین - صحیح بخاری و مسلم اور دیگر کتب معتبرہ اہل سنت مین بصراحت تمام لکھا ہے
کہ جناب امیر علیہ السلام نے تا حیات جناب سیدہ علیہا السلام بیعت نہین کی اور جب بعد
جناب سیدہ رو داری آدمیون نہ رہی اور امر معروف و نہی منکر بھی نہ ہو سکا تو شریک ہوے
چنانچہ تیسیر الوصول الی جامع الاصول سے جو نہایت معتبر کتاب اہل سنت کی ہے یہہ
روایت نقل ہوتی ہے - حرف الخا کتاب الخلافتہ والامارہ صفحہ ۱۵۵ مطبوعہ کلکتہ مین یہہ
عبارت درج ہے بنظر اختصار مفید مطلب لکھی جاتی ہے * یعنے حضرت عایشہ سے منقول ہے

*عبارتہ ہکذا - وعن عائشۃ رض قالت اتت فاطمہ والعباس رض ابا بکر رض یلتمسان میراثہما من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر رض سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا نورث ما ترکنا صدقتہ انما یاکل آل محمد فی ہذا المال وانی واللہ لا ادع امرا رایت رسول اللہ علیہ وسلم یصنعہ الا صنعتہ انی اخشی ان ترکت شیئا من امرہ ان ازیغ فہجرتہ فاطمہ رض فلم تکلمہ حتی ماتت بعد ستۃ اشہر ودفنہا علی لیلا ولم یوذن بہا ابا بکر رض وکان لعلی وجہ من الناس حیوۃ فاطمہ رض فلما ماتت انصرفت وجوہ الناس عنہ فقال رجل للزہری ولم یبایعہ علی ستۃ اشہر فقال لا واللہ ولا احد من بنی ہاشم فلما رای علی رض انصراف وجوہ الناس عنہ ضرع الی مصالحۃ ابی بکر رض الخ -

انہون نے کہا کہ حضرت فاطمہ و عباس ابوبکر کے پاس آے رسول اللہ سے اپنی میراث چاہتی تھے
ابوبکر نے کہا مینے رسول اللہ کو سنا ہی کہ فرماتے تھی ہم ورثہ نہین پاتے جو کچھ چہورتے ہین صدقہ ہوتا ہے
اس مال مین آل محمد ہی کہانگے اور قسم خدا کی مین وہ کام نہین چہورونگا جو رسول اللہ کو کرتے دیکھا ہے
مین وہی کرونگا مین ڈرتا ہون کہ اسکے امر سے کچھ چہوڑ دون - پس حضرت فاطمہؑ نے انسی جدائی
اختیار کی اور انسے کلام نکی یہانتک کہ انتقال فرمایا چہ ماہ کے بعد پس حضرت علی نے انکو رات کو
دفن کیا اور ابوبکر کو انکی خبر نکی اور حیات حضرت فاطمہ مین حضرت علی کے لئے آدمیو نمین کچھ وداری
تھی جب حضرت سیدہ نے انتقال فرمایا تو آدمیونکے منہہ انسے پھر گئے - کسینے زہری رح سے کہا اور
علی نے چہ ماہ تک ابوبکر کی بیعت نکی اسنے کہا نہین قسم خدا کی اور نہ بنی ہاشم مین سے کسینے جب
حضرت علی نے ادمیونکا پہرنا دیکھا تو ابوبکر کی مصالحت کی لئے ضراعت کی الخ - اگرچہ اسمین بہت
کچھ گفتگو ہوسکتی ہے خلیفہ صاحب نے صریح حدیث ثقلین کے برخلاف ارشاد فرمایا ہے رسول
علیہ السلام تو اہلبیت کو قران کے برابر فرمائین اور قیامت تک عدم افتراق کی شہادت دیں
تو معاذ اللہ وہ خلاف فعل رسول کرین اور حضرت خلیفہ جو انکے تمسک کے مامور ہین وہ رسول اللہ
کے موافق اس مال مین عمل فرمادین مگر یہہ موقع اس تعرض کا نہین اس سے اغماض کرکے
اصل مطلب لکھا جاتا ہی کہ اگر یہہ اجماع درست تہا اور خلافت صحیح تھی تو جناب امیر علیہ السلام اور
کل بنی ہاشم چھہ ماہ تک کیون نہ شریک ہوے - اللہ جل شانہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول
اولی الامر منکم فرماتا ہے - پیغمبرؐ کا ارشاد ہے کہ من لم یعرف امام زمانہ مات میتةً جاہلیة
اگر امام وقت حضرت ابوبکر تھے تو جناب سیدہ انسے غضبناک انتقال فرماگین اطاعت تو کیسی
انکا کیا حال ہوگا جناب امیر علیہ السلام و کل بنی ہاشم نے چھہ ماہ تک بیعت نفرمائی اور جو
شریک ہوتے تو اسکی وجہ بھی لکھی ہے کہ وجوہ ناس کا انصراف ہوگیا ورنہ اس خلافت بلکہ
ہر سہ خلافتو سے ہمیشہ ناخوش رہے چنانچہ آخر مین جو تقریر بحث اسمین ہوئی اور شرح مقاصد
مین لکھی ہی یہہ ہے - دفی ادسال ابی بکر عمر و ابا عبیدۃ الجراح الی علی رسالة لطیفة رواتہا

الثقات باسناد صحیحة تشتمل علی کلام کثیر بین الجانبین وقلیل غلظة من عمر علی وان علیا جاء علیهما ودخل فیما دخلت فیه الجماعة وقال حین قام عن المجلس بارک الله فیما ساءنی وسرکم یعنی اور بہیجے ہین ابوبکر کے عمر وابوعبیدہ کو طرف علی کی بہیجنا لطیف ہے کہ اسکو معتمدین نے اسناد صحیحہ سے روایت کیا ہے شامل ہے ہر دو جانب کی بہت سی باتونپر اور تہوڑی سی سختی جانب عمر وعلی سے اور علی آئے ان دونونکے پاس اور داخل ہوئے جس جگہ کہ داخل ہوئی جماعت اور جسوقت کہ کہڑے ہوئے مجلس سے علی نے کہا برکت دی خدا تمکو اس چیز مین کہ اندوہ گین کیا مجکو اور خوش کیا تمکو۔ اب حضرات اہل سنت اپنے دلمین سوچین عقل وانصاف سے کام لین کہ اگر یہہ خلافت حق وراشدہ بہی اور جناب امیر اسکو اپنا حق نجانتے تہے تو یہہ باتین یہہ سختیان کیون ہوئین حضرت امیر صاف فرماتے ہین کہ مجکو اندوہ گین اور تمکو خوش کیا۔ چونکہ بفرمان واجب الاذعان جناب رسول ایزد منان علی مع القران والقران مع علی لن یفترقا حتی یردا علی الحوض وعلی مع الحق والحق مع علی اور الحق حیث دار ولفحواے حدیث تمسک ثقلین جناب امیر کا کوئی قول وفعل ہرگز قران سے جدا نہین اس خلافت نے جب انکو خوش کیا تو ہرگز حق نہین ہوسکتی اور ہم جو انکے تمسک کے مامور ہین ہرگز اس سے خوش نہین ہوسکتے۔ اسی پر منحصر نہین جناب امیر علیہ السلام بوضاحت تمام فرماتے ہین کہ خلافت میرا حق تہا چنانچہ کتاب استیعاب مین کہ اہل سنت کی کتب معتبرہ مین سے ہے رفاعہ بن رافع کے ترجمہ مین لکہا ہے۔ ذکر بن شیبه عن المدائنی عن ابی صحیف عن جابر عن الشعبی قال لما خرج طلحه والزبیر کتبت ام الفضل بنت الحارث بخروجهم فقال علی العجب لطلحة والزبیر ان الله عز وجل لما قبض رسوله قلنا نحن اهله واولیاؤه فلا ینازعنا سلطانه احد فابی علینا قومنا فولوا غیرنا وایم الله لولا مخافة الفرقة وان یعود الکفر ویبور الدین لغیرنا فصبرنا علی بعض الالم ثم لم نحمد الله الا خیرا ثم وثب الناس علی عثمان فقتلوه ثم بایعونی ولم استکره احدا وبایعنی طلحه والزبیر ولم یصبرا شهرا واحدا کاملا حتی خرجا الی العراق ناکثین اللهم فخذهما لفتنتهما للمسلمین

شعبی سے روایت ہے کہا اسنے کہ جب طلحہ اور زبیر نے خروج کیا تو ام الفضل حارث کی بیٹی نے انکے
خروج کا حال لکھا پس حضرت علیؑ نے کہا کہ طلحہ اور زبیر پر تعجب ہے تحقیق اللہ تعالی نے جب اپنے رسولؐ
کی روح قبض فرمائی تو ہمنے کہا ہم اہل اور وارث اسکے ہین اسکے سلطان یعنی حکومت مین ہم سے
کوئی نزاع نکریگا پس ہماری قوم نے ہم پر انکار کیا اور ہمارے غیر کو والی کر دیا اور خدا کی قسم اگر مفارقت
اور اس امر کا خوف نہ ہوتا کہ کفر عود کرے اور دین ہلاک ہو تو البتہ ہم متغیر کر دیتے پس بعض الم پر صبر سے بعد اسکے
بحمد اللہ ہمنے خیر کی سوا نہ دیکھا بعد اسکے آدمی عثمان پر کود ے پس قتل کیا اسکو پھر مجھسے بیعت کی اور مینے
کسیکو مجبور نکیا تھا اور طلحہ اور زبیر نے مجھسے بیعت کی اور انہون نے ایک ماہ کامل صبر نکیا یہانتک
کہ نکلے وہ عراق کی طرف درحالیکہ توڑنے والے تھے میری بیعت کے لے خدایا پس گرفتار کر تو انکو
انکے مسلمانونکے قتل کرنے کے سبب سے انتہی - اور ایسی ہی عقیلی نے کہ محدثین اہل سنت سے ہے ابو طفیل عامر
بن واثلہ سے روایت کی ہے - بخوف طوالت صرف ترجمہ لکھا جاتا ہے حاصل اسکا یہہ ہے کہ راوی کہتا ہے کہ
بروز شوری مین دروازہ پر تھا کہ آوازین بلند ہوتین مینے علی کو سنا کہتے تھے آدمیون نے ابو بکر کی بیعت کی
اور خدا کی قسم بہ نسبت اسکے مین بھتر اور زیادہ لایق تھا خلافت کے لئے - پس آدمیونکے کفر کیطرف پھر جانے
اور اس خوف سے کہ بعض انکا بعض کی گردن تلوار سے ماریگا مینے سنا اور اطاعت کی بعد اسکے آدمیون نے عمر کی
بیعت کی اور خدا کی قسم بہ نسبت اسکے مین خلافت کیلئے بھتر اور زیادہ لایق تھا اسوقت بھی اسی خوف سے کہ آدمی
کفر کی طرف پھر جائنگے اور بعض انکا بعض کی گردن تلوار سے ماریگا مینے سنا اور اطاعت کی - بعد اسکے
تم ارادہ کرتے ہو کہ عثمان کی بیعت کرو اسوقت بھی مین سنتا ہون اور اطاعت کرتا ہون تحقیق کہ عمر نے کر دیا
مجکو پانچ آدمیون میں کہ چھٹا انکا مین ہون - نہین جانتا کبھی فضیلت کو میری صلاح مین اور نہ وہ جانتے ہین گویا مین
فضیلت ہی نہین رکھتا اور سبکے برابر ہون اور خدا کی قسم اگر چاہون کلام کرون تو انکے عربی عجمی
معاند اور مشرک کو طاقت نہین کہ کسی فضیلت کو اسمین سے رد کر سکے اور میری فضیلت
کو نسخ کرے - یہہ روایت لسان المیزان ابن حجر اور کتب دارقطنی میں بطریق متعددہ لکھی ہے جسکا دل
چاہے دیکھ لے - اگر ان کلمات طیبات جناب امیر علیہ السلام پر گفتگو کرین اور انکی شرح مین کچھہ

لکھیں تو بہت طول ہوتا ظاہر ہے منصف خود اصل حال معلوم کر سکتا ہی - اور روضۃ الاحباب مین لکھا ہی
کہ جس وقت عثمان کی ہاتھہ پر بیعت کرنے کو لوگون نے متفق ہوکر حضرت علی سے کہا تو - شاہ عرصہ ولایت
فرمود بخدا سوگند کہ شما میدانید کہ احق بخلافت کیست و میدانم بمقتضاے علم خود عمل نمی نمائید بنابر اغراض
و مصالح دنیوی خود - واللہ کہ مسلم داشتم این امر را بر غیر خود زیرا کہ میدانم کہ سلامت مسلمانان درین تنزل
و تسلیم است چہ درین تسلیم حیف خاصہ بر من است نہ بر اسلام و مسلمانان - ترک مناقشہ کردم طلبا
للخیر الموجود با عثمان بیعت فرمود انتہی - اور نیز اسی روضۃ الاحباب مین لکھا ہی - ہنگامیکہ مسند خلافت
ظاہری را بلبس اقدام برکت التیام شرف بخشیدند ارشاد کردند الحمد للہ علی احسانہ قد رجع الحق الی مکانہ
اسی احقیت اور سابقین کی ناحق تصرف کی اس سے بڑھکر اور کیا تصریح ہوسکتی ہے - الحاصل جب اہلبیت
اطہار علیہم السلام کا جو شفیق ثقلین مین یہہ حال ہو کہ جناب سیدہ ملاقات تک ترک فرماکر غضبناک
اس جہان سے انتقال فرماتین اور جناب امیر علیہ السلام کا یہہ ارشاد سراسر رشاد ہو تو یہہ خلافت
مغصوبہ اسکی غصب کی تصریح جناب امیرؑ کے ان اقوال سے بلکہ خود خلیفہ ثانی کے قول سے ظاہر و عیان
ہی ہرگز راشدہ و صحیح نہین ہوسکتی اور کوئی عاقل جسمین کچہہ بھی دینداری و اتباع جناب رسالت پناہی
و تمسک ثقلین ہوگا اس خلافت کو خلافت حقہ و راشدہ و جزو نبوت نہین کہہ سکتا - چونکہ بخوبی
ثابت اور اظہر من الشمس ہوگیا کہ خلافت خلفاء ثلثہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ اپنی اصول موضوعہ
حضرات اہل سنت ثابت نہین کرسکتے بلکہ اسکا اثبات خود صدیق و فاروق کے قول کا مکذب ہی اور کوئی دلیل اس
خلافت پر نہین رکھتی تو ناچار بعض آیات اعجاز غایات کے ظاہری معانی سے بدون امعان نظر تمسک ہوتے
ہین کہ مدح مہاجرین و انصار و مومنین صالحین مین نازل ہوئے ہین یا اللہ جل شانہ نے اپنے رسول مقبول
و مومنین صالحین کی مدد و یاری اور اسلام کی تسلط و غلبہ کا وعدہ فرمایا ہی چنانچہ یہہ آیہ استخلاف بھی اسی
قبیل سے ہی - مجمل جواب اسکا گذر گیا اب کسیقدر مفصل لکھا جاتا ہی مگر اصل مطلب لکھنے سے پہلے بصد عجز
و نیاز اپنے حضرات مخاطبین سے عفو کا خواستار ہون خدا شاہد حال ہے و کفی باللہ شہیدا کہ میری یہہ غرض
ہرگز نہیں کہ کسیکو ملول دکہاؤن یا رنجیدہ خاطر ہون نہ بار خاطر اور یہی وجہہ تھی کہ زبانی گفتگو مین اشارہ

دکنایہ سے جواب عرض کرتا تھا میرے شفیق نے میری لحاظ و مروت کا کچھ خیال نفرمایا اور دوستانہ گفتگو کا
مخالفانہ رسالہ چھاپ دیا مجھکو بھی بپاس خاطر احباب اسکا جواب لکھنا پڑا ہر چند کہ حتی المقدور اب بھی اشارہ و کنایہ
مین ہی مطلب ادا کرونگا مگر چونکہ معاملہ مذہبی ہے اگر حضرات کی خاطر پر گران گذرے تو عنداللہ معاف
فرماوین - پس واضح رائے اولی الالباب ہو کہ اس آیہ کریمہ مین اللہ جل شانہ مومنین صالحین سے استخلاف یعنے
تصرف فی الارض کا وعدہ فرماتا ہی اور حال یہہ ہی کہ اُس زمانہ مین تین قسم کے آدمی موجود تھے ایک تو کامل مومن
دوسرے مومن محض تیسرے وہ لوگ کہ جلب نفع و دفع ضرر کے لئی زبان پر کلمہ جاری کیا اور بظاہر مسلمان
کہلائے چنانچہ کتاب اللہ مین ان ہر سہ اقسام کے لوگونکا ذکر ہے اور اس تیسری قسم کے مذمت مین نہایت
ہی مبالغہ فرمایا ہی اور لطیف مثالونمین یہہ مضمون ارشاد ہوا ہے اور انکی نکات کتب تفاسیر فریقین مین
مفصل و مشرح مذکور ہین - اس تیسرے گروہ کا ایمان ناقص تھا گو بسبب اسلام ظاہری کے فوائد دنیوی سے
متمتع ہوئے اور مال غنیمت و زکوۃ پایا و جان و مال اپنا بچایا مگر در اصل گمراہی مین گرفتار رہی یہہ ہی ناقص ایمان
والے منافقین امت تھی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمرہ مین داخل تھی - جیسا کہ نووی نے شرح
مسلم مین لکھا ہے کہ انھم کانوا معدودین فی الصحابہ یجاھدون معہ اما حمیۃ او لطلب الدنیا
یعنے منافقین امت صحابہ رسول خدا مین معدود تھے اور آنحضرتؐ کے ہمراہ جہادونمین یا تو حمیت سے یا طلب
دنیا کے لئے شریک ہوتی تھے - جب یہہ ثابت ہو گیا کہ صحابہ رسول خدا مین مومنین منافقین ہر دو داخل
و شامل تھے تو چاہیے کہ حسب آداب مناظرہ جن لوگونکی خلافت اس آیت استخلاف سے ثابت کرنا چاہتے ہین
اول انکو داخل خطاب ثابت کرین اور ہمکو محض منع یعنی انکار ہی کافی ہے - مگر تاہم اپنی مطلب کے تائید مین
بنظر اختصار کچھہ لکھا جاتا ہی - حق تعالے قران مجید مین فرماتا ہی یا ایھا الذین امنوا من یرتد
منکم عن دینہ الآیہ اور دوسری جگہ فرمایا ہی و من یرتدد منکم عن دینہ فیمت وھو کان
بعض صحابہ کا مرتد ہو جانا خود رسول خدا صلعم نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہی چنانچہ صحاح اہل سنت مثل
بخاری وغیرہ مین لکھا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن کچھہ آدمیونکو حوض کوثر سے ملایکہ
ہانکتی ہوئی دوزخ مین لیجاینگے مین کہونگا کہ انکو کہان لیجاتے ہو یہہ تو میرے اصحاب ہین اسوقت

میرے جواب مین کہینگے کہ انک لاتدری ما احدثوا بعدک لم یزالوا مرتدین علی اعقابھم منذ فارقتہم یعنے
تحقیق تو نہین جانتا ہے کہ جو کچھہ بعد تیرے دین مین احداث کیا جب سے تو نے مفارقت کی ہے
وہ ہمیشہ مرتد اور اپنی پاشنو نپر پھر جانے والے رہے ہین۔ اور حضرات اہلسنت مالک بن
نویرہ وغیرہ کا جو ارتداد مدعی ہین انکا ارتداد ثابت نہین خود حضرت خلیفہ ثانی کے نزدیک ہی انکا قتال
خلاف شرع تہا چنانچہ مجملاً حکایت تذکرۃ خواص الامتہ مین لکہا گیا ہے کہ وہ سبا باحتی کہ زوجہ مالک جس کو خالد
بن ولید نے بیوی بنایا تہا بعد اسکے کہ اُس سے اولاد ہوئی رد کیا۔ کتاب موطا مالک کی جلد ثانی
مین جہان رسول خدا صلعم شہدا احد کا ذکر فرما رہے تہے اور خلیفہ اول نے عرض کیا کہ کیا ہم شہدا احد کے
بہائی نہین ہم اسلام لاتے جیسا کہ وہ اسلام لائے اور ہمنے جہاد کیا جیسا کہ انہون نے جہاد کیا آنحضرت نے
جواب مین فرمایا بلی ولکن لا ادری ما تحدثون بعدی۔ یعنی کیون نہین لکن مین نہین جانتا کہ
میرے بعد کیا احداث کروگے۔ حضرت ابوبکر روئے اور پھر روے اور کہا کہ کیا ہم باقی رہینگے آپکے بعد
روضۃ الاحباب میں لکہا ہے کہ پیغمبر خدا صلعم از علیؑ وصیت فرمودہ بودند کہ یا علی بعد از من بسے امور مکروہہ
بتو خواہند رسید باید کہ تنگدل نشوی وطریق مصابرت پیش گیری وچون بینی کہ مردم دنیا را اختیار کردہ اند
تو آخرت اختیار کنی انتہی۔ غور کا مقام ہے کہ وہ دنیا کونسی تھی جسکے بابمین آنحضرتؐ وصیت فرماتے ہین
آنحضرتؐ نے صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا ہے۔ ستحرصون علی الامارۃ ستکون لکم ندامۃ یوم القیامۃ
اس وصیت اور اس حدیث کو ملا کر نتیجہ نکالئے۔ حق تعالے قرآن شریف مین فرماتا ہے تریدون عرض
الدنیا الایۃ اسکی شان نزول کو اپنی تفاسیر مین ملاحظہ فرمائے۔ وفی المشکوۃ عن ابی ذر قال قال
رسول اللہ کیف انتم والائمۃ بعدی لیستاثرون بھذا الفئی قلت اما والذی بعثک بالحق اضع
سیفی علی عاتقی ثم اضرب حتی الحقک قال افلا ادلک علی خیر من ذلک تصبر
حتی تلقانی رواہ ابوداود انتہی۔ یعنی اے ابوذر کیا کروگے تم جس وقت کہ میرے بعد ایسے
ایمہ ہونگے کہ زکوۃ فی کے مال کو اپنے واسطے اختیار کرینگے ابوذر نے عرض کیا کہ اُس خدا کی قسم جس نے
آپکو بحق مبعوث کیا ہے کہ مین اپنی تلوار کندہے پر رکہونگا اور مارونگا یہانتک آپسے ملون آنحضرتؐ

فرمایا کہ مین تجکو اس سے بہتر بات بتاتا ہون تم صبر کرو یہانتک کہ مجھسے ملاقات کرو۔ غور کرنا چاہیی کہ وہ
امیر جنکی ایسی باتو پر صبر کرنیکو آنحضرت نے فرمایا حضرت ابوذر کے عہد مین کون تھے۔ اور اس قسم
کا معاملہ حضرت ابوذر سے کسکے زمانہ مین ہوا۔ اور نیز صحیح مسلم مین ہے۔ عن حذیفہ قال قلت
یارسول اللہ انا کنا بشر فجاء اللہ بخیر فنحن فیہ فہل من وراء ھذا الخیر شر قال نعم قلت ھل وراء ذلک
الخیر شر قال نعم قلت ھل وراء ذلک الخیر شر قال نعم قلت کیف قال یکون بعدے
ائمۃ لا یھتدون بھدای ولا یستنون بسنتی وسیقوم فیہم رجال قلوبہم قلوب الشیاطین فی جثمان
انس قال قلت کیف اصنع یارسول اللہ ان ادرکت ذلک قال تسمع وتطیع وان ضرب ظہرک
واخذ مالک فاسمع واطع۔ یعنی حذیفہ سے منقول ہے کہ مینے رسول خدا کی خدمتمین عرض کیا کہ ہم
لوگ ایک شر مین تھے کہ خداوند تعالی نے ایک خیر لایا ہم اسمین ہین کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہے حضرت نے
فرمایا کہ ہان پس حذیفہ نے تعجبانہ یہی سوال تین دفعہ کیا اور حضرت نے ہر مرتبہ یہی فرمایا کہ ہان بعد اس خیر کے
شر ہے۔ پس حذیفہ نے دریافت کیا کہ وہ شر کیونکر ہوگا آنحضرت نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے امام ہونگے کہ میری
ہدایت پر نہ رہینگے اور میری سنت پر نچلینگے اور قریب ہے کہ قایم ہون انمین ایسے آدمی کہ انکے دل شیاطین کے
ہونگے آدمیونکے جسمونمین کہا حذیفہ نے کہ مینے عرض کی کہ اگر مین اسوقت کو پاؤن تو کیا کرون یارسول اللہ
حضرت نے فرمایا کہ سن اور اطاعت کر اور اگرچہ تجکو مارین اور تیرا مال چھین لین تب بھی تو سن اور
اطاعت کر۔ یہہ حدیثین جسطرح خلفاء جور کی خلافت پر دلالت کرتے ہین اسیطرح تقیہ کے حکم
پر بھی دلالت کرتے ہین۔ اور بہت سی احادیث اسی مضمون پر متضمن وارد ہین کہ جو کچھہ امم سابقہ مین
قوم بنی اسرائیل مین ہوا وہ سب کچھہ اس امت میں ہوگا اور جناب امیر علیہ السلام کا مرتبہ ہارونی
ثابت ہے ضرور ہے کہ مخبر صادق کی پیشین گوئی واقع ہو۔ کتاب ملل ونحل جو اہلسنت کی معتبرہ کتب
مین سے ہے اسکے اوایل مین شبہات ملت اسلامیہ مین مذکور ہے۔ ان شبہاتھا انشعابات من
شبہات منافقی زمن النبی اذ لم یرضوا بحکمہ فیما کان یامر وینہی الخ۔ یعنی کل شبہات
ملت اسلامیہ زمانہ رسول خدا کے منافقین کے شبہات سے پیدا ہوئے کہ جسے وہ منافقین

آنحضرت کے حکم سے راضی نہ ہوتے جسمین کہ وہ امر دنیوی فرماتے تھے۔ اسکے بعد چند مثالین بیان کی ہین منجملہ انکے اِس منافق کا قصہ ہے کہ جسنے جناب رسول خدا کو تقسیم غنائم میں عبادًا باللہ بے انصافی متہم کیا اور کمال وقاحت سے آنحضرت کے برروکہا کہ اعدل یا محمد فانک لم تعدل یعنی اے محمدؐ انصاف کرو کہ آپنی تقسیم مین انصاف نہین کیا اور آنحضرت نے کمال خلق سے جوابمین اسیقدر فرمایا کہ ویحک ان لم اعدل فمن یعدل۔ یعنی تجبر وائے ہو اگر مین انصاف نکرونگا تو کون انصاف کریگا۔ صحیح مسلم و بخاری ہین ہے کہ بعض اصحابہ نے اجازت چاہی کہ اُس منافق کو قتل کرین آنحضرت نے فرمایا دعہ لایتحدث الناس ان محمد ایقتل اصحابہ یعنے اسکو چھوڑ دی تاکہ لوگ نہ کہین کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہین —— یاد رہی کہ اس منافق کو بھی آنحضرت نے اصحاب مین شمار فرمایا ہے۔ اس منافق کے ذکر کے بعد صاحب ملل و نحل فرماتے ہین کہ جناب رسُول خدا پر اس منافق کا معترض ہونا اسلئی تہا کہ آپنے قیاس و استحسان عقلی کو نص کے مقابل جاری کیا یعنے جسطرح شیطان نے مقابل حکم خدا سجدہ آدم اپنی عقل کو دخل دیا اور حکم خدا نمانا اسیطرح منافقین بھی حکم رسول خدا پر راضی نہ ہوتے تھے اور نصوص صریحہ کے مقابل اپنی عقلونکو دخل دیتے تھے۔ پھر صاحب ملل و نحل فرماتے ہین کہ فہذا اماکان فی زمانہ وہو علی شوکۃ و قوتہ و صحۃ بدنہ والمنافقون یخادعون فیظہرون الاسلام ویبطنون النفاق۔ یعنی منافقین کا یہہ حال تہا آنحضرت کی زمانہ مین جبکہ وہ حضرت شوکت و قوت اور صحت بدنی پر تھے۔ اور منافق خدع کرتے تھے اور اسلام کو ظاہر کرتی تھے اور نفاق کو دلمین چھپائے ہوئے تھے۔ انتہے۔ الحاصل جب بقول صاحب ملل آنحضرت کی حالت صحت و قوت مین منافقین کا یہہ حال تہا کہ انکے احکام سے سرتانی کرتے تھے تو قیاس کرنا چاہیے کہ حالت ضعف و مرض ہین اور بعد آنحضرت کے بدرجہ اولی سرتانی کی ہوگی چنانچہ صاحب ملل و نحل نے ان مخالفتونکا بھی ذکر کیا ہے کہ جو آنحضرت کی مرض مین واقع ہوئی یعنے تخلف جیش اسامہ و منع دوات و قرطاس لکھتے ہین۔ لیکن بسبب اپنی حسن ظنی کے شبہات منافقین کے بعد اختلافات مرض و بعد وفات کے نقل کرنے سے پہلی انکو اختلافات اجتہادی قرار دیا ہے حالانکہ یہہ اجتہادات بھی

مثل اجتہادات سابقہ صریح نص کے مقابل تھے۔ محققین اہل سنت کا بھی یہہ ہی مذہب ہے کہ ہذیان آنحضرت پر جایز نہین ہذیان کے تہمت لگانیوالونکی نسبت اور تو کچھہ نہین کہہ سکے مگر اسقدر تو کہہ گئے ہین کہ وہ مسلمان قریب عہد اور آنحضرت کے مرتبہ سے جاہل تھے چنانچہ عینی شارح بخاری نے اسکی تصریح کی ہے آخر کتاب مغازی و باب مرض النبی مین عبارت یہہ ہے* مطلب یہہ ہے کہ کتاب جہاد مین ہجر بدون ہمزہ اور کشمیہنی کی روایت مین اس جگہ لفظ ہجر مکرر واقع ہے۔ اور عیاض نے ہجر کے معنی افحش لکھے ہین جب آدمی بہکتا ہے تو کہا جاتا ہے ہجر الرجل یعنے آدمی بہکا۔ مین کہتا ہون کہ ایسے لفظ کی نسبت نبی کی کیطرف جایز نہین ہے کیونکہ اس فعل کا وقوع آنحضرت سے محال ہے اسلیے کہ وہ ہر حال صحت و مرض مین معصوم ہین خداوند تعالے کے اس قول سے وما ینطق عن الہوی یعنی وہ ہوا سے نہین بولتا ہے۔ اور آنحضرت کے اس قول کے موافق تحقیق مین غضب و رضا مین سوا حق کے نہین بولتا ہون اس جگہہ بہت گفتگو کی ہے مفید نہین ہوئی۔ اور مناسب یہہ ہے کہ کہا جاے کہ جن لوگون نے ماشانہ اہجر ہجر مع ہمزہ یا بدون ہمزہ کے کہا وہ اسلام کے قریب عہد تھی یعنے نو مسلمان تھے وہ نہین جانتے تھے کہ یہہ قول نبی کے حق مین لایق ہے کہ نہین

---

*فی کتاب الجهاد هجر بدون الهمزة وفی روایة الکشمیهنی هنا هجر هجر رسول الله بتکرار لفظ هجر وقال عیاض معنی هجر افحش ویقال الرجل اذا هذی اهجر قلت نسبة مثل هذا الی النبی لا یجوز لان وقوع مثل هذا الفعل عنه علیه الصلوة والسلام مستحیل لانه معصوم فی کل حالته فی صحته ومرضه لقوله تعالی وما ینطق عن الهوی ولقوله انی لا اقول فی الغضب والرضا الا حقا وقد تکلموا فی هذا الموضع کثیرا واکثره لا یجدی نفعا والذی ینبغی ان یقال الذین قالوا ما شانه اهجر او هجر بالهمزة وبدونه هم الذین کانوا قریبی العهد بالاسلام ولم یکونوا عالمین بان هذا القول لا یلیق فی حقه لانهم ظنوا انه مثل غیره من حیث الطبیعة البشریة اذا اشتد الوجع فیهم تکلم من غیر تحریر فی الکلام الخ

اسلئے انہون گمان کیا نبی کو مثل انکی غیر کی بشریت کی طبیعت کی جہت سی جب انمین درد سخت ہو تو ایسی باتین کرتے ہین - اس عبارت سے کئی فایدے حاصل ہوتے - اول یہہ کہ ہجر کے معنی ہذیان ہین - دوم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم حال صحت ومرض مین فحش وہذیان کہنے سے معصوم ہین سوم آیہ کریمہ ومانیطق عن الہوے اسپر دلالت کرتی ہی کہ پیغمبر خدا کے تمام اقوال وحی ہین ورنہ شارح کا استدلال امتقاے ہذیان پر صحیح نہ ہوتا - چہارم یہہ کہ اہلسنت نی جوکچہہ گفتگو اس موقع پر کی ہے کچہہ نافع نہین - پنجم یہہ کہ اس قول کے قائل تو مسلمان تھے اور انحضرت کے مرتبے نہین جانتے تھے اور ہمارے اس موقع پر اصلی غرض یہہ ہے - کیونکہ یہہ بات بخوبی ثابت ہوگئی ہی کہ حضرت خلیفہ ثانی جو بلاشبہہ اس قول کے قایل تھے (بلکہ شارح شقاد غیرہ نے یہہ کلمہ کہاہے کہ ان الرجل یہجر یعنے آدمی بہکتاہے - اور سبط ابن جوزی نے امام غزالی سے کتاب سر العالمین وکشف ما فی الدارین سے تذکرۃ الخواص الامتہ میں اسی حکایت کے ذیل مین جو بحث اجماع مین گذری ہے یہہ قول نقل کیاہے قال ولما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قبل وفاتہ بیسیر ائتونی بدوات وبیضا لاکتب لکم کتابا لا تختلفوا فیہ بعدی فقال عمر دعوا الرجل فانہ لیہجر - یعنی امام غزالی صاحب نے کہاکہ جب رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا تو اپنی وفات سی کچہہ پہلے فرمایا کہ لاو میرے پاس دوات اور سفید یعنی کاغذ تاکہ تمہارے لئے ایسی کتاب لکہون کہ میرے بعد اسمین اختلاف نکرو پس عمر نے کہا چہوڑ دو مرد کو تحقیق وہ بہکتاہے) مرتبہ نبوت کے شناسانہ تھے پس اکابر وخواص صحابہ سے جو اہل حل وعقد سے مراد ہے خارج ہوے اور چونکہ خلیفہ اول کی خلافت کے وہی بانی تھے اسلئے وہ خلافت صحیح نرہی - غرضکہ قصد احراق بیت جناب سیدہ وغصب فدک وخلافت ومنع قرطاس وتہمت ہذیان ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا نکالنا و دیگر صحابہ جلیل القدر کا مارنا انکو ذلیل کرنا اور وہ بدعتین جو بنام اولیات مشہور ہین ایمان صحیح اور عمل صالح کی ساتھ جمع نہین ہوسکتین - دوم اگر آیہ استخلاف سے وہ مراد ہی جو حضرات اہل سنت لیتے ہین تو لازم آئے کہ یا تو پیغمبر خدا اس آیہ کریمہ کی تفسیر نجانتے تھے یا عمدا اس مضمون کو چہپایا اور لازم

باطل ہے پس ملزوم بھی باطل ہو گا۔ تفصیل اسکی یہہ ہے کہ اگر آیہ استخلاف سے خلفاء ثلثہ کا استخلاف
مراد ہو تو یہہ امر دو صورت سے خالی نہ ہو گا یا تو یہہ کہ رسول خدا کو معلوم تہا یا نہ تہا دوسرے شق تو بدیہی
البطلان ہے کیونکہ یہہ محال ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے رسول پر ایک آیت نازل فرمائی اور رسول نے
اسکے معنی نہ سمجھے اسلئے کہ اس صورت مین اللہ جل شانہ کا فعل عبث اور رسول کا جہل لازم آتا ہے اور یہہ
محال ہے۔ اور اگر معلوم تہا تو پہر بہی دو صورت سے خالی نہین یا تو اس مضمون کو صحابہ سے ارشاد
فرمایا یا نہین۔ شق اول باطل ہے کیونکہ اگر صحابہ کو ارشاد فرماتے کہ اس استخلاف سے مراد استخلاف
خلفاء ثلثہ ہے اور خداوند تعالے میرے بعد میرا خلیفہ واجب الاطاعت انکو کرے گا تو انصار اور
خاندان رسالت و عترت ثانی ثقلین خصوصاً سیدہم و اعلمہم یعنی جناب امیر علیہ السلام و دیگر
صحابہ جلیل القدر مثل حضرت سلمان فارسی وغیرہ رضی اللہ عنہ کے مخالفت و جناب سیدہ کی تا بیست
مہاجرت اور انکا غضب ہرگز نہ ہوتا۔ معہذا لازم اتا ہے کہ خلفاء ثلثہ کی خلافت پر نص کے ہوا اور
یہ محل دلایل قاطع سے ثابت ہو گیا ہے کہ جناب رسالت مآب نے انکی خلافت پر نص نہین
فرمائی بلکہ صراحۃً اعراض فرمایا ہے چنانچہ سابق مین اصل حدیث اکام المرجان کی گذر چکی اور خود
حضرات اہل سنت بھی مقر ہین کہ انکی خلافت منصوص نہین حضرت خلیفہ ثانی کا قول مشہور ہے
ان لم استخلف فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یستخلف وان استخلف فان ابابکر
استخلف اور شاہ عبد العزیز صاحب باب امامت تحفہ مین فرماتے ہین کہ خلفاء ثلثہ نزد اہل سنت
معصوم و منصوص علیہ نہین ہین چنانچہ سابق مین گذر چکا ہے۔ اور شق ثانی یعنے آنجناب اس آیت
سے انکی خلافت جانتے تھے مگر عمداً ارشاد نہین فرمایا یہہ بھی باطل ہے کیونکہ یہہ بات بھی دو صورت
سے خالی نہ ہوگی یا تو صحابہ نے اس آیت کے معنی دریافت کیے اور آنحضرت نے ارشاد نفرمائے یہہ
صریح باطل ہے یا یہہ کہ صحابہ نے استفسار ہی نفرمائے اگرچہ یہہ بات نہایت ہی دور از فہم ہے
سکتے ہین کہ گو صحابہ استفسار نکرتے لیکن آنحضرت کی شفقت و رحمت اسکے مقتضی تہی کہ
تو اس آیت کا مضمون سمجہاتے اسکا مصداق بتلاتے جاہل و نادان نرہنے دیتے کیونکہ وہ

حضرت خلق کی ہدایت و احکام الٰہی کے تبلیغ کے لئے ہی مبعوث ہوئی تھی اور اس خبر کا پہونچانا اور اس آیت کا
مصداق بتلانا تو ضروری تہا کہ خلیفہ رسول کی صحت خلافت کا اقرار اور انکی اطاعت لازم تھی چنانچہ صاحب
تحفہ فرماتے ہین کہ حق تعالے نے منکر خلافت ثلثہ کو فاسق کہا ہے۔ پس آنحضرت صلعم لازم تہا کہ خلق کو آگاہ
فرماتے خصوصًا اپنے خاندان کو ہدایت کرتے کہ اس آیت کے موجب خلفاء ثلثہ میرے خلیفہ ہونگے اور انکی خلافت
کا انکار فسق ہے تاکہ انصار و صحابہ دیگر و خاندان رسالت اس خلافت کا مرتکب نہ ہوتا۔ وانذر عشیرتک
الاقربین فرمان الٰہی قران شریف مین موجود ہے تعجب تو یہہ ہے کہ آنحضرت نے اپنی اہل کو بھی اس
حکم الٰہی سے آگاہ نفرمایا۔ سوم متنازعہ فیہ خلافت اصطلاحی یعنے نیابت رسول ہے اور اس آیت
سے جمیع مومنین صالحین کا استخلاف ثابت ہے اور جس خلافت کا اثبات منظوری وہ عام مومنین
کے اتفاقا ثابت نہین پس بدون دلیل کے تخصص کرنا اصل و ظاہر کے خلاف ہے۔ چہارم اہل سنت
کی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ آیت انصار کے حق مین نازل ہوئی ہے اور خلافت و امامت
بقول خلیفہ اول سوائے قریش کسیکا حق نہین چنانچہ بحث اجماع مین بخاری کی روایت گذر چکی
تفسیر در منثور مین اسی آیت کے تحت مین مسطور ہے۔ اخرج ابن المنذر والطبرانی فی الاوسط
والحاکم صححہ وابن مردویہ والبیہقی فی الدلایل والضیاء فی المختارہ عن ابی بن کعب رضی
اللہ عنہ قال لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینہ واوتہم الانصار ورمتہم العرب
عن قوس واحدۃ وکانوا لا یبیتون الا فی السلاح ولا یصبحون الا فیہ فقالوا اترون انا نعیش
نبیت امنین مطمئنین لا نخاف الا اللہ فنزلت وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات
خلاصہ یہہ ہے کہ جب رسول اللہ صلعم مدینہ مین آئے تو انصار نے انکو پناہ دی اور کل عرب انکا
دشمن ہوگیا وہ انصار رات دن ہتیار بند رہتے تھے انہون نے کہا کہ اسطرح زندگی بسر کرتے ہین حتی
بیخوف و مطمئن ہو جائین سوا اللہ جل شانہ کے کسی سے نہ ڈرین پس یہہ آیت نازل ہوئی۔ جو
صریح دلالت کرتی ہے کہ یہہ آیہ کریمہ انصار کے حق مین نازل ہوئی ہے خلافت مصطلحہ پر دلالت
اور خلفاء ثلثہ کی فضیلت کہان رہی۔ اور یہہ آیت ایسی صحیح ہے کہ خود علامہ جلال الدین

سیوطی نے اسکی توثیق شروع ہی مین کردی ہے - پنجم یہہ کہ اگر اس آیت سے خلافت ثلثہ مراد ہو
تو حضرت خلیفہ اول کا عدم وقوف اس آیت کے مضمون سے لازم آتا ہو جیساکہ اعرابی کے جو ابین
خلیفہ رسول ہونے سے انکار اور اقیلونی اقیلونی لست بخیرکم سابق مین گذر چکا اور نیز جناب امیر علیہ
السلام اس شخص پر انکار نفرماتے جسنے خلیفہ اول کو جناب کے سامنے خلیفہ رسول اللہ کہا تہا
چنانچہ ابن قتیبہ جو اہل سنت مین سے ہو روایت کرتا ہے وقد قال علی لسریع ما کذبتم علی رسول اللہ
اذ قال فقلنا یا علی یدعونک خلیفہ رسول اللہ یعنے جب قنفذنی جناب امیر سے کہا کہ اے علی آپکو
خلیفہ رسول اللہ بلاتا ہے - آپنے فرمایا رسول اللہ پر بہت ہی جلد تمنے جہوٹ باندہ دیا -
ششم یہہ کہ اہل سنت کی روایات اسپر دلالت کرتی ہے کہ خلافت ثلثہ اس سے مراد نہین ہے
منجملہ انکی وہ ہے کہ ابن مسعود نے روایت کی ہے قال وقعت الخلافۃ من اللہ ثلثۃ نفر آدم فی قولہ
تعالی انی جاعل فی الارض خلیفہ وداود انا جعلناک خلیفہ فی الارض وامیر المومنین لیستخلفنہم
فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم داود وسلیمان ولیمکنن لہم دینہم الذی
ارتضی لہم یعنی الاسلام ولیبدلنہم من بعد خوفہم من اہل مکۃ امنا یعنی
فی المدینہ یعبدوننی یعنی بوحدانی ومن کفر بعد ذلک بولایتہ علی فاولئک ہم
الفاسقون یعنی العاصین للہ ولرسولہ کذا نقل عن السدی وقریب منہ فی تفسیر الثعلبی -
یعنے خلافت خداوند تعالے کیطرف سے تین آدمیونکے لئے واقع ہوئی ہے حضرت آدم کے لئے خدا
کے اس قول مین انی جاعل فی الارض خلیفہ - حضرت داود کے لئے انکے حق مین اللہ تعالے
نے فرمایا ہے انا جعلناک خلیفہ فی الارض - اور حضرت امیر المومنین کے لئے اس قول
مین لیستخلفنہم فی الارض الخ دین کے تفسیر اسلام کی ہے - اور لیبدلنہم الآیہ کی تفسیر مین خوف اہل مکہ
لکہا ہے اور امنا سے مراد مدینہ مین لی ہے اور یعبدوننی کے معنے یہہ لکہے ہین میری توحید کی قایل
ہونگے ومن کفر بعد ذلک وکذب علی لکہی ہے ہم الفاسقون یعنی خدا اور رسول کے نافرمان

ہونگے اور ایساہی سدی سے نقل کیاگیاہے اوراسیکے قریب تفسیر ثعلبی مین ہے - ہفتم یہہ کہ محققین مفسرین اہل سنت نے خلافت اصطلاحی مراد نہین لی - اگرچہ جلسہ مین تفسیر کشاف و بیضاوی پیش کی گئی تہین مگرانکی عبارت نقل نہین ہوئی اب کیجاتی ہے - قال صاحب الکشاف الخطاب لرسول الله ولمن معه ومنكم للبيان كالتى فى آخر سورة الفتح وعدهم الله ان ينصر الاسلام على الكفر ويورثهم فى الارض ويجعلهم فيها خلفاء كما فعل به بنى اسرائيل حين اورثهم مصر والشام بعد اهلاك الجبابرة وان يمكن الدين المرتضى وهو دين الاسلام وتمكينه وتثبيته وبوطيده وان يومن سربهم ويزيل عنهم الخوف الذى كانوا عليه وذلك ان رسول الله واصحابه مكثوا بمكة عشر سنين خائفين ولما هاجروا كانوا بالمدينة يصبحون فى السلاح ويمسون فيه حتى قال رجل ما ياتى علينا يوم نامن فيه ونضع السلاح فقال لا تغبرون الا يسيرا حتى يجلس الرجل منكم فى الملأ العظيم محتبيا ليس فيه حديدة فانجز الله وعده واظهرهم على جزيرة العرب وفتحوا بعد بلاد المشرق والمغرب ومزقوا ملك الاكاسرة وملكوا خزائنهم واستولوا على الدنيا ثم خرج الذين على خلاف سيرتهم فكفروا بتلك الانعم وفسقوا وذلك قوله الخلافة بعدى ثلثون سنة ثم يملك الله من يشاء فيصير ملكا ثم تصير بزيزى قطع سبيل وسفك دماء واخذ اموال بغير حقها وقرئ كما استخلف على البناء للمفعول وليبدلنهم بالتشديد انتہی مطلب یہہ ہے کہ خطاب رسول اللہ اور انکے ہمراہی کے لئے ہے اور من بیان کا ہے جیسا کہ سورہ فتح کے اخر مین ہے اللہ نے وعدہ کیا کہ اسلام کو کفر پر غالب کرے اور انکو زمین کا وارث وحاکم کرے جیساکہ بنی اسرائیل کو جبابرہ کے ہلاک کے بعد مصر وشام کا وارث کیا اور دین پسندیدہ کو جو اسلام ہے ثابت وقایم ومضبوط کرے اور انکے مکانو نکو امین اور اس خوف کو جسمین وہ تھے زایل کرے اور یہہ اسطرح تہا کہ رسول اللہ وانکے اصحاب مکہ مین دس برس رہے خوفناک اور جب مدینہ مین ہجرت کی توصبح وشام ہتیار بند رہتے تھے یہانتک کہ ایک آدمی نے کہا کہ ہم پر ایسا دن نہین آئیگا کہ امن سے رہین اور ہتیار اوتارین پس رسول نے فرمایا کہ تم بہت کم مدت

اسطرح بسر کروگے پہر یہہ حال ہوگا کہ تم مین سے ایک آدمی بری جماعت مین بیٹہیگا اور ہتیار نہ
باندہیگا پس اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا انکو جزیرہ عرب پر ظاہر کردیا اور بعد مین بلاد مشرق ومغرب فتح
کئے الخ اور تفسیر بیضاوی مین یہہ لکہا ہے - وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات خطاب للرسول
وللامۃ او لہ ولمن معہ ومن للبیان یستخلفنہم فی الارض لیجعلنہم خلفاء متصرفین فی الارض
تصرف الملوک فی ممالکہم وھو جواب قسم مضمر تقدیرہ وعدہم اللہ واقسم لیستخلفنہم او
الوعد فی تحققہ منزلۃ القسم کما استخلف الذین من قبلہم یعنی بنی اسرائیل استخلفہم
فی مصر والشام بعد الجبابرۃ وقرا ابوبکر بضم التاء وکسر اللام فاذا ابتدا ضم الالف والباقون بفتحہا واذا
ابتدا کسر الالف ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم وھو الاسلام بالتقویۃ
والتثبیت ولیبدلنہم من خوفہم من الاعداء وقرا ابن کثیر وابوبکر بالتخفیف امنا منہم
وکان رسول اللہ واصحابہ مکثوا بمکۃ عشر سنین خائفین ثم ھاجروا الی المدینۃ وکانوا
یصبحون فی السلاح ویمسون فیہ حتی انجز اللہ وعدہ واظہرہم علی العرب کلہم وفتح
لہم بلاد الشرق والغرب وفیہ دلیل علی صحۃ النبوۃ بالاخبار عن الغیب علی ما ھو بہ وخلافۃ
الخلفاء الراشدین اذ لم یجتمع الموعود والموعود علیہ لغیرہم بالاجماع وقیل الخوف من
العذاب والامن منہ فی الاخرۃ انتہی موضع الحاجۃ - مطلب اسکا بہی قریب کشاف کے ہے
اسلئے بخوف اطناب ترجمہ نہین لکہا جاتا ان ہر دو مفسر کے کلام سے صریح ثابت ہے کہ استخلاف سے
مراد تمکن وتصرف زمین ہی ہے جیساکہ بنی اسرائیل کو حاصل تہا اس سے وہ استخلاف جو انبیا
واوصیا علیہم السلام کا خاصہ ہے لازم نہین اتا ورنہ لازم اے کہ ہرایک مومن صالح اور اولیاء
قوم بنی اسرائیل مین سے ہرایک شخص امام وخلیفہ ہوا ہو اور یہہ بالاتفاق باطل ہے اور چونکہ
یہہ وعدہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مین بہی وفا ہوا جیساکہ ہر دو تفسیر مین انجز اللہ
وعدہ واظہرہم علی العرب موجود ہے تو لازم آے کہ انحضرت خود آپ بہی اپنے خلیفہ ونایب ہون
اور یہہ بدیہی البطلان ہے اسیلئے قریب اور تفسیر دونون ہی بخوف اطناب اسی پر اکتفا کیا گیا

غرضکہ کسی مفسر نے استخلاف اصطلاحی مراد نہیں لیا سب متصرف فی الارض ہی مراد لیتی ہیں
یہہ تصرف فی الارض رسول اللہ کے زمانہ ہی مثل استخلاف قوم بنی اسرائیل حضرت موسی کے عہد مین
حاصل ہوگیا تہا چنانچہ ان ہر دو تفسیر اور اور تفاسیر مین لکہا ہے اور نیز تحت آیہ الیوم اکملت لکم
دینکم الآیہ بیضاوی لکھتے ہین الیوم اکملت لکم دینکم بالنصر والاظہار علی الادیان کلہا۔ یعنے
آج تمہارا دین مدد اور سب دینون پر غالب کرنے سے کامل کردیا خود کسی جگہ قرآن شریف مین یہہ
غلبہ مدد مذکور ہے چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون
فی دین اللہ افواجا الآیہ یعنے خدا کی مدد و یاری آئی اور تو نے دیکہا کہ دین خدا مین آدمی
فوج فوج داخل ہوتے ہین۔ غرضکہ یہہ ظاہر ہے کہ اس استخلاف کا وعدہ آنحضرت کی زمانہ بدایت
نشانہ مین فی الجملہ پورا ہوا۔ حضرات اہل سنت وجماعت کہتی ہین کہ چونکہ ترقی فتح ممالک وغیرہ
کی روز بروز ہوتی گئی اور عہود ثلثہ مین بھی یہہ ترقی ظاہر ہوئی پس انکا زمانہ ترقی و تمکن بھی
اس آیہ استخلاف مین داخل ہے چنانچہ عبارت منقولہ کشاف وبیضاوی کا یہہ ہی مطلب ہے ہم کہتے
ہین کہ یہہ ترقی ثلثہ کے ہی زمانہ مین ختم نہین ہوگئی انکے بعد بہت ترقی ہوتی بلکہ معاویہ و یزید
و خلفاء عباسیہ و دیگر سلاطین اسلام کو جو ترقی ہوتی وہ ثلثہ کو ہرگز نصیب نہین ہوئی اگر یہہ
تصرف و غلبہ ٹھہری اس آیت مین داخل ہونے کا سبب ہے تو چاہئے کہ یہہ سب اس آیہ استخلاف مین
داخل ہون اور جسطرح خلفاء ثلثہ کو خلفاء راشدین کہتے ہین انکو بھی کہین۔ کیونکہ بعد آنحضرت کے
سب بادشاہ برابر ہین حضرت قاضی بیضاء سے نہایت تعجب ہے کہ خود ہی اس آیت کی تفسیر مین
فرماتے ہین خطاب للرسول والامۃ یعنے خطاب رسول و امت کو ہے اور بعد مین فرماتی ہین وفیہ
دلیل علی صحۃ النبوۃ بالاخبار عن الغیب علی ما ہو بہ وخلافۃ الخلفاء الراشدین اذلم یجتمع المو
عود والموعود علیہ لغیرھم بالاجماع یعنے اسمین نبوت کی صحت پر غیب کی سچی خبر دیتی اور
خلفاء راشدین کی خلافت کی صحت پر دلیل ہے اسلئے کہ موعود و موعود علیہ سوائے انکی بالاجماع

نہین ہوا۔ صحت نبوت پر تو بی شک دلیل ہے مگر خلافت خلفاء راشدین کے مزعومہ ہو صحیح کیا معنی کیا بعد خلفاء ثلثہ اور کوئی خلیفہ متصرف فی الارض نہین ہوا۔ خود تمام امت کو خطاب مین مخاطب فرماتے ہین اور پھر مضمون خطاب کو صرف خلفاء ثلثہ مین منحصر فرماتے ہین اور اجماع کا ادعا اپنے طرہ بلکہ مخاطب آنحضرت اور کل امت ہے پس خلفاء ثلثہ کی خصوصیت اور باقی خلفاء کے اخراج کی کوئی وجہ نہین ہے۔ کیونکہ خلفاء ثلثہ کو محض بخیال قہر و تصرف فی الارض ہے اس آیت مین داخل کیا جاتا ہے۔ مطلق قہر و تصرف خلفاء مابعد کو انسے بھی زیادہ تھا غرضکہ آیت کا مضمون عام ہے اور قیامت تک کے مومنین صالحین مراد ہین جسطرح حضرات اہل سنت خلفاء مابعد مثل معاویہ و یزید و خلفاء عباسیہ کو اس آیت مین داخل خطاب نہین جانتے ہم بھی خلفاء ثلثہ کو اس آیت مین مخاطب نہین سمجھتے اور جب بالاتفاق ثابت ہو گیا کہ تمام امت مخاطب ہے اور آیت کا حکم عام ہے تو قیامت تک جو مومنین ان اوصاف مذکورہ آیت سے موصوف ہوتے جاینگے وہ اسمین داخل ہونگے۔ اور یہہ ضرور نہین ہے کہ خلفاء عادل و امراء صالح آنحضرت سے متصل ہی ہون۔ چنانچہ اہل سنت کے یہان بھی دوازدہ امام کی بشارت مین احادیث وارد ہین کہ لایزال الاسلام عزیزا و لایزال الدین قایما و لایزال امر الناس ماضیا کما فی تاریخ الخلفا وغیرہ۔ اگر یہہ ضرور ہو کہ آنحضرت کے بعد علی الاتصال تصرف فی الارض و قہر و غلبہ خلفاء عادل راشدہ کو ہی رہے تو چاہی کہ یہہ بارہ خلیفے جنکے مدح و ثنا انکے زمانہ مین صلاح دین و ظہور حق و قوت اسلام سے رسول مقبول نے فرمائی ہے متصل ہی ہوے ہون حالانکہ اس بات کو حضرت اہل سنت بھی نہین مانتے۔ چار یا بقول بعض و شاذ پانچ خلیفہ راشد مانکر پھر گئے خلیفون کی بعد عمر بن عبد العزیز کو خلیفہ راشد لکھتے ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی صاحب اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ کے صفحہ ۱۲۶* مین اسکی تطبیق مین گفتگو کے بعد یہہ لکھتے ہین پوشیدہ نماند کہ این قول خالی نیست از عدم ملایمت بسیاق حدیث کہ فرمودہ است لایزال الاسلام عزیزا و لایزال الدین قایما۔ اگرچہ ملایم است بروایت دیگر لایزال امر الناس ماضیا و حدیث صریح است در مدح ایشان بصلاح دین و ظہور حق و قوت

* خلفاء راشدین اثنا عشر کے ذکر مین ۱۲

اسلام در زبان ایشان بعدالت ایشان واللہ اعلم ثانی آنکہ مراد خلفاء عادل وامراے صالح اند
کہ مستحق اسم خلافت اند بحقیقت ولیکن لازم نیست کہ بعد ازان حضرت در پی ہم متصل باشند شاید
کہ این عدد تمام شود تا زمانے ۔ اگرچہ تا قرب قیام ساعت است باشد ۔ تورپشتی گفتہ کہ راہ را است
درین حدیث وہر چہ درین معنے ورود یافتہ ہمین است ۔ ثالث آنکہ مراد وجود ایشان است بعد از
موت مہدی داین خبر است از مخبر صادق ازان حال و در حدیث دیگر آمدہ است کہ چون بمیرد مہدی
مالک میشود امر را پنج مرد از اولاد سبط اکبر امام حسن مجتبی پس تر مالک میشوند پنج مرد از اولاد سبط اصغر
یعنے امام حسین شہید پس تر وصیت میکند آخر ایشان مردے را از اولاد حسن پس تر مالک میشود بعد از
وے ولد وے وتمام میگردد بان عدد دوازدہ مرد ہر کدام از ایشان امام عادل ہادی مہدی است واین توجیہی موجہ
است اگر حدیث وارد در وے صحیح باشد روایت کردہ شدہ است از ابن عباس در وصف مہدی کہ گفت کشادہ
میکرداند حق تعالے بوجود وے غم واندوہ وبر میگرداند بعدل وے ہر جور وفسا بعد ازان والی امر میشود بعد
از وے دوازدہ کس در صد وپنجاہ سال پس تر ہمی میشود زمانہ انتہی بقدر الحاجۃ اگر اس روایت مین
بسط سے گفتگو کیجاے تو بہت طول ہو اسلئی مفید مقام گذارش ہے کہ ناظرین غور فرماوین کہ جن دوازدہ خلفاء
کی ان احادیث مین مدح وثناء مذکور ہے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہونگی تو کیا ضرور ہے
کہ اس وعدہ الٰہی مین استخلاف متصل آنحضرت مراد ہو ۔ استخلاف فی الجملہ آنحضرت کو حاصل ہو گیا
بعد مین قیامت سے پہلے یہہ وعدہ بوجہ اکمال پورا ہو جائگا اور ظاہر ہے کہ اس وعدہ الٰہی سے تصرف
تام وامن کامل مراد ہے یہہ ابتک حاصل نہین ہوا ۔ خلفاء ثلثہ کے عہد کو ملاحظہ فرمائی کہ خاندان
رسول وصحابہ جلیل القدر کو امن کہان حاصل تہا خود خلفاء اپنے مخالفون سے بیخوف نہ تہے اور اگر ان
امور کا بھی خیال نکیا جاوے اور حضرت اہل سنت کی خاطر انکا استخلاف مراد لیا جاوے تو زیادہ سے
خلیفہ ثالث کے فتنہ کے زمانہ تک یہہ استخلاف رہا جاے غور ہے کہ یہہ کیا وعدہ الٰہی تہا کہ نہایت ہی
مدت قلیل تک اسکا ظہور ہوا در عین حالت استخلاف ووعدہ وفای کے زمانہ مین افراد کامل مثل اہلبیت
اطہار وصحابہ کبار مطمئن نرہے بلکہ خود دو خلفاء مقتول ہوے اور بعد خلافت کذاے حضرت معاویہ

و یزید جیسے اس مسند خلافت پر متمکن ہوئے اہل فہم انصاف فرماوین ۔ اس روایت مین یہہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ وہ
دوازدہ خلیفے جو مستحق بخلافت ہین اولاد حسین علیہما السلام سے ہونگے خلفاء ثلثہ کہان داخل ہونگے ۔ پس چونکہ تصرف
تام دامن کامل اتبک حاصل نہین ہوا اسلئے واقعہ مین یہہ وعدہ بوجہ کمال اتبک پورا نہین ہوا بلکہ جسطرح بعض
وعدہائے الٰہی منتظر ہین اور پورے نہین ہوئے یہہ بھی پورا نہین ہوا جناب قایم آل محمد صلوات اللہ علیہ و علی
آبائہ الکرام عجل اللہ ظہورہٗ کے عہد کرامت مہد مین اسکے ایفا بطور تکمیل ہوگی ۔ کیونکہ بالاتفاق فریقین حضرت امام
مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا اور انکے زمانہ مین از قاف تا قاف ایک دین ہوگا انکا غلبہ و تسلط
جو طرفین کی کتابون مین تحریر ہے ظاہر ہے تعجب ہے کہ انکا استخلاف جو بوجہ اکمال ہوگا اور خلیفہ اللہ ہونگے
اس آیہ استخلاف مین داخل نہو اگر اس استخلاف مین وہ استخلاف داخل نہین تو انکی استخلاف
کے لیے کوئی اور آیت پیش فرمائین ۔ رہا یہہ امر کہ یہہ ترقی جو خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین ہوئی
کس وعدہ الٰہی مین داخل ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ وہ ترقی جو یزید وغیرہ بادشاہان اسلام و خلفاء
دیگر کے زمانہ مین ہوئی وہ کس وعدہ الٰہی مین داخل ہے جس وعدہ الٰہی و آیہ قرانی کے تحت
مین یہہ ترقی داخل ہوگی وہان ہی وہ بھی شامل فرمائی ۔ محض تصرف و تمکن و فتوح ممالک
وغیرہ فضیلت و بزرگی اور اس آیت کے تحت مین دخول کا سبب نہین اور اس ریاست و حکومت
سے نیابت رسولؐ و خلافت راشدہ ہرگز ثابت نہین ہوسکتی ۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب
تحفہ کے باب ہفتم حدیث خیبر کے جواب مین فرماتے ہین ۔ اگر شیعہ گویند کہ چون محب و محبوب
بودن خدا و رسول در دیگران ہم یافتہ شد پس تخصیص حضرت امیرؑ نماند و لابد درینجا تخصیصی باید ۔
گوئیم تخصیص باعتبار مجموع صفات ہست یعنی با ملاحظہ یفتح اللہ علی یدیہ و چون فتح قلعہ بر دست
حضرت امیر در علم الٰہی مقدر بود مجموع صفات من حیث المجموع مخصوص بحضرت امیر شد گو فرادی در
دیگران ہم یافتہ شوند و ذکر این صفت کہ در دیگران نیز مشترک بود درین مقام نکتہ دارد بس عمیق
وآن انست کہ ان اللہ یوید ہذا الدین بالرجل الفاجر حدیث صحیح است پس اگر مجرد فتح بر دست
حضرت امیر بیان میفرمود موجب فضیلت و بزرگی حضرت امیرؑ نمے شد لہذا تقدیم این صفات

نیز فرمودہ انتہی - پس جبکہ مجرد فتح قلعہ خیبر کہ الفاظ مدحیہ مثل رجل کرار غیر فرار و یفتح اللہ علی یدیہ رسول مقبول نے
فرمائی تھی دلیل فضیلت و بزرگی نہ ہوتی تو مطلق فتح بلاد و ممالک کیونکر موجب نیابت رسول
و خلافت راشدہ ہو سکتی ہے - تعجب ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے اس نکتہ بس عمیق مین خود
غور نہین فرمائی اور محض حکومت و امارت ظاہری اور مجرد فتوح ممالک کو ہی خلافت
راشدہ سمجھا اور غایت جسارت سے تحفہ مین مدعی ہوے کہ شیخین کے مقاتلات تنزیل قران
پر تھے - اور کوئی دلیل اپنے اس دعوے کی نہ لکھہ سکے حالانکہ بخوبی ظاہر ہے کہ جناب سرور کائنات کے
زمانہ مین حضرات شیخین کے مقاتلات سواے فرار انہزام و واپسی بی نیل مرام ثابت نہین
اور اپنے زمانو مین کبھی شرکت قتال و ثواب جہاد نصیب ہی نہین ہوا - اور اگر محض
اسباب قتال اور ترغیب و تحریص جہادی آنحضرت کے مقاتلات فرض کیجائین تب بھی کچھہ
حاصل نہین کیونکہ اس نکتہ بس عمیق مستفادہ خود شاہ صاحب سے بخوبی ثابت ہے کہ مجرد فتح
موجب فضیلت و بزرگی نہین ہو سکتے جو حدیث صحیح کہ شاہ صاحب نے اس نکتہ مین تحریر فرمائی
حضرات اپنی کتب صحاح مثل صحیح بخاری وغیرہ مین ملاحظہ فرمائین کہ جناب سرور کائنات نے
کس شخص کے بابمین ارشاد فرمائی ہے - جبکہ آنحضرت کے زمانہ مین بخت لڑائی و ظہور شجاعت
وغیرہ کچھ فائدہ نہ بخشی بلکہ وہ شخص اس حدیث صحیح کا مورد و مصداق ہو تو محض ترغیب و تہیہ اسباب
جناب رسالت مآب کی وفات کے بعد کا کیا حساب - مع ہذا بعون اللہ تعالے ہم ثابت کرتے
ہین کہ اگر بفرض محال حضرات شیخین سے مقاتلات واقع بھی ہوئی ہون تو وہ مقاتلات تنزیل
و تاویل قران بلکہ دین پر نہ تھے - اور ظاہر ہے کہ انبیا و ایمہ و خلفاء راشدین کے مقاتلات تنزیل
و تاویل کتاب حدود دین کے علاوہ نہین ہو سکتی جب ثابت ہو جاے کہ شیخین کے مقاتلات
اس قبیل کے نہ تھے تو انکی خلافت بالہدایت باطل ہوگی - سو لیجیی بعنایت الہی حضرات
اہل سنت کی کتب معتبرہ سے ثابت کرتے ہین - ناظرین متوجہ ہو کر گوش دل سے سنین -
احمد حنبل جو ارکان اربعہ اہل سنت سے ہین کتاب مسند مین تحریر فرماتے ہین

اسماے رواۃ وغیرہ حذف کر کے مفید مطلب ترجمہ لکھا جاتا ہے یعنی ابی سعید الخدری کہتے ہین
کہ ہم مسجد مین بیٹھے تھے پس رسول اللہ صلعم ہمارے پاس باہر تشریف لاے اور حضرت علی حضرت فاطمہ
کے گھر مین تھے۔ رسول اللہ صلعم کے نعل کا دوال ٹوٹ گیا۔ آپنے وہ درست کرنیکو حضرت علی کو دیا۔
پھر آنحضرت تشریف لاے اور ہمارے پاس کھڑے ہوتے اپنے فرمایا تم مین سے کون قران کی تاویل
پر مقاتلہ کریگا جیسا کہ مینے اسکی تنزیل پر مقاتلہ کیا حضرت ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ
مین ہون۔ آپنے فرمایا نہین۔ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ مین ہون۔ ولیکن وہ شخص
خاصف النعل ہے۔ الحدیث۔ اور احمد حنبل کا روایت کرنا اس حدیث کی صحت پر قوی دلیل ہے
اس حدیث شریف سے ظاہر ہو گیا کہ تنزیل پر قتال جناب سرور کائنات علیہ الاف التحیات کی ذات
فائض البرکات مین منحصر تہا اور تاویل پر مقاتلہ حضرت ولایت مآب کی ذات قدسی صفات سے
مخصوص تہا اور شیخین کا جنگ و جدال قران کی تنزیل تاویل پر ہرگز نہ تہا مثل بادشاہان دنیا
محض تحصیل حطام دنیوی پر تہا۔ اور اگر مولف تحفہ کا وہم دیندار صحیح ہوتا یعنی شیخین کا قتال تنزیل پر تہا
تو جناب رسالت مآب صلعم شیخین کے جواب مین ارشاد فرماتے کہ تمہارا قتال تنزیل قران پر ہوگا

حدثنا عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز البغوی قال حدثنا احمد بن منصور قال حدثنا الاحوص بن
جواب قال حدثنا عمار بن رزیق عن الاعمش عن اسماعیل بن رجاء عن ابیہ عن ابی سعید الخدری
قال کنا جلوسا فی المسجد فخرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی فی بیت فاطمۃ فانقطع شسع نعل
رسول اللہ فاعطاہا علیا یصلحہا ثم جاء فقام علینا فقال ان منکم من یقاتل علی تاویل القران
کما قاتلت علی تنزیلہ قال ابو بکر انا ہو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ہو یا رسول اللہ قال
لا ولکنہ خاصف النعل قال اسماعیل فحدثنی ابی انہ لقی علیا بالرحبۃ فاتاہ رجل فقال
یا امیر المومنین ہل کان فی حدیث النعل شیء قال وحدثک
قال نعم قال اللہم نعلم انہ لما کان یحسبہ ای رسول اللہ انتہی

تاکہ کلمتہ لا سنکر مایوس و نادم نہ ہوتے - یہہ ہی وجہ ہے کہ مولف تحفہ نے حسب عادت خود یہہ حدیث جس سے شبعان اہلبیت نے امامت بلافصل جناب امیر علیہ السلام پر استدلال کیا ہی تحفہ مین ناقص نقل کی ہے مگر الحمد للہ کہ با اینہمہ کلمہ حق انکی زبان پر بھی جاری ہو گیا یعنے اس حدیث سی جناب امیر علیہ السلام کی امامت کے قایل ہو گئے ہین مگر اپنی خوش فہمی و تعصب مذہبی سے زمانہ قتال کی قید لگا دی ہے - چنانچہ تحفہ کے باب ہفتم حدیث یازدہم کے جواب مین لکھتے ہین - زیرا کہ ازین حدیث معلوم میشود کہ حضرت امیر در زمانے امام خواہد بود کہ قتال برتاویل قران خواہد بود - انتہی بعد الحاجة پس حضرت شاہ صاحب کے ہی اعتراف سی یہہ حدیث جناب امیر علیہ السلام کے ثبوت امامت اور شیخین کے انتفاے امامت پر نص ہے - اور قید زمانہ جو حضرت شاہ صاحب نے لگائی ہے اسکو بحولہ ہم باطل کرتے ہین - کیونکہ ادنی فہم والے پر بھی یہہ امر ظاہر ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہہ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام خلیفہ و امام ہونگے اور تاویل قران پر مقابلہ فرمائنگے یہہ امر اس بات کا مستلزم نہین ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی امامت زمانہ قتال ہی مین منحصر ہو ورنہ لازم آتا ہے معاذ اللہ قتال سے انفراغ کے بعد امامت سی معزول ہون اور نیز لازم آتا ہے کہ انحضرت کی نبوت بھی زمانہ قتال ہی مین منحصر ہو اور بعد قتال نعوذ باللہ نبی ہی نہ ہون - حضرات علماء اہل سنت کی خوش فہمی بھی قابل دید ہے - اس سے بھی بڑھکر سنی - ازالۃ الخفا کے مقصد ثانی مآثر جناب امیر علیہ السلام واقعہ صفحہ ۲۵۶ مین یہہ عبارت تحریر ہے - وازانجملہ انکہ در بیعت رضوان حاضر بود و نامہ صلح بردست وے مکتوب شد قال ابن اسحق وکان ہو کاتب الصحیفہ و ہم درین سفر بایر قضی معاملہ منظر الخلافہ بجا آوردند - اخرج النسای والحاکم واللفظ للنسای عن علی رضی اللہ عنہ قال جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک وحلفاؤک وان من عبیدنا قد اتوک لیس لھم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ فی الفقہ انما فروا من ضیاعنا واموالنا فاردد ھم الینا - فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انھم لجیرانک وحلفاؤک - فتغیر وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا

انهم لسیجر انک وحلفاؤك فتغیر وجه النبی صلی الله علیه وسلم ثم قال یامعشر قریش والله لیبعثن الله علیکم رجلا منکم قد امتحن الله قلبه للایمان ولیضربنکم علی الدین او یضرب بعضکم قال ابوبکر انا هو یارسول الله قال لا قال عمر انا هو یارسول قال لا ولکن ذلك الذی یخصف النعل وقد کان اعطی علیا نعله یخصفها انتهی - یعنی جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین کہ قریش جناب رسول خدا کے پاس آے اور عرض کیا کہ اے محمد ہم آپکے ہمساے و ہم عہد ہین اور ہمارے غلام آپکے پاس آے ہین انکو دین وفقہ کی غیبت نہین ہے وہ ہمارے ضیاع و اموال سے بہاگ آے ہین ہماری طرف انکو واپس کیجئے - آپنے حضرت ابوبکر سے فرمایا تو کیا کہتا ہے حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یہہ سچے ہین بیشک آپکے ہمساے اور ہم عہد ہین پس حضرت کا چہرہ اقدس متغیر ہوگیا پہر آپنے حضرت عمر سے فرمایا تو کیا کہتا ہے حضرت عمر نے عرض کیا یہہ سچے ہین بیشک وہ آپکے ہمساے و ہم عہد ہین پس حضرت کا روے مبارک متغیر ہوگیا - پہر آپنے فرمایا اے گروہ قریش خدا کی قسم اللہ تعالے تم پر تم مین سے ایسے مرد کو برانگیختہ کریگا کہ اللہ تعالی نے اسکے دلی ایمان کا امتحان کر لیا ہوگا اور تمکو دین پر ماریگا یا تمہارے بعض کو ماریگا - حضرت ابوبکر نے عرض کیا یارسول اللہ کیا وہ مین ہون - آپنے فرمایا نہین - حضرت عمر نے عرض کیا یارسول اللہ کیا وہ مین ہون آپنے فرمایا نہین ولیکن وہ وہ شخص ہے کہ نعل درست کرتا ہے - اور حضرت علی کو نعل دیا تہا وہ اسکو درست کرتے تہے - اور یہہ حدیث کنز العمال وغیرہ مین بھی مسطور ہے - کنز العمال کی ایک روایت مین ان یضرب رقابکم علی الدین ہی لکہا ہے - پس جبکہ مولف تحفہ کی والد کے جد کی تصریح سے جنکو وہ آیتہ من آیات اللہ جانتے ہین - جناب سرور کائنات یہہ معاملہ منتظر الخلافتہ جناب امیر علیہ السلام سے بجالاے اور شیخین بسبب کلمہ لا اسکے اس معاملہ سے مایوس و محروم رہے تو خلافت بلافصل جناب امیر مثل روز روشن ثابت اور خلافت شیخین باطل ہوگئی - اور اس حدیث سے صرف بطلان خلافت شیخین ہی ثابت نہین ہوا بلکہ جو فضیلت وجلالت شان واکمال ایمان وغیرہ ظاہر ہو ابلہ وصبیان پر بھی پوشیدہ نہین

اس اجمال کی تفصیل سے اشمیز از قلوب اہل سنت عموماً و خیال نازک مزاجی حضرات مخاطبین خصوصاً مانع ہے
مگر فسرح و سرور اخلاے روحانی کے لئے از قبیل الفیاح واضحات کسیقدر لکھا جاتا ہے۔ کہ کلام خلیفہ
اول جناب رسالت ماب کی ایذا کا سبب ہوے چنانچہ آنحضرت کے روئے مبارک کے تغیر سے ہر شخص
پر ظاہر و عیان ہے۔ اور جو بشارت کہ بزبان جناب رسالت مآب کے حق مین کلام رب الارباب مین
وارد ہے اسکے ذکر کی حاجت نہین۔ حضرت اہل سنت کی تاویلات رکیکہ و توجیہات باردہ سے کچھ
عجب نہین کہ کوے حضرت خوش فہم خلیفہ اول کے نسبت کوئی توجیہہ غیر وجیہ تراش دین مگر ارباب فہم
ذرا انصاف کرین کہ حضرت خلیفہ ثانی کے کلام بھی موجب اغضاب ہوے یا نہین۔ اگر کچھ بھی انصاف سے
کام لین تو اغضاب مصطلحہ حضرت مولف تحفہ بلکہ حضرات صاحبان رسالہ اس جگہ بخوبی متحقق ہے
کیونکہ اغضاب مین قصد شرط جانتے ہین جبکہ حضرت ثانی دیکھ چکے تھے کہ خلیفہ اول کے کلام آنحضرت کے
مزاج اقدس کی برہمی کا سبب ہوے تو پھر اسی کلام مبارک کا اعادہ سواے قصد ایذا و اغضاب کسلیے فرمایا
یہہ جرات و جسارت دیکھنے کے قابل ہے کہ چہرہ اقدس کا متغیر ہونا اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے پھر وہی کلام زبان
گوہر فشان پر جاری فرماتے مگر ہان حضرات اہل سنت اپنی مسلمات سے اسکا بخوبی جواب دے
سکتے اور نہایت عمدہ توجیہ کر سکتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ خلیفہ اول کے قول کی متابعت اہم تھی
جناب رسالت مآب کی اتباع کی چندان ضرورت نہ تھی اور اسپر دلیل بھی رکھتے ہین اور وہ یہہ ہے
کہ حضرات اہل سنت خلیفہ اول کے حق مین یہہ حدیث نقل کرتے ہین کہ جناب رسول خدا نے فرمایا
کہ ان اللہ یکرہ ان یخطا ابوبکر کما فی الصواعق وغیرہ۔ یعنے اللہ جل شانہ مکروہ جانتا ہے کہ حضرت ابوبکر
خطا کرین۔ اور جناب رسالت مآب کی خطائین ثابت کرتے ہین چنانچہ ماہرین کتب پر پوشیدہ نہین
پس جبکہ خلیفہ اول کا تخطیہ خداوند تعالے مکروہ جانتا ہو تو ضرور ہاے کہ حضرت اول کا قول برحق ہوگا اور
امر حق مین ایذا و نادی جناب رسول خدا کا کیا خوف۔ سچ بولنا چاہیے۔ اسی خیال سے حضرت
ثانی نے اول کا اتباع کیا اور ایذاے و اغضاب جناب سرور کائنات نے کچھ پرواہ نکی۔ اور یہہ
وجہہ ہے کہ مرض موت مین جناب رسالت مآب کے کلام ہذیان پر محمول ہوے اور خلیفہ اول نے

جو اپنی مرض موت مین استخلاف کے بابمین وصیت فرمائی تعمیل کی گئی ہرچند کہ ہمارے مقابلہ مین اس توجیہ وجہیہ سے حضرات جواب دے سکتے ہین مگر قدرت الہی وتاثیر علو حق یہہ ہے کہ صاحب مصابیح نے شیخین کی حفظ وحمایت کیلئے اپنی ایمہ کی عادت کے موافق اسمائے مبارکہ حضرات شیخین حذف کرکے بجائے انکے لفظ ناس مجملا ذکر کیا ہے۔ اسلئے شارح تورپشتی کو حق گوئی کا موقع مل گیا اور اسکی زبان پر کلمہ حق جاری ہوگیا کہ جانب کفار کی اس محاماة ومراعاة کو تعاون بر عدوان کہا ہے اور کفار کے قول کی تصدیق کو ظن وتخمین سے شرع کا معارضہ کرنا لکھا ہے۔ اور کفار کو ان جانبدارونکے اولیا سے قرار دیا ہے۔ اور تورپشتی کے اس قول کو ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ مین نقل کیا ہے اور ہرگز رد وانکار اسکا نہین کیا۔ تمام حدیث مع کل عبارت شرح ملا علی قاری بہت بڑی ہے اسلئے محض مفید مقام عبارت نقل کیجاتی اور ترجمہ ان لکھا جاتا ہے جسکو شک ہو اصل کتاب ملاحظہ فرمائے کتاب الجہاد کے باب حکم الاسرا کی فصل ثانی مین یہہ کل عبارت درج ہے اسمین مفید مطلب یہہ ہے۔

فقال ناس ای جمع من الصحابة۔ صدقوا ای الکفار یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ردھم ای عبیدھم الیھم۔ فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال التورپشتی وانما غضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لانھم عارضوا حکم الشرع فیھم بالظن والتخمین وشھدوا لاولیائھم المشرکین بما ادعواھم انھم خرجوا ھربا من الرق لا رغبة فی الاسلام وکان حکم الشرع فیھم انھم صاروا بخروجھم من دار الحرب مستعصمین بعروة الاسلام احرارا لا یجوز ردھم الیھم فکان معاونتھم لاولیائھم تعاونا علی العدوان انتھی بعد الحاجة

یعنی صحابہ کی ایک جماعت نے کہا کفار سچے ہین یا رسول اللہ انکے غلامونکو انکیطرف دیجئے پس رسول خدا غضبناک ہوئے تورپشتی نے کہا کہ رسول خدا کا غضب اسلئے تہا کہ ان صحابہ نے انکے بابمین حکم شرع مین ظن وتخمین سے معارضہ کیا۔ اور ان صحابہ نے اپنے مشرکین دوستونکے انکی اس دعوے مین کہ وہ لوگ غلامی سے بہاگ کر نکلے ہین اسلام کی رغبت سے نہین گواہی دی اور حکم شرع انکے بابمین یہہ تہا کہ وہ عروہ اسلام سے چنگل زن ہوکر دار الحرب کے نکلنے سے آزاد ہو گئے

انکی طرف انکا واپس کرنا جائز نہین - پس اُن صحابہ کے معاونت اپنی دوستونکے لئے ظلم کی مدد کرنے تھے انتھے - اور چونکہ بجاے لفظ ناس اس روایت ازالۃ الخفا اور نیز دیگر کتب معتبرہ اہل سنت مثل جمع الجوامع سیوطی وکنز العمال ملا متقی مین اسماے مبارکہ حضرات شیخین مذکور ہین اسلئے اس نورپشتی کے قول کے مصداق حضرات شیخین ہوے پس اس قصہ مین کئی عمدہ امور شیخین سے سرزد ہوے - اول اغضاب وایذای جناب رسالت مآب اور آنحضرت کا رنج وغضب مین لانا حضرات خود ہی فرمائین کہ کیا ہی ہم بپاس ادب کچھ کہہ نہین سکتے - دوم یہہ کہ کفار کے جہوٹے قول کی تصدیق کی - سوم یہہ کہ حکم شرع کا ظن وتخمین سے معارضہ کیا - چہارم یہہ کہ جناب رسالت مآب کے مقابلہ مین کفار کی رعایت وجانب داری کی - پنجم یہہ کہ اس سے انکا کفار کا اولیا ہونا ثابت ہی غور کرین کہ یہہ امور کہانتک متحیر ہوتے ہین اور جو نتیجہ انسے نکلتا ہے وہ مخاطبین کے ذہن رسا کے حوالہ کیا جاتا ہے - ششم یہہ کہ کمال ہی مزاج دانی آنحضرت صلعم وحیا وازدم انکی ثابت ہی کہ باوجودیکہ ان ہردو کے کلام سے آنحضرت ناخوش وغضبناک ہوکہ متغیر الوجہ ہوگئے تھے جب آنحضرت نے لیبعثن اللہ علیکم رجلا اقد امتحن اللہ قلبہ للایمان فرمایا تو اسکا مصداق اپنی ذات شریف کو سمجھی - زیادہ تر جرات وحوصلہ حضرت ثانی کا دیکھنے کے قابل ہے کہ باآنکہ جناب سرور کائنات نے حضرت خلیفہ اول کو کہ انسے افضل واکمل تھے اور خود انکے ایک بال ہونی کی ارزو کرتے تھی جیساکہ تذکرہ خواص الامتہ کی حکایت مین گذرا - اس بشارت کا مصداق نکیا پھر ازراہ محال ایسے بشارت جلیلہ کی فرمائی اور نہایت ہی مروت وآزرم وحیا وشرم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا وہ مین ہون - ہرچند کہ اس مقام پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہی مگر بخوف ملال طبع نازک حضرات مخاطبین زیادہ عرض نہین کرسکتا اب ارباب عقل وانصاف خود فرمادین کہ جب استخلاف شیخین سے جناب سرور کائنات نے صریح اعراض فرمایا ہو اور انکے جنگ وجدال تنزیل وتاویل قران اور دین پر نفی فرمائی ہو تو انکی محض حکومت وامارت ظاہری کیونکر اسے تحت مین داخل ہوسکتی ہے - افسوس ہے کہ حضرات اہل سنت ان احادیث صحیحہ مندرجہ کتب

معبرہ خود ہیں تامل وتدبیر ہیں فرماتے خلافت راشدہ وامامت خلق تو درکنار ان احادیث صحیحہ سے
اصل ماہیہ ہی سے جواب ہو جاتا ہے امامت اذا لم یکن راس المال فکیف یوجد العاقل نکتہ الا
الحاصل بدون نص خدا ورسول صرف قہر وغلبہ موجب فضیلت نہیں ہو سکتا اور ریاست
وامارت سے امامت وخلافت راشدہ ثابت نہیں ہو سکتی بلکہ معاملہ برعکس ہے چنانچہ حجت الاسلام حضرت
امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں ۔ فان قلت فی الرخصۃ فی المناظرۃ فائدۃ وھی ترغیب
الناس فی طلب العلم اذ لولا حب الریاسۃ لاندرس العلم فقد صدقت فیما ذکرتہ من
وجہ ولکنہ غیر مفید اذ لولا الوعد بالکرۃ والصولجان واللعب بالعصافیر ما رغب
الصبیان فی المکتب وذلک لا یدل علی ان الرغبۃ فیہ محمودۃ ولولا حب الریاسۃ لاندرس
العلم لا یدل علی ذلک علی ان طالب الریاسۃ ناج من الفتن ۔ بل ھو من الذین
قال فیھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی یؤید ھذا الدین باقوام لا خلاق
لھم وقال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر فطالب
الریاسۃ فی نفسہ ھالک وقد یصلح بسببہ غیرہ ان کان یدعو الی ترک الدنیا
وذلک فیمن کان حالہ فی ظاھر الاحوال حال علماء السلف ولکنہ یضمر قصد الجاہ
ومثالہ مثال الشمع الذی یحترق فی نفسہ ویستضیئ بہ غیرہ فصلاح غیرہ فی
ھلاکہ اذا کان یدعو الی طلب الدنیا فمثالہ مثال النار المحرقۃ تاکل نفسھا
وغیرھا فالعلماء ثلثۃ اما مھلک نفسہ وغیرہ وھم المصرحون بطلب الدنیا
والمقبلون علیھا واما مسعد نفسہ وغیرہ وھم الداعون الی اللہ عز وجل
المعرضون عن الدنیا ظاھرا وباطنا واما مھلک نفسہ ومسعد غیرہ وھو الذی
یدعو الی الاخرۃ وقد رفض الدنیا فی ظاھرہ وقصدہ فی الباطن قبول الخلق وقیام
الجاہ انتھی بقدر الحاجۃ یعنی اگر تو کہے کہ مناظرہ کی اجازت میں فایدہ ہے اور وہ
علم کی طلب میں آدمیوں کو ترغیب ہے کیونکہ اگر حب ریاست نہ ہوتی تو علم کہنہ ہو جاتا

پس جو کچھہ تونے ذکر کیا اسمین ایک وجہ سے سچا ہے لکن کچھہ مفید نہین کیونکہ اگر گیند بلی اور عصا ویر
سے کہیلنے کا وعدہ نہ ہوتا تو لڑکے مکتب میں رغبت نکرتے اور یہہ امر اسپر دلالت نہین کرتا
کہ اسمیں رغبت محمود ہے ۔ اسیطرح لولاحب الریاستہ لاندرس العلم اسپر دلالت نہین کرتا
کہ طالب ریاست فتنوںسے ناجی ہے بلکہ وہ اُن لوگونمین سے ہی جنکے حق مین نبی صلعم نے
فرمایا ہی کہ بیشک اللہ تعالی اس دین کی ایسے قوموںسے تائید فرمائیگا کہ انکے لئے خوبی کا بھرہ
نہین ہے اور انحضرت نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالی رجل فاجر سے اس دین کی تائید کریگا پس
طالب ریاست اپنی ذات میں ہالک ہی اور کبھی اسکے سبب سے اسکی غیر کی صلاح ہو جاتی ہے
اگر وہ ترک دنیا کیطرف بلائے اور یہہ بات اُس شخص مین ہے کہ ظاہر میں اسکا حال علماء سلف
جیسا ہو لکن جاہ کا قصد پوشیدہ رکہتا ہو اور اسکی مثال اس شمع کی مثال ہی کہ اپنے اپکو جلاتی ہے
اور اسکا غیر اس سے روشنی حاصل کرتا ہی پس اسکے غیر کی صلاح اسکے ہلاک مین ہے ولیکن
جب وہ طلب دنیا کیطرف بلائے پس اسکی مثال جلانے والی آگ کی مثال ہے کہ اپنی اپکو اور غیر
کو کہالیتی ہے پس علما تین قسم کے ہین ۔ اپنا اور غیر کا مھلک اور وہ طلب دنیا کی تصریح کرنے والے اور
اسکی طرف متوجہ ہونے والے ہین ۔ اور اپنے اور غیر کا مسعد اور وہ اللہ عز وجل کیطرف بلانے والے اور
دنیا سے ظاہر و باطن روگروان ہین ۔ اور اپنا مھلک اور غیر کا مسعد وہ ہی کہ آخرت کی طرف بلائے
اور ظاہر مین دنیا ترک کی ہو اور باطن مین اسکا قصد خلق کی توجہ اور جاہ کی اقامت ہو انتھی ۔ اس
عبارت سی ظاہر ہے کہ مطلق ریاست نجات کا سبب نہین اور دین اسلام کی تائید فضیلت کا باعث
نہین ہے بلکہ اللہ تعالی اس دین متین کی تائید رجل فاجر اور ایسی اقوام سے فرمائیگا کہ انکو بھلائی سے
بھرہ نہ ہوگا اور جناب رسالتماب نے جو جناب امیر علیہ السلام کو وصیت فرمائی تھی کہ چون بینی کہ
مردم دنیا را اختیار کردہ اند تو آخرت اختیار کنی ۔ جیسا کہ روضۃ الاحباب سے گذرا وہ سوائے اس حکومت
و قہر و غلبہ ظاہری کی کونسی دنیا تھی ۔ مفصل ارشاد ہو مخبر صادق کی خبر غلط نہین ہوسکتی اور واقدی
نے فتوح شام مین لکھا ہی فتوح الشام مطبع نول کشور صفحہ ۹۰ کی وسط سے یہہ عبارت

شروع ہوتے ہیں۔ واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر روز بتلاش
انجبار شام کی مدینہ منورہ سے باہر آیا کرتے تھے پس اس حالت انتظار میں عبد الرحمن
بن حمید الجمحی پہونچے اور صحابہ نے اوسنے پوچھا کہ کہان سے آتے ہو انہون نے کہا ملک شام کی پس
خوشخبری سنائی لوگون نے اونکے آنے اور فتح مسلمانونکی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو پس سجدہ
شکر کیا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر سامنے آئے عبد الرحمن اور کہا سلام علیک یا خلیفہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوٹھاوین آپ اپنے سر کو کہ بہ تحقیق ٹھنڈی کیا اللہ تعالی نے اپکی انکھونکو بسبب
مسلمانونکے پس اوٹھایا حضرت صدیق نے سر کو سجدہ سے اور دیا عبد الرحمن نے خط انکو اور تھا
وہ خط لکھا ہوا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا پھر پڑھا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے خط کو باواز
خفی پس جب سمجھہ لیا اوسکے مطلب کو پڑھکر سنایا لوگونکو باواز بلند اور ہجوم کیا لوگون نے
اور مشہور ہوئی یہہ خبر فتح کی مدینہ طیبہ مین پس آئے لوگ دوڑتے ہوئے دروازہ مسجد نبوی پر
پس پڑھا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس خط کو سہ بارہ راوی نے بیان کیا ہے کہ جب
سنا اہل مدینہ منورہ نے کیفیت حاصل ہونے فتح اور مال کی مسلمانونکو پس الیمین عہد اور
ارادہ کیا مسلمانون نے واسطے جانے انکے بخواہش حصول ثواب اور اقامت ملک شام کی اور
جب پہونچی خبر فتح کی اہل مکہ معظمہ کو پس آئے مدینہ منورہ مین بڑے بڑے رئیس مکہ معظمہ کے
ساتھہ گھوڑون اور ہتیارون اور ہیبت سخت کی کہ آگے اونکے ابوسفیان بن صخر بن حرب
اور عبداق بن ہاشم اور مثل انکے اور لوگ تھے پس آئے وہ بطلب اجازت جانے ملک
شام کے پاس حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پس برا جانا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکے
جانے کو بجانب ملک شام کے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس قوم کے دلو نمین
مسلمانونکی نسبت انکار اور دوری اور کینہ ہے اور تعریف ہے اللہ تعالی کی جسکا کلام برتر ہے اور
اس قوم کا قول و کلام پست ہے اور یہہ لوگ کفر مین اور چاہتا تھا انہون نے بجھادین نور اللہ کو اپنے
منہونسے اور انکار کرتا ہے اللہ تعالے انکی خواہش کو مگر یہہ کہ پورا اور تمام کریگا اللہ تعالی لینے

نور کو اور ہم کہتی ہین کہ نہین ہے اللہ کے ساتھہ کوئے معبود اور شریک اور یہہ لوگ کہتی ہین کہ اللہ تعالے کے ساتھہ اور معبود و شریک ہین پس جسوقت کہ غالب اور بزرگ کیا اللہ تعالے نے ہمارے دینکو اور مدد دی ہماری شریعت کو اسلام لائے یہہ لوگ بخوف تلوار کے اور جب سنا اونہون نے کہ فوج اللہ کی غالب ہوئی رومیون پر رجوع لائے ہمارے پاس تاکہ بھیجین ہم انکو بطرف دشمنونکی اور برابر ہوجاوین وہ سابقین مہاجرین اور انصار کے اور بہتر تو یہہ ہے کہ تم انکو وہان نہ بھیجو پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین تو کسی قول اور کام مین تمہارے خلاف رائے نکرونگا انتہی بقدر الحاجتہ۔ اس روایت سے بخوبی ثابت ہے کہ اکابر و عظمای مکہ معظمہ مدینہ مین آئے اور وہ ملک شام جانے کی اجازت کے طالب تھے تو حضرت خلیفہ ثانی نے باوجودیکہ انکا اسلام و صحابیت خود حضرت خلیفہ صاحب کے قول سے ثابت ہے انکی شان مین کیسے الفاظ ملایم ارشاد فرمائے اور صاف فرمایا کہ دشمنون کیطرف جانے سے انکی یہہ غرض ہے کہ سابقین مہاجرین و انصار کے برابر ہوجاوین۔ اور مسلمانونکی نسبت انکار اور دوری اور کینہ بھی بصراحت مذکور ہے حالانکہ یہہ محض خلیفہ صاحب کا پندار تہا۔ جبکہ اکابر و عظمائے و صحابہ رسول کی نسبت حضرت خلیفہ صاحب کا یہہ گمان ہو اور شام کیطرف انکا جانا سابقین مہاجرین و انصار کے برابری کے لئے محمول ہو اور تائید دین رسول مختار و رضائے پروردگار کا خیال نہو تو جو گوشہ نشین خود داول و ثالث نے فتح بلاد وغیرہ مین کین کیونکر مقبول و پسندیدہ ہوسکتی ہین اگرچہ اس مقام مین گفتگو کی بہت گنجایش ہے مگر بنظر اختصار یہہ ہے کافی ہے۔ ملک العلماء شہاب الدین دولت آبادی ہدایتہ السعدا مین فرماتے ہین۔ در خزانہ جلالی میگوید نقل است از غرر السیر امام الثعلبی روزے وزیر عبدالملک مروان کہ از بادشاہان بزرگ دشمن مروانیان بود از شعبی کہ از اجلہ علماء تابعین بود پرسید کہ شما این مسئلہ کہ میان امت مشکل شدہ چہ را حل نمے کنید کہ خلفاء بنی امیہ چنانچہ یزید و دیگران باوجود اتیان احکام شرع و تعظیم داشت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم فرزندان و جگر گوشگان را ایذا میرسانند و با اہل بیت رسول کہ در خیریت و بعضیت ایشان با مصطفی کسیرا خلاف نیست عداوت جانی افتادہ چنانکہ

بعض را از ایشان زهر داده و بعض را بتیغ کشانیده و بعض را اسیر گردانیده تعزیر میکنند و هواخواهان
و دوستان ایشانرا امیر نخانند و میکشانند و هر که نام ایشان بدوستی میگیرد بر می اندازند و بر منابر لعن
بر اهل بیت می کنند مسلمانند یا نی بعض از یاران مصطفے صلی الله علیه وسلم که امروز در قید حیات اند این
مسئله را چرا حل نمی کنند امام شعبی روی بوزیر عبد الملک کرد و دران مجمع گفت که من جماهیر تابعین
حیرانیم و متحیریم و نمیدانیم که خلفاء بنی امیه که معاویه و عبد الملک از ایشانند بدین چیزهاے معظم داشت
پیغمبر صلی الله علیه وسلم و بدانچه ایشان اعیاد و جمعات و حج بر پا میدارند و طاهر نماز میگذارند دشمن
میگیریم و ایشانرا مسلمان نمیدانیم و از منافقان شماریم و برایشان لعنت میفرستیم که ایشان را برا ے
مصلحت روان شدن مملکت و صلاح دولت احکام شرع بپا میدارند۔ پس امام شعبی
گفت که از نقل مصطفی صلی الله علیه وسلم پنجاه سال برآمده چند معمر مانده اند و از ان تاریخ که در
کربلا حسین بن علی علیهما السلام و دیگر فرزندانش یزیدیان انچنان حادثه کردند و زار زار کشتند و آنانکه
از اهلبیت زنده مانده بودند ایشانرا طریق اسیران و بندیان در دمشق آوردند یاران پیغمبر صلی الله علیه وسلم
که زنده بودند چون این واقعه شنیدند از ان تاریخ باز روی خود هیچ مسلمانی نه نموده اند و ترک جمعه و جماعت و اعیاد
کردند و بعض درون خانه منزوی و بعض ترک خانه و زن و فرزندان کرده در کوه و در دشت رفتند و در مصیبت
اهلبیت مشغول شده اند و ترک مخالطت و سخن گفتن با مردمان دادند منکه شعبی ام از بعضی ایشان پرسیدم
که شما جمعه و اعیاد و حج چرا ترک داده اید و اعتزال و انزوا بکلی اختیار کرده اید ایشان گفتند بار وی آنچنین امت که ظاهر
کلمه گویند و نماز گذارند و جگر گوشان رسول را بکشند و بواسطه دنیا کفر و نفاق خود مستور دارند نتوانیم
دید از گاه آدم الی یومنا هذا انچه ازین امت آمد از هیچ امتی نیامده۔ اگرچه امتیان پیشین انبیا را کشتند اما
بر دین ایشان مقر نماندند اما کسی در جهان یاد ندارد قومیکه خود را مسلمان خوانند بظاهر کلمه و عمل بر شرع نبی
جد ایشان کنند و جگر گوشان پیغمبر را زار زار بکشند و سرها که در کنار مصطفی بوده و پرورده شده از تن بریده
و بر نیزه بسته و دختران و اطفال ایشانرا بطریق بندیان بردند اگر محمد رسول الله رحمة للعالمین نبودی
ازین حادثه هیچ یکی از امت زنده نماندی و جمله مسخ و نسخ شدندی و جهان قعر منزل شدی که هیچ

عقیبہ و در ربع مسکون زندہ نماندی پس صحابہ گفتند بعد از ماجرای مذکور چگونہ باشد کہ ما روی این امت
بہ بینیم ما یاران رسول ایم و مصطفی را در صدر حیات خدمت کردہ ایم عشیرہ من اگر از قومی یک
نفر عاصی باشد ہمہ قوم شرمندہ گردد و از زنان یک زن اگر زنا کند ہمہ زنان شرمندہ گردند زیرا چہ اگر یکدانہ
دیگ با نمک زنی نمک و پختہ و خام ست بر تمام دیگ ہمان حکم کنند پس وزیر عبد الملک و امیران
دیگر چون این قصہ را از امام شعبی شنیدند اندیشہ کردند و دریافتند کہ متعلیان بنی امیہ را باوجود ایذا و جفا
و قتل و سفک دم اہلبیت مصطفی دعوے ایمان نفاق است و ہر کہ ایشان را دوست دارد و با ایشان
پیوند داو کمراہ محض باشد پس وزیر و حاضران مجلس از ہر کلمہ بگفتند و مسلمان شدند وزیر دست
از وزارت برداشت و بہ توبہ و انابت گرآیید انتہی۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حسب
افادہ امام شعبی خلفاء بنی امیہ کو احکام شرع کے بجا آوری و جناب رسالت مآب کی تعظیم
و اعیاد و جمعات کی اقامت و حج و نماز کی ادا کرنے نے باوجود ایذا و عداوت اہل بیت اطہار کچھ
فایدہ نہ پہونچایا بلکہ امام شعبی و تابعین وغیرہ باوجود اس جد و جہد و تعب و کد کے کہ انہوں نے شعایر اسلام
کی اقامت میں کی انکو دشمن سمجھتے ہیں و مسلمان نہیں جانتے منافق شمار کرتے ہیں اور کہتے ہیں
کہ یہ لوگ اپنی ملک داری دولت کی مصلحت کے لئے احکام شرع قایم رکھتے ہیں۔ اس سے
ثابت ہوا کہ فتوح ممالک و ظاہری پابندی احکام شرع باوجود عداوت اہل بیت کچھ مفید نہیں
یزیدیوں نے جو ظلم و ستم کئے غور کا مقام ہے کہ اصلی بانی انکے کون ہوتے جناب امیر علیہ السلام
کہ سید و اعلم اہلبیت تھے اور بفحواے حدیث ابوہما افضل منہما حسنین علیہما السلام افضل تھے انپر
گھر جلانے کا قصد کسنے کیا اسنے لڑنے کا حکم کسنے دیا۔ تراانگذاریم تابعیت نکنی انکی شان میں
کسنے کہا بضعہ رسول کو تا زیست غضبناک کسنے کیا سلمان فارسی نے جنکی شان میں من اہل بیتی آیا ہے
اور آیہ تطہیر کی بحث میں شیخ محی الدین صاحب کی عبارت میں انکی مدح و ثنا گذر چکی ہے کن لوگوں کے
حق میں کہا کردید و نکردید اور انکی گردن کن حضرات نے مروڑی غرضکہ جسطرح
اصحاب رسول باقی ماندہ معرکہ کربلا کو بعد گذشتہ گزین سے ہے اسیطرح یہ خلص اصحاب بعد وفات

اگر از آیہ استخلاف خلافت ثلثہ ثابت شود افتراق بلکہ معاذاللہ فسق اہلبیت از کتاب لازم می آید

سے ورکاتنات عزلت گزین تھے اور وصیت رسول مختار علیہ السلام کی تعمیل مین صابر رہے
الحاصل جب صحاح اہلسنت میں یہہ احادیث موجود ہون کہ ان اللہ یوید ھذا الدین بالرجل
الفاجر ان اللہ یوید ھذا الدین باقوام لاخلاق لھم تو فتوح ممالک و ترقی اسلام مومنین صالحین
و خلفاء راشدین ہونیکا سبب نہیں ہوسکتین یہہ بھی معجزہ و پشین گوئی انحضرت کی ہے جسطرح اور
خبرین امور آیندہ کی فرمائی ہین اور پوری ہوئین اسیطرح یہہ پشین گوئی بھی واقع ہوئی - اگرچہ
کسیقدر طول ہوگیا مگر اسقدر گذارش ہے کہ حضرت اہلسنت ذرا غور و انصاف فرماویں کہ آیہ استخلاف
خلفاء ثلثہ کی شان مین کیونکر صادق آسکتی ہے - اس آیت کا تتمہ ومن کفر بعد ذلک فاولئک
ہم الفاسقون ہے - ظاہر ہے کہ اس کفران سے نعمت کے ناسپاسی و ناشکری
مراد ہے ذرا تامل فرمائی جو اس نعمت کی ناشکری کرے وہ فاسقین سے ہے اور جو اس
نعمت کو نعمت ہی نہ سمجھے بلکہ اس سے ناخوش ہو - وقت عطائے نعمت کے اس شخص سے
جسپر خاص یہہ نعمت مبذول ہوئی ہو غضبناک رہا اسکا کیا حال - جناب سیدہ کا تا زیست غضبناک
رہنا صحاح اہلسنت مثل بخاری مسلم مین موجود ہے جناب امیر علیہ السلام کا یہہ فرمانا
کہ سارنی وسر کم یعنی مجھکو اس خلافت نے رنجیدہ اور تمکو خوش کیا شرح مقاصد
سے لکھہ چکے ہین - اے حضرات اگر اس آیت سے خلفاء ثلثہ کی خلافت ثابت کروگے تو معاذاللہ
ثقلین قرآن جنکے تمسک کا حکم ہے جسکا افتراق قرآن شریف سے تاقیامت ممکن
نہین کیا حال ہوگا - رسول کریم فرماتے ہین کہ مجھکو لطیف خبیر نے خبر دی ہے کہ یہہ دونو قیامت
تک جدا نہ ہونگے - آپ خلفاء ثلثہ کی خلافت ثابت کرتے انکو مطاعن سے بچانیکے لئے اپنی
رائے سے کیون ایسے معنی کہتے ہین جنسے کتاب اللہ سے اہلبیت رسول اللہ کا افتراق تو بلکہ
نعوذ باللہ بقتل کفر کفر نباشد کتاب اللہ سے انکا فاسق ہونا لازم آتا ہے خدا و رسول و اہلبیت
کا کچھہ تو لحاظ کرو - اور یزید کو جو آپکے مولویصاحب نے اس خلافت سے خارج فرمایا
تعجب ہے جسطرح خلفاء ثلثہ کی خلافت ثابت ہو انہین اصول موضوعہ پر بلکہ بدرجہ اولی یزید

کی خلافت ثابت ہو وہ ہرگز خلفا سے خارج نہین ہو سکتا - کیونکہ ازالۃ الخفا مین چار طریقے لکھی
ہین - اصل عبارت بخوف طوالت نقل نہین ہوتی صرف خلاصہ مطلب لکھا جاتا ہے
ازالۃ الخفا کے مقصد اول کے صفحہ ۵ مین یہہ عبارت تحریر ہے جسکا دل چاہے دیکھ لے -
طریق اول بیعت اہل حل وعقد جیسا کہ خلیفہ اول کی بیعت واقع ہوئی (یہہ بیعت محض
خلیفہ ثانی یا بقول بعض ابو عبیدہ جراح نے ہی کی تھی) دوم استخلاف خلیفہ سابق جیسا
کہ خلیفہ اول نے ثانی کو وفات کے وقت اپنا قایم مقام کر دیا - سوم شوری جیسا کہ خلیفہ
ثالث کے واسطے ہوا - چہارم استیلا اسکی دو قسمین لکھی ہین جایز و ناجایز اور معاویہ کا
استیلا قسم جایز مین رکھا ہے - وجوہ ثلثہ کہ خلفا ثلثہ مین ایک ایک مین ایک ایک پائی گئی
ہین یزید بن معاویہ اموی مین یہہ چہار وجوہ مجتمعہ موجود ہین اول بیعت اہل حل وعقد -
پس جماہیر اہل مدینہ و شام وغیرہ نے یزید کی بیعت کی اور منجملہ اہل حل وعقد کے افضل اور ورع
انہین سے عبد اللہ ابن عمر ہین کہ بباعث غایت ورع واحتیاط کے جناب امیر علیہ السلام
کی بیعت سے اعراض فرمایا تھا اور بروز صلح معاویہ بن سفیان سے بیعت کی تھی صحیحین
یعنی بخاری و مسلم سے یہہ امر بخوبی ثابت ہو کہ عبد اللہ بن عمر کی گردن مین یزید کی بیعت تھی - چنانچہ
بخاری کی کتاب فتن باب اذا قال عند قوم شیئًا ثم خرج بخلافہ کے شروع مین نبی سلمان
بن حرب سے حدیث منقول ہے بنظر اختصار ترجمہ لکھا جاتا ہے - وہ یہہ ہو کہ جب اہل مدینہ
یزید بن معاویہ کو خلافت سے معزول کرنے لگے تب ابن عمر نے اپنی اولاد و اقربا کو جمع کیا
اور کہا کہ مینے سنا ہی جناب رسول خدا کو کہ فرماتے تھے کہ روز قیامت ہر غادر کیواسطے
ایک جھنڈا کھڑا کیا جائیگا اور بدرستیکہ ہمنے بیعت کی اس شخص یعنے یزید بن معاویہ کی بیعت خدا
و رسول پر اور مین نہین جانتا کوئی غدر اس سے زیادہ تر کہ جس سے ہمنے خدا و رسول کی بیعت
کی ہو پھر اس سے قتال برپا کرین پس جو شخص تم مین سے یزید کی بیعت کو خلع کریگا
ہمارے اور اسکے درمیان جدائی ہوگی - اور صحیح مسلم کی کتاب الامارہ باب من قسم ق

دیہو مجمع مین یہہ ہی مفید مطلب لکھا جاتا ہی کہ ابن عمر ابن مطیع کے پاس آے اسنے کہا کہ انکے واسطے مسند بچھاو ابن عمر نے کہا کہ مین تیرے پاس بیٹھنے نہین آیا ہون ایک حدیث جو رسول اللہ سے سنی ہے وہ سنانے آیا ہون کہ وہ حضرت فرماتے تھے کہ جو شخص طاعت سے ہاتھ اوٹھاے خدا سے ملاقات کریگا درحالیکہ کوئی حجت پیش جسکا اثر کھتا ہوگا ۔ اور جو شخص کہ مرے اور اسکی گردن مین کسیکی بیعت نہ ہو وہ موت جاہلیت پر مریگا جب بشہادت صحیحین حضرت ابن عمر جیسے جلیل القدر با ورع صحابی یزید کی بیعت مین ہون اور اسکا خلع جایز نجانتے ہون اور خدا اور رسول کی بیعت پر اسکی بیعت کی ہو پہر اسکی خلافت مین کیا شک ہے صحابی کی اقتدا لازم ہے حضرات اہلسنت انکی اقتدا کر کے یزید کو خلیفہ برحق سمجہین انکے والد بزرگوار نے خلیفہ اول کی بیعت کر کے انکی خلافت قایم کر دی تھی خلف رشید نے یزید کی خلافت قایم کر دی ۔ ناظرین اس مقام پر امام شعبی کی تقریر دلپذیر جو وزیر عبد الملک سے فرماتی ہے اور کچھہ ہی اس سے پیلے گذر چکی ہے مگر مطالعہ فرما کر غور فرماوین ایک وہ صحابہ تھے کہ یزید کے اس ظلم و ستم کے تنگ دعار سے جو خاندان رسالت پر اسنے کیا جبال و درو دشت مین گوشہ گذین تھے اور اس امت کا موہنہ دیکھنا نچاہتے تھے ایک یہہ صحابی اورع اتقہ خلیفہ زادہ ہین کہ کس شد و مد سے اسکی خلافت ثابت و قایم فرماتے ہین اور اسکی بیعت خدا و رسول کی بیعت لکھتے ہین سچ ہے الولد سر لابیہ یہہ اجماع خلیفہ اول کو کہان نصیب ہوا تہا ۔ خاندان رسالت ۔ سو جیسا کہ خلیفہ اول کی بیعت سے جدا تہا یزید کی بیعت سے بھی جدا رہا ۔ وہان حسب وصیت رسول گوشہ گزینی فرما کر صبر فرمایا یہان حسب اخبار مخبر صادق شہادت سید الشہدا واقع ہوئی ۔ امر دوم استخلاف ہی جسکہ معاویہ باعتراف و تصریح حضرت شیخ عبد القادر جیلانی غوث اعظم و محبوب سبحانی غنیۃ الطالبین مین اور شیخ ابن حجر مکی صواعق محرقہ مین اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین اور ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین اور قاضی عیاض مالکی شفا مین خلیفہ بحق و امام صدق ہے بلکہ ابن حجر مکی نے لکہا ہو کہ خلافت اسکی کتاب سماوی مین منصوص ہے اور صحیح ترمذی مین حدیث اللہم اجعلہ ہادیا مہدیا اسکے حق مین مروی ہے

اس خلیفہ برحق و امام صدق و ہادی مہدی نے اپنی خلف رشید یزید کو قابل خلافت سمجھکر خلیفہ کیا جیسا
کہ تاریخ الخلفاء مین لکھا ہی اور حرمین الشریفین مین ساتھہ لایا اور سب سی بیعت کرائی اور وقت
مرنیکے شام مین اپنا قایم مقام مقرر کیا اور اہل شام و مدینہ نے قبول کیا یہہ استخلاف خلیفہ ثانی کی
استخلاف سی کہین بڑہکر ہے کیونکہ خلیفہ ثانی کی استخلاف کیوقت بعض صحابہ جلیل القدر جنمین جناب
امیرؑ بھی تھے جیسا کہ آگے چلکر لکہا جائیگا خلیفہ اول سے کہتے ہی رہے کہ تو اپنے رب کو کیا جواب دیگا
کہ ایسے فظ غلیظ کو خلیفہ کرتا ہے تاریخ الخلفا فصل مرض و وفات خلیفہ اول و استخلاف
عمر و کنز العمال و صواعق محرقہ وغیرہ ملاخطہ کیجئے مگر خلیفہ اول نے کچھہ پرواہ نکی اور خلیفہ کر
دیا - امر سوم شوری - ظاہر ہے کہ معاویہ نے استخلاف کیوقت کر ہی لیا ہوگا - خلیفہ ثالث
جو شوری سے خلیفہ ہوتے اسکا حال اپنی کتب صحاح مین دیکھئے کہ کس چالاکی و حکمت عملی
سے عبدالرحمن بن عوف نے ثالث کو خلیفہ کیا ہے - استیلا کا حال ظاہر و عیان ہی کہ
خاندان نبوت تک کو صاف کر دیا زمانہ سابق مین صرف قصد احراق بیت اہلبیتؑ
ہوا تہا احراق میسر نہ ہوا تہا اسنے وہ تمنا بھی کربلا مین پوری کر دی - تعجب ہی کہ یزید کی
خلافت کا کیون انکار کیا جاتا ہی اور مثل اور خلیفہ کے اس آیت کے تحت مین کیون نہین
سمجہا جاتا - اگر یہہ کہا جاوے کہ وقت نزول آیہ یہہ شخص موجود نہ تہا تو علما اہل سنت
نے آیت استخلاف کا مخاطب عام امت کو کر دیا ہے جیسا کہ کشاف و بیضاوی سے
گذرا اور حضرات اہل سنت کے نزدیک یزید امت مین داخل ہے مومن ہے
اگر کہا جاوے کہ عملوا الصالحات مین داخل نہین تو پہلے خلفاء کو کن دلایل سے
قابل خطاب ثابت کیا ہے یہہ تو اول بحث - محض قہر و غلبہ ہی حقیت کی دلیل ہے وہی قہر و غلبہ
یزید کو بدرجہ اولی حاصل تہا - نص غدیر کا انکار خاندان رسالت خصوصا اہلبیت اطہار کی مخالفت
جناب سیدہؑ کا غضب کہ خدا و رسولؐ کا غضب ہے و بیت نبوی و باب مدینہ علم کی احراق کا قصد جناب امیر علیہ السلام
کا ناخوش ہونا وغیرہ وغیرہ برابر ہی کہا مری حسب احادیث نبوی مثل ستحرصون علی الامارہ وستکون لکم ندامۃ یوم القیامہ

اور شبہ قوم بنی اسرائیل وغیرہ شاہد عادل ہین - معہذا حضرت عبداللہ بن عمر کی شہادت سے
یزید کا صالح ہونا بھی ثابت کئے دیتے ہین - تاریخ الخلفاء مین یزید کی خلافت کے اخیر مین
یہہ تحریر ہے - واخرج ابن عساکر عن عبداللہ بن عمر قال ابوبکر الصدیق اصبتم اسمہ عمر
الفاروق من حدید اصبتم اسمہ ابن عفان ذوالنورین قتل مظلوما یؤتی کفلین من الرحمۃ -
معویہ وابنہ ملکا الارض المقدسۃ - والسفاح وسلام - والمنصور - وجابر والمہدی والامین
وامیر الغضب کلہم من بنی کعب بن لوی کلہم صالح لا یوجد مثلہ الخ - خلاصہ مطلب یہہ ہے
کہ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور ابن عفان ذوالنورین
اور معویہ اور اسکا بیٹا اور سفاح وسلام منصور جابر مہدی - امین - امیر غضب یہہ سب
کعب بن لوی کی اولاد ہین اور سب صالح ہین انکا مثل نہین پایا گیا - دیکھئے انکو صالحا
جلیل القدر خلیفہ زادہ نے یزید کو خلفاء ثلثہ کے ساتھہ شمار کیا ہے اور ایک لفظ صالح لکھا ہے
جو سب کے واسطے ہے کچھہ فرق نہین کیا انکے نزدیک تو ان جیسا پایا نہین گیا گن لیجئے پورے
بارہ ہین اور جناب امیر علیہ السلام کو انہین شمار نہین کیا - الحاصل گو حضرات اہل سنت عوام
مین اسکو یزید پلید کہین اور اسکی خلافت کا انکار کرین مگر علمائے تو کتابون مین خلفاء اثنا عشر مین جنکی
بشارت رسول اللہ نے دی ہے کہ انکے زمانہ مین دین عزیز رہیگا اور انکی مدائح فرمائی
ہین شمار کیا ہے اور ایسی احادیث بھی انکی کتابون مین منقول ہین کہ پیشین گوئی کی طور پر
آنحضرت نے خاص اسکی مدح فرمائی ہے چنانچہ تاریخ الخلفاء کی فصل فی بیان ان الائمہ من
قریش والخلافۃ فیہم مین اسکو خلفاء اثنا عشر مین لکھا ہے اور قاضی عیاض کا قول نقل
کیا ہے اور شیخ الاسلام ابن حجر نے شرح بخاری مین قاضی کی کلام کی تعریف کی ہے
بنظر اختصار عبارت نقل نہین ہوتی نشان مقام لکھہ دیا ہے جسکا جی چاہے تاریخ الخلفاء کا اس مقام کو دیکھہ لے کہ
اسمین یزید خلفاء اثنا عشر مین داخل ہے یا نہین - اور انہین علامہ جلال الدین سیوطی مصنف تاریخ الخلفاء کی جامع صغیر کی
شرح مین یہہ حدیث مسطور ہے - عن انس عن النبی ان اول جیش من امتی یرکبون البحر قد اوجبوا قال البعث فیہ منتصر

لمعویہ لانہ اول من غزی البحر - واول جیش من امتی یغزون مدینہ قیصر مغفور لہم قال المہلب فیہ منقبتہ لیزید ان معویہ لانہ اول من غزی مدینہ قیصر ای کان امیر الجیش بالاتفاق انتہی بہرصورت یزید کی خلافت خلفاء ثلثہ کی خلافت کی شاخ ہوا اور تصرف وغلبہ وشروط انعقاد خلافت مین اس سے کہین بڑہکر - چنانچہ خود یزید نے عبد اللہ بن عمر کے خط کی جواب مین یہی لکہا ہے اور اسکا رد وانکار خلیفہ زادہ سے نظر نہین آیا - تاریخ بلاذری کے صفحہ ۴۶۲ مین یہہ عبارت لکہی ہے - لما قتل ذبیح الحسین بن علی کتب عبد اللہ بن عمر الی یزید بن معویہ اما بعد فقد عظمت الرزیہ وجلت المصیبۃ وحدث فی الاسلام حدث عظیم ولا یوم کیوم الحسین فکتب الیہ یزید اما بعد یا احمق فاناجینا الی بیوت منجدۃ وفرش ممہدۃ ووسائد منضدۃ فقاتلنا منا فان یکن الحق لنا فعن حقنا قاتلنا وان کان الحق لغیرنا فابوک اول من سن ھذا وابتز واستاثر بالحق علی اہلہ ومن ھہنا قیل قتل الحسین یوم السقیفہ الخ - یعنی جب ذبیح اللہ الحسین بن علی علیہما السلام شہید ہوئے تو عبد اللہ بن عمر نے لکہا امابعد پس تحقیق کہ بڑی مصیبت واقع ہوئی اور حدث عظیم اسلام مین حادث ہوا اور نہین دن حسینؑ کے قتل کے دن جیسا - پس یزید نے انکو لکہا کہ اے احمق آئے ہم تیار مکانون بچہوئے فرشون رکہی ہوئی مسندون مین پس ہم اسے لڑی اور اگر حق ہمارے غیر کا تہا پس تیرا باپ وہ شخص ہے کہ جسنے اول اس طریقہ کو جاری کیا اور حق دارونسے حق لیا اور اسی سبب سے کہا گیا ہے کہ حضرت امام حسینؑ سقیفہ کے دن شہید ہوئے - خلیفہ زادہ صاحب نے جو انکی خلافت قایم رکہنے مین کوشش فرمائی تہی اسکی صلہ مین کیا عمدہ خطاب پایا - فضل ابن روزبہان نے ابطال باطل مین تاریخ بلاذری کی اس روایت کا انکار نہین کیا بلکہ اسکے جواب مین یہہ کہا ہے کہ یزید کا قول معتبر نہین ہے - واقع مین اگر جناب رسالت مآب کی انتقال کرتے ہی احراق بیت فاطمہ کا قصد نہ کیا جاتا جناب امیر علیہ السلام کے قتل کا حکم نہ دیا جاتا اور وہی تعظیم و توقیر ملحوظ رہتی جو جناب رسول خداؐ نے فرمائی تہی تو یزید کی کیا مجال تہی کہ یہہ جرات کر سکتا - رہا یہہ امر کہ یزید فاسق تہا اسکا جواب اول تو یہہ کہ حضرات اہل سنت کے نزدیک امام خلق وخلیفہ راشد کا معصوم ہونا شرط نہین دوم حضرت خلیفہ زادہ صاحب نے اسکا لحاظ نہ فرمایا

اس حدیث بخاری کی شرح مین جو اسباب مین نقل ہوئی ہے فتح الباری مین شیخ ابن حجر لکھتے ہین و فی ھذا الحدیث وجوب طاعۃ الامام الذی انعقدت لہ البیعۃ المنع من الخروج ولو جار فی حکمہ ولا ینخلع بالفسق - یعنے اس حدیث مین امام کی طاعت واجب ہونے کا حکم ہو کہ جسکے لئے بیعت منعقد ہوگئی اور اسپر خروج کرنے سے ممانعت ہو اگرچہ اپنے حکم مین ظلم کرے اور ارتکاب فسق سے امام امامت سے معزول نہین ہوتا - اور صحیح مسلم مین ہو کہ جب دو خلیفے بیعت کیے جائین پچھلے کو قتل کرو - معاذ اللہ یزید نے اس حدیث پر عمل کیا - غرضکہ ان احادیث کی دیکھنے سے اثبات شہادت جناب سید الشہدا معلوم دانانکہ یزید را خلیفہ دانند - مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم - **قولہ** فائدہ جناب مولوی مشتاق احمد صاحب نے اپنی مکاتیب آیت استخلاف کے متعلق جو چند ضروری مضامین بیان کیے وہ بھی اس مقام پر لکھے جاتے ہین اول یہہ فرمایا کہ آیت استخلاف مین جو خداوند کریم نے خلیفہ بنانیکا وعدہ کیا وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کلام سے بھی ثابت ہوتا ہو چنانچہ نہج البلاغتہ مین حضرت امیرؑ کے قول کو اسطرح نقل کیا ہو - ومن کلام لہ علیہ السلام وقد استشارہ عمرؓ فی الشخوص لقتال الفرس بنفسہ فقال ان ھذا الامر لم یکن نصرہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا بقلۃ وھو دین اللہ الذی اظہرہ وجندہ الذی اعدہ وایدہ حتی بلغ ما بلغ وطلع حیث طلع ونحن علی موعود من اللہ - ترجمہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کلام سے ہو - جسوقت حضرت عمرؓ نے اہل فارس کے قتال مین بنفس خود جانیکا اُنسے مشورہ کیا حضرت علیؑ نے فرمایا یہہ امر یعنی دین اسلام اسکی مدد کرنی اور چھوڑ دینا لشکر کی کمی زیادتی پر موقوف نہیں اور یہہ دین اللہ کا ہو جسکو ظاہر کیا اور اسیکا لشکر ہے جس کو غالب بنایا اور قوی کیا یہانتک کہ پہنچا اوس قوت وغلبہ پر جہانتک پہنچا اور طلوع کیا عالم مین جس جگہ سے کہ طلوع کیا اور ہم اللہ کے وعدہ پر یقین کیے ہوے ہین - حضرت عمر خلیفہ وقت کو خطاب کرکے حضرت علی کا یہہ فرمانا نحن علی موعود من اللہ - یعنی ہم اسکے وعدہ پر یقین کیے ہوئے ہین صاف دال ہو اس امر پر کہ جو کچھ حضرت عمر کے وقت مین فتوحات حاصل ہوئین و جسقدر صولت اور دبدبہ مسلمانون نے پایا اسکا ظہور اللہ کریم کے وعدہ کے مطابق ہوا - **اقول** جب یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ خلیفہ اول کی خلافت

سے کے شروع ہی مین جناب امیر علیہ السلام نے دعوے خلافت فرمایا اور دلایل قاطع وحجج ساطعہ کے جوابین خلیفہ اول اور خلیفہ گردن سے کچھہ بھی بن نہ پڑا اور چھہ ماہ یعنی حیات جناب سیدہؑ تک جناب امیرؑ اور کل بنی ہاشم بالکل شریک نہین ہوسے اور جب مصلحتہً شریک ہوئے تو اسکی وجھہ بھی بخاری ومسلم وجامع الاصول وغیرہ مین لکھی ہے کہ پھر آدمی امر بالمعروف وغیرہ بھی جناب امیرؑ کیطرف راجع ہوئے اور آخر مین حضرت نے فرمایا کہ بارک اللہ فیما سارنی وسر کم یعنی برکت دے خدا اس چیز مین کہ مجکو اندوہناک اور تمکو خوش کیا۔ اور کتاب استیعاب سے گذر چکا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین کہ ہر خلیفہ کے وقت مین خلافت میرا حق تھا اور خاص خلیفہ ثانی سے تو یہہ کیفیت تھی کہ جب خلیفہ اول کو اپنے گھر بلایا ہے تو آپنے منع فرمایا کہ عمر نہ آسے چنانچہ بخاری ومسلم وجامع الاصول وغیرہ مسطور ہے۔ اور جب خلیفہ اول نے ثانی کو خلیفہ کرنا چاہا تو جناب امیرؑ نے بڑی سختی سے روکا تھا کہ یہہ فظ غلیظ ہے اسکو خلیفہ نکرو۔ یہہ مضمون کہ خلیفہ ثانی کے خلیفہ ہونے سے صحابہ خوش نہ تھے بہت سی کتب معتبرہ اہل سنت مین لکھا ہے۔ ازالتہ الخفا مین بھی تحریر ہے۔ ریاض النضرہ مین لکھا ہے۔ ان جماعتہ من الصحابہ دخلوا علی ابی بکر لما عزم علی استخلاف عمر فقال لہ القایل منہم ما انت قایل لربک اذا سالک عن استخلاف عمر علینا وقد تری غلظتہ۔ یعنی تحقیق صحابہ کی ایک جماعت ابو بکر کے پاس اسوقت آئی کہ انہون نے عمر کے خلیفہ کرنے کا قصد کیا پس انہین سے کہنے والے نے اسنے کہا کہ اپنی رب کو کیا کہو گا جبکہ ہم پر عمر کے خلیفہ کرنے سے پوچھو گا اور حالانکہ تو اسکی سختی دیکھتا ہے۔ کنز العمال مین لکھا ہو کہ وہ یعنی اس قول کے قایل حضرت امیرؑ اور طلحہ تھے۔ اور نیز خوشی جناب امیرؑ کی اس سے بھی ظاہر ہے کہ آپنے فرمایا بیعت کی مجنے اگرچہ عمر ہی ہو جیسا کہ عقاید نسفی کے آخر مین لکھا ہے۔ جب بخوبی ثابت ہوگیا کہ جناب امیرؑ اس خلافت سے ناخوش تھے اور ہر خلفاء کے زمانہ مین خلافت اپنا حق جانتے تھے اور خلیفہ ثانی سے بہہ نفرت وکراہت تھی کہ انکا اپنے مکان پر آنا خلیفہ بنانا منظور نہ تھا تو بالبداہت ظاہر ہو کہ انکی خلافت اللہ کریم کے وعدہ کے مطابق ہرگز ہرگز نہ تھی ورنہ جناب امیر علیہ السلام کی

ناخوشی کے کیا معنی - کیونکہ صاحب ما ینطق عن الہوی نے انکی حق مین فرمایا ہی کہ قران و علی دو نو
ساتہہ ہین یہہ دو قیامت تک جدا نہ ہونگے - جو امر کہ وعدہ آلہی کے مطابق واقع ہو جناب امیرؑ
کی ناخوشی اس سے محال ہے - یہہ ہی کامل وجہ ثبوت ہی کہ یہہ خلافتین حسب وعدہ الہی تہین
رہی جناب امیر علیہہ السلام کی یہہ کلام اسمین تو کوئی بات اس قسم کی نہین ہے جو مولویصاحب
کی مدعا پر دال ہو - حضرت توصاف فرماتے ہین کہ یہہ خدا کا دین ہے جسکو ظاہر کیا اسکی
نصرت و خذلان کثرت و قلت پر منحصر نہین اب وہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہہ وسلم جو انکی کتابو نسے
منقول ہوئی ہین اس کلام بلاغت نظام سے ملائیے اور انصاف سے نتیجہ نکالئے دیکھئے کہ مطلب کسکا ثابت
ہوتا ہے - اگر اس کلام کے بعد جناب امیرؑ یہہ فرماتے کہ انتم یا انت علی موعود من اللہ
تب البتہ مولویصاحب کا وہم درست ہوتا جبکہ صریح نفس نفیس کی طرف اشارہ کرکے
فرماتے ہین کہ نحن علی موعود من اللہ توصاف ثابت ہو گیا کہ گو فتوح ممالک وغیرہ
تمکو حاصل ہو مگر اس وعدہ الہی سے تمکو کچہہ کام نہین اسکی وجہ کوئی معلوم نہین
ہوتی کہ وعدہ الہی کے مطابق خلیفہ تو حضرت عمر ہون اور جناب امیرؑ فرمادین - کہ
وعدہ آلہی کے منتظر ہم ہین - یقین کئے ہوئے ہین جو عبارت مقدر نکالی ہے ٹہیک نہین
فحوائے کلام سے منتظر نہایت معلوم ہوتی ہے اور اگر یہہ ہی عبارت مقدر ہو تب ہمارے
مدعا کے مخالف نہین کیونکہ مآل ایک ہی ہے - مجمع عام مین خاص خلیفہ کو مخاطب کرکے
یہہ فرمایا کہ یہہ خدا کا دین ہے وہ آپ دین کی تائید جسطرح چاہیگا کریگا اور ہم وعدہ الہی کے منتظر ہین
یہہ جناب امیرؑ کاہی کام تہا حضرات کی فہم و عقل سے کب ہی کہ مضر مطلب کو مفید سمجہتے ہین - اگر یہہ کہا جاوے کہ حضرت عمر
و جناب امیر ایک ہی سے تھے جیسا کہ عوام کے سامنے حضرات اہل سنت کا یہہ ہی ادعا ہی کہ چارون یار آپسمین شیر و شکر تھے تو ہم پہلے ثابت کرچکے
ہین کہ جناب امیرؑ ہمیشہ خلافت سے خصوصا خلیفہ ثانی سے سخت متنفر تھے اور ہر زمانہ مین خلافت کو ناحق جانتے تھے - معہذا جبکہ
جناب امیرؑ و حضرت عباس صنو لایہ خلیفہ اول و ثانی کو بقول خود خلیفہ ثانی کاذب غادر خائن آثم کما فی صحیح المسلم جانتے ہون اور کذب
علی رسول اللہ پر ہو تو کب ممکن ہی کہ اس آیت مین قابل خطاب سمجہتے ہونگے - سابق مین بحوالہ اشعۃ اللمعات گذارش ہوا کہ ضرور نہین ہے کہ خلفاء

انحضرت کے متصل ہی ہون بلکہ قیامت تک ہونگے اور جو وعدہ اس آیت مین مومنین صالحین موجودین سے
ہوا تہا فی الجملہ زمانہ رسول مین پورا ہوا بدرجہ کمال اب تک پورا نہین ہوا اور اجماع اہلبیت سے ثابت ہے کہ یہہ
وعدہ بوجہ کمال جناب قایم آل محمد عجل اللہ ظہورہ کے زمانہ مین وفا ہوگا تو جناب امیر کے اس ارشاد
سراسر رشاد نے کہ سخن علی موعود من اللہ بخوبی ثابت کر دیا کہ اس سے اپنی اور اپنی جلیسونکی خلافت منظور ہے۔
اور اگر خلیفہ ثانی موعود من اللہ ہوتے تو جناب امیر ہرگز انکو فارس جانے سے منع نفرماتے کیونکہ ابن الحدید نے
لکھا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ جناب رسالت مآب کیون بنفس نفیس جہاد مین شریک ہوتے تھے تو کہونگا
کہ انحضرت خداوند تعالی کیطرف سے موعود بہ نصرت تھے چنانچہ قولہ تعالے واللہ یعصمک من الناس
اسپر دال ہے اگر خلیفہ ثانی بھی موعود ہوتے تو ضرور جہاد میں شریک ہوتے۔ ہرسہ خلفا کا حال دیکھنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ ہرگز یہہ اس آیہ استخلاف میں داخل نہ تھے اور انکو اسکا خیال تہا کیونکہ اگر خود کو خلیفہ
موعود من اللہ جانتے تو جہاد مین شامل ہوتے ثواب جہاد سے محروم نرہتے جیسا کہ انحضرت اور جناب امیر
علیہما السلام خود بنفس نفیس شریک ہوتے تھے چونکہ جناب امیر حضرت خلیفہ صاحب کی عادت سے خوب
واقف تھے اور بارہا احد و بدر و حنین و خیبر وغیرہ معرکوں میں آزما چکے تھے اسلئے انکو فارس جانیکا مشورہ ندیا
اور مجمع عام میں آیہ استخلاف سے خارج فرمایا۔ یہہ بھی نہایت ہی شکر کا مقام ہے کہ حضرات ثلثہ اپنی خلافتوں مین
کبھی شریک جہاد نہین ہوئے حضرات نے چار دیواری سے بہول کر بھی قدم باہر نہین رکہا ورنہ اگر خدا
نخواستہ خود بھی شریک ہوتے اور کوئی ملک فتح کرتے کسی پہلوان بہادر سے مقابلہ ہوتا تو غدا جانے حضرات
اہل سنت کیا کیا شور و غل مچاتے۔ یہہ فتوح بلاد و توسیع مملکت و سلطنت جو حضرات کے زمانہ مین ہوئی
کچھ مفید نہین اور اسکا بیان مفصل گذر چکا۔ حضرات اہلسنت و جماعت محض تصرف قہر و غلبہ ظاہری
کے خیال سے عہود خلفا ثلثہ کو داخل آیہ استخلاف کرتے ہین اگر علماء اہل سنت کی تحقیق مقدمہ خلافت
مین دیکھی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اصلی خلافت راشدہ اس آیت کے وعدہ کے مطابق تو صرف شیخین
ہی کے زمانہ اور خلیفہ ثالث کے اس زمانہ تک رہی کہ جبتک فتنہ برپا ہوا اور خلافت جناب امیر علیہ السلام
تو اس وعدہ مین داخل ہی نہین بلکہ معاذ اللہ حضرت کا زمانہ ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون

مین داخل ہے - حالانکہ جناب امیر اس کلام مین جو صاحبان رسالہ نے نقل کی ہے عن علی موعود من اللہ
بصیغہ جمع متکلم فرماتے ہین - اگر بفرض محال اتحاد کا کمال بھی مانا جاوے تب بھی جناب امیر علیہم السلام
کی خلافت تو اس وعدہ استخلاف مین داخل ہونے چاہئے - مگر حضرات اہل سنت جناب ابوبکر
زمانہ خلافت کو اسمین داخل نہین سمجھتے - چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا کے
مقصد اول کے خاتمہ مین یہہ تحریر فرماتے ہین - تا انکہ برای العین دانستیم کہ مراد ہمین حالت
است کہ بعد قتل حضرت عثمان بظہور آمد از اختلاف ناس در حرب جمل صفین بعد انہم الفروق
عقل دریافتہ شد کہ چند برای مرتضی بیعت کردہ اند و خلافت منعقد ساختند و در حکم شرع کہ بنائی آن
بر مظنات است لازم شد اطاعت او لیکن مراد حق اصلاح عالم ست کہ خلافت وسیلہ آنست کہ برای
تقریب آن مقصود شروع ساختہ اند اگر مراد حق می بود از وجود متخلف نمی شد و مرتضی درین
خلافت مانند ذی دردہان نامے بود و نہ مانند جارحہ برای انجام مراد حق و قوم مامور نشدند کہ
تحت رایت او قتال کنند چنانکہ مامور شدند بقتال تحت رایت مشایخ ثلثہ مطابق این
احادیث معلوم شد بمعاینہ در خارج دیدیم کہ در زمان حضرت مرتضی عنایت آلہی کہ سابق فوج
فوج نازل می شد مستتر گشت کوشش بسیار نمایند کی ہم نداد و حیرت کہ عبارت از الفت
مسلمین فیما بینہم و ترک منازعہ است و اتفاق بر جہاد کفار و روز بروز در تناقص است بر کفار افتاد
رو باستتار نہاد و معنی ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم یعنی ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ثبوت دین
و تمکین فی الارض برای دفع کفار و اعلاء کلمۃ الاسلام مقرر بود واقع نشد واجعل لی من لدنک
سلطانا نصیرا درین زمان متحقق نگشت و در تمام مسلمین علم نافذ نشد و مسلمین کلہم تحت حکم او در نیامدند
ہیچ عاقلی برین معنی انکار نمی تواند کرد چنانکہ نمی تواند انکار نمود کہ آفتاب امروز از مشرق طالع شدہ
است انتہی بقدر الحاجۃ - شاہ صاحب کی اس تحقیق انیق سے جناب امیر علیہم السلام کی خلافت
آیہ استخلاف مین داخل نہین اور جب اسمین داخل نہین تو خلافت راشدہ سے بھی خارج ہو گی
کیونکہ حضرات کو زیادہ تر تصرف فی الارض و غلبہ ظاہری ہی کا خیال ہے - اور جو الفاظ کہ اس

عبارت میں تحریر فرمائے ہیں ناظرین انہیں غور فرماویں جب مراد حق و عنایات الٰہی و خیریت اس خلافت میں نہ ہوئے تو راشدہ کیا ہو گی۔ حضرات تمسک ثقلین کے یہہ ہی معنی ہیں۔ شاہ صاحب ازالۃ الخفا کے مقصد اول کے صفحہ ۱۲ میں یہہ کلام جناب امیرؑ جو صاحب رسالہ نے لکھی ہے نقل فرماتے ہیں اور نقل سے پہلے لکھتے ہیں کہ این قول مرتضے بطریق متعدد ظاہر شدہ ہم پیش اہلسنت و جماعت و ہم پیش شیعہ الخ۔ حضرت کے اس کلام کا بھی کچھہ لحاظ نہیں فرماتے اور انکی خلافت اس وعدہ الٰہی سے خارج کرکے اس کلام کی تکذیب کرتے ہیں۔ تفسیر معالم التنزیل میں اس آیہ استخلاف کی تفسیر میں یہہ لکھا ہے۔ فاولٰئک ہم الفاسقون۔ العاصون للہ قال اہل التفسیر اول من کفر بھذہ النعمۃ وجحدھا الذین قتلوا عثمان رضی اللہ عنہ فلما قتلوا غیر اللہ مابھم وادخل علیھم الخوف حتی صاروا یقتتلون بعد ان کانوا اخوانا۔ انتھی بقدر الحاجۃ۔ یعنی فاسقون کے معنی خدا کی نافرمان ہیں۔ اہل تفسیر نے کہا ہے کہ جسنے اول اس نعمت کی ناشکری کی اور اسکے حق کا انکار کیا وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا جب انہوں نے قتل کیا خداوند تعالیٰ نے وہ نعمت جو انکے پاس تھی بدل دی اور انپر خوف داخل کیا یہانتک کہ وہ لڑنے لگے بعد اسکے کہ بھائی تھے شاہ صاحب کی تحقیق اور اس مضمون کو ملائے۔ کچھہ عقل کام نہیں کرتی کہ جسکی ضرب ذوالفقار و کوشش و جان فشانی سے کلمہ اللہ بلند ہوا ہو جسکی ثنا میں جناب رسول خدا علی مع القرآن والقرآن مع علی لمن یفترقا حتی یردا علی الحوض وغیرہ احادیث فضایل کہ لاتعد ولاتحصی ہیں فرمائیں وہ کرار غیر فرار صاحب لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار اور خود رسول مقبول اس استخلاف موعودہ الٰہی میں داخل نہ ہوں اور وہ لوگ کہ جناب رسالتمآب کے زمانہ ہدایت نشانہ میں جنسے کبھی وقت ۔۔ ہوئی اور جان پر اپنی جہاد و لیسے بھاگی اور بہ جبال کی طرح کودتے اچھلتے بہت لبھی ا ۔ کافر تک قتل نکیا خو مجروح ہونا تو کجا کسیکی نکسیر تک نہ ہوئی مصیبت میں فرار پر قرار اختیار کیا اور تقسیم غنایم کے وقت آموجود ہوئے اور بعد آنحضرت جو سلوک اہلبیت اطہار سے کیا ظاہر ہے بضعۃ رسول کو تا زیست غضبناک کیا اور بعد میں جو جور و جفا

اہلبیت پر ہوئے سبکے بانی ہوئے اور قرآن شریف کو جلا یا وہ اس آیت مین داخل ہون سبحان اللہ حدیث
وتمسک ثقلین کے یہہ ہی معنی ہین جس تقریر بے نظیر سے حضرت شاہ صاحب نے جناب امیر
علیہ السلام کی خلافت آیہ استخلاف سے خارج فرمائی اس توہم پر تو یزید ومعاویہ کی خلافت
بدرجہ اولی داخل ہوگی کیونکہ انکے زمانہ مین بہ نسبت عہود ثلثہ ترقی زیادہ ہوئی۔ اور ایمان کامل
واعمال صالح کا ثبوت حضرات کے نزدیک محض تصرف وغلبہ ظاہری ہی ہے۔ آپکے مولویصاحب
نے یزید کو فاولئک ہم الفاسقون سے نکالا تہا معالم التنزیل سے ثابت ہے کہ اہل تفسیر کے نزدیک اول
اس کفران کے مرتکب قاتلان حضرت عثمان ہین اور معاذ اللہ جل شانہ نے اسکی یہہ سزا دی کہ وہ
نعمت بدل دی اور انمین ہی جنگ وجدال ڈال دیا۔ غور فرمائی کہ وہ کون حضرات تہے۔ جناب
امیر کی نسبت تو حضرات اہل سنت جو چاہین فرمائین مگر ام المومنین حضرت عائشہ وحضرات
طلحہ وزبیر کا تو لحاظ فرمائی کہ عشرہ مبشرہ سے ہین۔ تعجب ہے کہ اہلبیت کو ناخوش وغضبناک کرنے
والے تو اس وعدہ استخلاف مین اور قاتلان حضرت عثمان اس کفران نعمت مین داخل ہون۔
حالانکہ اس قتل پر خلیفہ اول کی بیعت سے کہین زیادہ اجماع تہا۔ **قولہ** علاوہ ازین شراح شیعہ اس
فقرہ یعنی علی موعود من اللہ کے نیچے یہی آیت استخلاف یعنی وعد اللہ الذین امنوا منکم الآیہ
لکہتے ہین۔ باوجود ایسی معتبر شہادت کے جو انہین کی کتابون مین موجود ہے پھر یہہ گروہ منکر خلافت
خلفاء ثلثہ ہین۔ اسکا نام مکابرہ اور جہل مرکب نہین تو اور کیا ہے۔ **اقول** حضرت شاہ عبد العزیز صاحب
اور انکے والد بزرگوار تو اس یہ تو داخل کلام جناب امیر نقل کرتے ہین آپکے مولویصاحب نے
کمال ہی کیا کہ بعض شراح کا حوالہ دیا۔ شاید متنبہ ہوگی۔ سابق مین گذارش ہوا کہ ضرور نہین
کہ وہ استخلاف موعودہ جناب الہی جو جناب رسالت پناہی کو حاصل ہوا تہا آنحضرت کے بعد بھی
متصل ہی رہے تو جس شارح نے لکہا ہوگا اسکی اصلی مراد جناب امیر وجناب قائم آل محمد علیہما السلام
ہوگی۔ تعجب ہے کہ نامعلوم الاسم شارح کا حوالہ دیکر اور کلام کے معنی اپنی رائے سے کرکے ہماری نسبت
مکابرہ وجہل مرکب لکہا جائے اور خود اپنی کتب صحاح وروایات معتبرہ مین ان خلفاء سے اہلبیت

اظہار کی ناخوشی وغضب اور انکو کاذب غادر خاین ثم جاننا اور ہر سہ خلافت مین خلافت اپنا حق سمجھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بانواع شتی ان امور آتیہ سے خبر دینا و ستحرصون علی الامارہ وغیرہ وعید ونکا فرمانا ملاحظہ فرمائین اور پھر خلفاء ثلثہ کی خلافت کی ثبوت کی قران سے مدعی ہون جو ہرگز عقلا ونقلا وعرفا ثابت نہین ہو سکتے - یہہ کیا ہے سبحان اللہ عقل وانصاف کے یہہ ہی معنی ہین

قولہ بعضے وقت یہہ گروہ بسبب کمال بغض وعناد کے ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفسقون کو زمانہ خلفاء راشدین ہی پر محمول کرکے از سرتا پا منکر قرآن اور کلام الہی کے جھٹلانیوالے بنتے ہین کیونکہ اسی آیت مین خداوند کریم نے صحابہ کی نسبت تین طرح سے انکی صلاحیت اور بزرگی کی تصدیق فرمادی ہے - اور یہہ ظاہر ہے کہ صحابہ بالخصوص مہاجرین جو وقت نزول اس آیت کے موجود تھے مخاطب بالذات ہین - پہلے فرمایا امنوا وعملوا الصالحات یعنی ایمان لائے اور عمل نیک کئے - دوسرے فرمایا ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضے لھم - ترجمہ اور البتہ مستحکم کردیگا انکے واسطے اس دین کو جو اللہ نے پسند کرلیا ہے - تیسرے فرمایا یعبدوننی لایشرکون بی شیئا وہ میری عبادت کرینگے کسیکو میرا شریک نہین بنائینگے - جنکی نسبت خداوند کریم تو بار بار مختلف کلمات سے تعریف فرمائی اور انکے واسطے سچے دین پر ہونے اور عمل صالح کرنیکی خبر دی پھر کسطرح ومن کفر بعد ذالک کو انپر محمول کر سکتے ہین علاوہ ازین لفظ ذلک جو اسم اشارہ بعید ہے اور جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہہ کفران نعمت حصول نعمت سے عرصہ دراز کے بعد واقع ہوگا موعود لہم کی خلافت کے متصلہ زمانہ پر کسطرح صادق نہین آسکتا - ایسی بدیہی بشارت کا انکار محض تعصب نہین تو اور کیا ہے - **اقول** حاشا وکلا کہ ہمکو کچھ بھی ذاتی بغض وعناد اصحاب ثلثہ سے ہو آپ جانتے کہ ہمارا انہون نے کیا چھینا ہے یا ہمکو کیا تکلیف دی ہے مگر ہان چونکہ اہلبیت نبوی کے حقوق غصب کئے اور انکو ایذا دی جناب سیدہ بضعۃ رسول کو غضبناک کیا اور اہلبیت کو انسے بغض وعناد تھا اور ہم مامور بہ تمسک باہلبیت ہین اسلئے ہم اہلبیت کے محبونکے جانثار اور انکے دشمنو سے بیزار ہین - اگر آپ اور کوئی صاحب اہلبیت کا انسے خوش ہونا عرہ ثابت کردے تو ہم انکے ہواخواہ وجان نثار ہو

بیان فرمائے ہیں۔ ہمکو تو خدا اور رسول و اہلبیت اطہار کی اطاعت و فرمانبرداری منظور ہے جنکو آپ خلفاء
راشدین فرماتی ہیں انکی خلافت راشدہ کا ثبوت تو اول بحث ہی۔ ہم ہرگز منکر قران نہین
ہیں بلکہ ثقلین سے تمسک کرتے ہین جو عترت اطہار نے قران شریف کے مضامین ارشاد
فرمائی انکے بدل وجان مصدق ہین آپ صاحبونکی طرح کہ بہ تقلید قول خلیفہ ثانی حسبنا کتاب اللہ
مثل خلفاء اپنی رائے سے منع کرتے ہین ہم اپنی رائے کو دخل نہین دیتے۔ غور فرمائی کہ قران کے
مصدق ومکذب کون ہین۔ قولہ کیونکہ الی قولہ بالذات ہین اقول تعجب ہے کہ مولوی صاحب جیسا
ذکی آدمی ایسے تقریر فرمائے۔ غور فرمائی کہ اصحاب مین۔ منافقین۔ مولفۃ القلوب وضعفاء
وغیرہ سب شریک تھے چنانچہ کتاب اللہ واحادیث رسول اللہ وخود اقوال وافعال صحابہ اسپر
شاہد عادل ہین۔ اگر آپکا یہہ فرمانا درست ہو تو چاہی کہ کل حتی کہ اصحاب حوض بھی اسمین داخل
ہون حالانکہ اسکو آپ بھی تسلیم نکرینگے اور یہہ ہی مہاجرین کی کیفیت ہوگی غرض انمین سے مراد
خاص ہی ہونگے عام کسیطرح نہین ہو سکتے تو آپکا یہہ فرمانا کہ صحابہ کی نسبت ہی عموما صحیح نرہا۔ معہذا
بحوالہ تفسیر در منثور گذر چکا ہی کہ یہہ ایت استخلاف انصار کی شان مین نازل ہوئی ہے اسصورت مین آپکا
یہہ ارشاد کہ انکو مہاجرین مخاطب بالذات ہین بجائی خود نہین۔ قولہ یہہ فرمایا امنوا وعملوا الصالحات
الی قولہ نہین بنانگے اقول حضرت ایت اول سے تلاوت فرمائی وعد اللہ الذین امنوا الصالحات
یعنی وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم مین ایمان لائے ہین اور کئی ہین نیک کام مطلب یہہ ہی کہ جو لوگ
تم مین ایمان لائے اور نیک کام کئے اللہ نے انکو وعدہ دیا ہی نہ یہہ کہ جسقدر صحابہ موجود ہین وہ
کلہم اجمعین ان اوصاف سے موصوف ہین اسمین زمین آسمان کا فرق ہے۔ اور اپکی یہ تقریر
کہ اسی ایت مین خداوند کریم نے صحابہ کی نسبت تین طرح سے انکی صلاحیت اور بزرگی کی تصدیق
فرمادی ہے اصناف ثابت ہی کہ کل صحابہ ان ہرسہ اوصاف سے موصوف تھے اگر اپکا یہہ وہم صحیح ہو تو
وہ آیات جنمین منافقین کا ذکر ہے مثل امنوا بافواہہم ولم تومن قلوبہم وغیرہ جو کثرت سے ہین کنکی شان مین
ہونگی اور امام نووی کا یہہ قول کہ انہم کانوا معہ دین فی صحابۃ مجاہد ولنا معہ اما حمیۃ او طلب الدنیا

کیونکہ صحیح ہوگا اور جناب رسالت مآب نے دعہ لا یتحدث الناس ان محمدا یقتل اصحابہ کیسلیے
لئے فرمایا تہا افسوس و تعجب ہے کہ عوام مین بات بنانی کے لئے کتاب اللہ مین یہہ تصرف کیا جاتا ہے
کچہہ تو خوف خدا چاہیے اسکا بہی خیال نہین کہ یہہ آیت مع ترجمہ اس رسالہ مین تحریر فرما چکے ہین
کل صحابہ کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے ما قبل آیت اور اگر صرف امنوا و عملوا الصالحات لیلیے
ان بیجا تصرفات سے عوام کو سمجہا کر خوش ہو لیجئے خدا و رسول کو کیا جواب دیجیگا۔ ہم بہی کہتے ہین کہ اللہ
جل شانہ نے یہہ وعدہ انسے کیا ہے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اور باقی دو صفتین بہی انکی ہی بیان
کی ہین اور یہہ ہی امور متنازعہ فیہ ہین۔ جنکی خلافت راشدہ کے آپ مدعی ہوئے ہین اُن اوصاف کا
ثابت کرنا آپکا کام ہے ہم بخیال ملال احبا ہین کچہہ نہین لکہتے اشارہ اسیقدر کافی ہے نبوت مین
شک کرنا رسول کو تہمت ہذیان دینا نص غدیر کا باوجود مبارکبادی منکر ہونا نعش اطہر رسول کو
بی غسل و کفن و دفن چہوڑنا نفس رسول زوج بتول و جناب سیدہ کے گہر جلانیکا قصد کرنا فدک
غصب کرنا وغیرہ وغیرہ بہی ایمان صحیح و اعمال صالح کی نشان ہین۔ قولہ جنکی نسبت خداوند
کریم تو بار بار الی کہہ سکتے ہین۔ اقول سخت حیرت ہے کہ آپ کیا فرماتے ہین خداوند کریم عمل صالح
کی خبر تو نہین دیتا بلکہ یہہ فرماتا ہے کہ جو تم مین ایمان لائے ہین اور عمل صالح کی ہین انسے یہہ وعدہ کیا ہے
یہہ کہان ہے کہ کل صحابہ ایسے ہین۔ اور جن سے آپکی غرض ہے اگر خداوند کریم انکی نسبت بار بار
یہہ فرماتا تو جنکو رسول شفیق قرآن فرماتے ہین اور وہ خود فرماتے ہین کہ مین قرآن ناطق ہون
کما فی ازالۃ الخفا وغیرہ۔ اور ارشاد کرتے ہین کہ کتاب اللہ سے پوچہو کہ مین ہر ہر آیت کے نکات شان
نزول وغیرہ بخوبی جانتا ہون انکے برخلاف مدعی خلافت نہ ہوتے و سارنی و سرکم نفرماتے۔ رسول
خدا اپنی بعد کے ایمہ کا حال صحابہ مثل حذیفہ و حضرت ابو ذر کو سنا کر صبر کی وصیت نفرماتے امارت
کی حرص سے نہ ڈراتے اور اپکے خاص صحابہ کے خطاب مین لا ادری ما تحدثون بعدی نفرماتے۔
تعجب ہے کہ اہلبیت اطہار کے اقوال و افعال اور احادیث رسول مختار پر غور نفرما کر اپنی رای سے
قرآن شریف کے معنی کرتے ہین۔ تفسیر معالم التنزیل کی عبارت جو تحت آیہ ہم الفاسقون

حسرت خلیفہ اول در وقت موت بر اخذ خلافت

پہلے لکھی گئی اسمین غور فرمائی کہ معاذ اللہ کن حضرات کی شانمین لکھی ہے اب انصاف سے فرمائے کہ از
سرتاپا منکر قران اور کلام الٰہی کے جھٹلانیوالے جناب رسالت مآب کی تکذیب کرنیوالے کون
ہین تفصیل کی ضرورت نہین قولہ علاوہ ازین لفظ ذلک الی قولہ اور کیا ہے - اقول لفظ اول
اگرچہ اسم اشارہ بعیدی - مگر اعتبار بلیغ سے قریب کے معنو مین بھی مستعمل ہے چنانچہ ذالک الکتاب وغیرہ
اور نیز کیا ضرور ہی کہ بعید سے زمانہ درازہی مراد ہو - کسیقدر بعد کافی ہے معہذا خلافت راشدہ
کے متصل ہی خلافت جوری جبتک خلافت راشدہ متحقق رہے یہہ نعمت حاصل ہے معا اسکے
ختم ہوتے ہی خلافت جور شروع ہوگئی اسصورت مین جو حضرت توجیہہ فرمائنگے وہی ہماری طرف سے
تصور فرمائین - موعود لہم کی خلافت متصلہ جو آپ فرماتی ہین یہہ ہی تو اول بحث ہی دلیل سے
ثابت فرمائی زبانی دعوے سے کام نہین چلتا جنکو آپ موعود لہم گمان کرتے اور انکے حق مین
اسکو بھی بشارت سمجھتے ہین - تعجب ہے کہ اہلبیت خصوصًا سیدلہم علیہم نے تو بعد غور کے بھی نہ
سمجھا ورنہ یہہ سہ خلافتو مین خلافت اپنا حق نفرماتے جیساکہ کئی بار گذر چکا ہے - خود حضرت
خلیفہ اول نے بھی کبھی خلیفہ بن جانیکے بعد بلکہ مرنیکے وقت اسکو یا کسی اور آیت کو اپنے لئے
بشارت نہ سمجھا کیونکہ اگر وہ اپنی خلافت کو اس بشارت وعدہ الٰہی کے مطابق سمجھتے تو مرتے وقت
یہہ افسوس کیون ظاہر فرماتے کہ روز سقیفہ بنی ساعدہ اس خلافت کو دو ادمیونمین سے
ایک یعنی عمر یا ابو عبیدہ الجراح کی گردن مین ڈالتا اور کیون کہتے کہ مین دوست رکھتا تہا کہ رسول
خدا سے خلافت کی بابت سوال کرتا پس ہم اسکے اہل سے نہ جھگڑتے چنانچہ یہہ حال
مفصل کنز العمال مین درج ہے چونکہ وہ عبارت بہت طول ہے اسلئے صرف مفید مطلب لکھی
جاتی ہے وہ یہہ ہے اما اللاتی فعلتها وددت انی لم افعله فوددت انی لم اکن کشفت بیت فاطمة
وان اغلق علی الحرب وددت انی یوم سقیفة بنی ساعدة کنت قذفت الامر فی عنق احد الرجلین
ابو عبیدة الجراح او عمر فکان امیرا وکنت وزیرا ووددت انی حیث وجهت خالد الی اهل الردة اقمت بذی القصة
ووددت انی سألت عنهن رسول الله فوددت انی سالته فی من هذا الامر فلا ینازعه اهله ووددت انی

کنت سالتہ جعل للہ نصارٰی فی ہذا الامر تنی الخ - خلاصہ مطلب کا ترجمہ گذر چکا ہی کشف بیت
فاطمہ کا اقرار اور اسیر حسرت فرماتے ہین اور اگرچہ حضرت خلیفہ ثانی ہی مثل خلیفہ اول کلمات حسرت
آمات فرماتی ہین مگر اس مقام مین بلحاظ اختصار ان ہر سہ روایات کا حوالہ کافی ہے جو حضرت
خلیفہ ثانی سے منقول ہو چکے ہین چنند انکا حسرت و اندوہ و جناب امیر کا اول و ثانی سے ناحق
ہونا بلکہ مظلوم ہونا انکے ہی کلام سے ثابت ہی تعجب ہی کہ خلیفہ اول مرتے دم حسرت فرمائین
خلیفہ ثانی دہ رنج و الم اور احقیت و مظلومیت جناب امیر کا اقرار کرین آپ ملاو بشارت بدیہی انکی
خلافت پر سمجھتے ہین مدعی سست گواہ چست - قولہ بعض مرتبہ جب اس برہان واجب
الاذعان آیت استخلاف کے مقابلہ مین یہہ گروہ ساکت اور مجبور ہو جاتے ہین تب یہہ کہنے لگتے
ہین اس وعدہ کا ظہور زمانہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہی مین ہو چکا - یہہ کہنا ادعاء محض اور
تاویل القول بالا یرضی بہ قائلہ کی قسم سے ہے - کیونکہ وعدہ تو صحابہ کے ساتھہ ہے اور متعدد کلمات تاکید
بار بار ضمیر جمع لا کر جتلا دیا گیا پھر نفس الامر مین بھی جیسا اسکا وعدہ سچا تھا ویسا ہی ظہور ہوا یعنی اس
زمانہ مین دو بادشاہ روے زمین کے بادشاہون سے اعلی تھے ایک قیصر دوسرا کسریٰ
موافق وعدہ اور پیشنگوئی اس آیت کے حضرت عمرؓ نے دونون کو مغلوب کر کے گویا تمام روی زمین
پر حکومت اسلام کا سکہ بٹھلایا اور دنیا بھر مین خدا کا پسندیدہ دین پھیلایا فرماتے وعدہ الٰہی اب
پیدا ہوا یا اسوقت جبکہ جزیرہ عرب پر بھی کامل قبضہ نہوا تھا اگر اس آیت مین لیستخلفنھم فی الارض
کی جگہ لیستخلفنھم فی العرب ہوتا تو شاید دعوی کسیقدر وقعت رکھتا - حضرت نبی کریم کی وفات
کیوقت جزیرہ عرب مین کسقدر دشمنان و مخالفان اسلام نے سر اٹھایا تھا مسیلمہ کذاب اسود
عنسی کے قصے شاہد ہین جنکے ہمراہ بڑا گروہ عرب کا مرتد ہو گیا تھا - اقول - عین جلسہ مین دو تفسیر
یعنی کشاف و بیضاوی مین خطاب رسول و امت کی لئے اور مسن بیان کا لکھا ہوا ہے اور بنا
نزول اس آیہ کا تحریر ہے دکھائی گئی - تعجب ہی کہ پہر اس وعدہ کا ظہور زمانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
ہیں کہنا ادعائے محض تاویل القول بالا یرضی بہ قائلہ ہے - اب اپنی تفاسیر دیکھی آیت کا شان

نزول ملاحظہ فرمائی اگرچہ سابق مین یہہ سب کچھ لکھا گیا ہی مگر تنبیہاً مگر رلکھا جاتا ہی کہ آپکے مفسر اسکا شان نزول یہہ ہی لکھتے ہین کہ جناب رسول خدا اور انکے اصحاب مکہ مین مدت تک خایف رہے اور جب مدینہ مین ہجرت فرمائی تب بھی خایف وہراسان تھے حتی کہ صبح وشام ہتیار بند رہتے تھے اصحاب مین سے کسی نے کہا کہ کبھی ایسا زمانہ بھی ہوگا کہ امن سے بسر کرینگے اور ہتیار کھولینگے تب یہہ آیہ استخلاف نازل ہوئی اور اسکا ایفا زمانہ رسول مین ہے فی الجملہ ہوا چنانچہ لکھا ہی کہ خداوند تعالی نے اپنا وعدہ وفا فرمایا اور انکو جزیرہ عرب پر غالب کر دیا اکثر تفاسیر کا یہہ ہی خلاصہ ہے اور عبارت کشاف و بیضاوی نقل ہو چکی ہین ۔ اگر آپکا یہہ مقولہ تسلیم کیا جاوے تو لازم آے کہ وہ مہاجرین وانصار بلکہ بعض روایت اہل سنت مین تو محض انصاری مراد ہین جو ہمیشہ خایف وترسان وہتیار بند رہتے تھے جنہون نے وہ مقولہ جو ابھی لکھا گیا ہے کہا تہا جنکی تسلی کیو سطے یہہ آیت نازل ہوئی تھی اور خود رسول مقبول علیہ وآلہ السلام نے اسی خوف وہراس مین عمر بسر فرمائی اور بدستور خایف وہتیار بند رہے انحضرت جو بحیثیت فرد اعلی ہونے کی مخاطب بالذات ہین اس امن کی امید مین ہی تشریف فرماے عالم قدس ہوے اور ان اصحاب باوقار مین سے بھی بعض تو اسی انتظار مین رحلت کر گئے اور بعض نے اس خلافت کی سالہا سال مین بلکہ سچ پوچھو تو شیوخ ثلثہ کے زمانہ مین اور بھی تحقیق کرو تو محض شیخین بلکہ شیخ ثانی کی خلافت مین اسکا ظہور دیکھا ۔ وہ لوگ جو ہمیشہ مسلح رہتے تھے اور جنکی جرات وضرب تلوار وکوشش وجان فشانی سے ملک عرب فتح ہوا اسلام کا سکہ بیٹھ گیا وہ تو اس وعدہ استخلاف مین داخل نہ ہون اور جو ہمیشہ رسول اللہ کے زمانہ مین جہاد وسے بہاگا کئی اپنی حکومت مین کبھی کسی جہاد مین شریک نہ ہوے وہ اس وعدہ کے مصداق ہون فسرمائی دعا محض یہہ ہے یا وہ جو ہم اپنی تفاسیر کے مطابق کہتے ہین ۔ یہہ کون کہتا ہے کہ زمانہ رسول کریم مین ہی اس وعدہ کا ظہور ہو چکا ۔ ہم تو یہہ کہتے ہین کہ زمانہ انحضرت مین بھی فی الجملہ وعدہ وفا ہوا قیامت تک ہوتا رہیگا جو مومنین صالحین موصوف باوصاف مذکورہ آیہ خلیفہ وبادشاہ ہونگی وہ سب اسمین داخل ہین ۔ کئی دفعہ گذارش

کہ حکومت وغلبہ ظاہری اس آیت مین داخل ہونیکا سبب نہین ہے۔ آپ غور فرماوین کہ جب
آپکی تفاسیر مین مخاطب کل امت ہو تو کیا وجہ ہے کہ آپ خلفاء مابعد مثل یزید وغیرہ کو اسمین داخل
نہین کرتے۔ اول آپ استحقاق خلافت ثابت فرماوین پھر حکومت وغیرہ کا نام لین۔ فتوح
بلاد وترقی اسلام کے جوابمین احادیث لکھی گئی ہین۔ آپکی تفاسیر سے ثابت کیا گیا کہ خطاب
رسول وامت کو ہی تعجب ہی کہ اپنی علماء کی تحقیق کے برخلاف آپ کیونکر فرماتے ہین کہ وعدہ
تو اصحابہ کے ساتھہ ہی۔ فرمائی کہ آپکے علما متبحرین کا قول صحیح سمجھین یا آپکا ارشاد تسلیم کرین آدمی
کو سمجھہ سوچ کر بولنا چاہئی نہ یہہ کہ اپنی بات بنانیکے لئے اپنی علماء سلف کی اقوال کا بھی لحاظ نکرے
ہر گاہ آپکے علماء من بیان کا فرماتے ہین اور کل امت مراد لیتے ہین پھر ضمیر جمع کے ذکر کا کیا موقع ہے
ہرچند کہ اسکے جواب کی ضرورت نہین مگر الزاماً گذارش ہی کہ آپ فرماتے ہین کہ قوم غالب مین
ایک سردار ہوتا ہے باقی ماتحت پس اصحاب بسرداری آنحضرتؐ ارض کفار پر غالب ہوگئے معہذا قران
شریف مین کئی جگہ جمع کے صیغے ہین اور مراد فرد واحد ہی چنانچہ اسی سورہ نور مین فلیعفوا
ولیصفحوا اولی الفضل صیغی جمع ہین اور اہل سنت کے نزدیک انسے مراد صرف خلیفہ اول مین
قیصر وکسرے کا ذکر کیا ہی جسکو اسکے جواب کی کچھہ حاجت نہین کیونکہ قہر وغلبہ ظاہری کا جواب
کئی دفعہ لکھا جاچکا ہے مگر اسقدر گذارش ہے کہ اگر آپ تاریخ ملاحظہ فرماتے تو ہرگز ایسا نہ
لکھتے کیونکہ اس زمانہ مین ان دو سلطنتوں سے زیادہ کوئی سلطنت ضعیف نہ تھی انمین آپس
پھوٹ پڑی ہوئی تھی خانہ جنگی ہو رہی تھی۔ ایسے دو بادشاہونکے مغلوب کرنے سے تمام
روے زمین پر اسلام کا سکہ بٹھانا اس تعصب کا کیا علاج۔ غور فرمائی کہ خلفاء مابعد نے
کسقدر ممالک فتح کئی امیر تیمور ونادر وغیرہ بادشاہان اسلام کہاں سے کہاںتک پہونچے اور
کن کن مقام مین اسلام پہونچایا فرمائی کہ وعدہ الٰہی انکے زمانہ مین پورا ہوا یا اس زمانہ مین کہ صرف
دو ملک فتح ہوئے مسلمہ وغیرہ کا سر اوٹھانا اور خلفاء کا انپر غالب آنا اس استخلاف کا باعث نہین
ہوسکتا کیونکہ ثابت ہوچکا ہے کہ ضرور نہین کہ خلفاء عادل وامراء صالح آنحضرتؐ سے

متصل ہی ہون - مہذا سابق مین گذر چکا ہی کہ شیخین کا مقاتلہ تنزیل و تاویل قران بلکہ دین یہ نہ تہا بڑا ناز حضرات کا فتوح ممالک و حکومت پر ہے حسب ثابت ہو گیا کہ شیخین کا قتال ان ہر سہ مذکورہ قسم کا نہ تہا تو اب فخر و مباہات کا کیا موقع ہی مختصر یہہ ہے کہ آپ غور فرمائی اگر خلفاء ثلثہ کی خلافت اس وعدہ قرانی کے مطابق ہوتے تو اہلبیتؑ رسولؐ جو قران ناطق ہین کبھی اسکے مخالف نہ ہوتے - تعجب ہی کہ حضرت خلیفہ اول تو مرتے دم اس خلافت سی پچھتاتین حسرت کرین کہ کاش مین عمر و ابو عبیدہ بن الجراح کی گردنین ڈالتا - کاش رسول اللہ سی اسکی بابت پوچہتا تاکہ حقدار حمی ہم نہ جھگڑتے حضرت خلیفہ ثانی اس حسرت و افسوس مین گوشہ تنہائی مین بیٹھکے افسوس کرتے تھے جناب امیرؑ کو دیکھکر آہو نکے نعرے مارتے تھی خود انکی مظلومیت کا اقرار کرتے تھی اور آپ اس ایت سی انکی خلافت ثابت فرماتے ہین انصاف فرمائی کہ تاویل القول بما لا یرضی بہہ قائلہ آپ کرتی ہین باہم - اصل یہہ ہے کہ خلافت خلفاء ثلثہ کے شوق مین آگو پیش و پس کا خیال نہین رہتا - گو اس خطاب سے برخلاف جمہور مفسرین معاذ اللہ رسولؐ خارج ہون اہلبیت کچھ ہی کیا کرین خود خلفا اس خلافت سے پچہتائین حسرت و افسوس کرین مگر اب ہرچہ باداباد خلافت ثابت ہی کر دینگے حالانکہ ع این خیال است و محال است جنون اسقدر اور گذارش ہے کہ فرمائی فی الارض سے کیا مراد ہے - اگر ارض عرب ہی مراد ہے تو جناب رسول علیہ و آلہ السلام کے زمانہ مین یہہ وعدہ پورا ہوا - اور اگر کل ارض مراد ہی تو ابتک بوجہ کمال انکا ایفا نہیں ہوئی یہہ جواب فرماتے ہین کہ اگر فی العرب ہوتا تو شاید دعوے کسیقدر وقعت رکہتا ایکے بعض مفسر تو زمین مدینہ ہی مراد لیتے ہین چہ جائی کل عرب - تفسیر مدارک مین لیستخلفنہم فی الارض کی تفسیر مین لکہا ہی اے ارض الکفار و قیل ارض المدینہ و الصحیح انہ عام لقولہ لیظہرہ علی الدین کلہ ا ہذا الدین علی ما و جنل علیہ الدلیل چونکہ اس آیت استدلال کا مفصل جواب گذر چکا ہی اسلئے اس مقام اسی قدر کافی ہے **قال** اور بعض مرتبہ جو حضرات شیعہ اس آیت کے جواب مین بہت ہی تنگ آجاتے ہین تو یہہ اعتراض پیش کرتے ہین - اگر خلافت منصوص تھی تو روز سقیفہ تمام صحابہ کے روبرو کیون نہین پیش کی گئی اور کس سے انصار و مہاجرین مین بابت خلافت

اور جھگڑا ہوا اسکے جواب دو ہین - تحقیقی و الزامی - تحقیقی یہہ ہی کہ استخلاف مین خداوند کریم نے عام صحابہ سے خلیفہ کرنیکا وعدہ فرمایا خاص کسیکا نام نہین لیا اسلئے جب تک خارج مین تعین اور وقوع نہین ہوا یہہ امر مبہم رہا اور بعض صحابہ نے موقع منازعت کا پایا - لیکن یہہ مسلم طرفین ہے کہ کسی صحابی نے نص خلافت سے انکار نہین کیا یعنی یہہ نہین کہا کہ کسی کو خلیفہ بنانیکی ضرورت نہین ہی کیونکہ قیام انتظام دینی و دنیوی اسلام کیواسطے نایب خاص اور جانشین باختصاص کا ہونا ضروریات اور اہم مہمات سے تہا البتہ انصار کے دل مین یہہ خیال گزرا کہ اگر اس دولت سے ہم مشرف ہوجائین اور نعمت جانشینی سے ہم بھی افتخار پائین تو زہے قسمت - مگر یہہ نعمت عظمی و موہبت کبری جنکے واسطے لوح محفوظ مین ثبت ہو چکے تھے - اور جو آیت استخلاف سے موعود لہم بن چکے تھے انہین کو نصیب ہوئی اور وعدہ الٰہی سچا ہوا چنانچہ بکی بعد دیگرے سب نے تسلیم کرلیا - **اقول** - بیشک یہہ وہ اعتراض ہے کہ حضرات اہل سنت اسکے جواب سے ہرگز عہدہ برا نہین ہوسکتے چنانچہ حضرت شاہ عبد العزیز جو اہل ہند کے فخر المتکلمین ہین اور کل حضرات انکی ہی خوشہ چین ہین اس اعتراض کے جواب مین سپر انداختہ ہوکر تحفہ مین اقرار فرماتی ہین کہ خلفاء ثلثہ منصوص نہین ہین - تعجب ہی کہ آپ اپنے علماء سلف کے برخلاف انکو منصوص سمجھتے ہین - یہہ تحقیقی جواب جو مولویصاحب کیطرف منسوب فرمایا ہی مولویصاحب جیسے ذکی و ذی علم و مناظرہ دان سے نہایت ہی تعجب ہی - آپ خود ذرا انصاف و عقل سے کام لیجیے اکثر احکام الٰہی مثل صلواۃ و زکوۃ و حج وغیرہ بطور اجمال مذکور ہین آنحضرت نے انکی تفصیل فرمائی اگر آپکا یہہ وہم و خیال صحیح تسلیم کیا جاوے تو گویا اللہ جل شانہ نے خلیفہ و نایب رسول کے باب مین نص بطور اجمال فرمادی اسکی تفصیل فرمانی پیغمبر کو ضرور تھی تعجب ہے کہ کل احکام حتی کہ مسایل معاشرت باہم و احکام بیت الخلا کی تفصیل تو نہایت ہی وضاحت سے بیان فرمائیں اور اتنے بڑے اہم کام کو جسکو آپ ہی ضروریات و اہم مہمات فرماتی ہین مبہم و مہمل چھوڑ جائین اور امت کی راے پر حوالہ فرمادین - اگر اللہ جل شانہ نے اس آیہ استخلاف مین خلیفہ مصطلحہ یعنے امام خلق و نایب رسول کرنیکا وعدہ کیا تھا تو نہایت

ہی ضرور تہا کہ اپنے رسول کو اسکے خاص نام سے مطلع فرما تا تا کہ رسول اسکو مجمع عام مین اپنا خلیفہ و نائب
مقرر فرما دیتا اور آپسمین امارت و سلطنت کے لئے جہگڑہ نہ ہوتا۔ آپنے خلافت کی بابت انصار و مہاجرین
کا اختلاف و جہگڑا روز سقیفہ کا ہے بطور اجمال ذکر کیا۔ اپنے علماء محققین کی تحقیق ملاحظہ فرمائی تا کہ
معلوم ہو کہ صحابہ مین آپسمین سخت جہگڑے و فساد ہوے اور صحابہ طریق حق سے تجاوز کر گئے
چنانچہ جناب علامہ ثانی سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد مین فرماتے ہین۔ * مطلب یہہ ہی کہ
جو کچہہ صحابہ مین محاربات و مشاجرات سے واقع ہوا اس وجہہ پر کہ کتب تواریخ مین مسطور اور
زبانہاے ثقات پر مذکور ہے اس امر پر دلالت ظاہری کرتا ہے کہ بعض صحابہ طریق حق سے پہر گئے
تہے اور حد ظلم اور فسق تک پہونچلیے تہے۔ عداوت اور عناد اور بغض و حسد اور ملک اور ریاست
کی طلب اور لذات و شہوات کی رغبت اسکا سبب تہا۔ اسلئے کہ ہر ایک صحابہ معصوم نہین
اور جو شخص کہ نبی سے ملا ہے خیر سے موسوم نہین مگر یہہ کہ علماء نے اصحاب رسول سے اپنے حسن

* وما وقع بین الصحابہ رضوان اللہ علیہم من المحاربات والمشاجرات علی الوجہ المسطور فی کتب
التواریخ والمذکور علی السنۃ الثقاۃ یدل بظاہرہ علی ان بعضہم قد جار عن طریق الحق وبلغ حد الظلم
والفسق وکان الباعث لہ الحقد والعناد والحسد واللداد وطلب الملک والریاسۃ والمیل الی اللذات والشہوات
اذ لیس کل صحابی معصوما وکل من لقی النبی بالخیر موسوما الا ان العلماء لحسن ظنہم باصحاب
رسول اللہ ذکروا لہا محامل وتاویلات بہا یلیق وذہبوا الی انہم محفوظون عما یوجب التضلیل
والتفسیق صونا لعقاید المسلمین عن الزیغ والضلالۃ فی حق کبار الصحابہ رضوان اللہ علیہم
سیما المہاجرین منہم والانصار والمبشرین بالثواب فی دار القرار رضوان اللہ علیہم اجمعین واما
ما جری بعدہم من الظلم علی اہلبیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن الظہور بحیث لا مجال للاخفاء ومن
الشناعۃ بحیث لا اشتباہ علی الآراء اذ کاد یشہد بہ الجماد والعجماء ویبکی لہ الارض والسماء وتنہد
منہ الجبال وتنشق الصخور ویبقی سوء عملہ علی کر الشہور ومر الدہور فلعنۃ اللہ علی من باشر

ظن کے سبب سے ان امور کی تاویلات جو انکے لائق ہین ذکر کی ہین اور اس امر کیطرف گئی ہین کہ وہ تضلیل و تفسیق سے بری ہین تاکہ صحابہ کبار خاصہ مہاجرین و انصار کے حق مین سے دار الثواب مین ثواب کی بشارت دیے گئے ہین مسلمین کے عقاید زیغ و ضلال سے محفوظ رہین اور بعد انکے جو ظلم اہل بیت نبی پر واقع ہوا پس وہ ایسا ظاہر ہے کہ اخفا کی مجال نہین اور اسکی شناعت ایسی ہے کہ عقول پر پوشیدہ نہین۔ اور قریب ہے کہ جمادات اور بی زبان حیوانات اسکی گواہی دین اور زمین آسمان روئین اور پہاڑ پھٹ جائین اور پتھر شق ہوجائین اور اسکی بدعلی ہمیشہ باقی رہیگی پس اسپر خدا کی لعنت ہو کہ جو اسکا معاشر ہوا یا راضی ہوا اور اسمین سعی کی بیشک آخرت کا عذاب سخت تر اور پاینده تر ہے۔ ناظرین انصاف گزین اس عبارت کو غور سے مطالعہ فرماوین کہ اس علامہ نے بالتصریح کہدیا کہ بعض صحابہ طریق حق سے منحرف ہو گئے تھے اور ظلم و فسق کی حد تک پہونچے تھے کلیہ مخترعہ الصحابہ کلہم عدول کیسا ہباء منثورا کر دیا اور باعلان تمام ظاہر کر دیا کہ ان محاکات و تنازعات کا سبب بغض و حسد و عناد و طلب حکومت و ریاست و میل شہوت لذت ہی تہا۔ غرضکہ اس قول نے صحابہ کا ساختہ پرداختہ باطل و حلیہ صحت سے عاطل کر دیا۔ الحق اس علامہ کی یہہ کلام مصداق حدیث خیر الانام ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ستحرصون علی الامارۃ و سیکون ندامۃ یوم القیامۃ یعنی قریب ہے کہ تم امارت کی حرص کروگے اور وہ قیامت مین ندامت ہوگی۔ صحابہ اسمین مخاطب بالذات ہین۔ مخبر صادق کی یہہ کلام بصراحت تمام دلالت کرتی ہے کہ بعض صحابہ امارت کی حرص کرین اور وہ انکے لئے قیامت مین موجب ندامت ہو۔ خارج مین اسکا متحقق ہونا ضرور ہے ورنہ مخبر صادق کا کذب لازم آتا ہے اور چونکہ اس حدیث مین جمع کا صیغہ ہے اقل مراتب جمع تین ہین اب حضرات اہل سنت خدا کو حاضر و ناظر جانکر فرماوین کہ وہ اصحاب ثلاثہ جنہون نے امارت کی حرص کی اور قیامت کے دن وہ موجب ندامت ہوگی

باشرا و رضی او سعی و بعذاب الآخرۃ اشد و ابقی بعض کلامہ

کون ہین - اگر اس حدیث کا مصداق فقط معاویہ کو فرمائی - اول تو معاویہ بھی امام و خلیفہ بر حق تہا
چنانچہ سابق ہین غنیۃ الطالبین وغیرہ کا حوالہ لکہا گیا ہے معہذا وہ مجتہد تہا اگر خطا بھی کی تو مستحق
ایک ثواب کا تہا چنانچہ حضرات اہل سنت کا یہہ ہی مذہب ہی - دوم معویہ فرد واحد ہے
اور حدیث مین صیغہ جمع ہے آیہ استخلاف مین جو اسبابین آپنے لکہا ہے اسکی رعایت فرماکر اس
حدیث کا جواب ارشاد ہو - الغرض سخت حیرت و تعجب کا مقام ہے کہ اللہ جل شانہ اس
امت مرحومہ کے امام و رسولؐ کے نایب مقرر کرنے کا وعدہ تو کرے اور اپنے رسولؐ کو مطلع نفرمائے
تاکہ وہ صحابہ کو مفصل ارشاد رب العالمین پہونچاتے اور صحابہ اس ظلم وجور وحسد وکینہ کے مرتکب
نہ ہوتے شارح مقاصد نے اہل بیت کے ظلم کا اقرار کر لیا ہے مگر تعجب ہے کہ لفظ بعد لکہا ہے
ابتداے حال بضعۃ رسولؐ کا گھر اور نفس رسولؐ کے جلانے کی قصد کا خیال نہین کیا مگر شارح
بیچارہ کیا کرے وہ در پردہ عذر تو کر گیا ہے کہ تاویلات حسن ظن کی لئے کی جاتی ہین - صحابہ کی لئے یہہ حسن
ظنی رسولؐ واہلبیت رسولؐ کا کچھ بھی لحاظ نہین ہے یزید نے جو خط خلیفہ زادہ کو لکہا ہے اسکو اس عبارت
سے ملا کر اہل فہم نتیجہ نکال سکتے ہین - ہر چند کہ اس مقام مین بہت کچھ لکھنے کی گنجایش ہے بخیال اختصار
زیادہ عرض نہین کیا جاتا سمجھدار خود سمجھہ لینگے - اور علامہ تفتازانی کے فضایل بیان کے محتاج نہین
اگر کوئی صاحب چاہین تو عبقات الانوار ملاحظہ فرمائین اس جگہ بہ نظر اختصار مختصر گذارش ہوتا ہے۔
علامہ جلال الدین سیوطی بغیۃ الوعاہ فی طبقات اللغویین والنحاۃ مین فرماتے ہین مسعود بن
عمر بن عبد اللہ شیخ سعد الدین التفتازانی الامام العلامہ عالم بالنحو والتصریف والمعانی والبیان
والاصلیین والمنطق وغیرہا شافعی الخ آپکا یہہ فرمانا کہ اسلئے جبتک خارج مین تعین اور وقوع نہین
کسقدر قرین قیاس ہے اس جودت طبع پر ہزار آفرین اللہ جل شانہ خلیفہ رسولؐ کرے اور
بذریعہ رسولؐ اسکا تعین بقسم ماہی کسیکی بھی سمجھہ مین آتا ہے اگر خارج مین تعین و وقوع ہوتا ہے
موجب حقیت ہے کہ جو خارج مین خلیفہ ہو وہی خلیفہ الٰہی و نایب جناب رسالت پناہی
ہی تو یزید - عبد الملک حجاج کو خلیفہ خدا و رسول کہتے **قولہ** لیکن یہہ مسلم

بین الفریقین ہے کہ کسی صحابی نے نص خلافت سے انکار نہین کیا یعنی یہہ نہین کہا کہ کسیکو خلیفہ بنانے کی ضرورت نہین ہے۔ اقول سبحان اللہ نص کی کیا عمدہ تفسیر بیان فرمائی اگرچہ گستاخی ہے مگر مجبوراً اسقدر گذارش کیا جاتا ہے کہ اس کتاب کا نام بتلائیے جسمین نص کے یہہ معنی لکہے ہین۔ غور فرمائی کہ اثبات خلافت خلفاء ثلثہ نے آپکو کیسا تنگ و مجبور کیا ہی کہ قران شریف کی تفسیر بالراے کرنے کے علاوہ الفاظ کے معانی کے ایجاد کی بھی ضرورت ہوتی حضرت اسکو ضرورت و احتیاج کہتے ہین نہ نص۔ مسلم طرفین کی خوب قید لگائی۔ بیشک بدون نص امام خلق و نایب رسول نہین ہو سکتا۔ اگر صحابہ نص کا انکار نکرتے منا امیر و منکم امیر کا شور کیون بلند ہوتا قولہ کیونکہ قیام انتظام دینی و دنیوی اسلام کیواسطے نایب خاص اور جانشین باختصاص کا ہونا ضروریات اور اہم مہمات سی تہا۔ اقول حیرت و تعجب ہے کہ آپکے وہم کے موافق صحابہ نص کے قایل۔ آپ اسکو اہم مہمات فرمائین۔ خدا اور رسول اس اہم کام کو مہمل اور انکی راے پر چہوڑ دین جنہون نے یہہ کچہہ کہا کہ محققین اہل سنت بھی جو اصحابہ کلہم عدول کے قایل ہین انکو مجبور یہہ کہنا پڑا کہ بعض صحابہ طریق حق سے پہر گئے اور فسق و ظلم کی حد تک پہونچگئی۔ حالانکہ اللہ جل شانہ قران شریف مین فرماتا ہی کہ الیوم اکملت لکم دینکم اتممت علیکم نعمتی الاٰیہ۔ اگر قیام انتظام دینی و دنیوی اسلام کیواسطے نایب خاص اور جانشین باختصاص کے ہی تعین نفرماتے تو اکمال دین کیا ہوا۔ امم سابقہ مین سنت الٰہی ملاحظہ فرمائی کہ خلیفہ کسطرح مقرر ہوتا تہا۔ شروع ہی مین اللہ جل شانہ نے ملایکہ سے خطاب کرکے فرمایا انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ یعنے مین زمین مین خلیفہ کرنے والا ہون ملایکہ نے عرض کیا اتجعل فیہا من یفسد فیہا الاٰیہ یعنے کیا تو اسمین اوس شخص کو خلیفہ کریگا کہ فساد کرے اسمین پس خداے تعالے نے حضرت ادم کو اسماء تعلیم کرکے ملایکہ پر حجت پکڑے اور علم کی حیثیت سے حضرت ادم کو خلیفہ کیا گو پہر ملایکہ چون و چرا نکر سکے۔ پہر حضرت ابراہیم کو اللہ جل شانہ نے فرمایا انی جاعلک للناس اماما۔ یعنے مین تجکو ادمیونکے لئے امام کرنے

والاهون قال ومن ذریتی حضرت ابراہیم نے عرض کیا کہ اور میری اولاد میں حق تعالے نے فرمایا لاینال عہدی الظالمین۔ یعنی میرا عہد ظالموں کو نہیں پہونچتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ امامت عہد الٰہی ہے اور امام بنانا خدا کا کام ہے نبی تک امام نہیں بنا سکتا چہ جائے عوام۔ ابن حجر جو تعصب میں بہتر سے بھی سخت تر ہیں۔ صواعق محرقہ کے آخر میں معاویہ بن یزید کا حال تحریر فرماتے ہیں اور اسکو ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں واو جوانی صالح و متقی و منصف و محب اہل بیت بود۔ اول اسکا کچھ مختصر سا حال لکھکر پھر لکھتے ہیں عبارت یہہ ہے چون والی امر خلافت شد بر منبر برآمده گفت کہ امر خلافت عہدیست از جانب خدا و رسول او باختیار احدے نیست مگر خدا تعالے ہر کرا لائق امر خلافت کرده است پس او خلیفہ میشود نہ این ہست کہ اختیار مردمان باشد و ہر کس کہ میخواہند خلیفہ نمایند وا در امام دین خوانند امامت و نبوت بہ ید قدرت اوست ہر کرا خواہد قابلیت این امر بدہد چنانکہ اہلیہ مہتر داود میخواست کہ بعد از تو اے داود فرزندم پیغمبر شود خدا تعالے فرمود کہ اے داود نبوت و امامت اختیار من است نہ بر تو و نہ بر اہلیہ تو فرداد و مرد نزد تو خواہند رسید و دعوے بر یکدیگر خواہند کرد و آن مقدمہ بر پسران خود داری ہر کہ دران حکم کند نبی اوست۔ حکم حضرت سلمان نمود و بدرستیکہ جد من معاویہ نزاع کرد درین امر باکسیکہ از خدا و رسول خلیفہ دین و دنیا احق و اولی بود از وے علی ابن ابیطالب و مرتکب امرے چند شد کہ شما او را میدانید وقتیکہ وفات یافت در قبر رہن ذنوب گشت باز پدر من متقلد این امر گشت و لیاقت برائے او نداشت و با پسر دختر رسول تنازعہ نمود پس شکست عمر خود را قطع نمود او را و امروز در قبر بوبال و نکال گناہان خود گرفتار ست انتہی بقدر الحاجتہ۔ اگر اس عبارت میں بسط سے گفتگو کیجائے تو بہت طول ہو ناظر بخوبی سمجھہ سکتا ہے صاف ثابت ہے کہ امامت و نبوت عہد الٰہی ہے اسیکے اختیار میں حضرت داؤد پیغمبر کو بھی اختیار نہیں۔ علم کی حیثیت سے ہی خلیفہ ہو سکتا ہے۔ ناظرین معاویہ بن سفیان خال المومنین و صحابی رسول کا حال ملاحظہ فرماوین کہ یہہ جوان صالح و متقی اسکے حق میں کیا لکھا ہے اور یہہ حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی کا قول بھی ملاحظہ

ہو کر اسکو امام صدق و خلیفہ بحق فرماتے ہین - یہہ تو امامت عامہ کا حال تہا پچہلے انبیا مین
تو امارت سریہ یعنی ایک گروہ کی سرداری بہی بدون ارشاد الٰہی نہ ہوتی تہی بنی اسرائیل
کا حال دیکہئے کہ طالوت کی امیر ہونے مین بہت قیل و قال کی لیکن خدا تعالے نے انکا کہنا منظور
نکیا اور طالوت کو علم و شجاعت کی جہت سے امیر کیا - چنانچہ خداوند تعالی فرماتا ہے - قال لہم
نبیہم ان اللہ اصطفاہ علیکم وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم یعنی انکے نبی نے انکو کہا کہ تحقیق اللہ نے اس
طالوت کو تم پر برگزیدہ کیا ہے اور علم و جسم میں اسکی فراخی زیادہ کی ہے اور جسم کی فراخی سے
شجاعت مراد ہے - جب ثابت ہوا کہ امم سابقہ مین امام و خلیفہ اللہ جل شانہ خود متعین فرماتا تہا
حتی کہ سریہ کی امارت بہی نبی تک کی اختیار مین نہ تہی - اور امام و خلیفہ علم کی جہت سے متعین ہوتا
تہا اس امت مرحومہ نے کیا قصور کیا کہ امام و خلیفہ بنانیکا اللہ جل شانہ نے مجمل و مبہم وعدہ تو فرما لیا
مگر تعین اسکی چند ہوا و حرص کے پابند ون غیر معصومون کے متعلق فرما دی - حضرت داود علی
نبینا و علیہ السلام کو اپنی خلیفہ بنانیکا اختیار نہ ہو اور انکی خلافت امتحان علمی سے کیجاوی بنی اسرائیل
کے سریہ کی امیر کیلئے زادہ بسطۃ فی العلم والجسم فرمایا جاوے - خاتم النبیین فخر المرسلین کی نایب
خاص و جانشین با اختصاص مزعومہ اہل سنت کی علم و شجاعت ملاحظہ ہو - اگر ان حضرات کی علم
و فضل و جرات و شجاعت کا حال لکہا جائے تو دفتر چاہئین اگر کسی صاحب کو شوق ہو تو شیعہ
وغیرہ کتب مبسوطہ مطالعہ فرماوین اس مقام مین مشتے از خروار و قطرہ از بحار لکہا جاتا ہے فخر المرسلین کے
نایب خاص و جانشین با اختصاص کی قرآن دانی یہہ تہی - علامہ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفا
فصل فیما ورد عن الصدیق فی تفسیر القرآن مین یہہ تحریر فرماتے ہین عبارتہ ہکذا - اخرج ابو القاسم
البغوی عن ابن ملیکہ قال سئل ابو بکر عن آیہ فقال ای ارض تسعنی وای سماء تظلنی اذا
قلت فی کتاب اللہ ما لم یرد اللہ - یعنی حضرت ابو بکر سے کسی آیت کا سوال کیا گیا آپنے فرمایا کونسی
زمین ہے جو مجہی سمائی اور کونسا آسمان مجہپر سایہ کرے اگر مین کتاب اللہ مین وہ بات کہون
جسکا اللہ نے ارادہ نہین کیا - پہر اسی کتاب مین اسکے متصل لکہا ہے واخرج ابو عبیدہ عن

ابراهیم التیمی قال سئل ابو بکر عن قوله تعالی و فاکهة و ابا فقال ای سماء تظلنی او ای ارض تقلنی
ان قلت فی کتاب الله ما لا اعلم یعنی حضرت ابو بکر سے اللہ تعالی کا قول وفاکہۃ و ابا سے سوال کیا
گیا اپنے جواب قریب اسکے فرمایا جو روایت سابقہ مین نقل ہوا ہے اسمین لاعلمی کا صاف
اقرار ہے - پھر اسکے متصل ہی تحریر کی - واخرج البیهقی وغیرہ عن ابی بکر انه سئل عن الکلالة
فقال انی ساقول فیها برای فان یکن صوابا فمن الله وان یکن خطأ فمنی ومن الشیطان اراه
ما خلا الولد والوالد فلما استخلف عمر قال انی لاستحی ان ارد شیئا قاله ابو بکر - یعنی حضرت ابو بکر سے
معنی کلالہ سے سوال کیے گئے اپنے فرمایا کہ عنقریب مین اسمین اپنی راے کہونگا اگر صواب ہو تو خدا کیطرف
ہے اور اگر خطا ہو تو میری اور شیطان کیطرف سے ہے مین اسکو پسر و پدر کے سوا سمجھتا ہون -
جسوقت حضرت عمر خلیفہ ہوے آپنے فرمایا کہ مین شرم کرتا ہون کہ ابو بکر کے قول کو رد کرون -
سید المرسلین کے نایب خاص و جانشین با اختصاص کے خاص قران دانی کا یہہ حال تہا
کہ الفاظ کے معانی تک نجانتے تھے چہ جاے نکات معارف الہیہ و دقایق علمیہ - رہی شجاعت زمانہ
رسول مقبول مین احد و خیبر و خندق وغیرہ معرکونکا حال عیان ہے - اپنی خلافت مین شرکت
جہاد کبہی نصیب ہی نہین ہوے اب حضرت خلیفہ ثانی خلیفہ گر اول کے علم و فضل و شجاعت
کا مختصر سا حال سنیے - اگرچہ سابق مین بحث تہمت بذیان مین مرتبہ نبوت سے ناواقف ثابت
کیگئے ہین اور انکے مقولے لولا علی لہلک عمر و قضیۃ لا ابا حسن لہا و اعوذ باللہ من معضلۃ لیس
لہا ابا الحسن طلبا صرف و نحو خوان کی زبان پر جاری ہین اور حضرت کا یہہ مقولہ کہ کل الناس
افقه من عمر حتی المخدرات فی الحجال یعنے عمر سے کل آدمی یہانتک کہ پردہ نشین فقیہ تر ہین مشہو
و معروف ہے - مگر کسیقدر کتاب اللہ دانی و مسائل شرعیہ کی کیفیت بہی ملاحظہ ہو - حضرت خلیفہ
صاحب الحمد للہ و سبحان اللہ تک کے معنے نجانتے تھے - چنانچہ تفسیر درمنثور مین تحت آیہ الحمد للہ
لکہا ہے - اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال قال عمر قد علمنا سبحان الله ولا اله الا الله
فما الحمد لله فقال علی کلمة رضیها الله لنفسه واحب ان یقال له - یعنی حضرت عمر نے فرمایا

کہ سبحان و لا الہ الا اللہ تو ہمنے جانا الحمد للہ کیا ہے - حضرت علی نے فرمایا کہ ایک کلمہ ہے کہ اللہ نے
اپنے نفس کے لئے پسند فرمایا ہے اور محبوب تر ہے کہ اسکو کہا جاتا ہے - ازالۃ الخفا کے مقصد اول فصل
ششم بیان آیات سورہ روم واقعہ صفحہ ۲۲۰ مین یہہ عبارت تحریر ہے - عن ابن عباس
قال قال عمر اما الحمد فقد عرفناه فقد يحمد الخلائق بعضهم بعضا واما لا اله الا الله فقد
عرفناها فقد عبدت الالهة من دون الله واما الله اكبر فقد يكبر المصلي واما سبحان
الله فما هو فقال رجل من القوم الله اعلم فقال عمر قد شقي عمر ان لم يكن يعلم ان الله
اعلم فقال علي يا امير المومنين اسم ممنوع ان ينتحله احد من الخلائق واليه مفزع
الخلق واحب ان يقال له فقال هو كذلك - یعنے حضرت عمر نے فرمایا الحمد پس اسکو
ہمنے سمجھا بعض خلق بعض کی حمد کرتے ہین اور لا الہ الا اللہ اسکو ہمنے جانا پس سواے اللہ کے
اور اللہ عبادت کی گی اور اللہ اکبر پس مصلی یعنے نمازخوان تکبیر کرتا ہے - سبحان اللہ کیا ہے
پس قوم مین سے ایک آدمی نے کہا اللہ داناتر ہے حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر عمر نجانے
کہ اللہ داناتر ہے تو عمر شقی ہے - پس حضرت علی نے فرمایا اے امیر المومنین ایک اسم ہے
ممنوع ہے کہ خلق مین سے کسی پر اسکا انتحال کیا جاے - اور اسیکی طرف خلق کی پناہ ہے - اور
محبوب تر ہے کہ اسکے لئے کہا جاے حضرت عمر نے کہا وہ ایسا ہی ہے - جناب خلافت مآب کے
حفظ قران کی یہہ کیفیت تھی - تفسیر در منثور مین اوائل سورہ بقر مین لکھا ہے - واخرج
الخطيب في رواة مالك والبيهقي في شعب الايمان عن ابن عمر قال تعلم عمر البقرة في
اثنتي عشرة سنة فلما ختمها نحر جزورا وذكر مالك في الموطا انه بلغه ان عبد الله بن
عمر مكث على سورة البقرة ثمان سنين يتعلمها - یعنی ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت
عمر نے سورہ بقر بارہ برس مین سیکھی جب اسکو ختم کیا تو شتر قربان کیے اور مالک نے
موطا مین ذکر کیا ہے کہ انکو یہہ روایت پہونچی ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے آٹھ برس مین
سورہ بقر سیکھی یعنے اپنے والد بزرگوار سے چار برس کم مین - باایں ہمہ قران دانی

جناب سرور کائنات کی ارشاد سراسر رشاد کے مقابلہ مین حسبنا کتاب اللہ کہا جائی یہہ جرات ودعوی جسپر سو حیرانی ہے - مسایل دانی کی یہہ کیفیت تھی کہ احکام سہو وشک رکعات تک معلوم نہ تھی - ازالۃ الخفا کے مقصد ثانی فقہیات عمر صفحہ ۹۴ کے اخر مین یہہ عبارت لکھی ہے -
البیہقی عن ابن عباس ان عمر سالہم فقال عبد الرحمن بن عوف سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا شک فی الاثنین والثلث فلیجعلہا اثنین اذا شک فی الثلث والاربع فلیجعلہا ثلثا حتی یکون الوہم فی الزیادۃ فاخذ بہ عمر انتہی - یعنی ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے انسے سوال کیا عبد الرحمن بن عوف نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مینے سنا ہی کہ فرماتے تھے جب دو اور تین مین شک ہو تو دو کرنی چاہین اور جب تین اور چار مین شک ہو تو تین کرنے چاہی تاکہ وہم زیادتی مین ہو - پس حضرت عمر نے اوس سے یہہ مسئلہ لیا - صوم کے مسایل کا حال سنئے - کنز العمال مین ہے - عن سعید بن المسیب قال خرج عمر بن الخطاب علی اصحابہ فقال افتونی فی شی صنعتہ الیوم فقالوا ماھو یا امیر المومنین قال مرت بی جاریۃ فاعجبتنی فوقعت علیہا وانا صایم فعظم علیہ القوم وعلی ساکت فقال ما تقول یا ابن ابیطالب فقال جیئت حلالا ویوم مکانہ یوم فقال انت خیرھم فتوے ابن سعد انتہے - حاصل یہہ ہو کہ حضرت عمر بن خطاب باہر اپنے اصحاب پاس آے اور فرمایا کہ مجکو اس کام مین فتوی دو جو آج مینے کیا ہے - اصحاب نے کہا امیر المومنین وہ کیا ہے - آپنے فرمایا میرے پاس ایک کنیز گذری اور مجکو تعجب مین لائی پس مینے اس سے جماع کیا - اور مین روزہ دار تھا پس اصحاب عمر نے اس کام کو بزرگ سمجھا اور جناب امیر علیہ السلام خاموش تھے - پس حضرت عمر نے کہا اے ابن ابیطالب آپ کیا کہتے ہین - آپنے فرمایا تو نے حلال جماع کیا چونکہ روزہ مین یہہ فعل کیا اور روزہ رکھنا چاہئے - اس سے یہہ باتین ثابت ہوئین - اول حضرت خلیفہ صاحب نہین جانتے تھے کہ روزہ مین جماع کرنے والے پر کیا لازم آتا ہے

دوم حالت صوم مین جو کنیز سے جماع کیا دو صورت سی خالی نہین ۔ یا یہہ کہ صوم مین عدم جواز جماع کو جانتے تھے پس عمداً فعل حرام کے مرتکب ہوے غور فرمائی کہ کسکی شان ہے ہم خلیفہ ثانی کی شانمین گستاخی نہین کرتے ۔ اور اگر صوم مین عدم جواز جماع کو نہ جانتے تھے پس جہل ثابت ہوا اور معلوم ہوا کہ مسایل صوم بھی جو اکثر عوام و جہال جانتے ہین نجانتے تھے اور مفسدات صوم سے بھی زمانہ خلافت تک آشنا نہ تھے ۔ اور فحواے کلام سے ظاہر ہے کہ یہہ روزہ واجبی کا ذکر ہے اور اگر حضرات اہل سنت یہہ فرمادین کہ روزہ مستحب تہا تب بہی مفید نہین کیونکہ صوم مستحب کا افطار جایز ہے اگر روزہ مستحب مین جماع کرتے تو اصحاب سے استفتا اور انکے سقوط کی کیا حاجت تہی اور جناب امیر تک کیون نوبت پہونچتی اور اگر روزہ مستحب ہی تسلیم کیا جاوے تب بھی مطلب حاصل ہے ۔ یعنے جواز افطار اور روزہ مستحب مین جماع واقع ہونے سے اگاہ نہ تھے غرضکہ انکے علم و فضل کا حال کہانتک لکہا جاوے ارادہ تہا کہ وہ مسایل جو ملک روم نے حضرت خلیفہ ثانی سے دریافت کئے تھے اور حضرت خلیفہ صاحب اور صحابہ کبار انکے جواب سے عاجز و مبہوت ہو گئے تھے اور جناب امیر علیہ السلام نے اسرع اوقات مین فی البدیہہ جواب ارشاد فرمائے تھے اور ملک روم نے جواب سنکر کہا تہا کہ یہہ کلام بیت نبوت سے نکلا ہے اور مجیب کا حال دریافت کیا تہا اور جواب مین کہا گیا تہا کہ یہہ جواب ابن عم محمد کا ہے لکھی جاتین مگر چونکہ وہ عبارت مع ترجمہ بہت طول ہو جائیگی اور رسالہ مین طول ہو گیا ہے نہین لکہتا اگر کسی صاحب کو شوق ہو تو تذکرہ خواص الامہ فی معرفتہ الائمہ سبط ابن جوزی ۔ اور کتاب زین الفتی تفسیر سورہ ہل اتے ۔ ابو محمد احمد بن محمد بن علی العاصمی مطالعہ کرین اگر انسے نادانون ناواقفون کے مقابلہ مین اصلی نایب خاص و جانشین با اختصاص کا ذکر کیا جاوے تو علاوہ اسکے کہ ذرہ حقیر کا افتاب درخشان سے اور قطرہ ناچیز کا دریای بیکران سے مقابلہ و مقایسہ کیا ہو نہایت ہی سوء ادبی ہے ۔ اسلئے حضرت ابن عباس کے قصہ کا حوالہ جو جناب باب مدینہ علم کے تلامذہ مین سے ہین اور انکے حق مین فرماتے ہین کہ مہر اعلم

جناب امیر کے علم کے سامنے دریاے عمیق کے مقابلہ غدیر صغیر جسا ہی کما فی ما سہ ابن الاثیر
دیا جاتا ہے - علامہ جلال الدین سیوطی اتقان مین لکھتے ہین بنظر اختصار خلاصہ مطلب ہی لکھا
جاتا ہے جسکا دل چاہے اصل کتاب مین دیکھ لے ۳۶ وین نوع معرفت عربیہ مین یہہ قصہ مفصل
تحریر ہے - حمید الاعرج و عبداللہ ابن ابی بکر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتا ہے - کہ ہم عبداللہ بن
عباس کعبہ کے گرد بیٹھے تھے اور آدمی انسے تفسیر قران پوچھتے تھے نافع ابن الازرق نے
نجدہ بن عویم سے کہا اوٹھہ ہمارے ساتھہ اس شخص کی طرف کہ جرات کرتا ہے قران کی
تفسیر پر کہ جسکا علم نہین ہے - پس وہ دونون انکی طرف اوٹھے اور کہا کہ ہم چاہتے ہین کہ کتاب
اللہ سے آپسے پوچھین پس آپ اسکی تفسیر ہمارے لئے فرماوین اور کلام عرب سے ہمکو مثال دین
بے شک اللہ تعالی نے قران لسان عربی مبین مین نازل فرمایا ہے حضرت ابن عباس نے
فرمایا پوچھو - نافع نے کہا اللہ تعالے کے اس قول عن الیمین وعن الشمال عزین سے خبر دیجئے
انہون کہا عزین حلق رفاق ہے اسنے کہا کیا اسکو عرب جانتے ہین ابن عباس نے کہا ہان کیا تو نے
عبید اللہ الابرص کو نہین سنا کہ وہ کہتا ہے - فجاوا یہرعون الیہ حتی - یکونوا حول منبرہ
عزینا - اسیطرح قریب دو سو سوال کے نقل کیے ہین کہ حضرت ابن عباس نے ایک جلسہ مین
ہر سوال کا جواب بہت جلد مع استشہاد کے دیا ہے منجملہ ان سوالات کی معنی اب کا بھی سوال تھا
جسکو خلیفہ اول نہ جانتے تھے یعنے نافع ابن الازرق نے ابن عباس سے کہا کہ مجکو اللہ تعالے
کے قول ابا سے خبر دیجئے ابن عباس نے کہا کہ اب وہ چیز ہے کہ دواب اسکو علف بناتی ہین
کیا تو نے شاعر کا قول نہین سنا - تری بہ الاب والیقطین مختلطا - علی الشریعۃ
یجری تحتہا الغرب - پس حضرات شیخین مین اور ابن عباس مین جو غدیر صغیر ہین زمین
و آسمان کا فرق ہے - انکو برابر سمجھنا عاقل کا کام نہین چہ جائے کہ معاذ اللہ شیخین کو اوس
باب مدینہ علم پر فضیلت دینا کہ ابن عباس انکے علم کے مقابلہ مین اپنے علم کو غدیر صغیر بہ نسبت
دریاے عمیق کہتے ہین - سواے حضرات اہل سنت کے یہہ کام کسیکا نہین ہے - ادریجی عنت

کے باہین خود حضرت خلیفہ صاحب کا ایک قول نقل کیا جاتا ہے کہ بباعث شجاعت ذاتی وجرأت
جبلی اپنی ذات ستودہ صفات کو شجاع ترین مخلوق سے تشبیہ دی ہے - علامہ جلال الدین سیوطی
تفسیر درمنثور مین لکھتے ہین مطلب کا فقرہ لکھا جاتا ہے آپ فرماتے ہین - لما کان یوم احد
ہزمنا ففررت حتی صعدت الجبل فلقد رایتنی انزو کانی اروی - خلاصہ مطلب
یہہ ہے احد کے دن ہم بہاگ گئے - مین بہاگا اور پہاڑ پر چڑہ گیا اور اسطرح اوچکتا تہا جیسے مادہ بز کوہی
اوچکتی ہے - بہلا ایسے شخص کا مقابلہ اُس اشجع ناس سے ہوسکتا ہے کہ جسکو رسول مختار کرار
غیر فرار فرماتے ہین جسکی ثنا مین حدیث قدسی لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار - وارد ہو شیر کردگار
جسکا لقب ہو - اب ناظرین باتمکین انصاف فرماوین کہ ایسے اشخاص جو الفاظ قرآنی کے
معانی نجانتے ہون مسائل صوم وصلوٰۃ تک سے ناآشنا ہون جہاد سے فرار کر کے مادہ بز کوہی
کیطرح اوچکتے پہرتے ہون وہ سید اولین وآخرین محمد المرسلین کے نایب خاص اور جانشین
بااختصاص ہونے کی لیاقت رکہتے ہین - جب ہی تو حیل وتدابیر سے سقیفہ بنی ساعدہ مین
خلیفہ اول کو خلیفہ ثانی نے خلیفہ بنادیا - وزیرے چنین شہریار چنان - یہہ ہی سبب تہا
کہ حضرت خلیفہ اول نے اعرابی کے جواب مین خلیفہ ہونے سے انکار کر کے اپنے آپکو خالفہ فرمایا -
اور مرتے دم افسوس وحسرت فرماتے تہے کہ سقیفہ کے دن خلافت عمر وابو عبیدہ بن الجراح
کی گردن مین ڈالتا - حضرت خلیفہ ثانی جناب امیر کو خود اور اول سے احق خلافت جانتے تہے انکو مظلوم کہی گوشہ
تنہائی مین وکہو ہی مارتے تہے لیکن تو اپنے آپکو تمام خاص جانشین بااختصاص نہین سمجہتے تہے وہ تو جسکو جانتی تہی جاتی تہی خصوصیت واختصاص
انکے گلے مڑہو سکتے - قولہ البتہ انصار کے دلمین یہہ خیال گذرا الی قولہ رہی قسمت اقول
انصار بلکہ مہاجرین کے خیال مین جانشینی ونیابت خاص کے نعمت تو کہان تھی البتہ
حرص وہوای حکومت وامارت سرمین بہری ہوئی تہی اسلئے ہاتہہ پانو مارتے تہے - قولہ
مگر یہہ نعمت عظمی وموہبت کبری الی قولہ وعدہ الٰہی سچا ہوا - اقول یہہ ہی ہمارا مقولہ ہے
واقعی یہہ نعمت عظمی - کہین دنیوی تدبیرون وچالاکیون سے ہاتہہ آتی ہے - امامت تعلق

عہد الٰہی ہی کہین غیر معصومونکو جو بغرض غیر پر ظالم نہ ہون بر نفس خود تو ظالم ہین ۔ اور قرآن
کے معانے سے نادانون مسایل شرعیہ سے ناواقفونکو بل سکتی ہے ۔ دین سعادت
بزور بازو نیست تا نہ بخشند خداے بخشندہ ۔ اصلی یہہ آپکا تمام مقولہ نہایت ہی سچا ہے
اور ہم بھی صاد کرتے ہین ۔ رہی آیت استخلاف اگرچہ یہہ آیت نیابت رسول پر
دال نہین جیساکہ سابق مین بحوالہ تفاسیر اہل سنت ثابت کیا گیا ہے ۔ یہہ مقولہ آپکا درست
ہے وعدہ الٰہی سچا ہوا اور قیامت تک سچا ہوتا رہیگا مگر جنکو آپ موعود لہم سمجھتے ہین
یہہ بجاے خود نہیں ہے ۔ کیونکہ اہلبیت اطہار نے جو شفیق کتاب اللہ ہین اسکو تسلیم نہین کیا
چنانچہ گذر چکا ہے کہ جناب امیر فرماتے ہین کہ ہر سہ خلافتون مین خلافت میرا حق تہا ۔ اور خود حضرات
خلفا کو اپنی خلافت کے موعودہ ہونے کا گمان تک نہ تہا کیونکہ خلیفہ ہونے کے بعد بلکہ مرض موت مین وہ
کلمات جو ابھی لکھے گئی نفرماتے اور حضرت خلیفہ حسرت و افسوس نکرتے ۔ قولہ چنانچہ یکی بعد
دیگرے سب نے تسلیم کیا ۔ اقول اگر بفرض محال آپکا یہہ مقولہ تسلیم کر لیا جاے تو اجماع ثابت
نہ ہوا کیونکہ وقت انعقاد خلافت اجماع معتبر ہوگا ۔ تب بہی خلافت صحیح نرہی ۔ معہذا اگر سب
تسلیم کرتے تو جناب امیر ہرگز نفرماتے کہ ہر سہ خلافت مین میرا حق تہا ۔ اصل یہہ ہے کہ یکے
بعد دیگرے نے بھی تسلیم نہین کیا ۔ مگر چونکہ انتظام دنیوی چالاکیونسے ہو گیا تہا خلافت برہم
نہوئی اور وجہ یہہ تہی کہ اہل بیت اطہار اور صحابہ کبار نے وصیت رسول مختار پر عمل فرمایا ۔ دنیا
اور اہل دنیا کا یہہ ہی حال ہے کہ جو دنیاداری مین پختہ ہوتے ہین کبھی کبھی ایسے تدبیرین کرتے
ہین کہ اصلی حقدارونکو حق نہین ملتا ۔ تاریخ عالم شاہد ہے شاہجہان اور عالمگیر کا قصہ بطور
نمونہ کے کافی ہے ۔ شاہجہان جیسے بادشاہ کو عالمگیر نے کئی سال تک قید رکہا حالانکہ امراو
ارکان سلطنت وہی تھی ۔ اس قسم کی حکومت و سلطنت و امارت کہین خلافت راشدہ و امامت
حق و نیابت رسول ہو سکتی ہے حاشا و کلا ۔ احیاء العلوم مین اسکی مثال وضاحت سے لکھی ہے
چنانچہ گذر چکی ۔ ثم قال جواب لزاے یہہ ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا زمانہ خلافت پہونچا

اور اپنی حضرت معاویہ کو اپنی خلافت کی اطلاع دی اسوقت حضرت امیرؑ نے کوئی نص قرانی پیش نہین کی - بلکہ ان الفاظ سے خط لکہا جو شیعہ کی معتبر کتاب نہج البلاغت مین موجود ہے - امابعد فان بیعتی لزمتک یامعاویۃ وانت بالشام لانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ علی ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار وللغایب ان یرد وانما الشوری للمھاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل سموہ اماما - کان للہ رضا - ترجمہ - اما بعد پس میری بیعت تمکو لازم ہوگی اے معاویہ اور تو شام مین ہے - کیونکہ مجھ سے ان لوگون نے بیعت کی ہے جنہون نے ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ سے بیعت کی تھی - اور انہین شرایط پر جن پر انسے بیعت کی تھی پس اب نہین ہوگا کہ حاضر تو منظور کرے اور غایب رد کرے - مشورہ مہاجرین اور انصار ہی کا ہے اگر وہ جمع ہو کر ایک شخص کو امام مقرر کر دیں وہ اللہ کی رضامندی کے موافق ہے انتہی - اس عبارت نہج البلاغت سے علاوہ اس امر کی ثبوت کی کہ حضرت امیرؑ نے اپنی خلافت کے لئے کوئی نص پیش نہین فرمائی - یہہ بہی حضرت امیرؑ کے قول سے ثابت ہو گیا کہ خلافت حضرات خلفاء ثلثہ خلافت راشدہ اور حق بجانب تہی - اقول سخت تعجب و افسوس ہے کہ حضرت پیرجی صاحب نے اس عبارت کو اس رسالہ مین بطور جواب لزامی تحریر فرمایا حالانکہ میرے شفیق نے خود اپنی تحریر مین اور انکی مجیب نے یہہ عبارت لکہی تھی - اور دو دفعہ اسکا جواب مجمل و مفصل دی چکا ہون اس اصرار و ہٹ دہرمی کا کیا علاج اگر وہ جواب کافی نہ تہا تو کاش اسپر جرح قدح کر کے اپنا مطلب ثابت کرتے اور یہہ کب ممکن تہا - اسکے جواب مین وہی اپنا جواب سابق مع شئے زاید نقل کرنا مناسب سمجھتا ہون - مگر اس سے پہلے اسقدر لکہنا ضروری ہے کہ جب تین خلافتین بہ بیعت گذاے گذر چکین تو اس موقع پر جناب امیرؑ کی نص قرانی پیش کرنے کا کہنا محل تہا - صاحب رسالہ نے جو یہہ لکہا ہے کہ اپنی خلافت کی اطلاع دی معلوم نہین کہ کن الفاظ سے یہہ مطلب نکالا امانت و دیانت اسکے مقتضی تھی کہ وہ عبارت بعینہ یا اسکا حوالہ لکہا جاتا - اپنی طرف سے یہہ حاشیہ اسلئے جڑہا یا - کہ عوام کو توہم ہو کہ یہہ پہلا ہی

خط ہے تاکہ قوت سے خالی نہ ہو۔ معاملہ دینی مین یہہ تصرف کرتے ہیں ان حضرات کو خوف خدا نہین آدمیوں سے شرم وحیا نہین۔ یہہ امر بخوبی ثابت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام روز سقیفہ مشورہ مین شریک نہ تھے۔ اور بعد انعقاد بیعت انہین ایام مین انکے شامل حال نہیں ہوئی بلکہ اس خلافت کی برہم کرنے کی تدبیرین فرماتے رہے۔ چنانچہ ازالۃ الخفا کی عبارت جو قصد احراق بیت جناب سیدہ مین جسکو صاحب رسالہ نے ناقص لکھا ہے نقل ہوگی۔ اسپر شاہد ہے اور بعد مین جو شریک ہوے وہ بھی بخوشی نہین ہوے چنانچہ بروایات کتب معتبرہ اہل سنت بلکہ بروایت صحیحین تا شش ماہ دحیات جناب سیدہ شامل نہین ہوے چنانچہ تیسیر الوصول الی جامع الاصول کی عبارت سابق مین گذر چکی ہے احتیاطاً اس جگہ بھی بعض الفاظ صحیحین لکھی جاتی ہین وہ یہہ ہیں کان لعلی من الناس وجہ حیات فاطمۃ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکر ومبایعتہ جنکا حاصل یہہ ہے کہ زندگی فاطمہ مین آدمیون مین علی کی روداری تھی جب وہ انتقال فرما گئین تو وہ روداری نرہی پس ابوبکر کی مصالحت وبیعت کی درخواست کی۔ ناظرین لفظ مصالحت کو ملاحظہ فرمادین پس اگر اس خط سے جو جناب امیر علیہ السلام نے معاویہ کو لکھا ہے خلیفہ اول کی صحت خلافت ثابت ہوا ور جناب امیر اسکے معتقد ہون تو لازم آئے کہ معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام خلیفہ برحق وامام مطلق سے تا شش ماہ منحرف رہے ہون اور ایسے برحق خلیفہ کی خلافت وریاست برہم کرنے کے لئے مشورے وتدابیر کرتے رہے ہون۔ حالانکہ کتاب اللہ مین یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور حدیث رسول اللہ مین من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ موجود ہے اور جناب امیرؑ کی شان اس سے ارفع ہے۔ حضرت ابن عمر کا حال ملاحظہ فرمائی کہ یزید تک کی بیعت کر لی اور عبدالملک جیسے کی بیعت کے لیے حجاج بن یوسف کے مکان پر رات کو تشریف لیگئی اس خوف سے کہ مبادا اس رات بدون امام کے رہون اگر مرجاون تو موت جاہلیت سے مرون چنانچہ ابن ابی الحدید شارح نہج البلاغۃ وصاحب سیراۃ الحیوان

وغیرہ لکھتے ہیں ان عبد اللہ بن عمر طرق علی الحجاج بابہ لیلا لیبایع بعبد الملک کیلا
یبیت تلک اللیلہ بلا امام لانہ روی عن النبی انہ قال من مات ولم یعرف امام
زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ - جناب امیر علیہ السلام نے خلیفہ اول کو ایسا ہی نہ سمجھا بلکہ جب
شریک ہوئے آخر تک یہہ ہی فرماتے رہے کہ استبد علینا فوجدنا فی انفسنا یعنے
اُسنے ہم پر ہٹ کی ہم اپنی دلو نمیں سمجھہ گئے اور خاتمہ روایت میں وجہ بھی مذکور ہے یعنے آدمی
امر معروف میں جناب امیر کیطرف راجع ہوئے - اور سابق میں گذر چکا ہے کہ ہر سہ خلافت
میں اپنا حق فرماتے ہیں - بلکہ اصل بات یہہ ہے کہ خط بطور الزام معاویہ کو تحریر فرمایا ہے چونکہ
معاویہ خلفاء سابق کو برحق خلیفہ جانتا تھا اور انکا ہی حاکم کردہ تھا اسلئے جناب امیر نے اسپر حجت
ختم فرمائی - چنانچہ اس خط کے یہہ الفاظ لانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی
ما بایعوہم - اسپر صاف دلالت کرتی ہے اگر یہہ امر تحقیقی ہوتا تو اسکے لکھنے کی کیا حاجت تھی
خصوصا وہ فقرہ جو شروع میں صاحب رسالہ نے لکھا ہے یعنی فان بیعتی لزمتک الخ الزامی تحریر پر
دال ہے - کیونکہ یہہ داب تحریر نہیں کہ اپنی مسلمات کو بیان کرکے خصم پر کوئی بات لازم
کردیں - جناب امیر علیہ السلام چونکہ حجت خدا تھے خصم پر ایسی حجت ختم فرماتی تھی کہ پھر
جواب کا موقع نرہے - جیسا کہ بعد انعقاد خلافت خلیفہ اول جب حضرت کو بیعت کیواسطے بلایا
تو آپنے فرمایا کہ تمنے قرابت رسول اللہ کے ذریعہ سے خلافت انصار سے لی ہے اب تم ہی انصاف
کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کون اقرب ہے - اسکا جواب بجز سختی و درشتی
حسب عادت خود خلیفہ ثانی نے کچھہ ندیا اور جواب ہی کیا تھا اور خلیفہ اول رفق و مدارا کی باتیں
کرنے لگے چنانچہ یہہ کل مفصل حال کتب معتبرہ اہل سنت میں درج ہے اور روضۃ الاحباب
کی عبارت نقل ہو چکی ہے - اسیطرح اس خط میں معاویہ کو الزاما تحریر فرماتے ہیں کہ
تو خلفاء سابقہ کی خلافت برحق جانتا ہے اور مہاجرین و انصار کا شوری حجت سمجھتا ہے
میری بیعت بہی تجھپر لازم ہے کیونکہ یہہ بیعت بھی اُن اشخاص نے کی ہے کہ جنھوں نے خلفاء

سابقہ کی بیعت کی تھی - اپکے خاتم المحدثین شاہ عبد العزیز صاحب جو تحفہ مین یہہ
فرماتے ہین - بر بدیہی است کہ بیعت مہاجرین و انصار راکہ ہرگز بر معاویہ پوشیدہ نبود اگر بجوی می
نمر دیر اقد حیات حضرت امیر در مجالس و مکاتب خود ذکر میکرد انتہی بقدر الحاجتہ - اسکا جواب
یہہ ہی کہ یہہ لازم نہین کہ ہر آدمی اپنے ہر قول و فعل مین ہمیشہ صواب پر ہی ہو اور اسکے افعال
و اقوال مین تناقص نہ ہو - بلکہ اہل ہوا اور اصحاب دنیا کا یہہ ہی حال ہے کہ جسمین اپنا نفع دیکھتے
ہین وہ اختیار کرتے ہین جب خلفاء ثلثہ کی خلافت مین اپنا دنیوی فایدہ دیکھا انکی خلافت
کی صحت و حقیت کا قایل ہوگیا اور جب سمجھا کہ جناب امیر علیہ السلام کی صحت خلافت مین دہ
دنیوی فائدہ نرہیگا منکر و باغی ہوگیا - ورنہ آپ ہی فرماوین کہ اگر معاویہ خلفاء ثلثہ کی صحت
خلافت پر مہاجرین و انصار کی بیعت کا قایل نہ تہا تو انکی خلافت اسکے نزدیک کیونکر اور
کس دلیل سے ثابت ہوئی تھی - کیا معاویہ جو خال المومنین اور صحابی رسول ہی اجماع اہل
حل و عقد کو حجت نجانتا تہا اور وہ بھی مثل روافض نص و عصمت و افضلیت کا قایل تہا یا اسکو
نزدیک خلافت کی اور شرطین نہین - اگر یہہ بات ہی تب بھی اجماع حجت نرہا اور خلیفہ
اول کی خلافت جو اجماع ہی سے ثابت ہی اور حضرات اہل سنت کا اسیپر ہی بڑا ناز ہے
صحیح نرہی - واقعی یہہ الزامی حجت جناب امیر علیہ السلام نے اسپر ایسی ختم فرمائی تھی کہ
اسکا کچھہ جواب ندیسکا اور صرف دو کاغذ سفید و سادہ بجیدہ کرکے اور یہہ عبارت لکھکر - من
معاویہ بن سفیان الی علی ابن ابی طالب بہیجدی چنانچہ ابن ابی الحدید نے زبیر بن بکار سے
جو اکابر محدثین اہل سنت سی ہے نقل کیا ہے کہ اسنے جریر بن عبد اللہ بجلی سے ایک طویل روایت
کے ضمن مین روایت کی ہے - فلما جاء ہذا الکتاب وصل بین ابیضتین ثم طواہما و کتب
عنوانہما من معاویہ بن ابی سفیان الی علی بن ابی طالب و دفعہا الیّ لا اعلم ما فیہا و لا
اظنہا الا جوابا و بعث معی رجلا من بنی عبس لا ادری ما معہ فخرجنا حتی قدمنا
الکوفتہ و اجتمع الناس فی المسجد لا یشکون انہا بیعتہ اہل الشام فلما فتح علی الکتاب لم یجد اشیا

مطلب یہہ ہے کہ جب یہہ خط معاویہ کو پہونچا اوسنے دو کاغذ سفید لفیف اور انکا یہہ عنوان من معاویہ
الخ لکھا اور میر بطرف پہنکدیا - مین نہین جانتا تہا کہ انہین کیا ہے - مین جواب ہی گمان کرتا تہا
اور میرے ساتھہ ایک آدمی بنی عبس سے بہیجا ہم کوفہ مین آے اور آدمی مسجد مین جمع ہوے
اور اہل شام کی بیعت مین تنگ نکرتی تھے - جب جناب امیر علیہہ السلام نے خط کہولا اسمین
کچہہ نپایا - اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ حجت الزامی اسیدر ایسی ختم ہوئی تھی کہ بجز سادہ
کاغذ کچہہ جواب ندے سکا کیونکہ ایسے مجبوری الزامی حجت ہی مین ہوسکتی ہے - ورنہ
اور قسم کا جواب تو ہر شخص اپنی عقل کے موافق دے سکتا ہے - جب یہہ ثابت ہوگیا کہ یہہ خط
اسکو الزاما لکھا گیا ہے تو یہہ فقرہ انما الشوری الخ بھی الزاما ہی ہے - آپکے خاتم المحدثین مولوی
شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ مین یہہ جو تحریر فرماتے ہین کہ بار چشم پوشی نمودن از اطراف
و جوانب کلام کہ زاید بر قدر الزام ست الخ انکی اس تحریر سے سخت تعجب ہے - کیونکہ دلایل الزامیہ
اسطرح بیان کرنے چاہئین کہ مخالف کے نزدیک انکی قدر و وقعت ہو اور یہہ بدون
بسط کلام و تکریر و نشاط ہو نہین سکتا - معہذا یہہ کلام گو بطور الزام تحریر فرمائی ہے
مگر واقع مین عین صدق و محض حق ہے اور اسی سے بطلان خلافت خلیفہ اول ثابت ہے
کیونکہ خلیفہ اول کی خلافت پر سب مہاجرین و انصار کا اجماع نہین ہوا - اسلئے کہ جناب
امیر علیہہ السلام و کل بنی ہاشم وغیرہ و سعد بن عبادہ وغیرہ اس اجماع مین شریک نہین
ہوے - چونکہ اسمین ذات ستودہ صفات جناب امیر بھی داخل ہے کیونکہ انحضرت
بھی منجملہ مہاجرین بلکہ رئیس مہاجرین تھے فی نفسہ ہمارے موید ہی اسلئے کہ وہ اجماع
جسمین معصوم شریک ہو ہمارے نزدیک بھی حجت ہے - اس تقدیر پر چاہیے کہ شش ماہ
تک خلیفہ اول خلیفہ و امام برحق نہ ہون - اور نیز نہج البلاغت مین اس خط سے چند ورق
پہلے ایک خطبہ موجود ہے جسمین یہہ عبارت ہے - لا یقع اسم الهجرۃ علی احد الا بمعرفۃ
الحجۃ من عرفها واقر بها فهو مهاجر - یعنے سواے حجت کی معرفت کے اسم مہاجر

کسی پر واقع نہین ہوتا پس جو شخص اسکو پہچانے اور اسکا اقرار کرے وہ مہاجر ہے - اور
ابن ابی الحدید نے اسکی شرح مین لکھا ہے - لا یصح ان یعد الانسان من المہاجرین الا
بمعرفتہ امام زمانہ وھو معنی الا بمعرفتہ الحجۃ فی الارض قال فمن عرف الامام واقر بہا
فھو مہاجر - یعنے صحیح نہین ہے کہ انسان سواے اپنے زمانہ کے امام کی معرفت کے مہاجرین
سے شمار ہو - اور یہہ معنی الا بمعرفتہ الحجتہ فے الارض کی مین فرمایا پس جسنے امام کو پہچانا اور
اسکا اقرار کیا پس وہ مہاجر ہے - جناب امیر علیہ السلام کے اس فرمان واجب الاذعان
کے موجب خلیفہ اول کی بیعت کرنے والے مہاجرین ہی نہ ہے کیونکہ اسوقت حجتہ اللہ امام
زمانہ جناب امیر تھے کہ انہون نے انکو نہ پہچانا - اور اگر موافق مذہب اہل سنت کی اسکے معنی لئے
جاوین تو معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام وغیرہ مہاجرین نہین رہتے - اور یہہ اسلئے لکھا
گیا کہ نہج البلاغۃ ثقات اہل سنت کے اعتراف سے مثل قوشجی وعلامہ تفتازانی و یعقوب لاہوری
وکازرونی کے کلام جناب امیر سے ہے - جناب امیر علیہ السلام حجت خدا تھے ایسے کلام
جامع مانع فرماتے تھے کہ مخالف کو چون وچرا کی گنجایش نہ ہی - انما الشوری الخ اصل
دواقع مین قالع بنیان خلافت خلفاء سابقہ ہے اور ظاہر مین انکے مذہب کے موافق
سواے حجت الہی یہہ ہر کسیکا کام نہین - آخر مین جو حضرات خلفاء ثلثہ کی خلافت راشدہ
وحق بجانب ہونیکا نتیجہ نکالا تھا اب وہ صحیح ودرست نہ ہا - **قال - التماس**
اہل السنت والجماعت کیطرف سے جو دعوی ثبوت خلافت خلفاء ثلثہ پیش کیا گیا تھا الحمد للہ
کہ مناظرہ ہی کیوقت اور اُسی مجلس مین بخوبی پایہ ثبوت کو پہنچگیا تھا - خاکسار نے محض اپنے
برادران دینی کی منفعت کیلئے حضرت مولوی صاحب کی تقریر متعلقہ آیت استخلاف
کو بھی بعنوان فائدہ یہان درج کرنا مناسب سمجھا - **اقول** - حضرت پیر جی صاحب آپ
بخوبی جانتے ہین کہ گفتگو عصمت امام مین تھی ثبوت خلافت کی درخواست نہ ہوئی تھی
تعریف خلافت دریافت کرتی ہے ثبوت مین آیہ استخلاف پڑی گئی - چونکہ گفتگو

دوستانہ بھی بطور اشارہ وکنایہ بمعارضۂ خلافت خلفاء مابعد مثل یزید وغیرہ پیش کی گئی
پیر امعارضہ رفع نہ ہوسکا۔ چنانچہ مولویصاحب نے یزید کی بابت جو جواب دیا عین جلسہ مین
فرمایا کہ تیرے معارضہ کے جواب مین نہین ہے اپنی بہائیونکے سمجھانے کے لئے بیان کرتا ہون
اسیطرح مینے بھی اپنے بہائیونکے لئے کچہہ بیان کیا چنانچہ اسکا ذکر مفصل کیفیت جلسہ ثانیہ مین
گذر چکا ہے۔ آپ خود اسکے مقر ہین اور کئی دفعہ زبانی کہہ چکے کہ بیشک تیرا معارضہ رفع نہین ہوا
بلکہ اپکے یہہ الفاظ مجکو بخوبی یاد ہین کہ جیسا تو نے خط مین لکھا ہے اور زبانی بھی کہتا ہے کہ
معارضہ کا جواب نہ ہوا اور نہ نبی شک نہین ہوا اسیطرح عصمت کا ثبوت خط مین کیون نہ لکھا
تعجب ہے زبانی کچھ اور تحریری کچھ۔ اور جو کچھ اس رسالہ مین درج ہے آپ بھی خوب جانتے
ہین کہ بہت خلاف واقع ہے اصلی میرا ہرگز ارادہ نہ تھا کہ ایسے شخص کے رسالہ کا جواب جو
دیدہ و دانستہ خلاف واقع لکھے اور تحقیق کا مدعی ہو لکھون۔ کیونکہ گفتگو اُس سے چاہئے
جو منصف و طالب حق ہو۔ مگر چونکہ یہہ رسالہ اکثر برادران ایمانی اور اخلائے روحانی
کی نظر سے گذرا ہوگا اور گذریگا یہہ جواب انکے تفریح وخوشی خاطر کے لئے لکھنا مصلحت
سمجہا۔ **قال** مناظرہ کے دوسرے دن میر فرزند حسین صاحب میرے مکان پر آئے اور
تجاہل عارفانہ کر کے دریافت کرنے لگے آپ نے میرے اوپر ڈگری کر دی۔ مین نے کہا
اب کیا شک باقی رہا۔ فرمانے لگے مجھے کچھ عذر پیش کرنا ہے۔ پہلے اسکو سنکر پھر
ڈگری تجنے مین نے دریافت کیا وہ کیا ہے۔ جوابدیا اُسروز میری طبیعت ناساز تھی
اور مجھے اپنے عقاید کا اظہار تہذیب کے خلاف معلوم ہوا خیر جو کچھ ہوا اب ایندہ سے مین
اور آپ جناب مولوی مشتاق احمد صاحب کے مکانپر حاضر ہو کر بطور استفادہ تحقیق حق
کیا کرینگے۔۔ **اقول** حضرت پیرجی صاحب مجکو اپکی راست بازی و دیانت
داری سے جو مظنون تھی ہرگز اسقدر خلاف گوئی کے امید نہ تھی افسوس وحیف ہے
کچھہ تو آدمی کو خوف خدا وشرم وحیا چاہئے۔ بات یہہ ہے کہ یہہ خیانت وکذب غدر کا دیں

دغا دین وخائنین و آثمین سے آپکو ورثہ مین پہونچا ہی آپ بہی کیا کرین معذور ہین - گیرم کہ بکذب
خلق را بفریبی - با او چہ کنی کہ یک بیک میداند - بات یہہ ہی آپ جانتے ہین موسم سرما مین مین
ہوا خوری کو جاتا ہون اور اکثر آپکی خدمتمین بہی حاضر ہوا کرتا ہون - دو دفعہ گفتگو ہوئی ہر دفعہ دوسرے
روز حسب عادت خود آپکے پاس گیا - مگر یہہ جو کچہہ آپنے لکہا ہی محض خلاف واقع ہی - مجکو نجوبی یاد نہین
کہ شروع گفتگو اپنے کی یا مینے - شاید مینے کہا کہ کل کے گفتگو آپنے سنی - آپنے فرمایا کہ ہان کل نہایت ہی بے
لطفی رہی اور بعض اشخاص کے نام بہی لئے جنکا مین ذکر کرنا مناسب نہین جانتا کہ انہون نے خواہ مخواہ بول
کر مجلس کو بے لطف کر دیا - البتہ بعد مین جب مولوی مشتاق احمد صاحب سے گفتگو ہوئی تو کچہہ
لطف آیا - اثناے گفتگو مین تمنے یہہ کیا کہا تہا کہ مین اسبا مین اپنا عقیدہ ظاہر کرنا مناسب نہین
جانتا ہون - مینے کہا کہ سچ ہی آپ جانتے ہین کہ جب یہ استخلاف پیش ہوئی اسمین مومنین صالحین سے
وعدہ استخلاف ہی اگر اور کوئی شیعہ ہوتا تو صاف کہتا کہ ثلثہ کا پہلے ایمان و اعمال صالح ثابت کرو
یہہ تو اول بحث ہی - مگر چونکہ آپ سے یہہ وعدہ تہا کہ یہہ لحاظ رہی کہ کوئی کلمہ ایسا نکہا جاے کہ موجب
رنجش طرفین ہو - اسلئے مین صاف صاف نہین کہتا تہا اور اشارہ و کنایہ مین یزید و خلفاء عباسیہ
وغیرہ کی خلافت بطور معارضہ پیش کی تہی - آپنے فرمایا کہ عصمت کا ذکر ہی نہ آیا - عرض کیا کہ میرا
کیا قصور مینے تو کہا کہ آپ خلافت کی تعریف کرین ہم عصمت آئمہ ثابت کرتے ہین - مگر مولوی صاحب
نے جلدی کی اور بدون درخواست آیہ استخلاف پڑہدی - آپنے فرمایا کہ یہہ لفظ کہ ہم عصمت
آئمہ ثابت کرتے ہین شاید تو نے نہین کہا - جوابدیا گیا کہ ضرور کہا گیا آپے کہا کہ شاید اہل جلسہ مین سے
کوئی بھی اسکی شہادت ندیگا - مینے کہا کہ مین اپنے گمان مین سمجہتا ہون کہ ضرور کہا گیا اگر آپ اس
اصرار سے کہتے ہین تو شاید سہو ہوا ہو میرے ذہن مین ضرور یہہ بات تہی اور محض اسی غرض سے
خلافت کی تعریف دریافت کی تہی - آپنے فرمایا کہ خیر جلسہ آیندہ مین اسکی تلافی و عصمت ثابت
کرنی چاہی - مینے کہا بہتر - اور اسی قسم کی باتین ہوتی رہین - ہان ضرور کہا تہا کہ عام بہیڑ
مین مذہبی گفتگو مناسب نہین - آپ مولوی صاحب کی مکان پر چلکر یا مولوی صاحب کو اپنے یا

یا میرے مکان پر بلا کر تخلیہ مین گفتگو کرین جیسا کہ اخون نور الدین صاحب مرحوم و شیخ محمد عمر
صاحب دیہاتی صاحب مرحوم مین گفتگو ہوا کرتی تھی۔ حاشا و کلا کہ ذکری وغیرہ کا جو کچھ اپنے
اس قول مین لکھا ہی ذکر آیا ہو۔ چونکہ مین بیمار تہا آپ میری عیادت کو تشریف لائے اور
اثنائے گفتگو مین فرمایا کہ مین تجہسے بدستور ویسا ہی ہون۔ اور تحقیق مذہبی کا حال ہی بدستور ہے
مگر معلوم ہوا کہ مولویصاحب گفتگو ختم کر چکے وہ کہتے ہین کہ اُس روز عصمت ایمہ کے دلایل پیش نہ ہوئے
اور خلافت باقاعدہ روانہ ہونی اسکے جواب مین کہا گیا کہ آپ جانتے ہین کہ عصمت ایمہ کا تو ذکر ہی نہ آیا
(مولویصاحب نے تعریف خلافت پوچھی ہی) اسمین درخواست سبقت کر کے آیہ استخلاف یزیدی
اور خلافت کی ردمین دو جواب تحقیقی و الزامی دئے گئی یعنی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم الایہ یزیدی جسکے
جوابمین مولویصاحب نے کچھ بھی نفرمایا اور چونکہ ہر دو تفسیر یعنی کشاف و بیضاوی سے آپکے سامنے
ہی یہہ ثابت ہوگیا تہا کہ استخلاف سے مراد تصرف فی الارض ہی نہ استخلاف اصطلاحی اور
اس آیہ مین خطاب رسول اور تمام امت کو ہے۔ اسلئے الزامی جواب یہہ دیا گیا کہ اگر مطلق قہر
و غلبہ و تصرف فی الارض سے ہی خلافت راشدہ و نیابت رسول ثابت ہو تو یزید وغیرہ بھی اس
آیت مین داخل ہو کر خلفاء راشدہ و نایب رسول ہونگے۔ آپ ہی فرمائین کہ مولویصاحب نے
اسکا جواب کیا دیا۔ اور معارضہ بدستور رہا۔ یزید کا جو ذکر کیا اسمین پہلے خود فرما لیا کہ تیرے
معارضہ کے مقابلہ مین نہین کہا جاتا۔ پہر خلافت کیونکر ثابت ہوگی۔ غرضکہ اسیطرح ہنسی
و مذاق کی باتین ہوتی رہین اور جو کچھ آپ میری نسبت اپنی حسن ظنی سے فرماتی رہے اسکا
ذکر مناسب نہین سمجتا۔ مجکو خوب یاد ہی کہ اخر مین آپنے فرمایا میرے وکیل کہتی ہین کہ ہم
ختم کر چکے۔ اگر تم چاہو تو درخواست دو کہ پہر گفتگو ہو۔ مینے کہا پیرجی صاحب غضب کرتے
ہو یکطرفی ڈگر مناسب نہین یہہ تو بعینہ سقیفہ بنی ساعدہ کی بیعت کا سا حال ہوا جسطرح اس
روز بدون قول فیصل حضرت خلیفہ ثانی یا ابوعبیدہ بن الجراح نے بیعت کر لی اسیطرح آپکے وکیل
بدون معارضہ رفع کے گفتگو ختم کرتے ہین۔ درخواست کا جو آپ ذکر کرتے ہین آپ جانتے ہین

کہ مین خود تو گفتگو چاہتا ہی نہ تہا آپ ہی اِس بحث کے بادی ہوے ہین چونکہ آپسے وعدہ ہے کہ اس تحقیق مذہبی مین ہر طرح آپکی مدد کے لئے حاضر ہون - اِسلئے خاطر آپکے کہنے سے شریک ہوگیا تہا اگر آپکی اطمینان ہوگی اور آپ گفتگو ختم کر چکے پس یہہ ہی غرض تہی اور اگر آپ چاہین کہ مذہبی تحقیق کرین تو کچہہ ضرور نہین کہ جلسہ عام مین ہی گفتگو ہو بلکہ شروع ہی مین جناب مولوی حافظ نورالدین خان صاحب نے جلسہ کی گفتگو مناسب نہ سمجھکر انکار کر دیا تہا تخلیہ مین بطور خود ہوتی رہی - آپنے اسکو پسند کیا - مینے کہا کہ مین بھی اب مولویصاحب کے مکانپر جاونگا کیونکہ انکی طبیعت بھی علیل ہے اور انکے گھر مین بھی طبیعت ناساز ہے - اسوقت اُنسے اِس معاملہ مین بھی کچہہ کہونگا - چنانچہ تیسرے پہر مین مولویصاحب کے مکانپر گیا حافظ عبدالباقی صاحب بھی وہان موجود تھے آیہ استخلاف و اجماع وغیرہ مین کچہہ گفتگو ہوتی رہی - اسی اثنا مین پیر جی صاحب بھی تشریف لاے کچہہ باتین کرکے مین چلا گیا - دوسرے روز پیر جی صاحب نے ایک رقعہ اِس شکایت مین مجکو لکہا کہ تو مولویصاحب کے مکانپر کیون گیا اور کیون مذہبی ذکر کیا - اور اگر جانا تو مجکو بھی ہمراہ لینا مناسب تہا کیونکہ معلوم ہوا ہے کہ مولویصاحب جو کام کرتے ہین استخارہ سے کرتے ہین - مینے اسکی پشت پر جواب مناسب لکھدیا - ارباب فہم سمجہین سوچین کہ تخلیہ کی گفتگو سے کیون پہلو تہی کیا گیا - غرضکہ کئی روز بعد ہم دو تو متفق ہوکر مولویصاحب کی مکان پر گئی - اور کچہہ گفتگو ہوئی - جسکو پیر جی صاحب نے یا کمیٹی رسالہ نے اپنی طرز پر لکہا ہے قال وعدہ تو یہہ تہا کہ جب اتفاق جانیکا ہوگا ہم دونون ہمراہ چلینگے - مگر میر صاحب نے وعدہ خلافی کی خود جریدہ مولویصاحب کے مکان پر جا موجود ہوتے حسن اتفاق سے راقم بھی پہنچگیا - اُسوقت کی گفتگو جو قابل قلمبند کرنیکے ہے وہ بھی ہدیہ ناظرین کرتا ہون - اقول اگر متفق جانیکا وعدہ تہا تو مذہبی گفتگو کے لئے تہا نہ یہہ کہ جب مولویصاحب کے مکانپر جائین تو متفق ہوکر جائین تنہا جانیکی ممانعت ہے - اور یہہ جانا تو آپکے ہی مشورہ سے ہوا تہا جیسا کہ ذکر ہوچکا - مجہہ سے وعدہ خلافی ہرگز نہین ہوئی وعدہ خلافی و خلاف واقع نگاری آپکا ہی کام ہے - چنانچہ جلسہ ثانیہ

ہین خلاف وعدہ بہت سی آدمی جمع ہو گئے - اور رسالہ مین خلاف واقع آپنے بہت کچھہ لکھا یہہ
تقریر جو تحریر فرمائی ہے یہہ بھی خلاف ہی - اس روز کی گفتگو آپنے نہین لکھی - یہہ تقریر اس روز
کی ہے کہ یکشنبہ یا کسی اور تعطیل کے روز مین اور آپ اسی قصد سے آپکے مکان سے متفق
ہو کر آئے تھے اور اثنائے گفتگو مین منشی عبد اللطیف صاحب اڈیٹر اخبار نور افشان تشریف
لائے تھے - **قال** میر صاحب نے کہا جناب مولویصاحب آیت استخلاف سی یہہ تو ثابت
نہین ہوتا کہ یہہ وعدہ خلفا کیوقت مین پایا گیا ہو - یہہ وعدہ تو نبی کریم ہی کے زمانہ مین پورا ہو چکا
تہا - جناب مولویصاحب نے فرمایا جبکہ موعود لہم صحابہ ہین اور جن کلمات تاکید کے ساتھہ
اللہ کریم نے اُن سے وعدہ کیا اور جس موعود کا ظہور بھی پورا پورا خلفا کیوقت مین ہوا - پھر
کیا وجہ ہی کہ آپ بے دلیل بلا قرینہ محض اپنے عقیدہ و تعصب کے سبب ایسی وسیع وعدہ
کو ایسے تنگ وقت اور نہایت کم فتوحات پر محمول کئے دیتے ہین **اقول** یہہ گفتگو
اس روز بعینہ ہرگز نہین ہوتی - بلکہ شروع اسطرح ہوئی تھی کہ مینے مولویصاحب کیخدمت مین
عرض کیا کہ کیون حضرت اپنے بحیر ڈگری کر دی مولویصاحب نے فرمایا کون کہتا ہی - عرض کیا
پیر جی صاحب فرماتے ہین کہ میرے وکیل ڈگری یعنی گفتگو ختم کر چکے اگر آپ ڈگری کرتے ہین
ہم خرچ دینے کو تیار ہون - عرض کہ اس نہج سے گفتگو شروع ہوئی تھے اور ادہر ہنسی مذاق
سے باتین ہوتی رہین اثنائی گفتگو مین مینے مولویصاحب سی کہا کہ اس آیہ استخلاف سی آپ کیونکر
خلفا کی خلافت متنازعہ فیہ ثابت کرتے ہین چونکہ آپکی مفسر اس خطاب مین آنحضرت کو
مع امت کے داخل کرتے ہین اور اسکے فی الجملہ ایفا کی آنحضرت کے ہی زمانہ مین قایل ہین - اگر
اس آیہ مین استخلاف اصطلاحی مراد ہو تو لازم آتا ہے کہ آنحضرت خود اپنی خلیفہ و نایب
ہون اور تمام امت مخاطب بھی آنحضرت کی خلیفہ ہوا - حالانکہ یہہ بالبداہت باطل ہے -
مولویصاحب نے اسکا کچھہ جواب عطا نفرمایا تہا - استخلاف بمعنی تصرف فی الارض ہی مین
گفتگو ہوتی رہی - مسلیمہ کذاب و اسود عنسی کا بھی ذکر آیا تہا مجھکو بخوبی یاد نہین کہ کیا کچھہ گفتگو ہوئی

مگر اسقدر ضرور یاد ہے کہ مولویصاحب نے فرمایا تہا کہ ہم اور آیت پیش کرتے ہین مینے کہا کہ پس
آیت سے تو مطلب ثابت نہ ہوا۔ مولویصاحب نے فرمایا کہ اجی اس آیت سے تو مطلب مثل آفتاب
روشن ثابت ہے مگر ہم خاص مہاجرین ہی کیواسطہ آیت پیش کرتے ہین۔ اس تقریر کا جواب
جو رسالہ مین لکھی ہے اب گذارش ہے۔ موعود لہم محض صحابہ ہی نہین ہین بلکہ آنحضرت و صحابہ
و تمام امت ہے۔ چنانچہ کشاف و بیضاوی سے ثابت کیا گیا اور سابق مین مفصل گذر چکا ہے۔
آپ خلفاء ثلثہ کو محض بخیال تصرف فی الارض و قہر و غلبہ ظاہری اس آیت مین داخل کرتے ہین
حالانکہ صرف ریاست و حکومت دنیوی سے تحت آیہ داخل و خلفاء راشدہ نہین ہو سکتے۔
کیونکہ بحوالہ اشعۃ اللمعات ثابت کیا گیا ہے کہ ضرور نہین کہ خلفاء عادل و امراء صالح آنحضرت کے
متصل ہی ہون۔ بلکہ قیامت تک ہوتے رہینگے۔ معہذا موعود کا ظہور خلفاء کے وقت
مین ہرگز پورا نہین ہوا۔ کیونکہ اگر فی الارض سے خاص ارض عرب مراد ہے تو آنحضرت کے
وقت مین یہہ وعدہ پورا ہو گیا اور اگر فی الارض سے کل روے زمین مراد ہے تو ابتک
یہہ وعدہ بوجہ تکمیل پورا نہین ہوا۔ ہم ہرگز بے دلیل بلا قرینہ اپنے عقیدہ و تعصب کے سبب ایسا
نہین کرتے۔ بلکہ یکی دلیل و قوی قرینہ یہہ ہے کہ آپکے ہی مفسر آنحضرت کو مخاطب بالذات
کہتے ہین۔ تعجب ہے کہ آپ آنحضرت کو ہی اس وعدہ مین شریک نہین کرتے۔ آپ
اپنے خلفاء کی خلافت ثابت کرنے کے لئے ایسے وسیع وعدہ کو جو اللہ جل شانہ نے استخلاف
فی الارض کا فرمایا ہے اور امم سابقہ سے تشبیہ دی ہے نہایت ہی تنگ وقت و کم فتوحات پر
محمول کرتے ہین۔ ہم تو کہتے ہین کہ جب باتفاق فریقین آنحضرت اور تمام امت اس وعدہ کے
موعود لہم ہین تو قوم بنی اسرائیل جیسا استخلاف کہ حضرت موسی علی نبینا و علیہ السلام کے زمانہ ہی مین
انکو حاصل ہو گیا تہا آنحضرت کے ہی زمانہ مین ہو گیا۔ اور بعد مین قیامت تک امت سے
جو متصرف فی الارض موصوف باوصاف مذکورہ آیہ کریمہ ہوتے جاینگے وہ سب اسمین
داخل ہین اور مثل استخلاف حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام پوری تکمیل اس

وعدہ کے قایم آل محمد صلوات اللہ علیہ و علی ابائہ الکرام و عجل اللہ ظہورہ کے عہد کرامت مین
ہوگی - یہہ مسلم طرفین ہی کہ قران شریف کے احکام قیامت تک جاری ہین اور مخاطبین عموماً
قیامت تک کی مومنین ہین - اور ظہور جناب قایم آل محمد عجل اللہ ظہورہ کے فریقین مقر و
معتقد ہین اور غلبہ جو ہوگا وہ بھی ظاہر ہے کہ از مشرق تا مغرب کل روے زمین پر ایک
ہی دین ہوگا - اور حضرت کا لقب بھی خلیفہ اللہ ہوگا - پہر کیا وجہ ہے کہ بی دلیل و بلا قرینہ و بلا
ثبوت اوصاف مذکور آیہ وافی ہدایہ صرف حکومت و ریاست ظاہری دینوی سے محض اپنے
عقیدہ اور تعصب کے سبب ایسی وسیع وعدہ کو کہ اپکی مفسر کل امت کو موعود لہم کہتی ہین
ایسے تنگ وقت اور کم فتوحات پر جو مراد خلافت سی سالہ بلکہ خلافت ثانی و کچہہ زمانہ
ثالث ہو ہی اور غلبہ سے محض روم و ایران ہی مراد ہے محمول کئی دیتے ہین - اگر اپکے
دلین کچہہ بھی انصاف کو دخل ہے تو جبکہ آپ بھی جناب صاحب العصر و الزمان کے ظہور کے
معتقد ہین اور آپکے مفسر کل امت کو داخل خطاب ایہ استخلاف لکھتے ہین پہر کیا وجہ ہے
کہ جناب قایم آل محمد کی استخلاف کو اس ایہ استخلاف مین داخل نہین کرتے - اگر انکا
زمانہ استخلاف اس وعدہ مین داخل نہین تو فرمائی انکی استخلاف کی لیے قران شریف
مین کونسی پیشین گوئی ہے بارہ خلفا کی بشارت ہین آپکے مذہب مین احادیث کثیرہ
وارد ہین - سوائے اس ایت کی انکے لئی کونسی ایت ہی - تعجب ہی کہ آپ ایسی وسیع وعدہ
کو صرف تین بلکہ ڈہائی شخصو نہین منحصر کرتے ہین - رہا یہہ امر کہ ان فتوحات کے سبب سے
جو زمانہ خلفاء ثلثہ مین ہوئین یہہ خلفا اس استخلاف مین داخل ہون یہہ نہین ہو سکتا
کیونکہ مکرر سہ کرر سابق مین گذر چکا کہ شفیق قران اس خلافت سی بیزار رہے ممکن
نہین کہ خلافت قرآن کے مطابق ہو کیونکہ اس صورت مین افتراق ثقلین لازم آتا ہے
اور مخبر صادق کے اخبار سے یہہ محال ہے - جیسا کہ تصرف و حکومت یزید وغیرہ اس آیت
مین داخل نہین انکا زمانہ بھی داخل نہین - حالانکہ حضرات اہل سنت کے نزدیک یزید

وغیرہ بھی خیر امت مین داخل ہین قال اگر آپ کے دل مین انصاف کو کچھ بھی دخل ہو تو
مین ایسی آیت پیش کرتا ہون جس مین وعدہ حاکم بنانیکا صرف مہاجرین ہی سے ہو اور یہہ
ظاہر ہے کہ خلفا مہاجرین اولین سے ہین اور یہہ بھی معلوم ہو کہ مہاجرین مین انکے سوا
خلیفہ یا حاکم نہین ہوا - پس نتیجہ یہہ برآمد ہوگا کہ خلفاء ثلثہ حسب بشارت و وعدہ خداوندکریم
خلیفہ ہوے اسپر میر صاحب نے کہا بیشک ایسی آیت پیش کیجئے - جسمین صرف مہاجرین
ہی سے وعدہ ہو - مولویصاحب نے سورہ حج کی یہہ آیت پڑھی - الذین ان مکنھم فی
الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر - اس
مقام پر خدا تعالے خاص مہاجرین کی نسبت فرماتا ہے - وہ ایسے لوگ ہین اگر ہم اُن کو
ملک مین حکومت دین تو نماز قایم کرینگے اور زکوۃ دینگے اور بھلے کام کا حکم دینگے اور
بُرے کام سے روکینگے - اسپر میر فرزند حسین صاحب بہت گھبراے اور کچھ پیچ و تاب
کھا کر کہنے لگے یہہ وعدہ بھی حضرت نبی کریم کیوقت مین پورا ہو چکا - جناب مولویصاحب
نے فرمایا خاص مہاجرین سے تو وعدہ - اور ہر ایک فرد بشر جانتا ہو کہ حضرت نبی کریم
کے زمانہ مین کوئی مہاجرین مین سے حاکم نہین ہوا خود آنحضرت ہی دین و دنیا کی بادشاہ
تھے - اب آپکے اس انکار اور تعصب و اصرار کا کچھ علاج نہین - میر صاحب کچھ رنجیدہ ہو کر چلے گئے

اقول آیت سے پہلے اس قول کے شروع مین جو یہہ مدلل تقریر لکھی ہے اسوقت ہرگز
نہین ہوئی مگر ہان مولویصاحب نے یہہ آیت ضرور پڑہی جواب مین عرض کیا گیا کہ یہ اس سے
مطلب یہہ وعدہ بھی جناب رسالت مآب کے زمانہ مین پورا ہوا - ورنہ لازم آے کہ جناب رسول
خدا کے وقت مین مہاجرین اقامت صلوۃ و اداے زکوۃ و امر بالمعروف و نہی عن المنکر
نکرتے ہون - آپ جانتے ہین کہ رسول اللہ بھی مہاجر تھے اور یہہ آپ پہلی آیہ استخلاف
مین فرما چکے ہین کہ کوئی قوم اسیطرح غالب ہوا کرتی ہے کہ ایک سردار ہوتا ہے
باقی تمام قوم ماتحت - رسول خدا جو اس وقت مہاجرین تھے وہ سردار تھے اور

باقی مہاجرین ماتحت تھے۔ پس یہہ باتین ہو رہی تہین کہ اسی اثنا مین منشی عبداللطیف صاحب اڈیٹر اخبار نورافشان آگئے اور گفتگو ختم ہوئی مگر کسیقدر انکی سامنے بھی ہوئی منشی صاحب موصوف نے فرمایا کہ قران شریف مین مخاطب بالذات آنحضرت ہین اور بیشک مہاجرین کے سردار بھی تھے یہان مراد رسول اللہ کے ہی زمانہ سے ہے۔ بعدازان اور باتین ہوتی رہین۔ منشی صاحب کے ہان مولویصاحب کی دعوت تھی ہم سب وہانسے متفق اوٹھے مولویصاحب و پیرجی صاحب منشی صاحب کے ہمراہ گئے ہین رخصت ہوکر اپنے مکان پر آیا بات یہہ تھی افسوس ہے کہ میرا پورا جواب تحریر نفرمایا۔ پیرجی صاحب کی دیانت سے یہہ امید نہ تھی۔ رنجیدہ ہوکر جانا وغیرہ جو لکھا ہے۔ پیرجی صاحب تو کیونکر کہون رسالہ کے مولفین کا حاشیہ ہے۔ منشی عبداللطیف صاحب سے جو پھر ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ اس روز تو حق پرتھا مینے تیری مدد کی۔ چنانچہ اس کی تصدیق وہ مولویصاحب کے سامنے مدرسہ مین کرچکے ہین اس روز تو صرف یہہ ہی تقریر ہوئی تھی جو لکھی گئے۔ یہہ مدلل گفتگو ہرگز نہ ہوئی تھی مگراب اسکا جواب سنئے۔ **قوله** یہہ ظاہر ہے کہ خلفا مہاجرین اولین سے ہین۔ **اقول** خلفا مہاجرین اولین سے ہرگز نہین ہین۔ بلکہ مہاجرین اولین سے وہ ہین کہ جنہون نے حبشہ کیطرف ہجرت کی ہے اپنی کتابین ملاحظہ فرمائی۔ رہی مطلق ہجرت یہہ نیت پر منحصر ہے جبتک نیک نیتی سے خالصاً لوجہ اللہ ہجرت یا کوئی عمل نہ ہو اور خاتمہ بھی بخیر نہ ہو بھروسہ کے قابل نہین۔ جناب امیر کا فرمان واجب الاذعان ایکی الزامی جواب مین نقل ہوچکا ہے اسکو مکرر ملاحظہ فرمائی **قوله** اور یہہ بھی معلوم کہ مہاجرین مین الا تینے سوا خلیفہ یا حاکم نہین ہوا **اقول** اس آیت کو خلیفہ یا حاکم ہونے سے کچھ علاقہ نہین ہے بلکہ یہہ آیت مہاجرین مخلصین کی ستائش مین ہے کہ اگر وہ زمین مین قدرت پائین تو یہہ افعال حسنہ کرین سو زمانہ رسول کریم ہی مین یہہ بات ظاہر ہوگئی چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے کہ المومنون والمومنات بعضهم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینهون عن المنکر و

امر بالمعروف ونہی عن المنکر منقبت ایشان نیست کار جہلاست

یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ الایہ یعنی مومن مرد اور مومن عورتین بعض انکی بعض کے دوست ہین
بھلی کام کا حکم دیتی اور برے کام سے منع کرتے ہین اور نماز کو قایم رکھتی اور زکوۃ دیتی ہین - اور اگر بالفرض
اس آیت کو حاکم زمین وغیرہ سے کچھ علاقہ ہو تب بھی آنحضرت کی زمانہ مین ان امور کا وقوع ہو چنانچہ
آیت شہادت مین لکھی گئے - قولہ - پس نتیجہ یہ برآمد ہو گا کہ خلفا ثلاثہ حسب بشارت ووعدہ
خداوند کریم خلیفہ ہوے - اقول - این خیال است ومحال است وجنون - اگر یہہ نتیجہ صحیح ہوتا تو اہلبیت
اطہار بھی جو شفیق قران ہین اسکو تسلیم کرتے انہون نے انکار کر کے یہہ نتیجہ باطل کر دیا -
اور نیز اگر آپکا یہہ وہم درست ہوتا تو خلیفہ اول مرض موت مین حسرت وافسوس نکرتے خلیفہ ثانی
گوشہ تنہائی مین مصروف باہ وفغان نہ ہوتے جناب امیر علیہ السلام کو احق ومظلوم
نکہتے - وہ اپنی اس کرتوت سے نادم وپشیمان تھے آپ اسکو بشارت خداوند کریم انکی حق
مین گمان کرتے ہین - اہلبیت اطہار وخود خلفا کے اقوال معتبر سمجہین یا اپکی یہہ رائی تسلیم
کرین - اس آیت سے تو نہایت ہی صفائی سے ثلثہ کی خلافت خارج ہو گی - کیونکہ یہہ امر تو آپ
بھی تسلیم کرینگے کہ اگر اس آیت سے ثلثہ کی خلافت مراد ہو تو ضروری کہ امر بالمعروف ونہی
عن المنکر بھی ثلثہ کا ہی مقصود بالذات ہو گا - اور آپ جانتے ہین کہ امر بالمعروف ونہی عن
المنکر کا مرتبہ بس عظیم الشان ومنصب جلیل ہے - یہہ ایسے ادمیونکا کام نہین ہے جو
الحمد للہ وسبحان اللہ وفاکہۃ وابا کے معنی وصوم وصلوۃ کے مسایل تک نجانتے ہون چہ
جاے دقایق علمیہ ونکات معارف الہیہ - جو بار بار کہین لولا علی لہلک عمر وغیرہ جو
مذکور ہو چکی ہین - جو پردہ نشین عورتو نسے روک کہا کر انکی علم وفقہ کی ثنا مین فرماتین
کل الناس افقہ من عمر حتی المخدرات فی الحجال - یعنی ہر ادمی عمر سے فقیہ تر ہے
حتی کہ پردہ نشین - جن حضرات کا یہہ حال ہو وہ اور ونکو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کیا کرینگے
بقول شیخ سعدی - او خویشتن گم است کرا رہبری کند - معہذا اگر حضرات شیخین کا امر
بالمعروف ونہی عن المنکر صحیح ہوتا تو جب عبد الرحمن بن عوف نے جناب امیر کی

بیعت کی یہہ شرط لگائی تھی (کہ سیرت ابی بکر و عمر) تو جناب امیرؑ اس شرط کا انکار فرمائی۔ اگر
چہ یہہ حال اور کتابون مین مفصل مذکور ہے مگر اس مقام مین بنظر اختصار تاریخ الخلفا کی
عبارت نقل ہوتی ہے۔ فصل خلافت خلیفہ ثالث مین یہہ عبارت لکھی ہے*
یعنے مسند احمد مین ابی وائل سے منقول ہے کہ مینے عبدالرحمن بن عوف سے کہا تمنے کیونکر
عثمان کی بیعت کی اور علیؑ کو چھوڑ دیا عبدالرحمن بن عوف نے کہا میرا گناہ نہین مینے اول علیؑ
سے کہا کہ مین اپکی بیعت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ و سیرت ابی بکر و عمر پر کرتا ہون حضرت
علیؑ نے فرمایا جسمین مجھکو طاقت ہوگی پھر مینے یہہ ہی بات حضرت عثمان کے سامنے پیش
کی انہون نے فرمایا اچھا۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جناب امیرؑ نے اس شرط
کو قبول نفرمایا۔ عبدالرحمن بن عوف کی تفریق سے ہی بصراحت واضح ہے کہ سیرت
شیخین کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے موافق نہ تھی ورنہ اسکی جدا کرنیکی کیا حاجت
تھی اور یہہ گمان تو ممکن ہی نہین کہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے لئے جناب امیرؑ ایسا
فرماتے کیونکہ علی مع القرآن الخ وحدیث ثقلین وغیرہ احادیث کثیرہ اسکی منافی وارد ہین
اور خود انکی اولیات انکی بدعات پر دال ہین۔ **قولہ** اسیر میر فرزند حسین صاحب لیکن
بہت گھبرائے اور کچھ پیچ و تاب سا کہا کر کہنے لگے یہہ وعدہ بھی حضرت نبی کریم ہی کے
وقت مین پورا ہوچکا۔ **اقول**۔ حضرت اپکے شاہ عبدالعزیز صاحب قصد کو امور
قلبیہ سے فرماتے ہین اور کہتے ہین کہ سوائے خداوند تعالے اسکو کوئی نہین جانتا۔ اور آپ اس رسالہ
کے صفحہ ۲۸۰ کے اخر مین تحریر فرماتے ہین (اور تہدید زبانی مستلزم تصمیم عزم کو نہین

---

* وفی مسند احمد عن ابی وائل قال قلت لعبد الرحمن بن عوف کیف بایعتم
عثمان و ترکتم علیا قال ما ذنبی قد بدأت بعلیؑ فقلت ابایعک علی کتاب اللہ
وسنۃ رسولہ وسیرۃ ابی بکر و عمر فقال فیما استطعت ثم عرضت ذلک علی عثمان فقال نعم۔

تعجب ہی کہ آپ میرے دل کی گبھراہٹ کیونکر سمجھ گئے جبکہ ایک امر کا زبانی اقرار کرنا اسکا
سامان بہم پہونچانا موجب تقسیم عزم نہ ہوا یا اوس قصد سے سواے اللہ جل شانہ کے
کوئی آگاہ نہ ہو- اپنی دل کی گبھراہٹ کسطرح معلوم کی اگر فرماتی کہ علامات دیگر
سے یہہ حال معلوم کیا جبکہ زبانی اقرار کرنا وغیرہ تقسیم کا سبب نہ ہو تو یہہ امور اس علم کا
باعث کیونکر ہونگے اگر آپکے جواب مین کہا جاسکتا ہی کہ آپکی خوبی فہم پر کوئی علامت ظاہر ہوئی
ہو بہر صورت اسکے جواب مین بجز اسکے کہ قلم دست مبارک مین ہے جو چاہئے لکھی اور کیا عرض
کیا جاے افسوس ہی کہ میرے قول مین دعوے تو تحریر فرمایا اور دلیل نہ لکھی آپکی دیانت
سے ہرگز یہہ امید نہ تھی- **قولہ** جناب مولویصاحب نے فرمایا خاص مہاجرین سے تو وعدہ الٰہی
ہوا (رنجیدہ ہوکر چلے گئے) **اقول** جناب رسالتمآب بھی خاص مہاجرین مین داخل ہین
جیسے ہر آدمی یہہ حال جانتا ہی یہہ بھی جانتا ہی کہ آنحضرتؐ بھی مہاجر تھے اور انکو تمکین فی الارض
حاصل تھی- مگر افسوس یہہ ہے کہ آپکے خلفاء نے دین و دنیا کا بادشاہ نہ سمجھا ورنہ وصیت
تجہیز جیش اسامہ وغیرہ سے عدول حکمی نکرتے انی تارک فیکم الثقلین پر عمل کرتے رسول اللہؐ
تو مامور بہ تمسک اہل بیتؑ فرماوین جسکے یہہ معنے ہین کہ وہ امیر اور یہہ مامور ہون اور یہہ حضرات
خود امیر بن جاوین اور انکو مامور سمجھین- ایسے لوگونکو جو رسول اللہؐ کی نص کے مقابلہ مین
اپنی قیاس و استحسان عقلی کو جاری کرین جو احکام شرعیہ و مسایل صوم و صلوٰۃ حتی کہ الحمد للہ
و سبحان اللہ کے معنی نجانتے ہون- آپ سید المرسلین و خاتم النبین کی مسند خلافت و نیابت
عطا فرماوین اب آپکی اس اقرار اور تعصب اصرار کا کچھہ علاج نہین **قال** جلسہ کی کیفیت
حاضرین جلسہ کی زبانی اگلی ہی دن شہر مین شہرت عام پاگئی اور جو نتیجہ نکلا تھا اسکا گھر گھر چرچا
ہوگیا اور اسی ہفتہ کے اخبار مین چھپکر دور دور شایع ہوگیا- **اقول** تعجب ہے کہ آپ یہہ
تحریر فرماتی ہین حالانکہ اسی شب یا دوسری شب کو مولوی نور محمد صاحب مدرس مدرسہ
حقانی اور حافظ عبد اللہ صاحب میرے پاس تشریف لائی اور بیان کیا کہ سنا ہی کہ

آج تونے حلفاء ثلثہ کو بادشاہ دنیا تسلیم کر لیا اگلے جلسہ مین خلافت راشدہ ثابت کیجائیگی
اور ہم بھی ضرور شریک ہونگے وغیرہ باتین کرتے رہے اگر آپکی یہہ تحریر صحیح ہوتی تو یہہ دو صاحب
جو حضرات اہل سنت سے ہین مجھسے یہہ کیون بیان کرتے - اگر واقعی نتیجہ مشہور ہوتا -
تو آپ بہی افسوس نکرتے - آپکو یاد ہوگا کہ اپنے کئی روز بعد مجھے کہا تھا کہ مجھکو نہایت ہی
افسوس ہے کہ ایک شخص شہر مین تیرا سخت مخالف دشمن ہے وہ تیرے خلاف خبرین
مشہور کرتا ہی - حیف ہی کہ آپکی تحریر و تقریر متفق نہین - اخبار کا حال جو آپ لکھتے ہین اس
اخبار کو چند وجوہات ظاہری و باطنی سے ایسی خصوصیت ہے - معہذا جو خبر اخبار مین
درج ہوئی وہ غلط تھی - اس گفتگو کے بعد اسی ہفتہ مین اخبار مین لکھا گیا کہ عصمت
اماممین مین گفتگو ہو رہی ہے - حالانکہ یہہ گفتگو نہ ہوئی تھی پہر دوسری ہفتہ مین
وہ خبر درج ہوئی جسکا آپ حوالہ دیتے ہین حالانکہ علاوہ خلاف واقع ہونے کی اس ہفتہ
کی خبر نہ تھی - جب سادات نے اسبابین خط و کتابت کی جو جواب اخبار نے دیا
ناظرین پر بخوبی واضح ہوگا - کچہہ ثبوت نہ دے سکا اور اور ہی بحث شروع کر دی اسکا
عجز اس سے ثابت ہی کہ سادات کا دوسرا خط درج اخبار نکیا اگر وہ اخبار مین لکھا جاتا
تو کل حال ناظرین کو معلوم ہو جاتا - المختصر جب اول خط سادات کا اڈیٹر اخبار کے نام لیا
تو اسنے فرمایا کہ سادات نے برا کیا کہ نوٹس جاری کیا - اب مسلمانونکو اسکی مدد کرنی پڑیگی
عجب نہین کہ یہہ رسالہ بھی اسی غرض سے شایع ہوا ہو فال اسپر میر صاحب کو ندامت و انفعال
سخت ذکھیرا - رفع ندامت کیلئے مناظرہ سے بیس پچیس روز بعد ایک خط مورخہ ۴ مارچ ۱۸۹۵ء اپنے
ہاتہہ کا لکھا ہوا خود اکر فقیر کو دیتے گئے خط پہنچنے سے پہلے تو انکو ناواقفونکے سامنے انکار کی گنجایش بھی
تھی لیکن اس تحریر کے بعد یہہ موقع بھی انکے ہاتہہ سے جاتا رہا - خود میر صاحب نے اس خط مین
نتیجہ مشتہرہ کا اقرار کر لیا ہی فرماتے ہین کہ - فرزند حسین عصمت ائمہ علیہم السلام کا ثبوت بہول گیا - بلکہ اعتراف
سکوت کو پیرایہ سہو و نسیان مین متعدد مقامات پر ادا کیا ہے - اب میر صاحب جنکے اعتراف ندامت

اور مختلف عبارات مین اقرار سکوت کی بعد ہماری مروت اور دوستی سے بعید تہا کہ ہم میر صاحب کے
خط کے مضمون کو شایع کرتے یا اسکے رد مین قلم اٹہاتے - مگر میر صاحب ہی کے فرمان سے
مجبور ہین کیونکہ میر صاحب اسی خط کے اخیر مین تحریر فرماتے ہین - اسلئے یہہ لکہا گیا کہ ہر وقت
تحریر اسکو بہی ملاحظہ مین رکہیے گا۔ اے باد صبا اینہمہ آوردہ تست - **اقول** حضرت پیر جی
صاحب مین سچ کہتا ہون کہ میری نسبت آپ کچہہ ہی مشہور کرتے مجکو ہرگز رنج و افسوس نہ ہوتا
کیونکہ میرا معاملہ اللہ جل شانہ سے ہی دنیا کے ایسی افترا و بیہودہ باتونکی کچہہ پروا نہین - میری کیا حقیقت ہے
تبین ان اللہ ذو ولد - قیل ان الرسول قد کہنا - ما نجی اللہ والرسول معا من لسان
الوری فکیف انا - مگر آپکی یہہ خلاف واقعہ نگاری دیکہکر سخت رنج و افسوس ہی - مین
آپکو ہرگز ایسا نہ سمجہتا تہا - ناظرین کی راے مبارک پر اس خط کا حال واضح ہو - ایک روز
حضرت پیر جی صاحب مع جناب مولوی حافظ نورالدین خانصاحب میرے مکان پر تشریف
لات - اثناے گفتگو مین مناظرہ مذہبی کا ذکر آیا - فرمایا کہ اگر تو چاہی تو یہہ تقریری مناظرہ
کی درخواست کر - مینی کہا کہ حسب وعدہ اس تحقیق مذہبی مین آپکی مدد کے لئی حاضر ہون مگر تقریری
گفتگو مناسب نہین سمجہتا - دیکہی اس روز آدمی جمع ہو گئے گفتگو کا کچہہ لطف نہ آیا تہا
آپ بہی اس بات کو تسلیم کرتے ہین - علاوہ ازین زبانی گفتگو مین اکثر جہگڑہ و فساد
ہو جاتا ہی - مین نہین چاہتا کہ خدانخواستہ آپ مین اور مجہہ مین ایسا معاملہ پیش آئے
کہ عدالت کی نوبت پہونچی - مناظرہ تحریری جو ہو رہا ہی یہہ ہی کافی ہے اسیطرح ہنسی
مذاق کی باتین ہوتی رہین حضرت پیر جی صاحب نے فرمایا کہ اس مناظرہ مذہبی سے جو عرصہ
سے تم سے ہو رہا ہے تمام برادری مین بدنام و انگشت نما ہو گیا ہون ضروری کہ اپنا عندیہ لکہکر
شایع کرون اسلئی تمکو بہی مطلع کرتا ہون - مینے کہا کہ تحریری مناظرہ کا اتبک جواب
نہین آیا - تقریری گفتگو مین کوئی بات فیصل نہین ہوئی آپ اپنا عندیہ کیا شایع کرینگی فرمایا
کہ ہان یہہ صحیح ہے مگر مجبور ہون جو کچہہ ہوگا شایع کرونگا مینی کہا کہ اگر واقعی یہہ ہی بات ہی تو مین

بہی آپکو کچھہ لکھکر دونگا اسکو بھی پیش نظر رکہتی گا چنانچہ مینے ایک خط دوستانہ نہایت ہی صفائی سے
مناظرہ تحریری اور جسقدر گفتگو زبانی ہوئی تھی اسکی متعلق لکھکر پیرجی صاحب کو دیا اور پیرجی صاحب
کے اس قول کو کہ خلافت کی تعریف دریافت کرنے کے وقت تو نے یہہ نہین کہا کہ ہم عصمت
ائمہ ثابت کرتے ہین تسلیم کر کے اسکی بابت عذر سہو ونسیان لکھا تھا - مجکو یہہ امید تھی کہ اس خط
کو ملاحظہ فرما کر میری صفائی وراستی کے مقر ہو کر جسطرح مینے چاہا تھا تحقیق مذہبی کرینگے -
یہہ گمان بھی نہ تھا کہ ہمارے شفیق ؏ کنند آفرین را بہ نفرین قیاس تک کے گروہ سے ہونگے - خط
کی اجمالی کیفیت یہہ ہے کہ اول کچھہ مناظرہ تحریری کا حال لکھا ہے - پھر اپنی مروت ولحاظ کی
کیفیت سنائی ہے پھر اصل گفتگو تقریری مفصل درج کی ہے اور جو کچھہ لکھا ہے اسکی تائید مین
تکمیل الایمان وصواعق محرقہ کی عبارت لکھی ہے - آخر مین یہہ لکھا ہے کہ یہہ معاملہ مذہبی ہے اسمین
وہ ڈگری حاصل کرو کہ خدا ورسول وپیشوایان دین کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے نہ یہہ کہ فرزند حسین
ثبوت عصمت ائمہ بہول گیا - اہل انصاف غور کرین کہ اپنی سہو کا اقرار صرف پیرجی صاحب کی
کہنے سے کیا ہے - ورنہ مینے یہہ لفظ ضرور کہا - اور خط مین لکھا ہے کہ اگر یہہ سہو مجسے ہوا تو ایسی بھی یہہ
سہو ہوا کہ اپنے عدم ثبوت عصمت ائمہ کا مجسے اقرار نکرایا اور اگر میری نسبت گریز کا الزام لگا دیگے
تو علاوہ سہو کے آپکی نسبت غدد لازم آیگا - عصمت ائمہ کا ثبوت اپنی ذمہ اسلئے لیا ہے کہ جلسہ
مین اسکے ثبوت کا موقع ہی نملا - تحریری ثبوت دے چکا ہون - حاشا وکلا کہ سوای اس امر کے
جو پیرجی صاحب کہتے ہین کہ تو نے نہین کہا کسی اور امر کی نسبت سہو ونسیان کا عذر کیا ہو
قولہ خط بہیجنے سے پہلے تو انکو ناواقفوں کے سامنے انکار کی گنجایش بھی تھی لیکن اس تحریر کے
بعد یہہ موقع بھی انکے ہاتھہ سے جاتا رہا - **اقول** اگر آپ انصاف فرمائین تو یہہ ہی فقرہ آپکے
کل مضامین مندرجہ رسالہ ہذا کی تکذیب کیلئے کافی ہے - کیونکہ اگر آپکا یہہ مقولہ صحیح ہوتا تو خط
لکھنے کی حاجت ہی کیا تھی - یہہ خط میری راستی وصفائی کا شاہد ہے - اگر آپ دل اپنی دیانت
وراستی ثابت کرتے اور یہہ مجنسہ خط نقل فرمانی نوشاید آپکو اس تحریر کا موقع ملتا اور

محض بی موقع و بے محل ہے **قولہ** خود میر صاحب نے اس خط مین نتیجہ مشتہرہ کا اقرار کر لیا ہے فرماتے
ہین کہ - فرزند حسین عصمت ائمہ کا ثبوت بھول گیا - بلکہ اعتراف سکوت کو بپیرایہ سہو و نسیان
مین متعدد مقامات پر ادا کیا ہے - **اقول** - اپنے نتیجہ مشتہرہ یہہ لکھا ہے کہ عصمت ائمہ ثابت نہ ہو سکی
اور خلفاء ثلثہ کی خلافت راشدہ ثابت ہو گئی - اس جگہ آپ لکھتے ہین کہ مینے نتیجہ مشتہرہ کا اقرار کر لیا ہے
اور دلیل اسکی ماقبل و مابعد حذف کر کے میرا یہہ قول تحریر فرمایا - اگر آپکی یہہ تحریر بدون جرح و قدح
تسلیم بھی کر لیجائی تو اس سے صرف عصمت ائمہ کے ثبوت کا سہو ثابت ہو گا خلافت کا رشد کہان
گیا اصل یہہ ہے کہ بے اصل بات بنائی نہین جاتی - تعجب ہے کہ متعدد مقامات مین سہو و نسیان کا
ذکر لکھا ہے مگر اصل عبارت تحریر نفرمائی **قولہ** اب میر صاحب کی اسقدر معذرات الی آخر
اقول اس عنایت بے غایت کا ممنون و شکر گذار ہون - آپکی مروت و دوستی کا کیا کہنا - این
کار از تو آید و مردان چنین کنند - مگر اسقدر عرض کرنا ضروری ہے کہ اگر آپ اس مروت و دوستی
سے کام لیتے اور میرے خط کو دیانت و امانت سے بجنسہ شایع کرتے تو یہہ جو کچھ آپنے لکھا ہے نہ لکہ سکتے
آپنے میری عرض قبول کی نہایت ہی احسان کیا مگر افسوس ہے کہ با اینہمہ عنایات و احسانات
جسکو جناب خود جتاتے ہین - تمام خط کی نقل تو ایکطرف پورا فقرہ بھی نقل نکیا محض - لا
تقربوا الصلوۃ پر ہی عمل فرمایا - دوستی و حسن مروت تو آپکی اسی فقرہ سے ظاہر و عیان ہے
مجھکو بار بار تعجب آتا ہے کہ جن حضرات کی امانت و حسن مروت کا یہہ حال ہو وہ تحقیق مذہبی کا نام
ہی کیون لین **قولہ** اب ناظرین متوجہ ہو کر دیکھین اور سامعین دل سے سنین - مناظرہ تقریری
صرف دو مسئلہ مین ہوا - یعنی دعوی عصمت ائمہ کا ثبوت میر صاحب کے ذمہ اور دعوی خلافت
کا ثبوت ہمارے ذمے - ثبوت عصمت مین بڑے پیچتاب و سرگردانی کے بعد ایک دلیل
یعنے آیت اطیعوا اللہ الخ پیش کی تھی جو کچھہ جواب شافی دیا گیا وہ کیفیت مناظرہ مین مرقوم ہو چکا
اب اس خط مین بھی کوئی نئی دلیل بابت مسئلہ عصمت پیش نہین کی بلکہ یون لکھا ہے
مین اپنے سہو کا مقر ہون اور ثبوت عصمت ائمہ میرے ذمے ہے **اقول** قلم آپکی ہاتھہ

نین ہے دلمین خوف خدا نہین انکہہ مین شرم وحیا نہین جو چاہی لکھی اور ناظرین کو دکہائے سامعین
کو سنائی - اصل یہہ ہی کہ گفتگو صرف عصمت امام ونایب رسول مین تھی - خلافت کا ذکر
تک نہ آیا تہا - قبل از ثبوت عصمت امام تعریف خلافت دریافت کی اور تعریف خلافت
پڑہتی ہی بدون درخواست آیہ استخلاف پڑہی گئی جیسا کہ سابق مین ذکر ہو چکا - اگر اور کوئی
شخص پیرجی صاحب کے رسالہ کا جواب ترکی بترکی لکھنے والا ہوتا تو وہ غدر وغیرہ کا الزام لگاتا
مگر مین کچھہ نہین کہتا چونکہ مولویصاحب کے سر مین شدت سی درد تہا اس عجلت مین انکو معذور
سمجہتا ہون - اگر مجکو موقع ملتا اور گفتگو باقاعدہ ہوتی تو اسیوقت عصمت ثابت کیجاتی
چنانچہ ناظرین رسالہ ہذا بحث عصمت ملاحظہ فرماکر خود انصاف فرماینگے - ثبوت خلافت
آپکے ذمہ ہی اور ہمارے طرف سے قیامت تک کی مہلت ہے جو ثبوت کہ رسالہ ہذا مین لکہا ہے
منصف خود انصاف کرینگے - **قولہ** ثبوت عصمت مین بڑی پیچ وتاب وسرگردانی کے بعد الی آخر
اقول - ان الفاظ کی آپسے امید نہ تھی اور ظن غالب ہے کہ اب بھی آپنے نہ لکھی ہونگے یہہ کوئی ذات
شریف نادیدہ نویس ہین - کیفیت مناظرہ جو کچھہ آپنے لکھی اپنی طرف کی تقریر مع شئ زاید لکھی ہے
اور میرا جواب بالکل ترک فرمایا چند الفاظ بطور خود لکھدئی - یہہ خط چونکہ مناظرہ کی کیفیت
مین لکہای اور اسمین کل حال مفصل درج کیا ہی وہ سب باتین آپکو یاد دلائی ہین کوئی نئی بات نہین
لکھی ہے پہر اسمین ثبوت کیونکر لکہا جاتا - افسوس ہی کہ باوجود یاد دلانے کے آپنے وہ کیفیت
بعینہ تحریر نفرمائی - سہو کا اقرار آپکا قول تسلیم کرکے کیا ہی اور ثبوت اسلئی ذمہ لیا ہی کہ جلسے
مین اسکا ذکر نہ آیا تہا - اسسی صاف ثابت ہے کہ ثبوت دینیکو آمادہ ہون - کاش اس خط کے
جواب مین آپ ثبوت طلب فرماتے - مگر آپکو تو مجبورًا رسالہ چہاپنا تہا - قال دعوے
خلافت کا ثبوت جو ہماری جانب سی ہوا جسکی بابت میر صاحب تحریر فرماتے ہین کہ ہرگز
خیال بہی نہ تہا کہ خلافت کا ثبوت آپسے طلب کرونگا - اب اس خط مین جو مناظرہ سے
پچیس روز بعد لکہا ہے میر صاحب خوب ہوشیار ہوکر نہایت شد ومد سے آیت استخلا

کا جواب تحقیق اسطرح دیتی ہین یہہ وعدہ جناب رسول خدا کے زمانہ ہدایت نشانہ مین پورا ہوا
چنانچہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم الخ مینی پڑہی اور یہہ وہ آیت ہی کہ اس سی خلافت متنازعہ
فیہ جسکو مولویصاحب اس آیت سی ثابت فرماتے تھی بیخ و بن سی اکھڑ گئی - **اقول** مینی جو یہہ
لکھا ہی کہ ہرگز خیال بھی نہ تہا الخ واقعہ مین نہایت ہی صحیح و درست ہی آپ غور فرماوین کہ اگر
میرا منشا طلب ثبوت خلافت ہوتا تو اول کچھہ شرایط خلافت وغیرہ کا ذکر نہ ہوتا اور اسمین
گفتگو نہ ہوتی - یہہ تو محض اضطراب واضطرار مین مثل روز سقیفہ بنی ساعدہ نہایت ہی عجلت
سی ایہ استخلاف پڑہی گئی آپ بھی خوب جانتی ہین اور زبانی بھی اسکے مقر ہین گو اب مصلحتہ یا مجبوراً
اسطرح تحریر فرماتی ہین رہا یہہ امر کہ پچیس روز بعد لکھا ہی الخ مین آپسے زبانی کہہ چکا اور اس
تحریر مین لکھہ چکا ہون - کہ مناظرہ جدید تو خط مین لکھا ہی نہین اسی زبانی گفتگو کو لکھا ہی تا کہ
آپکو یاد رہے اور آپ دل مین غور کرین کہ وہ بات ہی کیا تھی ورنہ آپ بھی بخوبی جانتی ہین کہ اگر
شد و مد سی لکھا جاتا تو پہر اسکا جواب مثل تحریرات سابقہ مشکل تہا - آپسی اسکا جواب بہی ندی سکے اگر
مرد میدان تھی تو تمام خط بعینہ امانت و دیانت سی نقل فرماکر ہر ہر قول کا جواب دیا ہوتا - آپ خط کو مکرر
ملاحظہ فرماوین مینی لکھا ہی کہ اسکے جواب تحقیقی والزامی دونو دیئے گئے جواب تحقیقی مین یہہ آیت پڑہی
مگر مولویصاحب نی اسکا جواب عطا نفرمایا خاموش ہی رہی اور جو رسالہ مین آپنی یا کمیٹی نے جواب لکھا ہی یہہ
نہین دیا ورنہ اسکا جواب عرض ہوتا - آپنی جو خط سی میرا یہہ قول لیا ہی آپکی دیانت داری و راستبازی
پر بار بار افسوس آتا ہے - دعوی ہی محض نقل کردیا دلیل کا ذکر تک نہین - واقعی بات یہہ ہے
کہ اپنی برادری کے طعن سے بچنی اور احباب مین سرخرو ہونے کیواسطہ ایسی خلاف واقع باتونسی
رسالہ چہاپ دیا نا واقفونکے سامنی خوش ہو تو عالم السر والخفیہ کو کیا جواب دوگی - حاشیہ مین آپ تحریر فرماتے
ہین کہ جلسہ مین یہہ آیت پڑہی نہین گئی شاید خط مین اپنی عادی سہو ونسیان کی باعث سہواً
لکھدی ہین کہ مینی یہہ آیت پڑہی - حضرت پیر جی صاحب مین آپکی حافظہ سے خوب آگاہ ہون -
شکر ہی - کہ آپکی بات تسلیم کی اسکی تکذیب نکی غدر کا الزام نہ لگایا - اچہا سہو آپکو کہنے سے مانا

اسکا یہہ ہی صلہ وعوض ہے کہ اب جو بات کہون یا لکھون سہو عادی مین داخل ہو مروت و دوستی اسیکا نام ہی - چونکہ یہہ رسالہ آپکی نام سی منسوب ہی دوستانہ طور پر لکھا گیا ورنہ ظن غالب ہے کہ آپنی حاشیہ نہین لکھا خارجی معتبر ذریعہ سی معلوم ہوا ہی کہ یہہ حاشیہ نویس کمیٹی کے ممبر ثالث بالخیر ہین - اور قرینہ قوی یہہ ہی کہ متن مین کنایتہ بھی انکار نہین کیا - **قال** صاحب الرسالہ - **اقول** مناظرہ مین جناب مولویصاحب نے آفتاب نصف النہار کیطرح ثابت کر دکہایا کہ یہہ وعدہ استخلاف صحابہ ہی کے ساتھہ ہی - جو شخص عربی زبان سے کچھ بھی وقوف اور مناسبت رکھتا ہی وہ واحد اور جمع کے فرق کو تو ضرور جانتا ہی اگر وعد اللہ منک ولیستخلفنک بصیغہ واحد ہوتا تب تو وعدہ آنحضرت ہی سے تہا اور جب وعد اللہ الذین آمنوا اور لیستخلفنہم الفاظ جمع سے یاد کرکے جماعت حاضرین نزول آیت کی ساتھہ وعدہ استخلاف فرمایا تو وعدہ صحابہ سے ہوا اور پھر وعدہ کے موافق خارج اور نفس الامر مین ظہور بھی ہو چکا - اسکی تکذیب وانکار کلام الٰہی کی تکذیب وانکار ہی - ومن یکفر بہ فاولٓئک ہم الخاسرون . **اقول** بات یہہ ہی اذا لم تستحی فقل ما شئت - حضرت پیرجی صاحب آپکو اسقدر تو یاد ہوگا - کہ دو تفسیرین کشاف وبیضاوی مناظرہ مین مولویصاحب کو ملاحظہ کرائی گئین ان دونونکی عبارت یہہ ہی کشاف مین لکھا ہی الخطاب لرسول اللہ ولمن معہ ومنکم للبیان - اور بیضاوی کی یہہ عبارت ہی - خطاب للرسول والامۃ او لہ ولمن معہ ومن للبیان - خلاصہ ہر دو کا یہہ ہے کہ خطاب رسول اور انکے ہمراہی اور امت کو لئے ہی - اور من بیان کا ہی - پھر کس جرات سی فرماتی ہین کہ مناظرہ مین جناب مولویصاحب نے آفتاب نصف النہار کیطرح ثابت کر دکہایا یہہ وعدہ استخلاف صحابہ ہی کے ساتھہ ہے - ای مرحبا - تبحر عربی دانی جناب آپ تحریر فرماتی ہین کہ جو شخص عربی زبان سے کچھ بھی الخ اب فرمائی کہ صاحب کشاف وقاضی بیضاوی بھی کچھہ عربی زبان سی وقوف ومناسبت رکھتی تھی اور واحد جمع مین فرق جانتی تھے یا نہین - وہ تو خطاب رسول اور تمام امت کیلئے فرماتی ہین اور آپ انحصار محض صحابہ ہی مین کرتے ہین - کس کا قول تسلیم کیا جاوی - ظہور وعدہ کی بابت ہر دو تفسیر مذکورہ بالا مین بہ تغیر یسیر یہ لکہا ہی - واللفظ للکشاف انجز اللہ وعدہ واظہرہم

علی جزیرۃ العرب وفتحوا بعدہا بلاد المشرق والمغرب الخ دیکھی وہ انجاز وعدہ رسول مقبول کے
زمانہ مین فرماتے ہین اور بعد کا زمانہ بھی اسمین داخل کرتے ہین آپکی طرح صحابہ ہی کا زمانہ مراد
نہین لیتے - باوجود دیکہ یہہ ہر دو تفسیرانس روز دکہائی گئین اسکا کچھہ خیال نفرماکر وہی مرغی کی
ایک ٹانگ کہی جاتی ہین - ظہور وعدہ کا حال جو لکھا ہی آپکے خیال مبارک مین محض حکومت ظاہری
دخول تحت آیہ کیلئے کافی ہے - چونکہ تفاسیر سے ثابت ہے کہ وعدہ عام تمام امت سے ہی اور بعد مین
تصرف وغلبہ ظاہری کہین زیادہ ہوا ہے چاہئی کہ وہ بھی داخل ہو - پس جسطرح صاحب کشاف
وغیرہ آپکے مفسر خلافت سی سالہ کے بعد زمانہ کو یہہ لکھکر خارج کرتے ہین کہ - ثم خرج الذین علی
خلاف سیرتہم فکفروا بتلک الانعم وفسقوا الخ ہم بھی کہتے ہین ثم خرج الذین علی خلاف
سیرت رسول اللہ واذو عترتہ وغیرہ الخ اور ہمارا یہہ دعوی اہل بیت اطہار وصحابہ کبار مثل حضرات
سلمان فارسی وابوذر غفاری وعمار یاسر وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ناخوشی اور مخبر صادق
کی احادیث حوض اور ستحرصون علی الامارہ سے بخوبی ثابت ہی - اگر سیرت شیخین پسندیدہ
ومرضیہ الہی وسیرت رسول اللہ ہوتی تو جناب امیر علیہ السلام عبدالرحمن بن عوف کی اس شرط
کا انکار نفرماتے جو بحوالہ تاریخ الخلفا گذر چکی ہے - اُسنے یہہ شرط محض اسی غرض سے لگائی
تھی کہ جناب امیرؑ ہرگز سیرت شیخین قبول نفرمائنگے اور خلافت خلیفہ ثالث کو مل جائیگی - اگر خلیفہ
اول وثانی اپنی خلافت اس وعدہ کی موافق منصوص من اللہ سمجھتے اور انکی خلافت اس وعدہ کے
مصداق ہوتی تو مرتے دم حسرت وافسوس سے نفرماتی کہ روز سقیفہ خلافت عمر وابوعبیدہ بن الجراح
کی گردن مین ڈالتا اور مین دوست رکہتا تھا کہ خلافت کی بابت رسول خدا سے سوال کرتا
پس ہم نہ جھگڑتی اسکی اہل سے - غور فرمائی کہ مرتے دم کون لوگ کیسی کام سی پچھتاتی ہین - تعجب ہے
کہ آپ ایسی لوگونکو امام خلق اور اس کام کو خلافت راشدہ وامامت خیال کرتے ہین اور خلیفہ
ثانی گوشہ تنہائی مین بیٹھکر آہ ونالہ مین مصروف نہ ہوتی اور جناب امیر کو احق خلافت ومظلوم
کہتی جیساکہ اس رسالہ مین مکرر ذکر ہو چکا ہی - آپ اپنی شیخین کی یہہ حالت ملاحظہ فرماکر تامل کیجئی

کہ یہہ آیت جو اپنے اس قول مین لکھی ہے کسکی شان مین مناسب ہے۔ اور اگر معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد انکا زعم و وہم پندار صحیح تسلیم کیا جائے۔ تو چونکہ جناب رسالت مآب نے خلافت شیخین سے اعراض فرمایا اور تنزیل و تاویل قران اور علی الدین انکی جنگ و جدال و مقاتلات کی نفی فرمائی چنانچہ بحوالہ کتب معتبرہ اہل سنت سابق مین لکھا گیا اور اہل بیت اطہار و صحابہ باوقار اس خلافت کی مکذب و منکر رہے پہر غور فرمائی کہ اس کے مصداق کون ہوتے ہین نعوذ باللہ منہ۔ الغرض آپکا مطلب تو محض ثبوت خلافت خلفاء ثلثہ سے ہے گو اسکے ثبوت مین علماء متبحر زبان عرب سے نادان بنین۔ اور خود خلفاء یا معاذ اللہ رسول اللہ و اہلبیت اطہار و صحابہ کبار منکر و مکذب کلام الٰہی ہو جائین کچہہ ہی ہو آپ قران شریف کی تفسیر بالرائے فرماکر خلافت ثابت ہی کر دینگے سبحان اللہ **قال** اور جو سند آیت اکملت لکم الخ میر صاحب نے بیان کی ذرا انصاف تو کیجئے اسکے معنی اکمال دین اور اتمام نعمت اسلام کے ہین استخلاف فی الارض سے جو بمعنی بادشاہی کے ہے اسکو کیا مناسبت اور کیا تعلق ہے۔ **اقول** اگر آپ ذرا بھی انصاف اور کچہہ بھی خوف خدا کرتے اور اگلی مضمون پر جو اس دعوی کی دلیل بندہ نے لکھی ہے غور کرتے تو ہرگز اسطرح تحریر نفرماتے آپنے تو صرف بقول شخصے لاتقربوا الصلوۃ پڑہدیا اور انتم سکاری کو نوش جان فرمایا۔ مکرر خط ملاحظہ فرمائی اور انکہین کہولکر دیکھی اسکے آگے یہہ بھی تو لکھا ہے کہ خلافت راشدہ اصول سے ہو یا فروع سے ضرور ہے کہ اس آیت کی نزول سے پہلے تعیین اسکے ہو گئی ہو کیونکہ دین اصولاً و فروعاً کامل ہو گیا بتلاؤ کہ رسول خدا نے کسکو خلیفہ و نایب اپنا مقرر کیا۔ (چنانچہ حضرت پیرجی صاحب آپکو یاد ہو گا کہ مجہی جو سوال لکہوا کر اپنے علماء کی خدمتمین بہیجا تہا۔ اور اسکے دو جواب آئے تھے باوجودیکہ ایک مجیب صاحب نے اپنی جودت طبع خوب ہی دکہائی تہی مگر اسکا جواب کچہہ ندیا تہا اب آپکو قیامت تک مہلت ہے جواب عنایت فرمائی) اگر یہہ خلافت اصولاً یا فروعاً دین سے ہے تو ضرور ہے کہ اسکے تعیین اس آیت کی نزول سے پہلی ہو۔ ورنہ راشدہ تو ایکطرف یہہ بدعت ہو گی اور دوسری غرض اس آیت کی تحریر سے یہہ تھی کہ بیضاوی نے اسکی تحت مین لکھا ہے۔ الیوم اکملت

الکم دینکم بالنصر والاظہار علی الادیان کلہا یعنی اج مینی کامل کیا تمہارے لئی تمہارا دین مدد اور تمام دینونپر غالب کرنے سی جس سی ثابت ہوکہ وعدہ استخلاف انحضرت کی زمانہ مین پورا ہوا یہہ سب کچھ خط مین لکھا ہی تعجب ہی کہ ان مضامین سے بالکل غض بصر فرما کر۔ ایک فقرہ لکھکر جواب تحریر فرماتے ہین اگر حوصلہ جواب نگاری تھا تو یہہ مضمون نقل کرکے جواب دیا ہوتا۔ بیشک اسکے معنی اکمال دین اور اتمام نعمت اسلام ہین اور تعیین خلیفہ بھی اہم مہمات اور نہایت ہی اعلی درجہ کی نعمت ہی چنانچہ آپ بھی اسی رسالہ کے صفحہ ۱۲ کے اخر مین اسکو ضروریات دین اہم مہمات تحریر فرماتی ہین۔ اگر یہہ ہی نعمت عطا نہ ہوئی اور یہہ ہی اہم مہمات کامل نہ ہوئی تو اکمال دین واتمام نعمت کیونکر صحیح ہوگا حالانکہ حق تعالے فرماتا ہی کہ مینی آج نعمت تمام اور دین کامل کردیا۔ ومن اصدق من اللہ قیلا۔ تو ضرور ہی کہ تعیین اسکا ہوگیا ہو۔ مگر وہی حضرت کی پیشین گوئی کے موافق ارباب حرص وہوائے طمع نفسانی سے اسپر عمل نکیا۔ اور اگر خلافت امور دین سی نہین ہے تو امر خارج از دین کے رشد کا قران شریف سے مدعی ہونا بدعت ہی **قال** دوسرے وہان اکملت واتممت بصیغہ ماضی تعبیر فرما کر اللہ کریم سے احکام وشرایع کے پورا اور مکمل ہونیکی خبر دی اور آیت استخلاف مین بصیغہ استقبال لیستخلفنہم ولیمکنن لہم کے اعطا خلافت فی الارض اور تمکین دین مرضیہ کا وعدہ کیا۔ یعنی زمانہ آیندہ مین موعود لہم اعنی صحابہ کو خلیفہ اور ملکون کا مالک بنائیگا۔ اور انکے لئے پسند کئے ہوئے دین کو مضبوط کریگا۔ **اقول** اجی حضرت پیرجی صاحب یہہ ابلہ وطفل فریب تقریر آپکو کسنی سکہائی۔ آپ تو ماشاء اللہ ذی ہوش اہل کار ہین ذرا آپنے عقل سے بھی کام لیا ہوتا۔ یہہ تو آپ غور کرتے کہ ان ہر دو آیتو نمین مقدم وموخر کون ہے۔ اور زمانہ استقبال قلیل مدت سی لیکر قیامت تک کو شامل ہے۔ آیہ استخلاف مین اللہ جل شانہ نے زمانہ آیندہ کا وعدہ فرمایا اور اسکی بعد یعنی زمانہ استقبال مین اس وعدہ کی ایفا او نعمت ظاہر فرمائی چنانچہ آیہ استخلاف کی ہی تفسیر مین کشاف وبیضاوی مین لکھا ہی کہ اللہ جل شانہ نے یہہ وعدہ وفا فرمایا اور جزیرہ عرب پر انکو غالب کردیا یہہ ہر دو مفسر وغیرہ

ماضی واستقبال مین فرق نجانتے تھے ۔ بیضاوی نے اسی آیت الیوم الایہ کی تحت مین وہ عبارت
لکھی ہے جو ابھی تحریر ہوئی ۔ خلافت بھی احکام دین وشرایع مین ہی یا نہین ہر دو صورتمین
تقریر سابقہ ملاحظہ فرمائی ۔ موعود لہم آپ بار بار صحابہ ہی کو کہے جاتے ہین حالانکہ عین جلسہ مین
بخوبی ثابت کر دیا تہا کہ آپکے محققین رسول وصحابہ و تمام امت کو موعود لہم فرماتے ہین قال
اور نے اگر الیوم اکملت لکم دینکم مین خلافت ظاہری بھی داخل ہے اور موافق اس آیت حسب
عقیدہ آپکے آیندہ کو منقطع ہو چکی تو خلافت حضرت علیؑ خلاف حق ہو گی اور زمانہ حضرت مہدیؑ
کی خلافت بھی صحیح نہو گی اسلیئے آپ کی سمجھہ کے موافق ہر قسم کی خلافت حضرت نبی کریمؐ ہی
کے زمانہ مین پوری ہو چکی **اقول** ۔ یہہ تو آپنے خوب سنائی حضرت پیرجی صاحب آپ
تجاہل عارفانہ فرماکر میری بات نہین سمجھتے ۔ اگر خلافت ظاہری امور دین سے ہی تو ضرور اس
آیت مین داخل ہے ۔ جناب امیر علیہ السلام سے لیکر قایم آل محمد عجل اللہ ظہورہ تک کی خلافت
اسی آیت سی تو ثابت ہی اس آیت کا شان نزول تعیین خلافت جناب امیرؑ ہے ۔ آپ
ذرا اپنی کتابین تو ملاحظہ فرمایئن ۔ آپکے بہت سی علماے جلیل الشان ومحدثین اعیان نے
اسکو نقل کیا ہے بطور نمونہ ایک دو کے نام اور عبارت بھی لکھی جاتی ہی مگر اس سے پہلی
مختصر سا حال نص خم غدیر کا لکھا جاتا ہی ۔ خلاصہ یہہ ہی کہ جب یہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل
الیک من ربک الایہ جناب امیر علیہ السلام کی شان مین بعد حجۃ الوداع کی نازل ہوئی تو آنحضرتؐ
نے موضع غدیر خم مین کہ قابل اترنے کے نہ تہا اور وقت بھی نہایت گرم تہا کہ آدمی جانور
و چادرون کا سایہ ڈہونڈتے تھے اور کوڑے کانٹوں سے یہہ مکان پر تہا وہان قیام فرماکر اول
وہ جگہ صاف کراکر کجاونکا ممبر بنا کر تمام صحابہ کو جو بہت ہی کثرت سی تھے جمع فرمایا اور
اس ممبر پر تشریف لیگئے اور جناب امیرؑ کو اپنی پاس کھڑا کیا اور اتنا بلند کیا کہ سفیدی زیر
بغل اقدس نمایان ہوئی اور جناب امیر علیہ السلام کو سبنی دیکھہ لیا اور ایک خطبہ بلیغ ادا
فرماکر اپنی رحلت وانتقال سے آگاہ فرمایا ۔ اور ارشاد کیا کہ مین سوال کیا جاونگا اور تم بھی

سوال کئے جاوگے پس تم کیا کہوگے انہوں نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تحقیق آپنے تبلیغ کی
اور کوشش و نصیحت فرمائی اللہ تعالے آپکو جزای خیر دے پھر آپنے فرمایا کہ کیا گواہی نہیں دیتے
ہو کہ سوائے خدائے برحق کی اور کوئی خدا نہیں ہے اور محمد اسکا بندہ اور رسول ہے جنت و نار و موت
و بعث بعد موت حق ہے قیامت آنی والی ہے اسمین شک نہیں ہے۔ سبنے عرض کیا کہ
ہاں ہم اسپر گواہی دیتے ہیں جب ان امور کا اقرار آدمیوں نے لیلیا حق کیطرف خطاب کرکے
عرض کیا کہ بار الہا تو گواہ رہ۔ پس خطاب فرمایا کہ ایہا الناس کیا میں تمہارے نفسوں سے تم پر
اولی نہیں ہوں سبنے اقرار کیا۔ پھر آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ بہ تحقیق حق تعالے میرا مولی ہے
اور میں مومنین کا مولی ہوں پس جسکا میں مولے ہوں علے اسکا مولے ہے۔ پھر جناب امیر
علیہ السلام کے معاونوں اور مبغضوں کے حق میں موالات و معادات کی دعا فرمائی پھر ثقلین
یعنی قران شریف و اہلبیت کی تمسک کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہہ قیامت تک جدا نہ ہونگے
جب جناب رسالت مآب نے یہہ رسالت پہونچائی تو آیہ وافی ہدایہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت
علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ نازل ہوئی۔ یعنی اس رسالت کی ابلاغ سے حق
تعالے نے فرمایا کہ آج مینے تمہارے واسطے تمہارا دین کامل کردیا اور اپنی نعمت تم پر تمام
اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا پس حق تعالے نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کی
مولائیت کو کمال دین و تمام نعمت و پسندیدگی دین اسلام کا موجب قرار دیا اور جناب رسالت
مآب نے اس آیہ الیوم الایہ کی نزول کے بعد ارشاد فرمایا اللہ اکبر اکمال دین و اتمام نعمت اور اللہ
تعالے کی میری رسالت اور میرے بعد ولایت علی ابن ابی طالب کی خوشنودی پر۔
حدیث غدیر و نزول اس آیہ کے مجمل کیفیت یہہ ہے اگر اسکی تفصیل لکھی جائے تو بہت
طول ہو اگر کوئی صاحب دیکھنا چاہیں تو عبقات الانوار کے منہج ثانی کی بعض مقامات کو
دیکھیں کہ خاص اس حدیث میں جلدیں لکھی گئی ہیں اور طبع ہوکر شایع ہوگئیں۔ مگر بفحوائی مالا
یدرک کلہ لا یترک کلہ بہت ہی اختصار سے لکھا جاتا ہے۔ پس واضح ہو کہ آیہ یا ایہا الرسول

بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس

کو محدثین جلیل الشان وعلماے اعیان نے روایت کیاہی کہ واقعہ غدیر خم مین نازل ہوئی

ہے - اگر انکے اسمائی نامی لکھے جاوین تو طول کا اندیشہ ہی - اسلئے صرف دو روایتین لکھی

جاتی ہین - ابو محمد عبدالرحمن بن محمد الشہیر بابن ابی حاتم نے آیہ یا ایہا الرسول بلغ الآیہ

کو واقعہ خم غدیر مین روایت کیاہی - چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی تفسیر در منثور مین اس

آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین - اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر عن

ابی سعید الخدری قال نزلت ہذہ الآیۃ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک علی رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب یعنی یہہ آیت یا ایہا الرسول الآیہ

رسول اللہ پر یوم غدیر خم مین علی ابن ابی طالب کی حق مین نازل ہوئی ہے - اور امام فخر الدین

محمد بن عمر الرازی نے تفسیر کبیر مسمی بمفاتیح الغیب مین اس آیت کی شان نزول کے اقوال کے

بیانمین لکھاہی - العاشر نزلت ھذہ الآیۃ فی فضل علیؑ ولما نزلت ھذہ الآیۃ اخذ بیدہ

وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمرؓ فقال ھنیئا لک یا ابن

ابی طالب اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنہ وھو قول ابن عباس والبراء بن

عازب ومحمد بن علی - یعنے دسوان قول یہہ ہی کہ یہہ آیت فضل علیؑ مین نازل ہوئی اور جب

یہہ آیت نازل ہوئی تو حضرت نے جناب امیر کا ہاتھہ پکڑا اور فرمایا جسکا مین مولا ہون پس علی

اسکا مولے ہی اے بار خدایا دوست رکھہ اسکو جو اسکو دوست رکھی اور دشمن رکھہ اسکو جو اسکو

دشمن رکھے - پس عمرؓ حضرت علیؑ سے ملا اور کہا کہ یا ابن ابی طالب مبارک ہو کہ صبح کی اپنی

کہ میرے مولا اور کل مومن ومومنہ کے مولا ہین اور یہہ قول ابن عباس اور براء ابن عازب

اور محمد بن علی علیہ السلام کا ہے - اس عبارت سی ظاہر ہے کہ امام صاحب کے نزدیک

ابن عباس وبراء ابن عازب وحضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے قول سے حتماً وجزماً

وقطعاً اس آیت کا نزول واقعہ خم غدیر مین ثابت ہے اور ہماری غرض صرف یہہ ہی

پس امام صاحب نے مابعد مین جو کچھہ فرمایا ہی کہ یہہ وجہ مثل اور وجوہ کے غیر اولی ہے بلکہ
معاذاللہ ممتنع ہے ہمکو مضر نہین بلکہ امام صاحب اور انکی اتباع کے لئے بے مضر ہی کیونکہ
اس سے حضرت رازی کا رد ارشاد سراسر رشاد جناب امام محمد باقر علیہ السلام پر ثابت
ہوتا ہے۔ اور امام رازی سے جناب امام ہمام کی قول کا رد کرنا کچھہ عجیب نہین ہے۔ کیونکہ وہ
آیت کی مقابلہ مین قیاس فرماتے ہین اور اللہ جل شانہ کے کلام نہین مانتے چنانچہ انی جاعلک للناس اماما کی بحث مین گذر چکا ہی کہ بصراحت فرماتے ہین کہ آیت تو اسکی ہی مقتضی
ہی کہ ظاہراً و باطناً امام ظالم نہ ہو یعنی معصوم ہو لیکن ہمنی اعتبار باطن کو ترک کیا پس ظاہری
عدالت معتبر رہی۔ اور ایہ الیوم اکملت لکم الایہ کا نزول بڑے بڑے علمای اہل سنت نے
واقعہ غدیر خم مین نقل کیا ہی بنظر اختصار صرف دو روائتین لکھی جاتی ہین چنانچہ مرزا محمد
بن معتمد خان بدخشی نے ابو بکر احمد بن موسے بن مردویہ الاصفہانی سے کتاب مفتاح النجا
مین کہ مولوی حیدر علی صاحب نے کتاب ازالۃ العین مین اس سے احتجاج کیا ہی روایت
کی ہے عبارت یہہ ہی۔ اخرج عبدالرزاق الرسعنی عن ابن عباسؓ قال لما نزلت ہذہ
الایہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک اخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ علی
فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخرج ابن
مردویہ عن ابی سعید الخدریؓ مثلہ وفی اخرہ فنزلت الیوم اکملت لکم دینکم الایہ
فقال النبی اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمتہ ورضی الرب برسالتی والولایت
لعلی ابن ابی طالب۔ یعنی جب یہہ آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک
نازل ہوئی تو نبی علیہ والہ السلام نے جناب امیر علیہ السلام کا ہاتھہ پکڑا اور فرمایا جسکا
مین مولا ہون اسکا علی مولا ہی اے خدا دوست رکھہ اسکو جو علی کو دوست رکھی اور دشمن رکھہ
اسکو جو علی کو دشمن رکھے۔ اور ابن مردویہ نے ابی سعید الخدری سے یہی روایت کی ہے
اور اسکے اخر مین یہہ ہی پس نازل ہوی ایہ الیوم اکملت لکم دینکم الایہ پس

نبی نے فرمایا اللہ اکبر دین کے اکمال اور نعمت کے اتمام اور اللہ جل شانہ کے میری رسالت اور علی
ابن ابی طالب کی ولایت سے راضی ہونے پر ۔ اور ابونعیم احمد بن عبد اللہ الاصفہانی نے کتاب
ما نزل من القرآن فی علی علیہ السلام ما نقل عنہ اپنی اسناد سے نقل کیا ہے عن قیس
بن الربیع عن ابی ھارون العبدی عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دعا الناس الی علی فی غدیر خم وامر بما تحت الشجرۃ من شوکہ فقم
وذالک فی یوم الخمیس فدعا علیا فاخذ بضبعیہ فرفعھما حتی نظر الناس بیاض ابطی
رسول اللہ ثم لم یفترقوا حتی نزلت ھذہ الایۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت
علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۔ فقال رسول اللہ اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام
النعمۃ ورضی الرب برسالتی وبالولایۃ لعلی من بعدی ۔ یعنی ابی سعید الخدری سے
روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ نے آدمیوں کو علی کی طرف غدیر خم میں بلایا۔
اور درخت کے نیچے کانٹے صاف کئے گئے ۔ اور یہہ واقعہ جمعرات کے دن ہوا۔ پس
علی کو بلایا اور انکے دونو بازو پکڑے اور انکو اسقدر بلند کیا کہ آدمیوں نے رسول اللہ کے
بغلوں کی سفیدی دیکھی ۔ پس ابھی آدمی جدا نہ ہوئے تھے کہ یہہ آیہ الیوم اکملت الآیہ
نازل ہوئی اور آنحضرت نے وہی فرمایا جو روایت سابقہ میں گذرا ہے اسمیں بعدی کا لفظ
زیادہ ہے ۔ اب ناظرین انصاف گزین غور فرماویں کہ جب آنحضرت نے بحکم خداوند
جلیل یعنے بموجب آیہ یا ایہا الرسول بلغ الآیہ جناب امیرؑ کو خلیفہ فرمایا تو آیہ الیوم
اکملت لکم دینکم الآیہ نازل ہوئی یعنی کل احکام و شرایع اسلام نازل ہو چکی تھی مگر
تعیین نایب خاص و جانشین با اختصاص جو اہم مہمات و ضروریات سے تھی نہ ہوئی تھی
آج وہ بھی ہو گئے اسلئے آج تمہارا دین کامل کیا گیا الخ ۔ جناب امیر علیہ السلام کی
خلافت اس آیت سے ثابت ہوئی یا نہیں ۔ نایب خاص و جانشین با اختصاص
خاتم النبیین و فخر المرسلین کا تعیین اسطرح ہوتا ہے کہ خداوند تعالے اس تاکیدی حکم

فرمائے کہ اے رسول پہونچادے جو تجہپر تیرے رب کیطرف سے نازل ہوا ہے اور اگر تو اس
حکم کو نہ پہونچائیگا تو کل رسالت کو ہی نہ پہونچایا ہو گا اور بعد نصب نایب خاص فرمائی
کہ آج مینے تمہارا دین کامل کردیا اور نعمت تمام کی۔ اس نص صریح کی رد و قدح مین علماء
اہل سنت نے بہت ہی ہاتہہ پانو مارے ہین مگر کچہہ بھی نہین ہوسکا اور تمام کوششین ناشکور
ہی رہی ہین۔ اگر طرفین کے سوال و جواب لکھی جائین تو دفتر چاہئین اسلئے مختصر وہ
امور کہ بعد اس ارشاد نبوی کے واقعہ ہوئی اور قول خلیفہ ثانی اور اقوال بعض
علما اہل سنت و صوفیان کرام جو اس حدیث غدیر سے سمجھی ہین لکھی جاتی ہین۔ پس
واضح ہو کہ جب آنحضرتؐ نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی شانمین بحکم خداوند تعالے
یہہ ارشاد فرمایا تو حضرات شیخین اور دیگر صحابہ کبار بلکہ ازواج جناب رسول خدا نے امیر
علیہ السلام کو مبارکبادی چنانچہ صواعق محرقہ مین اس حدیث غدیر کے جوابمین شیخین کی
مبارکبادی لکھی ہے اور مولوی ولی اللہ صاحب لکھنوی مراۃ المومنین مین فرماتی ہین کہ
در مشکوۃ آوردہ کہ ملاقات کرد علی مرتضی را بعد ازین حکایت عمر بن الخطاب و گفت گوارندہ
باش و شاد باش اے پسر ابیطالب کہ صبح کردی و شام کردی و گشتی مولای ہر مرد و زن فلقیہ عمر
بعد ذلک فقال لہ ھنیئاً یا ابن ابیطالب اصبحت و امسیت الخ بالجملہ چون این حدیث در
غدیر خم واقع شد ہر صحابی کہ از حضرت امیر ملاقات میکرد مبارکباد میداد انتہی۔ اور ملا معین الدین صاحب
بھی معارج النبوۃ مین کہ شیخ عبدالحق صاحب نے مدارج نبوت مین بہت سی روائتین اس سے نقل
کی ہین ذکر حدیث غدیر کے بعد فرماتی ہین۔ گویند بیشتر اصحاب تا کہ امہات مومنین
امیرالمومنین علیؑ را تہنیت بجا آوردند۔ اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے۔ کہ چون حضرت رسول صلے
اللہ علیہ و آلہ وسلم در غدیر خم حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ در شان امیرالمومنین علیہ السلام
فرمود پس فرود آمد و در خیمہ خاص خود بنشست و فرمود کہ امیرالمومنین علی در خیمہ دیگر بنشیند

بعد ازان طبقات خلایق را فرمود تا بخیمہ علی رضی اللہ عنہ رفتند و زبان بہ تہنیت علی کشادند
چون مردم ازین امر فارغ شدند امہات مومنین بفرمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم
نزد علی رفتند و اورا تہنیت دادند و از جملہ اصحاب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
گفت خوشا حال تو اے علی کہ صباح کردی و مولای جمیع مومنین و مومنات - اور تاریخ
حبیب السیر مین حدیث غدیر کے ذکر کے بعد مسطور ہے - پس امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
بموجب فرمودہ حضرت رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم در خیمہ نشست تا طوایف خلایق
بملازمتش رفتہ لوازم تہنیت بتقدیم رسانیدند و از جملہ اصحاب امیر المومنین عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ جناب ولایت ماب را گفت بخ بخ یا ابن ابیطالب اصبحت مولای و مولی
کل مومن و مومنہ - یعنی خوشا حال تو اے پسر ابوطالب بامداد کردی در وقتیکہ مولای
من و مولاے ہر مومن و مومنہ بودی بعد ازان امہات مومنین بر حسب اشارہ سید المرسلین
بخیمہ امیر المومنین رفتہ شرط تہنیت بجا آوردند انتہی - اب ناظرین غور فرماوین کہ یہہ عام
تہنیت و اہتمام تام کیا محض ناصریت و محبیت و محبوبیت کی ہی لئے تھا جیسا کہ اہل سنت
گمان کرتے ہین اگر اس مقام مین مولا بمعنی ناصر و محب و محبوب ہی کے ہو تو لازم ای کہ
صرف ناصریت و محبیت و محبوبیت جناب امیر علیہ السلام کے اعظم فضایل سے ہو
حالانکہ بہت سی فضایل و مناقب سنیہ جناب امیر علیہ السلام کتب سنیہ مین روایات
ثقات سے ثابت ہین اور کبھی یہہ اہتمام و تہنیت واقع نہین ہوئی پس بالبداہت ثابت ہے
کہ جو امر کہ خم غدیر مین واقع ہوا وہ امامت و خلافت و نیابت رسول ہی تہا کیونکہ یہہ امور
ایسے ہی موقعوں مین ہوا کرتے ہین اور چونکہ معارج النبوۃ حبیب السیر و روضۃ الصفا کے
عبایر نقل ہوئی ہین انکی توثیق مین شاہ عبد العزیز صاحب کی عبارت کافی ہے -
شاہ صاحب خلیفہ اول کے طعن چہارم کے جواب مین فرماتے ہین - و در معارج حبیب السیر
مذکورست کہ بعد غزوہ تبوک اعرابی در جناب پیغمبر آمدہ عرض نمود کہ قومی از اعراب

در داستان اربل مجتمع گشتہ داعیہ شبخون داشتند انتہی بقدر الحاجت اور طعن سوم خلیفہ اول کے جواب مین
تجہیز جیش اسامہ کے قصہ کے بعد فرماتے ہین۔ این ست انچہ در روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب
حبیب السیر و دیگر تواریخ معتبر شیعہ و سنی موجود ست انتہی۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ تاریخ
روضۃ الصفا حبیب السیر مثل روضۃ الاحباب کی معتبرہ تواریخ سے ہین۔ اور طعن یازدہم کے
جواب سے بھی معارج و حبیب السیر کا اعتبار ثابت ہے چونکہ وہ عبارت طویل ہے اشارہ ہی کافی ہے۔
علاوہ ان امور کے جب یہہ قصہ خم غدیر کا منتشر ہوا تو حارث بن نعمان کو خبر پہونچی اور
جناب امیر المومنینؑ کی ولایت کے قبول کرنے سے سرتابی کی اور جناب رسالت مآب
کی خدمت مین حاضر ہوکر سوال کیا کہ یہہ جو کچھ آپنے اپنے ابن عم کے حق مین فرمایا ہے اپنی طرف سے
یا اللہ جل شانہ کی طرف سے ہے آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ خدا کیطرف سے ہے حارث مذکور یہہ جواب
سنکر عذاب کا سایل ہوا اور اسپر اسیوقت عذاب نازل ہوا اور ہلاک ہوا اور سال
سایل بعذاب واقع الایہ نازل ہوئی۔ اس قصہ اور شان نزول سال سایل الایہ کو بہت سے محدثین
اعلام اہل سنت نے نقل کیا ہے۔ اس مقام مین سید جمال الدین محدث صاحب
کی روایت جو مشایخ شاہ عبد العزیز صاحب سے ہین اور انکی توثیق سابق مین ذکر آیہ اطیعوا اللہ
الایہ مین گذر چکی ہے اختصارا نقل کیجاتی ہے وہ کتاب اربعین مین جو جناب امیر علیہ السلام
کے مناقب مین تصنیف کی ہے اور اسکے خطبہ مین تصریح کی ہے کہ ان احادیث کو
کتب معتبرہ سے جمع کیا ہے فرماتے ہین۔ مطلب یہہ ہے کہ حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام
الحدیث الثالث عشر عن جعفر بن محمد عن آبائہ الکرام علیہم السلام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کان بغدیر خم
نادی الناس فاجتمعوا فاخذ بید علی و قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ وانصر
من نصرہ واخذل من خذلہ وادر الحق معہ حیث کان و فی روایۃ اللہم اعنہ واعن بہ وارحمہ وارحم
بہ وانصرہ وانصر بہ فشاع ذلک وطار فی البلاد فبلغ ذلک الحارث بن النعمان الفہری فاتی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ناقۃ لہ و نزل بالابطح عن ناقتہ واناخہا فقال یا محمد امرتنا عن اللہ

سے منقول ہے اور وہ اپنی آباے کرام علیہم السلام سے روایت فرماتے ہین کہ جب غدیر خم مین رسول اللہ صلی
اللہ علیہ والہ نے آدمیونکو بلایا اور وہ جمع ہوے تو جناب امیر علیہ السلام کا ہاتھہ پکڑا اور فرمایا کہ جسکا مین
مولا ہون اسکا علی مولا ہے۔ بار الہا دوست رکھہ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھہ اسکو جو
علی سے دشمنی کرے۔ اور مدد کر اسکی جو علی کی مدد کرے اور مدد نکر اسکی جو اسکی مدد نکرے اور اسکے
ساتھہ حق کو پہیر جہان وہ ہو اور ایک روایت مین ہے کہ بار الہا اسکی مدد کر اور اسکے سبب سے مدد
کر اور اسپر رحم کر اور اسکے سبب سے رحم کر اور اسکی نصرت کر اور اسکے سبب سے نصرت کر۔ پس یہہ خبر شہرونمین
پہیل گئی اور حارث بن نعمان فہری کو پہونچی پس وہ اپنی ناقہ پر سوار ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ کی خدمت مین
حاضر ہوا اور زمین ہموار مین ناقہ سے اوترا اور اسکو باندہ دیا اور کہا ای محمد آپنے ہمکو خدا کیطرف سے حکم
دیا کہ ہم گواہی دین کہ سواے معبود برحق کے کوئی معبود نہین ہے اور آپ اللہ جل شانہ کے رسول ہین
پس ہمنے اپسے اسکو قبول کیا آپنے ہمکو حکم دیا کہ پانچ وقت نماز پڑہین ہمنے قبول کیا اپنے زکوۃ کا حکم دیا ہمنے
قبول کیا اپنے حکم دیا کہ ہم روزہ رکہین قبول کیا پہر اپنے حج کو فرمایا قبول کیا پس آپ اسپر راضی نہ
ہوے یہانتک کہ دونو بازو اپنے ابن عم کے اپنے بلند کیے اور انکو آپ ہم پر تفضیل دیے ہین
اور آپنے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ پس یہہ بات آپکیطرف سے ہے یا اللہ عزوجل کی طرف سے
نبی صلی اللہ علیہ والہ نے فرمایا کہ قسم اسکی کہ سواے اسکی کوئی اللہ نہین ہے یہہ اللہ عزوجل کیطرف سے ہے پس

ان تشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ فقبلناہ منک وامرتنا ان نصلی خمسا فقبلناہ منک وامرتنا بالزکوۃ
فقبلناہ منک وامرتنا ان نصوم فقبلناہ منک وامرتنا بالحج فقبلناہ منک ثم لم ترض بہذا حتی رفعت بضبعی ابن عمک
تفضلہ علینا وقلت من کنت مولاہ فعلی مولاہ فہذا شیء منک ام من اللہ عزوجل فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی
لا الہ الا ہو ان ہذا من اللہ عزوجل فولی الحرث بن النعمان وہو یرید راحلتہ وہو یقول اللہم ان کان
ما یقولہ محمد حقا فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم فما وصل الی راحلتہ حتی رماہ اللہ عزوجل
بحجر فسقط علی ہامتہ فخرج من دبرہ فقتلہ وانزل اللہ عزوجل سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع

حارث بن نعمان نے پشت پھیری اور وہ اپنی سواری کا ارادہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ بار الہا جو کچھ محمد فرماتے ہین اگر حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر عذاب دردناک نازل کر پس وہ ابھی سواری تک نہ پہونچا تھا کہ اللہ عزوجل نے اسکے پتھر مارا اور اسکے سر پر لگا اور اسکی مقعد سے نکل گیا اور اسکو قتل کیا اللہ عزوجل نے سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع نازل فرمائی - اب اہل انصاف انصاف فرماوین کہ اس قصہ سے صرف ناصریت وغیرہ ہی مفہوم ہوتی ہے اگر حارث بن نعمان جو اہل زبان تھا مولا کے معنی یہہ ہی سمجھتا جو حضرات اہل سنت سمجھتے ہین تو اس سفر و سوال و جواب وطلب عذاب کی کیا ضرورت تھی وہ تو مولا کے معنی وہی سمجھا تھا جو اس محل پر مناسب ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ نے بھی وہ ہی فرمائی مگر اسنے نہایت بغض و عداوت سے جناب امیر کی مولایت گوارا نکی اور واصل جہنم ہوا - غرضکہ اس حدیث سے تفصیل امیر کل امیر تمام صغیر و کبیر پر واضح ہے کہ حارث اس خبر کے معنی ہی حتماً و قطعاً بدون شک و ریب کے سمجھہ گیا اور جناب امیر علیہ السلام کی افضلیت جمیع ناس پر ثابت ہونے کے بعد اہل حق کا مطلب حاصل ہے - کیونکہ اگر جناب امیر علیہ السلام کی یہہ تفضیل جمیع حاضرین و غائبین پر اس وجہ سے ہے کہ آنحضرت نے جناب امیر کو خلیفہ فرمایا پس یہہ ہی ہمارا مطلوب ہے اور اگر یہہ تفضیل کسی اور وجہ سے ہے تب بھی مطلب حاصل ہے کیونکہ جب افضلیت جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ثابت ہو گئی تو جناب امیر کا خلیفہ ہونا اور انکے ہوتے کسی غیر کا خلیفہ نہ ہونا قطعاً و حتماً ثابت ہو گیا کیونکہ افضل کا خلیفہ ہونا اور با وجود افضل کی مفضول کے خلافت کا جایز نہ ہونا بدلایل قاطع ثابت ہے چنانچہ سابق مین شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت ازالۃ الخفا سے نقل ہو چکی ہے احتیاطاً مکرر لکھی جاتی ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا کے مقصد اول فصل دوم مین خلافت خاصہ کے بہت سے لوازم لکھے ہین صفحہ ۱۶ مین یہہ عبارت لکھی ہے - واز لوازم خلافت خاصہ انست کہ خلیفہ افضل امت باشد در زمان خلافت خود عقلاً و نقلاً - اور اسکو کئی جہت سے ثابت کیا ہے چونکہ وہ عبارت طویل ہے

اس مقام مین صرف وہ دو حدیثین لکھی جاتی ہین جو شاہ صاحب نے نقل فرمائی ہین
اور وہ یہہ ہین۔ واز انجمت کہ عامل ساختن شخص مفضول خیانت است عن ابن عباس قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من استعمل رجلا من عصابة وفی تلک العصابة من ھو ارضی
للہ منہ فقد خان اللہ وخان رسولہ وخان المومنین وعن ابی بکر الصدیق قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ولی امر المسلمین شیئا فامر علیھم احدا محاباة فعلیہ لعنة اللہ لایقبل
اللہ منہ صرفا ولا عدلا حتی یدخلہ جھنم اخرجھا الحاکم۔ ازینجا میتوان دانست کہ حال خلافت
کبری چہ خواہد بود۔ انتہی بقدر الحاجت۔ اب جناب خلیفہ ثانی کا قول گوش توجہ سے سنیے
سید علی ہمدانی کتاب مودة القربی مین فرماتے ہین۔ عن عمر بن الخطاب
قال نصب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا علما فقال من کنت مولاہ
فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من
نصرہ اللھم انت شھیدی علیھم قال وکان فی جنبی شاب حسن الوجہ
طیب الریح فقال یا عمر لقد عقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقدا
لا یحلہ الا منافق فاحذر ان تحلہ قال عمر فقلت یا رسول اللہ انک حیث
قلت فی علی کان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح قال کذا وکذا
فقال یا عمر انہ لیس من ولد ادم لکنہ جبرئیل اراد ان یوکد علیکم ما قلتہ
فی علی۔ حاصل یہہ ہے کہ عمر بن الخطاب سے منقول ہے انھون نے کہا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی کو بطور علم کے مقرر کیا پس فرمایا
جسکا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے الخ اے اللہ تو انپر میرا گواہ ہے۔ حضرت عمر نے
کہا کہ میرے پہلو مین ایک جوان خوبصورت خوشبودار تھا اُسنے کہا اے عمر تحقیق
رسول اللہ نے وہ عقد باندھا ہے کہ سوائے منافق کے اسکو کوئی نہ کھولیگا پس
تو اسکو کھولے۔ حضرت عمر نے کہا مینے کہا یا رسول اللہ جب آپنے علیؑ کی شان مین

علیؑ کی شان مین فرمایا میرے پہلو مین ایک خوبصورت خوشبو دار جوان تھا اسنے مجکو ایسا ایسا کہا رسول اللہ نے فرمایا اے عمر وہ اولاد آدم سے نہ تھا وہ جبریل تھا اسنے چاہا کہ تم پر اس امر کی تاکید کرے جو مینے علیؑ کے حق مین کہا ہے - ناظرین تامل فرماوین کہ کیا اس روایت سے مولا کے معنے ناصر و محب و محبوب کے ہی مفہوم ہوتے ہین حضرت عمر بلفظ نصب و علم فرماتے ہین اگر مولا کے وہی معنی ہون جو حضرات اہل سنت سمجھتے ہین تو حضرت جبریل نے کس بات کی تاکید اس شد و مد سے فرمائی - وہ تو فرماتے ہین کہ لقد عقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقد الا یحلہ الا منافق - یعنی رسول اللہ نے وہ عقد باندہا ہی کہ سواے منافق کے اسکو کوئی نہ توڑیگا - اور حضرت عمر کو ڈراتے ہین اگر یہہ عقد امامت و نیابت نہ تہا تو اس تاکید کی کیا حاجت تھی اور خاص حضرت عمر کے ڈرانے کی کیا ضرورت تھی - اور یہہ سید علی ہمدانی حضرات اہل سنت کی نزدیک اعاظم اولیا عارفین سے ہین اور بہت سی کتب معتبرہ مین انکی مدائح و مناقب مسطور ہین اس مقام مین بنظر اختصار حضرت مولوی عبد الرحمن بن احمد الجامی کی کتاب نفحات الانس سے جو کنز الوجود ہی انکا حال لکہا جاتا ہی وہ تحریر فرماتے ہین - امیر سید علی شہاب الدین بن محمد الہمدانی قدس سرہ جامع بودہ است میان علوم ظاہری و باطنی و ویرا در علوم اہل باطن مصنفاف مشہور ست چون کتاب اسرار النقطہ و شرح اسماء اللہ - و شرح فصوص الحکم و شرح قصیدہ حمزیہ فارضیہ و غیرہ آن الخ - و اعاظم ایمہ اساطین سنیہ قایل ہوگئی ہین کہ حدیث غدیر جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خلافت و امامت پر دال ہے ان علماء اعلام کے اقوال نقل کرنے مین نہایت طول ہوگا اسلئی امام حجت الاسلام کا قول ہی نقل کیا جاتا ہے - اور اتمام حجت کیلئے کافی و وافی ہے - پس واضح ہو کہ امام صاحب موصوف کتاب سر العالمین و کشف ما فی الدارین مین ترتیب خلافت مین اختلاف علماء نقل فرما کر اور انکو رد کر کے یہہ تحریر فرماتے ہین - لکن اسفرت الحجۃ وجوہا و اجمع الجماہیر علی متن الحدیث من خطبۃ فی یوم غدیر خم باتفاق الجمیع الخ - یعنی لیکن حجت کی وجہ روشن ہوگئی اور

یوم غدیر خم کی متن حدیث پر جمہور نے اتفاق جماعت سے اجماع کیا ہے۔ اسکے بعد کی کلام سبط ابن الجوزی نے اپنی کتاب تذکرہ خواص الامہ مین بعد نقل اس حکایت کی جو ابو مذیل علاف سے ایک مجنون متکلم بالحکمتہ کی گفتگو ہوئی ہے اور اس رسالہ مین بحث اجماع مین مع توثیق سبط ابن الجوزی مرقوم ہو چکی ہے لکھا ہے چنانچہ ناظرین کے ملاحظہ کے لئے بعینہ نقل کیجاتی ہے* یعنی ابو حامد الغزالی نے کتاب سر العالمین و کشف ما فی الدارین مین ایسے الفاظ ذکر کیے ہین جنمین کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے یوم غدیر خم مین علی کے لئے فرمایا جسکا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے۔ پس حضرت عمر بن الخطاب نے کہا خوشا حال آپکا اے پسر ابو طالب کہ صبح کی آپنے در حالیکہ میرے اور کل مومن و مومنہ کے مولا ہین۔ کہا امام غزالی نے اور یہہ تسلیم و رضا و حکم ماننا ہے پھر بعد اسکے حرص غالب ہو گئی بسبب ریاست کی محبت اور علمونکی عقد اور جھنڈونکی ہوا اور سوارونکی ازدحام کی شہرونکی فتح کرنے مین اور خلافت کی امر و نہی مین پس ان امور نے انکو خلافت پر برانگیختہ کیا اور اس حکم کو انہون نے پس پشت ڈالا اور اس سے کم قیمت چیز خریدی بس جو کچھ انہون نے خریدا برا ہے۔ ناظرین امام حجت الاسلام کے اس قول مین غور فرماوین کہ کس وضاحت و صراحت سے جو کچھ ہم کہتے ہین صاف کہدیا ہے اگر اس قول پر بسط سے گفتگو کیجائے تو بہت طول ہو صرف اسقدر لکھا جاتا ہے کہ حسب قول امام صاحب حب ریاست وغیرہ حضرات خلفا پر غالب

* وهو هذا۔ وذكر ابو حامد الغزالی۔ فی كتاب سر العالمین وكشف ما فی الدارین الفاظه بقوله هذا۔ فقال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی یوم غدیر خم من كنت مولاه فعلی مولاه فقال عمر بن الخطاب بخ بخ یا ابا الحسن اصبحت مولای ومولی كل مؤمن ومؤمنة قال وهذا تسلیم ورضی وتحكیم ثم بعد هذا غلب الهوی حبا للریاسة وعقد البنود وخفقان الرایات وازدحام الخیول فی فتح الامصار وامر الخلافة ونهیها فحملهم علی الخلاف فنبذوه وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قلیلا

ہوئی اور اس عہد کو جو جناب رسالت مآب نے جناب امیر علیہ السلام کی بابت باندھا تھا توڑا اور
حضرت جبرئیل علیہ السلام کے فرمان کو بھی یاد نہ رکھا یہہ ہی وجہ تھی کہ حضرت خلیفہ اول مرض
موت مین پچھتاتے تھے اور خلافت سے دست بردار ہونیکی حسرت کرتے تھے اور یہہ ہی سبب
تھا کہ خلیفہ ثانی جو اس اخذ خلافت کی بانی تھے اور کئی مقام مین مثل منع قرطاس وغیرہ اسباب مین
نہایت ہی کوشش جانفشانی فرمائی تھی حضرت جبرئیل کا قول دلین یاد کرکے اور مآل پر نظر فرماکر گوشہ
تنہائی مین آہ وفغان مین مصروف ہوتے تھے اور صحت نسبت کتاب سر العالمین حضرت
غزالی سے جیسی کہ تصریح سبط ابن جوزی سے ظاہر ہے ویسے ہی ابو عبید اللہ احمد بن محمد بن عثمان
ذہبی سے کہ انکی بکمال تحقیق مسلم عاظم حضرات اہل سنت سے ظاہر ہے ذہبی نے میزان الاعتدال
مین حسن بن الصباح کے ترجمہ مین لکھا ہے۔ قال ابو حامد الغزالی فی کتاب سر العالمین شاهدت
قصة الحسن بن صباح لما تزيد تحت حصن الموت الخ۔ زبانی انکار قابل سماعت نہین ہے
اب بعض صوفیان کرام کی کلام اسبابمین نقل کیجاتی ہے ناظرین خصوصاً ہماری مخاطب
حضرت پیر جی صاحب جو صوفی مشرب مین گوش توجہ سے اصغا فرماوین۔ حضرت
حکیم سنائی کتاب حدیقة الحقیقة مین کہ نفحات مین مولوی عبد الرحمن جامی کی تصریح سے
یہہ کتاب یعنی حدیقہ اُنکے کمال پر دال ہے۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے مدح مین
فرماتے ہین ۔ نایب مصطفی بروز غدیر۔ کردہ بر شرع خود مرا امیر۔ اس شعر سے واضح ہے کہ جناب
امیر علیہ السلام جناب رسالت مآب کے نایب روز غدیر مین ہوے ہین اور آنحضرت نے
جناب امیر علیہ السلام کو اپنی شرع پر امیر کیا ہے پس حکیم سنائی کے اعتراف سے حدیث
غدیر سے نیابت رسول و امارت شرع جناب امیر علیہ السلام کے لئے ثابت ہوئی اور یہہ
ہی مطلب تھا۔ اور حکیم سنائی کی توثیق گذر چکی ہے مگر احتیاطاً اس جگہ نفحات الانس کی
عبارت نقل ہوتی ہے مولوی عبد الرحمن بن احمد جامی نفحات مین لکھتے ہین۔ حکیم سنائی
غزنوی قدس سرہ کنیت و نام وے ابو المجد مجدود بن آدم است وی باپدر شیخ رضی الدین

علی لالا ابناء عم بوده اند از کبرای شعرای طایفه صوفیه ست وسخنان ویرا باستشهاد در مصنفات خود آورده اند وکتاب حدیقة الحقیقه بر کمال وی در شعر وبیان اذواق ومواجید ارباب معرفت وتوحید ودلیلی قاطع وبرهانے ساطع ست از مریدان خواجه یوسف همدانی ست الخ اور حضرت شیخ فریدالدین العطار الهمدانی مثنوی مظهر حق مین فرماتے ہین ؎ چون خدا گفته است در خم غدیر۔ یا رسول الله ز آیات منیر۔ ایها الناس این بود الهام او۔ زانکه از حق آمده پیغام او گفت رو کن با خلایق این ندا۔ نیست این دم خود رسولم پر شما۔ هرچه حق گفته است من آن خود کنم۔ بر تو من اسرار حق آسان کنم۔ چونکه جبریل آمد و بر من بگفت۔ من بگویم با شما راز نهفت۔ این چنین گفته است قهار جهان۔ حق وقیوم وخدای غیب دان۔ مرتضی والی دین ملک من است۔ هر که این سر راند او زان است الخ۔ حضرت عطار کے ان اشعار بلاغت شعار سے ہویدا واشکار ہی کہ جناب سرور مختار صلی الله علیه واله الاخیار نے حدیث غدیر کے بیان فرمانے سی پہلے حضرت جبریل کا نزول جناب رب جلیل سے اور انحضرت کا اس ارشاد سی مامور ہونا بیان فرمایا ہی اور حدیث غدیر کے یہہ ہی معنی ہین کہ جناب امیر علیه السلام جناب رسالت مآب صلی الله علیه واله وسلم کے ملک کے والی ہین۔ اور یہ ہی ہمارا مطلب ومدعا ہی اور جو اس کو نہ سمجھی غور فرمائی شیخ صاحب اسکو کیا کہتی ہین۔ اور حضرت شیخ عطار کے مدایح ومناقب حضرات اہل سنت کی ہر کہ ومہ کی زبان پر ایسے جاری ہین کہ لکھنی کی حاجت نہین معہذا سابق مین انکی توثیق گذر چکی ہے۔ بنظر اختصار حدیث غدیر کی کیفیت مشتی از خروار وقطره از بحار لکھی گئی ہے حضرات ناظرین منصفت آئین کے فہم وانصاف سی امید ہی کہ جناب امیر علیه السلام کے نایب وخلیفه ہونے مین کسیکو شک وشبہ نرہی گا۔ رہا یہہ امر کہ حضرات اہل سنت کے نزدیک جناب امیر علیه السلام کا استدلال زمانہ خلیفۂ اول مین منقول نہین یہہ حجت نہین ہوسکتا کیونکہ جب ہمنی بروایات ثقات اہل سنت ثابت کردیا کہ مولی کی معنی امام

ہین وہی ہین جو ہم مراد لیتی ہین اور آنحضرت نی بحکم خداوند تعالی جناب امیر علیہ السلام کو اپنا
نایب و والی و امیر شرع مقرر کردیا تو اہل سنت کا عدم نقل استدلال جناب امیر علیہ السلام
ہم پر حجت نہین کیونکہ جب ایک فریق کی نقل دوسری فریق پر حجت نہین تو عدم نقل کیونکر
حجت ہوگی۔ معہذا بفضلہ تعالی یہہ حجت بھی آنحضرت پر ختم کیجاتی ہی۔ کہ جناب امیر علیہ السلام نے
خلیفہ اول کے زمانہ مین اپنی خلافت و امامت پر جناب رسالت مآب کی نص سی استدلال کیا ہے
اسعد بن ابراہیم بن الحسن بن علی الحنبل نے اربعین مین جناب امیر المومنین علیہ السلام کے
فضایل مین باسناد خود علامہ عمر بن الحسن المعروف بابن وجیہ سی ایک حدیث روایت کی ہے
وہ حدیث طویل ہی اسمین جناب امیر کا معجزہ بساط و اصحاب کہف کی پاس جانا لکہا ہی مطلب کا فقرہ
لکہا جاتا ہی جسکو منظور ہو اصل کتاب دیکھہ لے۔ کسی شخص نے انس سے اسکی مبروص ہونی وغیرہ
کا حال دریافت کیا ہی اسکے جواب مین انس نی بسبب کتمان شہادت کی جناب امیر کا دعای بد کرنا
بیان کیا ہی اسکے اخر مین یہہ فقرہ لکہا ہی۔ فلما کان بعد یوم السقیفہ استشہدنی علی یوم البساط
فقلت نی قال ان کنت کتمتہا بعد وصیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماک اللہ ببیاض فی وجہک و لظی فی
جوفک و عمی فی بصرک فبرصت و لظی جوفی و عمیت و کان انس لایطیق الصیام فی شہر
رمضان و لافی غیرہ من حرارۃ بطنہ و مات بالبصرۃ و کان یطعم کل یوم مسکینا عن یوم
یفطر من رمضان۔ یعنی جب یوم سقیفہ کے بعد علی نے مجھسے یوم بساط کی گواہی طلب کی
مین کہا مین بھول گیا حضرت علی نے فرمایا کہ اگر تونی بعد وصیت رسول اللہ صلی اللہ والہ کی اسکو
چھپایا تو خدا تعالی تیری پیشانی پر سفید داغ لگاوی اور تیرے شکم مین حرارت دی اور تو اندھا ہوجا
پس مین مبروص ہو گیا اور شکم مین میرے حرارت ہی اور اندھا ہو گیا۔ اور انس بسبب شکم کی حرارت
کی رمضان وغیرہ مین روزہ نرکھہ سکتا تہا اور بصرہ مین مرگیا اور رمضان کے روزہ جو افطار
کرتا تہا اسکے بدلے ہر روز مسکین کو کہانا کہلاتا تہا۔ اس سے صاف ثابت ہی کہ خلیفہ اول کی
خلافت منعقد ہونے کی بعد جناب امیر نے نص پیش کی اور انس باعث کتمان شہادت جناب

امیر کی بددعا سے ان امراض مین مبتلا ہو گیا۔ جب ایک نص کا پیش کرنا کتب معتبرہ اہل سنت سے
ثابت ہو گیا تو ضرور ہی کہ حدیث غدیر بھی پیش فرمائی ہو اور اسیطرح اسکا کتمان کیا ہو۔ اور یہہ عمر
بن الحسن المعروف بابن وجیہہ علمای اعلام اہل سنت سی ہے۔ ابن خلکان نے وفیات الاعیان
مین انکی مدح وستایش کی ہے انکی کنیت و نام وسکونت وغیرہ لکھکر لکھتے ہین۔ وکان ابو الخطاب
المذکور من اعیان العلماء ومشاهیر الفضلاء متقنا لعلم الحدیث النبوی وما یتعلق به الخ
ہم بحول اللہ وقوتہ حدیث غدیر کا بھی پیش کرنا ثابت کرتے ہین۔ پس واضح ہو کہ جناب امیر
المومنین علیہ السلام نے ایسا بہی اشعار فرماتے ہین اور بہ وضاحت تمام تصریح فرمائی ہے کہ جناب
رسالتمآب نے آنحضرت کو امام مقرر فرمایا ہی اور مقام غدیر خم مین اسکی خبر دی ہے اور یہہ اشعار
خلیفہ اول وغیرہ کے سامنے پڑہی گئی ہین اور یہہ اشعار دیوان حیدر کرار مین موجود ہین۔ حسین میبندی
نی فواتح اس دیوان کی شرح لکھی ہے۔ اس دیوان کی مدح وستایش مین بہت کچھہ لکھا ہی اس
جگہہ صرف دو تین فقرے عبارت عربی چھوڑکر فارسی کے لکھے جاتے ہین۔ خاصہ دیوان اشعار
حقایق شعار او کہ بی شائبہ تکلف و بی رائحہ تصلف آسمانی ست پر از کواکب حقایق۔ و حجبی ست
پر از شقایق دقایق۔ کانی پر از جواہر لطایف۔ بحرے پر از لالی معارف۔ کیمای کہ قلب ناقص را
بصورت نوعیہ کمال رساند۔ عین الحیوان کہ تشنہ بادیہ حجاب را زلال وصال چشاند۔ و سر کمال
کلام خاتم الاولیا این ست کہ نطق اخص خواص انسان ست و ارتفاع و انحطاط نطق انسان بر
طبق مرتبہ او ست در کمال و نقصان و چون کمال صوری و معنوی آنحضرت مانند آفتاب
لامع است کلام حقایق نظامش مطابق آن واقع ست انتہی۔ اس دیوان مین یہہ اشعار ہین
لقد علم الاناس بان سہمی۔ من الاسلام یفضل کل سہم۔ واحمد النبی اخی وصہری۔ علیہ اللہ
صلی وابن عمی۔ وانی قائد للناس طرا۔ الی الاسلام من عرب وعجم۔ وقاتل کل صندید
رئیس۔ وجبار من الکفار ضخم۔ وفی القرآن الزمہم ولائی۔ واوجب طاعتی فرضا بعزم
کما ہرون من موسی اخوہ۔ کذاک انا اخوہ وذاک اسمی۔ لذاک اقامنی لہم اماما۔ واخبرہم بہ بغدیر خم

فمن منکم یعادلنی بسہمی . واسلامی وسابقتی ورحمی - فویل ثم ویل ثم ویل . لمن یلقی الالٰہ غدا بظلمی - وویل ثم ویل ثم ویل - لجاحد طاعتی ومرید ھضمی - وویل للذی یشقی سفاھا . یرید عداوتی من غیر جرمی - ان اشعار کرامت شعار سے کمال صراحت سے واضح وظاہر ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی فضیلت وایجاب طاعت وغیرہ کی بعد اپنے اس قول سے لذٰلک اقامنی لہم اماما الخ بیان فرمایا ہے کہ جناب رسالت مآب نے آنحضرت کو غدیر خم مین امام خلق کیا ہے اور آدمیونکو اسکی خبر دی ہے - میر حسن میمندی نے کتاب فواتح مین ان اشعار کی یہہ شرح لکھی ہے - اشعار کی نقل سے پہلے لکھتے ہین - مباہات بقرابت نبیؐ ومفاخرت بر مردم اجنبی - لقد علم الاناس بان سہمی - من الاسلام یفضل کل سہم - واحمد النبی اخی وصہری علیہ اللہ صلی وابن عمی - وانی قائد للناس طرا - الی الاسلام من عرب وعجم - وقاتل کل صندید رئیس وجبار من الکفار ضخم - صہر پدر زن والعرب بالضم خلاف العجم والعرب واحد مثل العجم والعجم وصندید بکسر مہتر و ضخم بزرگ و در بعض نسخ بجای من الکفار من الاسلام - میفرماید ہر آئینہ بتحقیق دانند مردم کہ بخش من از اسلام افزون می آید - بر ہر بخشی واحمد پیغمبر برادر من وپدر زن من ست بر خدا درود فرستاد وپسر برادر پدر من ست وبدرستیکہ من کشندہ ام ہر مردم را ہمہ سوی اسلام از عرب وعجم وکشندہ ہر مہتر وسردارم وسرکش از کافران بزرگ سے از خلق جہان پایہ من بیشتر است در علم وعمل پایہ من بیشتر است . جاہل کہ زنجب بدبگیر دخونش - در دیدہ او خنجر من نشتر ست - وفی القران الزمہم ولائی . واوجب طاعتی فرضا بعزم - کما ہرون من موسی اخوہ . لذاک انا اخوہ وذاک اسمی - لذاک اقامنی لہم اماما . واخبرہم بہ بغدیر خم - فمن منکم یعادلنی بسہم - واسلامی وسابقتی ورحمی - امامت پیشوائے وامام پیشوا وغدیر آبگیر در وشت وخم بضم موضعی ست در میان مکہ ومدینہ بجحفہ بتقدیم جیم مضمومہ میقات اہل شام ست ومعادلہ با چیزے برابر آمدن - ویقال لہ سابقہ مضی بدا الامر اذا سبق الناس الیہ و در بعضی نسخ بجاے بعزم بزعم - میفرماید در قران لازم گردانید ایشانرا دوستی من و واجب کرد فرمانبرداری مرا فرض با دل بر کار نہادن چنانچہ ہارون

از موسی برادر او بود همچنین من برادر او ام واین نام من صفت برای آن بر پای داشت مرا
برای ایشان پیشوا و خبر داد ایشانرا بان در غدیر خم پس کیست از شما که برابر باشد مرا بجنس
من و اسلام من و پیشی من و خویشی من ہ ای مهر تو بر تمام عالم شده فرض - در ذمه همت
است احسان تو فرض همه تو حق نمیکند هیچ قبول - روزیکه رسد نامه اعمال بعرض - حکایت امام احمد
از براء بن عازب و زید بن ارقم روایت کند که چون حضرت مقدس نبوی صلوات الله و سلامه
علیه در وقت مراجعت از حج بغدیر خم نزول فرمود دست مرتضیٰ علیؑ را بگرفت و گفت الستم
تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسهم گفتند آری فرمود الستم تعلمون انی اولی بکل مومن
من نفسه - گفتند آری گفت اللهم من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه و عاد
من عاداه - پس عمر او را دید و گفت هنیئا یا ابن ابیطالب اصبحت وامسیت مولی کل مومن
و مومنه - و ثعلبی روایت کند که پیغمبر این سخن بعد از آن فرموده که یا ایها الرسول بلغ ما
انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالته نازل شد و پیشتر ازین آیه انما ولیکم
الله و رسوله والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰة و یؤتون الزکوٰة و هم راکعون - نازل
شده بود شان امیر المومنین رضی الله عنه در وقتیکه در نماز خاتم خود را بسایل داده بوده چنانکه مفسران
همه برین اتفاق دارند و حضرت نبی صلی الله علیه و سلم مضمون آنرا بامت نرسانیده بود چون
حضرت نبی صلی الله علیه و آله و سلم از حجة الوداع بازگشته بموضع غدیر خم رسید - یا ایها
الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالته - نازل شد - و بر اہل تو فیق
پوشیده نیست که - آیه النبی اولی بالمومنین من انفسهم و ازواجه امهاتهم و اولوا الارحام
بعضهم اولی ببعض فی کتاب الله ملایم این حدیث است والله اعلم - فویل ثم ویل ثم ویل
لمن یلقی الاله غدا بظلمی - و ویل ثم ویل ثم ویل - لجاحد طاعتی و مرید هضمی - و ویل
للذی یشقی سفاها - یرید عداوتی من غیر جرم - یعنی چیزی از حق کسی گم کردن و
جرم گناه - میفرماید پس وای پس وای پس وای بر آنکس را که ببیند خدا را فردا

باستم کردن بامن و وائے پس وائے پس وائے برانکار کنندہ فرمابرداری مرا و خواہندہ کم کردن حق مرا و وائے مرانکس راکہ بدبخت شود ار بخردی خواہد دشمنی مرا بیگناہ - ہر کس کہ نگشت واقف از حال نبی - بگمر نشد زجہل با آل نبی - گر فضل علی خود نتوانی دانست - باید کہ کنی فہم ز اقوال نبی - حکایت امام علی بن احمد واحدی از ابو ہریرہ روایت کند کہ مرتضی علے این ابیات را در حضور امیر المومنین ابو بکر و عثمان و طلحہ و زبیر و فضل بن عباس و عمار و عبد الرحمن و ابو ذر و مقداد و سلمان و عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم فرمود - انتھی - واضح ہو کہ یہہ اشعار اعجاز آثار علاوہ اسکے کہ بصراحت تمام دلالت کرتے ہین کہ جناب مولٰی خدا نے جناب امیر کو مقام غدیر خم مین تمام خلق کا امام کیا اور کئی وجوہ سی جناب امیر علیہ السلام کی خلافت و امامت پر دلالت کرتے ہین - اول یہہ کہ جناب امیر علیہ السلام نے اپنے اس قول سے لقد علم الاناس الخ اپنی ذات قدسی صفات کی افضلیت صراحۃً فرمائی ہے - کیونکہ انجناب کا سہم سلام سے ہر سہم پر فاضل ہونا ذات معجز سمات کی افضلیت پر دلیل قاطع ہے اور یہہ مستلزم خلافت و امامت ہے - دوم یہہ کہ انحضرت کا یہہ قول وانی قاید للناس طرا الخ صریح اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام عرب و عجم کے تمام مردم کے اسلام کے سبب ہوئے ہین اور ظاہر ہے کہ جب انحضرت تمام عرب و عجم کے مسلمین کے اسلام کے سبب ہون تو تمام سے انحضرت کی افضلیت کالشمس فی رابعۃ النہار ثابت ہوگی جناب امیر کے ان ہر دو قول سے حضرات اہل سنت کی وہ تمام کوششین جو خلفا ثلثہ کی افضلیت کے ثبوت مین کی ہین نامشکور ہوئی اور رائیگان گئین - سوم یہہ کہ جناب امیر کے اس قول سے وقاتل کل صندید الخ قتل جمیع صنادید و رؤسا کفار کی خصوصیت انحضرت سے ظاہر ہے - اور یہہ امر جناب امیر علیہ السلام کی افضلیت پر دلیل قاطع ہے - کیونکہ استحکام دین متین کے عمدہ اسباب سے کفار و معاندین دین کا قتل ہے - چہارم یہہ کہ جناب امیر علیہ السلام کا یہہ قول و فی القران الزمہم ولائی - واوجب طاعتی فرضا الخ - اسپر صریح دال ہے کہ حق تعالے نے انحضرت کی ولا و طاعت قران شریف مین بالقطع فرض و واجب فرمائی ہے پس ثابت ہوا کہ انحضرت قران شریف کی نص سے واجب الاطاعت ہین پس جناب امیر علیہ السلام کی امامت و خلافت نص قران شریف سے ثابت ہوئی کیونکہ جو

واجب طاعت ہی وہ امام ہے چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ کے باب امامت مین فرماتی ہین وہرکہ واجب الاطاعت بود امام است انتہی پنجم یہہ کہ آنحضرت کا یہہ قول فمن منکم یعادلنی الخ صریح دلالت کرتا ہی کہ صحابہ مین سے کوئی شخص سہم و اسلام و سابقہ و رحم مین حضرت کا معادل و مساوی نہ تہا۔ اور یہہ نہایت ہی وضاحت سی جناب امیر علیہ السلام کی افضلیت پر دال ہی۔ اور جب وحدی کی روایت سی ثابت ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام نے یہہ اشعار خلیفہ اول وغیرہ کو سامنے بیان فرمائی ہین تو حضرات اہل سنت کا یہہ ادعا کہ جناب امیر نے حدیث غدیر سے اپنی امامت پر استدلال و احتجاج نہین فرمایا باطل ہوا اور ظاہر ہوگیا کہ جناب امیر علیہ السلام نے ان خلفاء وغیرہ پر یہہ حجت تمام کردی اور منکرین امامت کی لئے کوئی شک و شبہہ و عذر و حیلہ باقی نہین رکہا۔ اور یہہ میر حسین میبندی صاحب فواتح حضرات اہل سنت کی علماء مشہورین و فضلای اکابرین سے ہین اور اجلہ ائمہ سنیہ انکی تعظیم کرتے ہین اور لفظ مولانا سے یاد فرماتی ہین۔ چنانچہ حبیب السیر انکی مدح مین یہہ لکہا ہی۔ قاضی کمال الدین میر حسین یزدی در سلک افاضل علماء عراق بل اعظم دانشمندان آفاق انتظام داشت و در مملکت یزد بامر قضا منصوب بوده علم امانت می افراشت از جملہ مولفاتش شرح دیوان معجز نشان حضرت مقدسہ امیر المومنین تصنیفی ست دانش اثر و مطبوع طباع سلمہ دانشوران فضیلت پرور الخ۔ اور محمود بن سلمان کفوی نے طبقات حنفیہ موسوم بکتاب اعلام الاخیار مین کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بستان المحدثین مین اسکا حوالہ دیا ہی اور نیز کشف الظنون مین بھی اسکا ذکر کیا ہی لکھتے ہین۔ و فی کتاب الفواتح شرح دیوان علی لمولانا حسین بن معین الدین المیبذی جد امامنا شافعی محمد بن ادریس الخ اور بہت سی کتابون مین انکی مدایح مسطور ہین اختصاراً اسی پر اکتفا کیا گیا۔ اسی دیوان جناب امیر علیہ السلام مین جسکی مدح و ستایش میر حسین میبندی نے فرمایا ہے۔ یہہ اشعار ہدایت شعار درج ہین۔ اور عنوان یہہ لکہا ہی۔ خطاب شیخ عتیق ابوبکر صدیق رضہ۔ تعلم ابا بکر و لانک جاہلا۔ بان علیا خیر حاف و ناعل۔ وان رسول اللہ وصی بحقہ۔ واکد فیہ قولہ فی الفضایل۔ ملا تبخسنہ حقہ و اردد لوری۔ الیہ فان اللہ اصدق قابل۔ یعنی ای ابوبکر نادان نہ بن جان کہ علی پا برہنہ و کفش پوش یعنی تمام سے نیک ہی۔ اور تحقیق رسول اللہ نے اسکے حق کی وصیت فرمائی ہے اور اسکے فضایل مین اپنی قول کو موکد فرمایا ہے۔ اسکا حق ترک اور اسکیطرف خلافت

پھیر دے بتحقیق اللہ تعالے بہت سچا ہے - ان اشعار سے بالبداہت ثابت ہی کہ جناب امیرؑ سب سے افضل ہین اور رسولؐ اللہ نے انکے حق مین وصیت فرمائی ہے اور خلافت حسب ارشاد الٰھی جناب امیرؑ کا ہی حق ہی - علاوہ ازین جناب سیدہؑ نے بھی حدیث خم غدیر سے استدلال و احتجاج فرمایا ہی اور فرمایا ہے کہ کیا تم رسول اللہ کا قول خم غدیر کا بھول گئے چنانچہ شمس الدین محمد جزری نے کتاب اسنی المطالب فی مناقب علیؑ ابن ابیطالبؑ مین ایک طولانی حدیث لکھی ہے - راویونکے نام ترک کرکے مفید مطلب لکھی جاتی ہے - حدثنا فاطمہ بنت علی بن موسے الرضی حدثتنی فاطمہ و زینب و ام کلثوم بنات موسے بن جعفر قلن حدثنا فاطمہ بنت جعفر بن محمد الصادق حدثتنی فاطمہ بنت محمد بن علی حدثتنی فاطمہ بنت علی بن الحسین حدثتنی فاطمہ و سکینہ ابنتا الحسین بن علی عن ام کلثوم بنت فاطمہ بنت النبی علیہ السلام عن فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رضی عنہا قالت انسیتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ و قوله صلی اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلہ ہارون من موسے ہکذا اخرجہ الحافظ الکبیر ابو موسے المدینی فی کتابہ المسلسل بالاسماء و قال ہذا الحدیث مسلسل من وجہ وہو ان کل واحدۃ من الفواطم تروی عن عمۃ لہا فہو روایۃ خمس بنات اخ کل واحدۃ من بنات عن عمتہا - یعنی ان تمام فاطمون سے جو خاندان نبوت سے ہین ایک دوسری سے روایت ہی وہ حضرت ام کلثوم بنت جناب سیدہ سے[4] فرمایا کہ کیا تم رسولؐ اللہ کا قول یوم غدیر خم کا کہ حضرت نے فرمایا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہ انت منی بمنزلتہ ہارون من موسے بھول گئے اس عبارت سے صاف ثابت ہی کہ جناب سیدہ علیہا السلام نے ان ہر دو حدیث سے استدلال فرمایا - الحمد للہ کہ یہہ حجت بھی حضرات اہل سنت پر ختم ہوئی اور یہہ شمس الدین محمد جزری اہل سنت کے مشایخ کبار سے ہین اور بہت سی کتب معتبرہ مین انکی مدایح و مناقب مسطور ہین اس مقام مین بنظر اختصار چند کلمے انکی توثیق مین لکھے جاتے ہین - فضل بن روزبہان شمایل ترمذی کی شرح مین انکی شان مین یہہ تحریر فرماتے ہین - ابو الخیر محمد بن محمد بن محمد بن الجزری رحمتہ اللہ تعالی شیخ مشایخ الاسلام و قاضی القضاۃ بین الانام الجامع لاقسام العلوم الشرعیہ و الحاوی للمعارف الاصلیہ و الفرعیہ کان متوحداً فی زمانہ فی علو الشان فی العلوم سیما فی القراۃ فقد

[4] [illegible]

وصف الشیخ الانام الاجل ابو الفضل العسقلانی شہر مابن حجر انہ المتفرد الوحید فی القراۃ والمشارکۃ فی الحدیث وصاحب الفقہ الخ اور سید شہاب الدین احمد نے کتاب توضیح الدلائل علے ترجیح الفضائل مین جناب رسالتماب سے حدیث غدیر کے صدر مین ایک خطبہ طولانی نقل کیا ہی جس سے باقی ایمہ اہلبیت علیہم السلام کی امامت بخوبی ثابت ہی چونکہ وہ خطبہ طولانی ہی بخوف اطناب نقل نہین کیا جاتا اشارہ ہی کافی ہے جسکو شک ہو اصل کتاب مین دیکھ لی۔ اور یہہ سید شہاب الدین وہ ہین کہ شاہ سلامت اللہ صاحب نے کتاب موکتہ الآرا مین انکی روایت سی احتجاج کیا ہی۔ ہر چند کہ اس مقام مین حدیث غدیر کا ذکر نہایت ہی اختصار سے کیا گیا ہی مگر امید ہے کہ جسکو کچھہ بھی عقل وفہم وانصاف ہوگا اسکو جناب امیر علیہ السلام وباقی ائمۃ اطہار علیہم السلام کی خلافت وامامت مین شک وشبہہ باقی نرہیگا۔ تمام الحجتہ اس کل بحث کو بہت ہی مختصر کیا جاتا ہے کہ اسمین شک نہین کہ اس حدیث کی موافق جناب امیر علیہ السلام کل صحابہ مع ثلثہ کے مثل رسول کریم مولے تھی اور ظاہر ہے کہ رسول کیسے مولے تھی پہر خلفا کی خلافت کی کیا معنی۔ تعجب وحیرت تو یہہ ہی کہ حضرات اہل سنت کے نزدیک جو شخص خلیفہ چہارم ہو جسکی خلافت آیہ استخلاف مین داخل نہو سکے لئی تو رسول اللہ یہہ اہتمام فرمائین کہین حدیث منزلت کہین حدیث ثقلین وغیرہ احادیث جنکا احصا متعذر ہی اخر جماعت کثیر کے سامنی بہ تصریح تمام یہہ فرمائین کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ الخ اور جمیع صحابہ حتی کہ امہات مومنین مبارکباد دین۔ اور جو شخص کہ خلیفہ اول ہو جسکی خلافت منصوص بہ نص قرآنی موعود وعدہ آیہ استخلاف ہو اسکو اپنی مرض موت مین اسامہ کے تابع فرما کر یہہ ارشاد فرماوین کہ من تخلف عن جیش اسامہ فلعنۃ اللہ علیہم۔ کیون حضرات نایب خاص جانشین با اختصاص شاہان ذی شان وپیغمبران ہدایت نشان ایسا ہی سلوک فرماتی ہین۔ حضرات کچھہ تو عقل وانصاف سے کام لو۔ المختصر جب جناب امیر علیہ السلام ودیگر ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی امامت وخلافت اس آیہ سے ثابت ہوتی اور اسی سے دین کا اکمال ونعمت کا اتمام ہوا تو بیشک ہر قسم کی خلافت دینی کا تعین نبی کریم کے ہی عہد کرامت مہد مین ہوا گو تحقیق اسکا اپنی اپنی وقت پر ہوا اور ہوگا

اپنی نہایت ہی دیانت وامانت سے کام لیکر عمداً میرے خط کا ایک فقرہ ماقبل ومابعد حذف کرکے اسطرح لکھا کہ اس تحریر کی جرات ہوئی۔ اگر حوصلہ تحریر تہا تو کل مقام بعینہ نقل فرماکر اسکا جواب لکھتے اور یہہ کب ممکن تہا۔ اب کیا جو چاہی میری طرف منسوب کیجئے اور جو چاہئے اسپر لکھئے۔ ثم **قال**۔ لیجئے آیت استخلاف کے مخالف آپ تو کیا دلیل پیش کرتے ہم آیت استخلاف کی تائید مین دوسری آیت سورۂ حج کی لاتے ہین۔ **اقول** آیت کی مخالفت ہمارا کام نہین یہہ انہین حضرات کا کام ہے جو شیقیق قران کے مخالف ہین حضرات ثلثہ کی **خلافت** تو دلایل عقلی ونقلی وعرفی حتی کہ انکی ہی اصول موضوعہ سے ثابت نہین ہوسکتی بلکہ انکی خلافت ثابت کرتے شیخین کے اقوال کی تکذیب کرتے ہی اسکو آپ کیا ثابت کرینگے ہان تقلید قایل قول حسبنا کتاب اللہ اپنی راے سے ان ایات قرانی سے جو غلبہ اسلام ومومنین صالحین کی نصرت ویاری واستخلاف کی باب مین نازل ہوئی ہین تمسک کرتے ہو۔ اور اسکا جواب مفصل پہلے گذر چکا ہے۔ اگر آپ مرد میدان ہین تو اول انکو اس خطاب ہی مین داخل فرمائے اور جو معارضے کئے گئے ہین انکو حل کیجئے۔ اگرچہ حسب داب مناظرہ محض یہی کافی ہے مگر ہمنے اتماماً للحجۃ اپنے مطلب کی تائید مین احادیث نبوی مثل حدیث حوض ومذمت حرص امارت وتشبیہ قوم بنی اسرائل کا حوالہ دیا ہے اسکا جواب دیجئے اور آپ جانتے ہین کہ حدیث وقران مین صرف یہہ ہی فرق ہے کہ قران شریف کلام متلو اور حدیث غیر متلو ہے **قال** ہرچند اسکا ذکر کیفیت مناظرہ کے متعلق آپکا مگر حسب مصداق المسک ما کررتہ تضوع اظہار حق کے وقت بالخصوص میر صاحب کے خط کے جواب مین دوسری مرتبہ بھی لکھنے کو دل چاہتا ہے **اقول** ہرچند اسکا جواب اپنے محل پر گذر چکا مگر اظہار حق کے لئے مکرر گذارش کیا جائیگا۔ اس خاص عنایت کا ممنون ہون کہ آپنے تعریضاً ہی لکھا ہو۔ **قال**۔ خاص مہاجرین کی نسبت خداوند کریم فرماتا ہے الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ الخ وہ مہاجرین کہ اگر ہم انکو زمین مین حاکم بنائینگے تو وہ نماز قایم کرینگے اور زکوۃ دینگے۔ جیسا آیت استخلاف مین بصیغہ استقبال وعدہ تہا ویسا ہی اس جگہہ آیندہ کے لئے پیشگوئی حاکم بنانیکی ہے اور وہان تو عام صحابہ سے وعدہ استخلاف تہا یہان عام مین سے مہاجرین کو خاص کردیا۔ **اقول** خاص مہاجرین کی راس ورئیس رسول کریم صلعم مین جلیالک

ایہ استخلاف مین حسب تصریح اکثر مفسرونکے رسوؐل کریم مخاطب ہین اور وہ وعدہ زمانہ رسوؐل مین پورا ہوا چنانچہ خود حق تعالے خبر دیتا ہی کہ۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا الایہ یعنی اے رسولؐ یاد کر جب اللہ کی مدد و فتح آئی اور تو نے ادمیونکو فوج فوج دین خدا مین داخل ہوتے دیکھا اور سابق مین مفصل گذر چکا ہی۔ اسیطرح اس آیت مین بھی جناب رسوؐل خدا بسبب مہاجر ہونے کے داخل ہین اور یہہ وعدہ بھی آنحضرت کی زمانہ مین پورا ہوا چنانچہ حق تعالے فرماتا ہی المومنین والمومنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر الایہ۔ یعنی مومن مرد و مومن عورتین اپسمین دوست ہین بھلے کام کرتے ہین اور برے سے منع کرتے ہین۔ وہان بھی محض تمام صحابہ سے وعدہ نہ تہا بلکہ رسوؐل و صحابہ و تمام امت سی تہا یہان بھی محض مہاجرین سے ہی نہین بلکہ رسوؐل بھی اسمین داخل ہین۔ اور مہاجرین مومنین خالصین مطلوب ہین جنہون نے خالصا لوجہ اللہ ہجرت کی ہو نہ عام۔ چنانچہ اسکا جواب بھی مفصل مدلل گذر چکا ہی۔ آپ یہہ تو خیال فرماوین کہ اگر ان ایات سے انکی خلافت ثابت فرمائیگا تو حضرات شیخین کو ان آیات کے معانی و مطالب سے ناواقف ثابت کیجئیگا۔ کیونکہ اگر وہ حضرات اپنی خلافت ان آیات کے مطابق جانتے تو مرتے وقت گوشہ تنہائی مین حسرت و افسوس نکرتے۔ جیسا کہ مکرر گذر چکا ہی۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئی علم چاہیے لیاقت چاہیے جو معانی الفاظ قرانی حتی کہ الحمد للہ و سبحان اللہ کے معنی نجانتے ہون مسایل صوم و صلوۃ سے ناآشنا ہون پردہ نشین عورتون سے مسایل مین الزام کہا ہین یہہ منصب جلیل آپ انکو عطا فرماتے ہین۔ سعید خلیفہ ثانی تو اقرار فرماتے ہین کہ واللہ ما نقطع امرا دونہ ولا نعمل شیأ حتی یستاذنہ یعنی ہم کوئی امر بدون انکے یعنی جناب امیر علیہ السلام کے قطع نہین کرتے اور جبتک اُنسے اذن نہین لیتے کچھ نہین کرتے جیسا کہ سابق مین محاضرات راغب اصفہانی سے وہ تو امر بالمعروف و ناہی عن المنکر جناب امیر علیہ السلام کو ہی جانتے تھے۔ آپ اس ایت مین انکو داخل کرکے یہہ مرتبہ انکے ذمہ کیون لگاتے ہین۔ انکے اقوال کے تصدیق کا بھی خیال رہے۔ نہ یہہ کہ شوق ثبوت خلافت مین سب کچھ چھوڑ دیا۔ قال۔ حضرت میر صاحب ایسی دلایل مقابل کے سامنی پیش کیا کرتا ہین

نہ کہ جیسا آپ نے آیت الیوم اکملت کو پیش کر دیا جسکو اصل مطلب یعنی استخلاف فی الارض سے کچھہ بھی تعلق نہیں ہے **اقول** واہ حضرت پیرجی صاحب آپکی مناظرہ دانی کا کیا کہنا ہے۔ سبحان اللہ تفسیر قران بالراے کرنا اپنے علما کی تحقیق کو پس پشت ڈالنا اہل بیت اطہار شقیق ثقلین مامور بہ تمسک و صحابہ جلیل القدر بلکہ خود رسول مقبول کی مخالفت کا کچھہ خیال نکرنا اور خود خلفا کو ان آیات کے معانے و مقصود سے نادان ثابت کرنا انہیں کا نام دلایل ہے تو ایسے دلایل مقابل کے سامنے ہم سے کب پیش ہو سکتے ہیں یہہ آپکا ہی کام ہے۔ نہایت افسوس ہے کہ آپ بجاے ندامت و خجالت ایسی باتونپر فخر فرما کر تعلیم فرماتے ہیں آدمی کو عقل و تمیز سے بھی کبھی کام لینا چاہیے آپنے میرے خط کی عبارت نقل نکی ورنہ آپکو اس جراءت و لن ترانی کا موقع نہ ملتا۔ آپ غور فرماوین کہ استخلاف فی الارض جب ہی معتبر ہوگا کہ اسکو دین سے تعلق ہو ورنہ اصل مین وہ استخلاف فی الارض مطلوب فی الدین ہی نہیں چنانچہ آپ بھی استخلاف یزید وغیرہ کو اس آیہ استخلاف سے خارج کرتے ہین۔ اگر خلافت دین کے اصول یا فروع سے ہی تو جب دین ہر طرح کامل ہوگیا ضرور ہے کہ تعیین خلافت بھی ہو جاوے ورنہ دین کامل نہ ہوگا انصاف سے دیکھئے تو خلافت مطلوبہ سے جسقدر اس آیت کا تعلق ہے آیہ استخلاف کا ہرگز نہیں ہے کیونکہ آیہ استخلاف مین استخلاف متنازعہ باتفاق مفسرین مراد نہین ہے۔ معہذا استخلاف فی الارض کو اس آیہ سے یہہ تعلق کہ آپکی بیضاوی نے اسکے تحت مین باظہار النصر والاظہار علی الادیان کلہا الخ لکھا ہے مگر تعصب آدمی کو مجبور کر دیتا ہے۔ **قال** یہہ جواب تحقیقی دیگر جو ابھی سنا بنشا ہو چکا میر صاحب جواب الزامی پیش کرتے ہین اور اس جواب کی نسبت یاد دلاتے ہین کہ مناظرہ کیوقت بھی پیش کیا گیا تھا۔ **اقول** مین زبانی کہہ چکا ہون پہلے لکھہ چکا ہون کہ خط مین کوئی نیا مضمون نہین وہی باتین جو زبانی گفتگو مین ہوئی تہین یاد دلائی تہین پھر آپکو اسطرح تحریر فرمانا مناسب نہ تہا سنا بنشا جواب لکھتے ہین آپکی تو وہی مثال ہے کہ تنہا پیش قاضی روی راضی آئی۔ آپنے مطلب کا فقرہ ماقبل و مابعد محذوف کرکے لکھہ دیا اپنے زعم مین اسکا جواب دیدیا۔

لطف تو جب تہا کہ اسی آیہ الیوم اکملت آلایہ کے متعلق کل مضمون خط کو لکھکر اور اسکا جواب شافی دیکر ایسا تحریر فرمائی۔ **قال۔ قولہ** خلفاء اربعہ کے بعد کے خلفا اس آیت سے کیونکر خارج ہونگے۔ **اقول**۔ مکرر سہ کرر جتلایا گیا کہ موعودلہم صحابہ مین جو وقت نزول آیت استخلاف موجود تھی پس یزید اور اسکے بعد کے امرا اس آیت سی خارج ہین کیونکہ وہ صحابی نہ ہونیکے سبب موعودلہم ہی نہین ہین۔ **اقول** مکرر سہ کرر بلکہ بار بار سمجہایا گیا تفسیرین دکہائی گئین کہ موعودلہم صرف وہی صحابہ نہین ہین جو وقت نزول آیہ استخلاف موجو تھی بلکہ رسولؐ کریم وصحابہ وتمام امت قیامت تک کہین۔ اور اگر صرف صحابہ ہی موعودلہم ہین اور آپکی زعم کے موافق وہ استخلاف فی الارض جو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ کو حاصل ہوا اس آیہ استخلاف سے خارج ہے تو کونسی آیت کے مطابق ہوا۔ اور اگر موجودین ہی مخصوص ہین تو بارہ خلیفہ جو ہونگے اور جناب قایم آل محمدؐ عجل اللہ ظہورہ کا استخلاف کونسی آیت کے مطابق ہوگا۔ اور اگر یہ استخلاف صحابہ ہی کو مخصوص تہا اور یزید بسبب صحابی نہ ہونیکے اس سے خارج ہے تو باوجود صحابی جلیل القدر مثل ابن عمر وغیرہ کے موجود ہونے کے یہہ صحابہ استخلاف فی الارض سے کیون محروم رہے اور یزید کو کیون حاصل ہوا۔ آپ تامل وغور فرمادین کہ محض استخلاف فی الارض دلیل حقیت نہین تاوقتیکہ منصوص من اللہ والرسول موصوف باوصاف مذکورہ آیہ نہ ہو **قال** دوسرے خداوندکریم نے اس آیت مین استخلاف صحابہ کے بعد کے زمانہ کو اشارہ ومن کفر بعد ذالک سے خودہی الگ کر دیا جسکی تشریح پہلے ہوچکی ہے۔ **اقول** جواب بھی گذرچکا کہ ذالک گو اشارہ بعید ہے مگر بر حکم بولاجاتا ہے۔ اور زمانہ مابعد ادنی مدت سے لیکر مدت دراز تک کو شامل ہے۔ نیز معلوم نہین کہ اشارہ بعید سے آپکی کیا غرض ہے اخر اسکا مشار الیہ کون ہے اگر مفصل تحریر فرمائی تو اسمین گفتگو کیجاتی۔ اگر صحابہ کے بعد کا زمانہ اس سے خارج ہوکر من کفر بعد ذالک مین عموماً داخل ہوگیا تو کوئی بھی خلافت راشدہ نہ رہی گی۔ حالانکہ آپکے بڑے بڑے علماء عمر بن عبد العزیز کو پانچوان خلیفہ راشد لکھتے ہین حضرت صاحب العصر والزمان عجل اللہ ظہورہ کی خلافت

کہان داخل فرمائیگا - اس تحقیق انیق وجودت طبع پر ہزار آفرین ہے - **قال** تیسرے ہمارے یہان احادیث صحاح سے مدت خلافت راشدہ کی مخبر صادق نے ان الفاظ سے خبر دیدی تھی - الخلافت بعدی ثلاثون سنة یعنی خلافت راشدہ میرے بعد تیس سال ہوگی - **اقول** آپ اس حدیث مقبولہ خود کو ہمارے سامنے پیش کرتے ہین حالانکہ پہلے اسبا ہین دو دفعہ لکھا گیا ہے کہ اپسے مقبولہ خود و موضوع حدیث کو ہمارے مقابلہ مین لکھنا فن مناظرہ سے بالکل ناواقفی ثابت کرتا ہی مخبر صادق سے ان الفاظ کا سرزد ہونا سمجھہ مین نہین آتا - اس حدیث کی موضوعیت عقلاً نقلاً صاف ثابت ہی - کیا آنحضرت کی امت مرحومہ صرف تیس سال تک ہی تھی پھر تمام ہوگئی کہ خلافت کی ضرورت نرہی یا آنحضرت کے زمانہ مین دین ناقص رہ گیا تہا کہ وہ اس مدت مین کامل ہوگیا آخر خلفاء ثلثہ نے کیا ہی کیا - ترقی دین اسلام واشاعت با قالیم دیگر کی خصوصیت زمانہ خلفاء ثلثہ سے ہی نہین اور خلفاء و بادشاہان اسلام کے زمانہ مین اُنسے بدرجہا بڑھکر ترقی واشاعت ہوئی یہہ تو کسیقدر عقلی گفتگو تھی - اب نقلی سنئی اور اپنی کتب معتبرہ کو ملاحظہ فرمائی اول تو مدت ہی مین اختلاف ہی حضرت غوث اعظم کی غنیۃ الطالبین اور شاہ ولی اللہ صاحب کی ازالۃ الخفا وغیرہ دیکھئی پھر یہہ تیس ۳۰ سالہ مدت بھی پوری نہین ہوتی - تاریخ الخلفاء سے معلوم ہوتا ہی کہ جنگ حکمین کا امر واقع نہ ہوا تہا جناب امیر علیہ السلام خلیفہ تھی پھر معاویہ کہلانے لگا مگر بعد صلح جناب امام حسن علیہ السلام معاویہ پر اجتماع ناس ہوا اور جب سے معاویہ اصلی خلیفہ ہوگیا - اس درمیانی زمانہ مین نہ جناب امیر علیہ السلام خلیفہ تھی نہ معاویہ - وہ زمانہ خلافت سے خالی رہا - اسصورت مین یہہ تیس برس بھی پورے نہین ہوتے - اگر اپکے علماء کے اقوال اسبا ہین جو نہایت ہی مختلف ومضطرب ہین لکھی جائیں تو طول ہو مگر اسقدر لکھنا ضروری ہے کہ حضرات اہل سنت اس حدیث کو نقل کرکے خود مشکل مین پڑگئے ہین - شرح عقاید نسفی مین دیکھئی ترجمہ ہی لکھا جاتا ہی علامہ تفتازانی یہہ حدیث لکھکر لکھتے ہین کہ یہہ مشکل ہے کیونکہ امت سے اہل حل و عقد خلفاء عباسیہ وبعض مروانیہ مثل عمر بن عبد العزیز متفق تھی - پھر خود ہی اسکا جواب

دیتے ہیں کہ شاید یہہ مراد ہو کہ خلافت کاملہ تیس برس تک ہو بعد میں کبھی ہو — نہ ہو سبحان اللہ کیا
جواب ہے۔ حضرات اہل سنت کا یہہ ہی حال ہے کہ اول اپنے مطلب کے موافق ایک روایت بنائی ہیں
جب اس سے کام نہیں چلتا تو ایسی بیہودہ تاویلیں کرتے ہیں۔ حضرات اہل سنت حضرت امام حسن علیہ السلام
کی معاویہ سے صلح کی وجہ یہہ لکھتے ہیں کہ چونکہ خلافت راشدہ کی مدت ختم ہو چکی تھی حضرت نے صلح فرمائی۔
گوجہ غوث اعظم صاحب وغیرہ نے معاویہ کو خلیفہ حق و امام صدق فرما کر اور مدت خلافت بڑھا کر
اس توجیہہ غیر وجیہہ کو باطل کر دیا ہے۔ فرمائی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس حدیث پر کیا عمل
فرمایا۔ کیا معاذ اللہ وہ بھی ملک عضوض کے خواہاں تھے اور اسکی طلب میں شہید ہوئے۔ جناب سید الشہدا
روحی فداہ نے اس حدیث کی موضوعیت ہی ثابت نہیں فرمائی بلکہ کل اصول موضوعہ خلافت اہل سنت کو باطل
کر دیا اگر اجماع وغیرہ سے خلافت ثابت ہوتی اور اہل سنت کا یہہ عقیدہ کہ لا ینعزل الامام بالفسق والجور یعنے
امام بدکاری و ظلم سے معزول نہیں ہوتا صحیح ہوتا تو جناب سید شہدا یزید کی خلافت کیوں نہ مانتے۔ معہذا
یہہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں ہے۔ آپکو تو فن مناظرہ دانی کا دعوی ہے ایسی حدیث موضوعہ و مقبولہ خود خصم کے
سامنے پیش کرنا اس فن سے ناآشنائی محض ثابت کرنا ہے **قال** چوتھے جواب یہہ ہے کہ خداوند کریم نے صحابہ سے
وعدہ خلافت فی الارض فرمایا چونکہ صحابہ موعود لہم تھے اگر بفرض محال اُنکے وقت میں اُورانکیواسطے یہہ
وعدہ ثابت نہو تا تب معاذ اللہ تخلف وعدہ لازم آتا اور جب یہہ وعدہ انکے زمانہ میں پورا ہو چکا تو ایفا
وعدہ ہو گیا جیسا آیت کما استخلف الذین من قبلہم میں بنی اسرائیل کیواسطے وعدہ پورا ہونیکا ذکر ہے۔ اسکے معنی
یہہ نہیں ہیں کہ بنی اسرائیل بمقابلہ جبابرہ قیامت تک کو خلیفہ ہوے یا ایک نسل کے بعد ضرور دوسری
نسل خلیفہ ہوگی بلکہ صرف ایک نسل میں موعود کا پایا جانا ایفاء وعدہ کیلئے کافی ہے۔ پس ایسا ہی وعدہ جو
صحابہ کے ساتھہ تہا وہ خلافت راشدہ تک پورا ہوا۔ میر صاحب یہہ آپکے الزامی جواب کا تحقیقی جواب ہے
اقول یہہ ہی تو ہم کہتے ہیں کہ وعدہ استخلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحابہ و تمام امت سے ہے
جیسا کہ حضرت موسے کے زمانہ میں بنی اسرائیل اپنے مخالف فرعون پر غالب آئے صحابہ بھی آنحضرت کے زمانہ میں غالب
ہوے اور رسول و صحابہ کے استخلاف کا وعدہ پورا ہوا کیونکہ کسی قوم کا غالب ہونا اسیطرح

ہوا کرتا ہے کہ ایک سردار ہو باقی قوم غالب و فاتح اسکے ماتحت ہو جیسا کہ آپ سابق مین فرما چکے ہین:
اگر بفرض محال جناب رسالت مآب کے زمانہ مین یہہ وعدہ پورا نہ ہوتا تو معاذ اللہ تخلف وعدہ الٰہی
لازم آتا۔ اور آپکو کہینچ تانکر خلفاء ثلثہ کی خلافت کے ثبوت کا کچھہ موقع ملتا اور جب یہہ وعدہ آنحضرت کے
زمانہ مین پورا ہو چکا تو ایفاء وعدہ ہو گیا جیسا کہ آیت کما استخلف الذین من قبلہم مین بنی اسرائیل کیواسطے وعدہ
پورا ہونیکا ذکر ہے اور زمانہ حضرت موسے ہی مین وہ غالب ہوئے اسلئے یہہ معنی نہیں ہین کہ صحابہ صرف
تیس سال تک ہی اس استخلاف کی مستحق ہین۔ بلکہ چونکہ تمام امت کو منہم بھی وعدہ ہے تو جو مومنین صالحین
باوصاف مذکورہ آیہ موصوف ہونگے وہ سب قیامت تک اس وعدہ استخلاف مین داخل ہین۔ اور موعود
لہم مین سے فرد اعلیٰ مین موعود کا پایا جانا ایفاء وعدہ کیلئے کافی ہے پس ایسا ہی وعدہ جو رسول و صحابہ کے
ساتھہ تہا وہ زمانہ رسول کریم مین پورا ہوا اور امت کیلئے قیامت تک کا زمانہ باقی ہے۔ اور یہی ثابت ہو چکا
ہے کہ خلافت راشدہ ظاہری کا آنحضرت سے متصل ہونا ضروری نہیں ہے۔ چونکہ اس آیہ مین استخلاف
امم سابقہ سے تشبیہ دی ہے اور امم سابقہ مین حضرت موسیٰ و حضرت سلیمان و داود علی نبینا و علیہم السلام
کا استخلاف واقع ہوا ہے۔ حضرت موسیٰ جیسا استخلاف آنحضرت کے زمانہ مین واقع ہوا اور چونکہ تمام
امت قیامت تک موعود لہم مین ہے اور جناب صاحب العصر والزمان عجل اللہ ظہورہ منصوص من اللہ
خلیفۃ اللہ ہین حضرت سلیمان جیسا استخلاف بطور تکمیل اس زمانہ مین ہوگا۔ اور جب کہ آنحضرت نے اپنی امت
کو قوم بنی اسرائیل سے تشبیہ دی ہے اور جناب امیر علیہم السلام کو بمنزلہ ہارون فرمایا ہے تو ضرور ہے کہ جو حضرت
موسے کی غیبت مین حضرت ہارون کا حال ہوا تہا وہی جناب امیر کا حال ہو ورنہ معاذ اللہ مخبر صادق
کی پیشین گوئی کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اور مخبر صادق کی تصدیق اس صورت مین ہے جو ہم لکھ چکے ہین
کہ جسطرح قوم بنی اسرائیل نے حضرت ہارون کا حکم نمانا اطاعت نکی اس امت نے بھی جناب
امیر کی اطاعت نکی۔ اگر تشبیہ کا خیال ہے تو سب امور مین چاہئے نہ کہ محض استخلاف فی الارض سے
مفید مطلب لیلیا فرمائی کہ اجماعی خلیفہ و سقیفہ پردازی بھی پہلے کسی قوم مین ہوئی ہے کتب
تواریخ و سیر موجود ہین نشان دیجئے۔ حضرت پیرجی صاحب یہہ اپکی تحقیقی جواب کا تحقیقی

والزامی جواب ہی غور و انصاف فرمائی - **قال - قولہ** بلکہ ہم تو سورہ الحمد سی ہی خلافت حضرت خلیفہ باطل کرنا شروع کرتے ہین اور غیر المغضوب علیہم کو ساتھہ غضب فاطمہ وغیرہ کے ملا کردہ نتیجہ نکالتے ہین کہ جس سے بطلان خلافت ایک طرف بطلان ایمان ہی ہوجاتا ہی **اقول** آپ بفحوائے اس شعر کے چشم بداندیش کہ برکندہ باد * عیب نماید ہنرش در نظر - اپنی عداوت اور بغض و انکار سی جو کچھہ چاہتے ہین منہہ سی نکالین ورنہ خلفاء اربعہ بالخصوص حضرت صدیق اکبر خلیفہ اول تو الذین انعمت علیہم مین داخل ہین ہمارے اس دعوی کی دلیل کلام الٰہی ہی خداوند کریم الذین انعمت علیہم کی تفسیر دوسری مقام پر اسطرح فرماتا ہی - اولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین منعم علیہم اول درجہ انبیا کو دوئم درجہ صدیقین کو فرمایا - پس حضرت صدیق اکبر قطعی آیت سے نعمت علیہم مین داخل ہوئے اور اسکا انکار انکار قرآن ہی اب رہا ثبوت اسکا کہ حضرت خلیفہ اول صدیق تھے اسکے ثبوت مین اول تو ہم دلیل تواتر پیش کرتے ہین لقب صدیق حضرت خلیفہ اول کیواسطی بمنزلہ علم کے ہوگیا اور تمام انصار و مہاجرین نے اسی لقب سے آپ کو پکارا مہاجرین و انصار کے بعد قرن ثانی تابعین اور اسکے بعد قرن ثالث تبع تابعین مین خلیفہ اول کا نام نامی اسی لقب سی لیتے رہے **اقول** ایکی ایذا دہی اور اہانت پر بار بار افسوس آتا ہی - حیف ہی کہ آپنی خط کے اقوال پراگندہ کرکے تحریر فرماتی اس قول سے پہلا مضمون نقل نفرمایا یہہ تو بطور تفریع لکھا گیا ہی - اس سے پہلی تکمیل الایمان کی عبارت لکھی ہے کہ صاحب کتاب یزید کے بابین اقوال نقل کرکے یہہ قول نقل کرتے ہین و بعضی دیگر گویند کہ قتل امام حسین رضی اللہ عنہ گناہ کبیرہ است چہ قتل نفس مومن بناحق کبیرہ است نہ کفر و لعنت مخصوص بکافران ہست اسکی بعد صاحب کتاب فرماتے ہین اور خط مین بعینہ یہہ عبارت لکھی ہی - ولیت شعری کہ ارباب این اقاویل با حادیث نبوی کہ ناطق اند باآنکہ بغض و ایذا و اہانت فاطمہ و اولاد او رضی اللہ عنہم موجب بغض و ایذا و اہانت رسول اللہ است صلی اللہ علیہم وسلم چہ میگویند و آن سبب کفر و موجب لعن و خلود نار جہنم ہست بلاشک و آیت ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرہ وعد لہم عذابا مھینا - یہہ عبارت لکھکر اور جناب سیدہ

کا غضب و قصد احراق وغیرہ ثابت کرکے یہہ لکہا ہی کہ جب ہمکو آپکی کتب معتبرہ سی یہہ امور ثابت ہوجاوین
توہم کیونکر تسلیم کرین کہ قران شریف سے انکی خلافت راشدہ ثابت ہوسکتی ہے - بلکہ ہم تو سورہ الحمد سی الخ
تعجب ہے کہ ماقبل کا یہہ مضمون قلم انداز فرماکر یہہ قول نقل کیا ظاہر ہی کہ اسکے جواب کی قدرت نہ ہوئی
اورجو کچھہ اسکا جواب لکہا ہی اسکی کیفیت اب کہل جاتی ہی - شروع کلام مین جو اپنے شعر تحریر فرمایا ہی - مناسب
بلکہ لازم تہا کہ اول کوئی ہنر ثابت فرماتے پہر یہہ شعر لکہتے اگر آپ ذرا تامل و غور فرماوین اور احادیث
علی مع القران و ثقلین و من کنت مولاہ الخ وغیرہ کو لولادعا بہ فیہ کے ساتہہ ملاوین اور کچھہ بہی انصاف سے
کام لین تو معلوم ہوجائے کہ واقعہ مین یہہ شعر کسکی ثنا مین شایان ہین - عداوت وغیرہ کا جو آپ ذکر
کرتے ہین آپ خوب جانتے ہین کہ ہمکو کوئی عداوت و بغض و انکار ذاتی نہین مگر چونکہ ہم مامور بہ تمسک
اہل بیت ہین اسلئے انکے دوستون کی جان نثار اور انکے دشمنون سے بیزار ہین - جبکہ آپکی ہی کتب معتبرہ و روایات
صحیحہ سے ہمکو یہہ بات بخوبی ثابت ہوجائے کہ اہل بیت اطہار ان سی عداوت و بغض و انکار یہانتک
رکہتی تہے کہ جناب سیدہ شروع خلافت سی باقی تمام عمر غضبناک رہین کلام تک نکی مہاجرت اختیار فرمائی
حتی کہ جنازہ پر بہی آنیکی اجازت ندی - جناب امیر علیہ السلام کا یہہ ارشاد کہ ہر سہ خلافت مین
خلافت میرا حق تہا نیز سارنی و سرکم یعنی اس خلافت نے مجکو رنجیدہ اور تمکو خوش کیا جیساکہ سابق مین لکہا
جاچکا آپ انصاف فرماوین کہ ہم کیونکر انسے بغض و عداوت و انکار نرکہین - ہم اپنے منہہ سی کچھہ
بہی نہین نکالتے بلکہ جو کہ ثقلین سے ثابت ہی وہی ہم کہتے - اس قول مین آپنے ورنہ خلفاء اربعہ کیونکر
تحریر فرمادیا - کیا ثانی و ثالث کو بہی صدیق کا لقب عطا فرمائیگا - ابہی اس دعوی پر جو کلام
الٰہی سے آپ دلیل لاتے ہین - چونکہ آپ تفسیر بالرای کرتے ہین آپکا اختیار ہی جو چاہی بیان
فرمائی ورنہ لازم یہہ تہا کہ حسب داب مناظرہ بدلیل قطعی انکو صدیق ثابت فرماتے بعد
یہہ دعوی کرکے یہہ آیت تحریر فرماتے تو بجائے خود ہوتا - دیکہی منینے اپنے دعوی کو اپکی صحیح
بخاری کی حدیث سی آیہ قرانی ملاکر ثابت کیا ہی - آپ جوش محبت خلفاء مین زبانی تو
بہت کچھہ لکہتے ہین مگر افسوس ہی کہ ثابت کچھہ بہی نہین کرسکتے لطف یہہ ہی کہ خود ہی اپنے ذہن رسا سے

بدون دلیل ایک دعوی کرتے ہین اور اپنی رائے وقیاس سے اسپر آیت قرانی لاتے ہین پہر فرماتے ہین
کہ اسکا انکار قران کا انکار ہی۔ اجی حضرت خلیفہ صاحب کے صدیقیت آیات و احادیث متفقہ سے
ثابت فرماتے بعد مین یہہ فتوی دیتے تو مضایقہ نہ تہا اسمقام مین ارادہ تہا کہ ایک آیت لکہی جاے مگر
چونکہ ہمارے مخاطب ذہن رسا رکہتے ہین خود ہی سمجہہ جائنگے العاقل تکفیہ الاشارہ۔ ثبوت صدیقیت مین
دلیل تواتر کیا عمدہ لکہی ہے۔ اسکا جواب اسیقدر کافی ہے کہ اگر ایک فریق کا تواتر دوسرے فریق پر حجت
ہو اور خصم کے مقابلہ مین پیش کیا جا سکتا ہی تو چاہیے کہ ہمارا تواتر بہی آپ پر حجت ہو اسبابہین ہمارا
تواتر ملاحظہ فرمائے اگر ایسی ہی دلیل تواتر سے صدیقیت ثابت فرمائی تہے تو ثبوت خلافت کیلیے آیہ
قرانی سے تمسک کی کیون زحمت و تکلیف فرمائی یہہ ہی دلیل تواتر کافی تہی۔ تمام انصار
و مہاجرین کا اس لقب سے پکارنا دلیل سے ثابت کرنا چاہیے تہا اپکا تواتر ہم پر حجت نہین ہوسکتا اور
بالفرض اگر یہہ تسلیم بہی کر لیا جاے تو زمانہ جاہلیت مین مثل عتیق صدیق مشہور تہے اسمین کیا
خوبی ہوتی اگر دین مین خدا و رسول سے یہہ لقب پاتے تو مقام مدح تہا۔ چنانچہ تاریخ الخلفا کی
فصل فی اسمہ و لقبہ وغیرہ مین لکہا ہی۔ واما الصدیق فقیل کان یلقب بہ فی الجاہلیۃ لما عرف
منہ من الصدق ذکرہ ابن مسدی۔ یعنی لیکن صدیق پس کہا گیا ہی کہ جاہلیت مین اس لقب سے
ملقب ہوئے تہے چونکہ انسے صدق جانا گیا تہا۔ اب فخر و مباہات کا کیا موقع ہے۔ عام شہرت کا
جو آپ ذکر کرتے ہین اول تو ہم پر حجت نہین۔ دوم چونکہ حکمت عملی و تدابیر سے بادشاہ ہوگئے
اور دنیادار خوشامدی ہوتے ہین الناس علی دین ملوکہم مشہور ہی۔ وہی لقب جو زمانہ جاہلیت
مین تہا اس سے پکارنے لگے۔ جسطرح کہ خلیفہ رسول و امیر المومنین وغیرہ القاب جناب سیدالوصیین
کی مثل خلافت غصب کر کے حاصل کئی اسیطرح یہہ لقب بہی برعکس مشہور ہوگیا۔ قرون
کا ذکر جو فرمایا ہی آپ غور فرمائے کہ آپکے صحابہ و تابعین وغیرہ یزید و عبدالملک تک کو امیرالمومنین
کہتے رہے اور انکو امام جانتے رہے۔ ایسے دنیاداروں کے اقوال و افعال قابل احتجاج نہین انکا کیا اعتبار
ہی۔ اور جس غرض سے آپ فرماتے ہین یہہ تعجب و حیرت ہی کیونکہ جنکو جناب امیر علیہ السلام جو تحقیق

ذ ان مین بشہادت خلیفہ ثانی کاذب آثم غادر خاین سمجہین وہ کسطرح صدیق ہوسکتے ہین - صحیح مسلم
کی کتاب الجہاد ملاحظہ فرمائی اسمین ایک طویل حدیث مذکور ہی کہ حضرت علی وعباس خلیفہ ثانی کے
پاس آئے اور خلیفہ ثانی نے ایک کلام طویل کی بعد ان حضرات کو مخاطب کرکے فرمایا - صرف
مطلب کا فقرہ لکہا جاتا ہی - فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر رضی اللہ
عنہ انا ولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجئتما تطلب میراثک من ابن اخیک ویطلب
ہذا میراث امراتہ من ابیہا فقال ابوبکر قال رسول اللہ لانورث ما ترکنا صدقہ فرایتماہ
کاذبا آثما غادرا خائنا واللہ یعلم انہ لصادق بار راشد تابع للحق الخ یعنی جب رسول اللہ نے
وفات پائی ابوبکر نے کہا مین ولی رسول اللہ ہون پس تم دو تو آئے اے عباس تو اپنے بہائی فلان کی بیٹی
کی میراث طلب کرتا تہا اور یہہ یعنی جناب امیر اپنی بیوی کی میراث انکے باپ سے طلب کرتا پس حضرت
ابوبکر نے کہا رسول اللہ نے فرمایا ہی کہ ہم ورثہ نہیں دے جاتے جو ترک کرتے ہین وہ صدقہ ہوتا ہی
پس تم دونو نے اسکو یعنی حضرت ابوبکر کو کاذب آثم غادر خاین سمجہا اور خدا جانتا ہی کہ وہ صادق بار راشد
تابع حق تہا - اور یہہ ہی کلمات حضرت خلیفہ ثانی نے اپنی نسبت ارشاد فرمائی ہین - جناب امیر و حضرت
عباس نے اسکے جواب مین کچہہ عذر نہین فرمایا سکوت کیا اور سکوت دلیل تسلیم ہی - اب براہ مہربانی
مشکوٰۃ کی کتاب الایمان کی فصل اول نکالئے اور ملاحظہ فرمائی کہ اسمین یہہ حدیث مسطور ہی - عن
عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا
ومن کانت فیہ خصلۃ منہن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعہا اذا ائتمن خان واذا حدث
کذب واذا عاہد غدر واذا خاصم فجر متفق علیہ - یعنی عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہی کہ رسول اللہ نے
فرمایا چار خصلتیں ہین کہ جسمین وہ چارون خصلتیں ہون وہ منافق خالص ہے اور جسمین انمیں سے
ایک خصلت ہو اسمین ایک خصلت نفاق کی ہوگی جبتک کہ اسکو ترک کرے - وہ چار
خصال یہہ ہین - جب امانت سپرد کیجائے خیانت کرے جب بولے جہوٹ کہے جب عہد
باندہے غدر کرے جب کسی سے جہگڑے فجور کام مین لاتے - اب ان ہر دو احادیث کا انضمام اور نتیجہ

نکالنا آپکی طبع رسا کے حوالہ ہی۔ اصل مین یہہ لقب جناب امیر علیہ السلام کا ہی خوشامدی دنیا طلبون نے خلیفہ اول کا زمانہ جاہلیت کا لقب مشہور کر دیا۔ چنانچہ شیخ عبد الحق صاحب دہلوی ترجمہ مشکوۃ مین فضایل عشرہ مین روایت کرتے ہین عن النبی انہ قال فی علی انہ الصدیق الاکبر۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ والہ نے جناب امیرؑ کے حق مین فرمایا ہی کہ صدیق اکبر وہی ہے۔ تقدیم مسند الیہ حصر کے مفید ہی چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ مین اسکا اعتراف کیا ہی اس حدیث مین جناب رسالت مآب نے مسند الیہ کو مقدم ذکر فرما کر صدیقیت جناب امیرؑ مین منحصر فرمادی۔ شیخ جلال الدین صاحب سیوطی نے اس رسالہ مین کہ اپنی اعلمیت مین لکھا ہی یہہ روایت نقل کی ہے۔ اخرج ابن ابی شیبہ عن علیؑ انہ قال علی المنبر انا عبد اللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق الاکبر لم یقلہا قبلی ولا یقولہا احد بعدی الا کذاب مفتر ولقد صلیت قبل الناس سبع سنین انتہی یعنی ابن شیبہ نے جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے ممبر پر فرمایا مین عبد اللہ ہون مین رسول اللہ کا بہائی ہون مین صدیق اکبر ہون مجہسے پہلے اسکو نہین کہا اور میرے بعد سوائے کذاب مفتری کے نہ کہیگا یعنی آدمیون سے سات برس پہلے نماز پڑہی ہی۔ اور اسیکے قریب حافظ ابو نعیم نے جو علماے اہل سنت سے ہین نقل کی ہے اختصاراً نہین لکہی جاتی اور رسالہ امامت مین مولوی محمد اسمعیل صاحب نے جناب امیرؑ کا قول لکہا ہی جسمین آپنے نفس نفیس کو قرآن ناطق و صدیق اکبر فرمایا چنانچہ شیخ صاحب کے خط کی جواب مین مفصل عبارت آئیگی۔ ان روایات سے بصراحت تمام واضح ثابت ہی کہ جناب امیر علیہ السلام کے علاوہ سوائے کاذب و مفتری کے صدیق نہین کہلا سکتا۔ علاوہ ازین فخر رازی و ثعلبی و احمد بن حنبل نے اپنی مسند مین و ابن شیرویہ نے فردوس الاخبار مین اور ابن مغازلی و ابن نجار و سیوطی نے نقل کیا ہی کہ الصدیقون ثلثۃ حبیب النجار مومن آل یسین و حزقیل و علی ابن ابیطالب وھو افضلہم چنانچہ بنظر اختصار سیوطی کی عبارت نقل کیجاتی ہے۔ تفسیر درمنثور مین سورہ یس کے اول مین یہہ عبارت مسطور ہی۔ اخرج ابن النجار فی تاریخہ عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقون

ثلثہ حبیب النجار مومن ال فرعون وحبیب النجار صاحب آل یسین وعلی ابن ابیطالب واخرج
ابونعیم وابن عساکر والدیلمی عن ابی یعلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقون
ثلثہ حبیب النجار مومن ال یسین الذی قال یاقوم اتبعوا المرسلین وحزقیل مومن
ال فرعون الذی قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وعلی ابن ابیطالب وھو افضلھم۔
یعنی ابن النجار نے اپنی تاریخ مین بروایت ابن عباس نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ نے
فرمایا کہ صدیق تین ہین۔ حبیب النجار مومن ال فرعون وحبیب النجار صاحب ال یسین وعلی ابن
ابیطالب اور ابونعیم وابن عساکر و دیلمی نے ابی یعلی سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ نے فرمایا صدیق
تین ہین حبیب النجار مومن آل یسین جسنے کہا اے قوم مرسلین کی متابعت کرو اور حزقیل مومن ال
فرعون جسنے کہا کیا تم اس مرد کو قتل کروگے جو یہہ کہتا ہی کہ اللہ میرا رب ہی۔ اور علیؑ ابن ابیطالب اور وہ
انسے افضل ہین۔ یہہ روایتین باواز بلند کہہ رہی ہین کہ صدیقیت کل تین اشخاص مین منحصر ہے
اور بمقتضای ہو افضلھم صدیقیت کبری ذات اقدس جناب امیرؑ ہی سے مخصوص ہی۔ پس اسکا
اطلاق حضرت خلیفہ اول پر سوائے خوشامدی دنیاداروں کی کون کرسکتا ہی اور بغیر مصلحت کی کیونکر
جایز ہوسکتا ہی۔ بلکہ صریح جناب رسالت ماب وجناب امیر علیہ السلام کی مخالفت ہی۔ اور
نیز مشکوۃ مین لکھا ہی۔ عن عایشہ قالت مر النبی بابی بکر وھو یلعن بعض غلمانہ فالتفت صلی اللہ
علیہ وسلم الیہ فقال لعانین وصدیقین کلا ورب الکعبہ۔ یعنی حضرت عایشہ سے روایت ہی کہ
نبی صلی اللہ علیہ والہ حضرت ابوبکر کے پاس سی گذرے اور حضرت ابوبکر اپنی کسی غلام کو لعنت کر رہے
تھی۔ پس حضرت انکی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم لعنت کرنے والی اور صدیق
جمع نہین ہوسکتے۔ شیخ عبدالحق صاحب نے اسکی شرح مین لکھا ہی۔ ارادانہ لایجتمع الصدیقیۃ
واللعانیہ۔ یعنی انحضرتؐ کی یہہ مراد ہی کہ صدیقیت ولعانیت جمع نہین ہوتے۔ اس حدیث سے
صاف ثابت ہی کہ خلیفہ اول کا یہہ لقب زمانہ جاہلیت کا تھا خدا ورسول کیطرف سی عطا نہ ہوا تھا
تب ہی تو انحضرت نے تعجبانہ یہہ فرمایا کہ لعانین وصدیقین کلا ورب الکعبہ۔ جسکی شرح میں عبدالحق

صاحب نے لکہا کہ صدیقیت و لعانیت جمع نہین ہو سکتے۔ پس بحمد اللہ کہ اس روایت کتاب
اہل سنت سے واضح ہے کہ حضرت خلیفہ اول بتصریح جناب رسالتمآب صدیق نہ تھے۔ اور یہہ
لقب زمانہ جاہلیت کا ہے مشہور ہو گیا تہا۔ روایت سابقہ سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ کل دنیا مین تین
صدیق گذرے ہین اور افضل انمین صدیق اکبر جناب امیر علیہ السلام ہین۔ جبکہ جناب رسالت
مآب یہہ تصریح فرماوین اور بشہادت حضرت خلیفہ ثانی صدیق اکبر یعنی جناب امیر علیہ السلام
خلیفہ اول کو خاص وضع حدیث و مسئلہ توریث مین کاذب غادر خاین آثم سمجہین تو مومن
و متمسک ثقلین کا ہرگز کام نہین کہ انکو صدیق کہے۔ **قال** اگر شرذمہ قلیلہ اتباع عبد اللہ بن سبا
انکار کرین تو یہہ امر دلیل تواتر کیلئے مضر نہین۔ **اقول** یہہ تبیرا ہے کہ خلاف معاہدہ آپسے سرزد ہوا
شروع مناظرہ مین آپنے یہہ شرط کی تہی کہ کوئی بات ایسی نہ ہو کہ موجب دل آزاری طرفین ہو یہہ درشت
کلامی تہذیب کے خلاف آپنے فرمائی ہم سے عہد کے خلاف نہین کیا جاتا اسلئے اسکے جواب مین بجز سکوت
کیا لکہا جاے۔ آپ بہ تقلید صاحب تحفہ ایسا لکہتے ہین اگر تحفہ کے پہلے باب کو بغور مطالعہ فرماوین
تو معلوم ہو جائے کہ وہ حضرت بدون دلیل بطور قصہ دکہانی جو دل مین آتا ہے محض بغض و عداوت
سے لکہے جاتے ہین چنانچہ اس باب کی آخر مین خود اپنی تحریر پر اشارہ فرماتے ہین۔ و آنچہ درین باب
گذشتہ است اگرچہ بظاہر افسانہ محض و قصہ خوانی صرف می نماید لیکن عاقل را باید کہ از لا
طایل نشمارد و بر ہمہ را در حافظہ خود نگاہ دارد کہ در ہر لفظ او نکتہ ایست بکار و در ہر قصہ او حکمتے است
اشکار کہ در ابواب آئندہ بران تنبیہ کردہ خواہد شد۔ ہماری کتب عقاید کو ملاحظہ فرماو کہ
فرقہ سبائیہ کن فرقون مین شمار ہوا ہے۔ دیکہو کہ عبد اللہ بن سبا سے جناب امیر علیہ السلام نے کیا سلوک
فرمایا ہے۔ حیف ہے کہ بدون تحقیق آپنے ایسا سخت کلمہ لکہہ دیا مگر آپ ہی کیا کرین آپکے علما کا بہی یہہ ہی
حال تہا۔ تاہم آپکی تہذیب سے بعید ہے۔ اگرچہ اسکا جواب ترکی بہ ترکی ایسا دے سکتے ہین کہ اپکو بہی لطف
آجائے مگر مناسب نجانکر اسکا جواب سکوت ہی کافی ہے۔ شرذمہ قلیلہ کا جواب سنئے آپ جانتے ہین
کہ کثرت و قلت باعث مدح و ذم نہین کیا آپنے گلستان مین یہہ شعر۔ آبگینہ ہمہ جا یابی ازین قدرش نیست

لعل بدشوار بدست آید ارزان ست عزیز۔ مطالعہ نہین فرمایا۔ قران شریف کی تلاوت فرمائے اکثر جا انکو قلیل وکثیر کا حال معلوم ہوجائیگا بطور نمونہ ایکدو آیتین لکھی جاتی ہین۔ فقلیلا ما یومنون بل اکثرھم لایومنون۔ کم من فیہ قلیلۃ غلبت فیہ کثیرۃ باذن اللہ۔ ومنھم المومنون واکثرھم الفاسقون۔ خداوند تعالی توفیہ قلیلہ کی مدح اور اکثر کے دم فرماتا ہے آپ اپنی کثرت پر کیون نازان ہین۔ بعد وفات جناب رسالت مآب شرذمہ قلیلہ ہی گوشہ نشین رہا اور وصیت رسول پر عمل فرمایا۔ معرکہ کربلا مین شرذمہ قلیلہ ہی نے سبط اصغر فرزند ساقی کوثر پر جان قربان کی یہہ شرذمہ قلیلہ خود اہل بیت وشیعیان اہل بیت ہین جناب رسول خدا نے اہلبیت کی پیروی کا حکم دیا ہے اور اشارۃ وکنایۃ انکی قلت کی بھی خبر دی ہے۔ چنانچہ کنز العمال مین ہے۔ یا عمار ان رایت علیا قد سلك وادیا وسلك الناس وادیا غیرہ فاسلك مع علی ودع الناس انہ لن یدلك علی ردی ولن یخرجك من الھدی۔ یعنی اے عمار اگر تو دیکھے کہ علی ایک وادی مین جاتے ہین اور تمام آدمی انکے سوا اور وادی مین جاتے ہین تو تو علی کے ہمراہ ہو اور آدمیونکو چھوڑ دے بیشک وہ تجکو ہلاکی کیطرف دلالت نکریگا اور ہدایت سے نہ نکالیگا۔ اب انصاف فرماوین کہ جب آپکی صحیح مسلم جیسی کتاب سے اپکی حضرت خلیفہ ثانی جیسے کی شہادت سے ہمکو تحقیق ہوجاتے کہ جناب امیر علیہ السلام خلیفہ اول کو کاذب وغادر وغیرہ جانتے تھے تو رسول اللہ کے اس فرمان واجب الاذعان کی خلاف جناب امیر کی وادی کو ترک کرکے ان اکثر کی کیونکر متابعت کرین کہ انہین سے یزید وعبد الملک تک کو امیر المومنین وامام جانتے ہین **قال** اب ثبوت تواتر کے بعد ہمکو سندات نقلیہ کے پیش کرنیکی حاجت نتھی تاہم اتماما للحجۃ وافحاما للخصم حضرات شیعہ ہی کی کتابون سے نقل کیا جاتا ہے **اقول** اس تواتر کو بدلیل ہم پر حجت ثابت کرکے یہہ لکھنا مناسب تھا۔ آپنے تو تواتر بھی ثابت نکیا۔ آپ تو تحفہ کے پہلے باب کیطرح قصہ کہے جاتے ہین زبانی جمع خرچ سب کچھہ ہے اصل مین کچھہ بھی نہین **قال** منہج المقال مین لکھا ہے صدیق اور ثانی اثنین اذھما فی الغار ابوبکر کا لقب ہے۔ **اقول**۔ حضرت کس فصل وکس باب وکس حرف مین لکھا ہے۔ نام کتاب کے وہ مقامات جو آپکے دعوی ہے

مناسبت رکھتی ہین بغور تمام دیکھی گئی کہین اس مضمون کا پتہ نہین نشان نہین اسکو معلوم ہی
منہج المقال کس علم مین ہی - حضرت یہہ کتاب احوال رجال کی تحقیق مین ہے اسمین کل گیارہ
ابو بکر ہین مگر ابو بکر بن ابو قحافہ انمین ہرگز کوئی نہین ہے - اور نہ کسیکا لقب صدیق و ثانی اثنین
اذ ہما فی الغار لکھا ہی - تعجب ہی کہ آپنے ایسے معروف و مشہور کتاب کا نام کیون لکھہ دیا کہ دست
یاب ہوگی اور عند المعاینہ آپکا حوالہ غلط ثابت ہو اکسی نجاح السالکین جیسی کتاب کا حوالہ لکھنا چاہئی تہا
کہ مثل عنقا معلوم الاسم و مجہول الجسم ہی اور معلوم الاسم بھی انہین حضرات کے نزدیک ہی جنہون نے
یہہ نام ایجاد کیا ہی - براہ عنایت فصل باب کا نشان عطا ہو اور اصل عبارت منہج المقام کی تحریر ہو

قال اور کشف الغمہ کی روایت تو مشہور ہی ان الامام ابا جعفر محمد الباقر سئل عن حلیۃ
السیف ہل یجوز فقال نعم یجوز قد حلی ابو بکر الصدیق سیفہ بالفضہ فقال السائل
اتقول ہکذا فوثب الامام وقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل لہ
الصدیق فلا صدقہ اللہ فی الدنیا والاخرۃ - ترجمہ - کسی نے حضرت امام باقر سے پوچہا تلوار
پر چاندی لگانا درست ہی یا نہین آپ نے فرمایا ہان درست ہی اسواسطے کہ ابو بکر صدیق نے اپنی
تلوار کو چاندی لگائی سائل نے کہا کیا آپ ایسا یعنی ابو بکر صدیق کہتے ہین پس امام اپنی جگہہ سے
اچہل پڑے اور فرمایا وہ اچھے صدیق ہین وہ اچھے صدیق ہین وہ اچھے صدیق ہین پس جو شخص
انکو صدیق نہ کہے اللہ اسکو دنیا اور آخرت مین سچا نکرے - **اقول** حضرت پیرجی صاحب
نہایت ہی افسوس و حیرت کا مقام ہی کہ آپ ایک ایسی بات کو جسکا جواب مسکت دے چکا ہون
بار بار لکھے جاتے ہین کتاب کشف الغمہ منگا کر یہہ روایت آپکو دکہا چکا ہون کہ ابن جوزی کی ہے
ہماری نہین ہے - اگر صاحب کتاب مثل روایات ابن جوزی سے خاص اس روایت
کو نقل کرتے تب بھی کچھ جائے گفتگو ہوتی اگرچہ اسکا جواب بھی دیا جاتا چونکہ صفوۃ الصفوہ
ابن الجوزی کی کتاب سے ایک طویل عبارت نقل کی ہی اسی ضمن مین یہہ روایت بھی ہے
اسمین کوئی موقع و محل گفتگو کا ہی نہین - مولانا علی ابن عیسی اربلی نے خطبہ کشف الغمہ مین

تصریح فرمادی ہی کہ اکثر مضامین اس کتاب مین کتب جمہور سی نقل کیی گئی ہین - چنانچہ فرماتی ہین
اعتمدت فی الغالب النقل من کتب الجمہور لیکون ادعی الی تلقیہ بالقبول و بوافق رای
الجمیع متی رجعوا الی الاصول ولان الحجۃ متی تام الخصم بہ تشہید ہا والفضلۃ منی ھنض الحا لف
باثباتہا و لقیدہا کانت اقوی یدا و احسن اثرا الخ اور وہ عبارت جو صفوۃ الصفوۃ ابن الجوزی
سی نقل کی ہے جسمین یہہ روایت ہی اسکی شروع مین فرماتے ہین - قال الشیخ ابو الفرج عبد الرحمن
بن علی بن محمد بن الجوزی فی کتاب صفوۃ الصفوۃ ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن
ابیطالب الخ امام ہمام کا حال بیان کرتے ہین - اور بمزید احتیاط تاکہ مجال اشتباہ نہ ہو اس عبارت کے
آخر مین لکھہ دیا ہی کہ آخر کلام ابن الجوزی فی ہذا الباب - حضرات اہل سنت کا حوصلہ و جرات
ملاحظہ ہو کہ ایسی روایت سی ہم پر حجت لاتے ہین یہہ بعینہ ایسا ہی احتجاج ہی کہ کوئی کہو قران شریف
بھی اسلام کے مخالف باتو پر شامل ہی کیونکہ اسمین ان الذی ارسل الیکم لمجنون وغیرہ لکھا ہے
باوجودیکہ حضرت پیرجی صاحب کو اصل کتاب منگا کر اول سے آخر تک کل روایت دکھادی
گئی تعجب ہی کہ پھر اسکا ذکر کئی جاتے ہین - کیون حضرت اتمام حجت و افحام خصم اسیکو کہتی ہین دو روایتین
تحریر فرمائین ایک کا اس کتاب مین نشان تک نہین جسکا حوالہ دیا ہی دوسری روایت کی یہہ
کیفیت ہی اگر اور کوئی صاحب بہ تقلید صاحب تحفہ لاعلمی مین یہہ روایت لکھتی تو چندان محل تعجب
نہ تہا حیرت تو یہہ ہی کہ ہماری شفیق حضرت پیرجی صاحب کے نام سی یہہ رسالہ منسوب ہی اور وہ کتاب
کشف الغمہ دیکھہ چکی ہین پھر اس رسالہ مین یہہ روایت کیون لکھی گئی عجب نہین کہ پیرجی صاحب نے
یہہ حال بیان کیا ہو مگر کمیٹی نے منظور نکیا ہو گا **قال** اس ثبوت کے بعد کہ حضرت صدیق اکبر الذین
انعمت علیہم سے ہین - یہہ امر واضح ہو گیا کہ جو شخص عداوت اور تعصب کی سبب المغضوب
علیہم کیطرف انکو نسبت کرے وہ خود مغضوب الرب اور محرفین آیات قرانی سے ہی - **اقول**
اسکا ثبوت آپسے اور اپکی امثال سے محال ہے - بلکہ ہم برخلاف اسکے کتب معتبر اہل سنت سی بخوبی
ثابت کر چکے اور اس تواتر کی بیخ و بنیاد اکہاڑ چکے - اس ایکی دلیل سے جناب امیر علیہم السلام نے

بیشک الذین انعمت علیہم مین داخل ہین یہ ہر چونکہ خط مین اپنا دعوی حدیث بخاری سے لفہم آیہ
قرآنی ثابت کیا تہا اور اسکے جواب مین صاحب رسالہ نے کچھہ بھی نہین لکہا اور غضب جناب سیدہ
کا جو جواب دیا ہے اسکی قلعی بھی ابھی کہل جاتی ہے وہ دعوی بدستور بحال خود باقی رہا بلکہ
تحقیق لقب صدیق سے اسکی اور تائید ہوگی۔ باقی اس قول کا جواب اسیقدر کافی ہے کہ جو شخص
بمضمون حب الشی یعمی و یصم بدون دلیل شرعی آیات قرآنی کو ایسے اشخاص پر کہ جنمین وہ اوصاف
ہرگز نہین ہین محض اپنی راے سے منطبق کرے دراصل وہ خود مغضوب الرب اور محرفین آیات قرآنی
سے ہے اور وہ اس وعید کا مستحق ہے جو واسطے بے سمجہ قران شریف کی تفسیر بیان کرنے والونکے واسطہ وارد
ہوا اور جو دشمنان جناب امیر کو دوست رکھے وہ عاد من عاداہ مین داخل ہے **قال** اور غضبت فاطمة
کا جواب یہہ ہے کہ حضرت خلیفہ اول کو منع فدک مین ایذا حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا منظور نتھی بلکہ خلیفہ
اول نے تو مسئلہ شرعی سنایا۔ **اقول** واہ حضرت کیا انصاف ہے یہہ آپکا قول تو ہم جب مانین کہ
جب کوئی آپکا حق چہین لے نان شبینہ کا محتاج کردے پہر آپ کہین کہ جسنے یہہ کچہہ ہمارے ساتھہ کیا
اسکو ہماری ایذا منظور نہ تہی معلوم نہین کہ مسئلہ شرعی سنانے سے آپکی کیا غرض ہے اگر مفصل لکہتے تو
مفصل جواب لکہا جاتا اب اسیقدر کافی ہے کہ بموجب حدیث ثقلین و حدیث سفینہ آنحضرت نے تو خلیفہ
اول و تمام امت کو اہلبیت سے اخذ مسائل شرعیہ کی ہدایت فرمائی ہے۔ خلیفہ اول کو اہلبیت
کے مسائل شرعی سنانے کا منصب کہان سے حاصل ہوا۔ اس مسئلہ سنانے مین حضرت
خلیفہ اول نے صریح حکم رسول خدا کی مخالفت کی کیونکہ آنحضرت نے تعلیم اہلبیت سے منع
فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ ثقلین پر تقدم نکرو ورنہ ہلاک ہوگے انکو نہ سکہاؤ وہ تم سے داناتر ہین
چنانچہ کنز العمال مین یہہ حدیث مسطور ہے۔ انی لکم فرط وانکم واردون علی الحوض عرضہ ما بین صنعاء الی
بصری فیہ عدد الکواکب من قدحان الذہب والفضة فانظروا کیف تخلفونی فی الثقلین قیل
وما الثقلان یا رسول اللہ قال الاکبر کتاب اللہ سبب طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم فتمسکوا بہ
لن تزالوا ولا تضلوا والاصغر عترتی وانہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض وسالت لہما ذاک
ربی فلا تقدموہما فتہلکوا ولا تعلموہما فانہما اعلم منکم [illegible]

یعنی جناب رسول خدا نے فرمایا مین تم سے پہلے جانے والا ہون اور تم وارد ہوگی حوض پر جسکا عرض صنعا سے بصرہ تک ہی اسپر بعد دکو اکب چاندی سونے کے پیالی رکھی ہوئے ہین پس دیکھو کہ میرے بعد ثقلین سے کیونکر سلوک کرتے ہو کہا گیا یا رسول اللہ ثقلین کیا ہی آپنے فرمایا ثقل اکبر خدا کی کتاب ہی واسطہ ہی تم مین اور خدا مین پس اس سے تمسک کرو ہرگز اسکا تمسک نہ چھوڑو اور گمراہ نہ ہو۔ اور ثقل اصغر میری عترت ہی اور یہہ دونو ہرگز جدا نہ ہونگے حتی کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہون اور مین ان دونونکیواسطے اپنی رب سے اس امر کا سوال کیا ہی پس تم تقدم نکرو ان دونوپر اگر تقدم کروگے ہلاک ہوجاوگے اور تم انکو نہ سکہلاو کیونکہ وہ تم سے زیادہ جاننے والے ہین۔ اور نیز سمہودی نے جنکی توثیق گذر چکی ہے جواہر العقدین مین اس روایت کو کتاب الموالاۃ ابن عقدہ سے نقل کیا ہے اور اسکی آخر مین یہہ ہے کہ الاکبر کتاب اللہ سبب طرفہ بید اللہ وطرف بایدیکم فاستمسکوا بہ ولا تضلوا ولا تبدلوا وعترتی فانی قد نبانی اللطیف الخبیر ان لا یتفرقا حتی یلقیانی الخ۔ یعنی ثقل اکبر کتاب اللہ ہے تم مین اور خدا مین واسطہ ہی پس اس سے تمسک کرو اور گمراہ نہ ہو اور اسکو نہ بدلو۔ اور میری عترت پس تحقیق مجکو لطیف خبیر نے خبر دی ہے کہ یہہ دونو جدا نہ ہونگے جبتک مجھسے ملین ان روایات سے بصراحت ثابت ہی کہ جناب رسالت مآب نے اہلبیت پر تقدم کرنے سے تمام امت کو منع فرمایا ہی اور جو انپر تقدم کرے اسکے لئے ہلاکت کے وعید فرمائی ہے اور لوگونکو اس سے بھی منع فرمائی ہی کہ اہلبیت کو کچھہ تعلیم نکرین اور اسکی علت انکی اعلمیت بیان فرمائی ہے پس آپ جو فرماتے ہین کہ خلیفہ اول نے اہلبیت کو مسئلہ شرعی سنایا تو غور فرمائی کہ حضرت خلیفہ اول کیواسطے کیا ثابت کرتے ہین ہم سواء اسکے اور کچھہ عرض نہین کرتے۔ اور لا تعلموہم مانہم اعلم منکم صواعق محرقہ مین بھی موجود ہی۔ قال حضرات شیعہ بھی تو اس سے انکار نہین کرسکتے کہ فدک مال فی تہا۔ اور فی کے مصارف کی نسبت خداوند کریم نے خود فیصلہ فرمادیا۔ ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم

ترجمہ جو ہاتھہ لگاوے اللہ اپنی رسولؐ کو بستیون والون سے سو اللہ کیواسطے اور رسولؐ کے اور ناتے والیکے اور بے باپ کے لڑکون کے اور محتاجون کے اور مسافر کے تاکہ نہ آوے لینی دینے مین دولتمندونکے تم مین سے۔ پھر حضرت خلیفۂ اول کسطرح مال فے کو حضرت سیدہؑ کی حوالے فرما دیتے۔

اقول حضرات سنیہ بھی تو اس سے انکار نہین کر سکتے کہ جناب سیدہؑ نے اسی آیت سے تمسک فرماکر دعوی فرمایا تھا چنانچہ بخاری و مسلم وغیرہ مین جو جناب سیدہ کا دعوی لکھا ہی اسمین ہما افاء اللہ علی رسولہ درج ہے۔ پس جب جناب سیدہ کا اس آیت سے تمسک ہوکر مدعی ہونا ثابت ہوگیا تو ہمارے لئے کافی ہے چون وچرا کی گنجایش نہین کیونکہ عترتؑ و کتاب اللہ حسب الارشاد جناب رسالتمآب آپس سے جدا نہین۔ آپ اس آیت کا مطلب کیا سمجھی۔ اللہ جل شانہ نے خود جناب رسول خدا کا اسمین حصہ مقرر فرمادیا ہے۔ جب ہی تو جناب سیدہ نے اسی آیت سے تمسک فرماکر دعوی کیا تھا تعجب وحیرت ہی کہ جو آیت لکھی ہی اسمین صریح رسولؐ کا حصہ موجود ہی جناب سیدہؑ کا دعوی کرنا ثابت پھر آپ بدون کسی دلیل کے کس جرأت سے تحریر فرماتے ہین۔ کہ پھر حضرت خلیفہ اول کسطرح مال فی کو حضرت سیدہؑ کے حوالے فرما دیتے ایسی تحریر کا بھی خیال نہین کاش آیت کا مضمون سمجھا کر اور معاذ اللہ جناب رسول خدا کی حصہ کے اس سے نفی بھی ثابت فرماکر ایسا لکھتے تو مناسب تھا چونکہ کوئی وجہ مال فی کے حوالہ نفرمانے کی نہین لکھی محض زبانی دعوی قابل سماعت نہین اگرچہ اسکی وجہ بقول شخصے معنے شعر فی بطن شاعر ذہن مبارک مین ہی ہوگی مگر قیاسا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آپ بھی بہ تقلید مولوی محمد قاسم صاحب ہدیۃ الشیعہ اسکو وقف سمجھہ گئے ہین انکی نظر ہرگز کتب احادیث و کلامیہ پر نہین ہے چنانچہ وہ خود لکھتے ہین کہ بے ہتیار سپاہی ہون۔ انکی کل بضاعت تحفہ اثنا عشریہ ہی جو کچھہ لکھا ہی اسکا ماخذ تحفہ ہی ہے۔ نئی بات طبع زادی کا وقف ہونا لکھا ہی اور سخت ٹھوکر کھائی ہے محض خیالی پلاو پکائے ہین۔ بدون دلیل و سند جو دل مین اتا ہی لکھی جاتے ہین۔ حضرت پیر جی صاحب اپکو یاد ہوگا کہ بانی گفتگو مین کئی دفعہ انکی غلطی ثابت کردی اور آپ اور اسکے معاون لاجواب ہوگئی۔ تعجب ہی کہ آنے رسالہ مین وہی اپرش کیا

وہ غلط فہمی میں

صاحب ہدیۃ الشیعہ کی اس توجیہ غیر وجیہہ کے بطلان کی لئے خلیفہ اول کا قول ہی کافی ہی۔ حضرت خلیفہ اول صاحب نے اس دعوی کے جواب مین لانورث ما ترکناہ صدقہ فرمایا جس سے صاف ثابت ہی کہ مال فی مین ملکیت جناب رسول خدا کے متحقق ہی کیونکہ ورثہ ملکیت مین جاری ہوتا ہی اگر مال فی مین کچھہ بھی انحضرت کی ملک نہ تہا اور ایت سے اسکا وقف ہونا ثابت تہا تو خلیفہ صاحب کو اس حدیث مرویہ خود کو بیان کرنے کی کیا حاجت تھی صرف آیت فی کا پڑہنا کافی تہا تعجب ہی کہ عترت ثانی ثقلین خود حضرت خلیفہ اول و ثانی و ثالث وغیرہ تو اس سے ملکیت سمجہین وقف انکی خیال مین بھی نہ آئی اور تیرہوین صدی مین مولوی محمد قاسم صاحب اسکو وقف سمجہین۔ حضرات کو خلفا کی حمایت و رعایت مین خلفا کے اقوال و افعال کی تکذیب کا بھی خیال نہین۔ اگر اسبابہین کچھہ تفصیل لکھی جائے تو طول ہو۔ اسلئی صرف اسقدر لکہنا مناسب ہی کہ رسولؐ فرماتے ہین کہ مجکو لطیف خبیر نے خبر دی کہ ثقلین آپس سے تاقیامت جدا نہونگے عترت بہ تمسک اسی آیہ قرانی کے دعویدار ہین خلیفہ صاحب نے بھی اس دعوی کو تسلیم کیا مگر بندہی کے لئی ایک حدیث مسموعہ خود بیان فرمائی۔ اور اپکے اور مولوی محمد قاسم صاحب کی تقریر دلپذیر سے افتراق ثقلین و تکذیب قول خلیفہ اول لازم اتی ہے۔ فرمائی کہ ہم کسکو سچا سمجہین۔ بعد ترجمہ کے جواب فرماتے ہین کہ پہر حضرت خلیفہ اول کسطرح مال فی کو حضرت سیدہ کے حوالے فرما دیتی اگرچہ اپنی اس تحریر مین خوف خدا نکرکے نہایت ہی جرات و بیباکی فرمائی ہے مختصر اسکے جواب مین اسیقدر گذارش کافی ہے کہ خلیفہ ثالث نے اس فدک کو جو مال فی ہی تمامہ مروان کی کسطرح حوالہ فرما دیا تہا۔ مرقاۃ کی کتاب الجہاد فصل ثالث باب الفی ذکر فدک مین یہہ لکہا ہی۔ ثم اقطعھا مروان ای فی زمن عثمان والمعنی جعلھا قطیعۃ لنفسہ و توابعہ والقطیعۃ الطائفۃ من ارض الخراج یقطعھا السلطان من یرید انتھی۔ یعنی اس فدک کو مروان نے زمانہ عثمان مین جاگیر بنالیا اور مطلب یہہ ہی کہ اسکو اپنی ذات اور توابعین کے لئی قطیعہ کیا اور قطیعہ اسکو کہتی ہین کہ ارض خراج مین سے سلطان جسکے لئی چاہی جدا کردے۔ اور شرح موطا تصنیف ملا علی قاری کی کتاب الفرائض باب النبی لا یورث مین حدیث ورثہ و اموال بنی نضیر و فدک کا مصرف بیان کرکے اخر مین لکھا ہی

فلما صارت الی عثمان استغنی عنہا بمالہ فاقطعہا مروان وغیرہ من اقاربہ فلم یزل فی ایدیہم حتی ردہا عمر بن عبد العزیز۔ یعنی جب عثمان کے پاس پہونچا وہ اپنی مال کے سبب سے اس سی غنی تھے جاگیر دیا مروان وغیرہ اپنی رشتہ داروں کو اور انکے پاس رہا یہانتک کہ عمر بن عبد العزیز نے اسکو رد کیا۔ اور کتب معتبرہ اہلسنت مین بھی یہہ جاگیر دینا مسطور ہے۔ بنظر اختصار اسیقدر کافی ہے۔ حضرات ناظرین منصف آمین ملاحظہ فرماوین کہ جناب سیدہ بضعہ رسول اللہ نے جنکی ایذا و غضب خدا و رسول کی ایذا و غضب ہے ہر طرح یعنی بطور ورثہ و ہبہ حضرت خلیفہ اول کے سامنے دعوی پیش کیا آیات قرانی و شہادت وغیرہ سے ثابت کیا اور خلیفہ صاحب نے کچھہ بھی اسمین سے جناب سیدہ کو ندیا اور انکی ایذا و غضب کو امر سہل سمجھا حضرت خلیفہ ثالث نے مروان جیسے مردود رسولؐ و شیخین کو جاگیر مین عطا فرمایا۔ حضرت خلیفہ اول کے نزدیک جناب سیدہ کی قدر مروان جیسے بھی نزدیک خلیفہ ثالث کی نہ تھی۔ اگر جناب سیدہ بتحقیق قران دعوی فرماوین تو حضرات اہل سنت آیہ ما افاء اللہ علی رسولہ الایہ پڑہکر جسمین بصراحت حصہ رسول خود خداوند تعالی نے مقرر فرمایا ہی فرماوین کہ پہر حضرت خلیفہ اول کسطرح مال فی کو حضرت سیدہ کی حوالہ فرمادیتی۔ گویا معاذ اللہ جناب سیدہ کا دعوی خلاف قران تہا۔ اور حضرت خلیفہ ثالث جنکا آیہ وافی ہدایہ سی کسیطرح کا حصہ نہین ہی مروان مردود رسولؐ و شیخین اور اپنی اقارب کو جاگیر بخشین تو اس آیہ کے مطابق عمل فرماوین کیون حضرات یہہ ہی انصاف وایمان و اسلام کے معنی ہین۔ حقیت اور بطلان مذہب کے لئی ایک یہہ ہی مقدمہ کافی ہے۔ کتاب اللہ مین ورثہ انبیا موجود عترت رسولؐ اللہ مدعی صرف ایک حدیث سی جسکے خود حضرت خلیفہ اول راوی ہین اور اس مقدمہ کے پیش ہونے سی پہلے کبھی کسینے نہ رسول اللہ سی نہ خود حضرت خلیفہ اول سے سنی تھی قران بالائے طاق رکھا جائے عترت کا دعوی معاذ اللہ خلاف قران ہو۔ خلیفہ ثالث اسی مال کو اپنی اقارب کو جاگیر عطا فرماوین تو کوئی سنئے چون و چرا انکے بلکہ اسکی توجیہات کی جائین تعجب ہی کہ ایک ہی فعل ایک خلیفہ کا جو منت رسولؐ اللہ کا حق دینا تہا خلاف قران ہو اور وہی فعل دوسرے خلیفہ کا یعنی اس زمین کا اپنی اقارب کو جاگیر بخشنا مطابق قران ہو جسمین کچھہ

بھی عقل و انصاف و دینداری کی بو ہوگی وہ سمجھہ جائیگا کہ اصل بات کیا تھی - الغرض حضرات اہل سنت کے نزدیک خلفاء کے اقوال و افعال کے سامنے کتاب اللہ و عترت رسول اللہ کی کچھہ وقعت نہین

قال دوسرے انبیا کے مال و عقار مین ارث جاری نہین ہو سکتا - اہل سنت کے یہان تو حدیث لا نورث ما ترکناہ صدقۃ - ترجمہ - ہمارا ورثہ نہین بٹتا جو ہم چھوڑ جایئن وہ صدقہ ہے مسلم ہی ہے - **اقول**

اس آپکے دوسرے قول نے پہلی قول کو باطل کر دیا کیونکہ اگر فدک وغیرہ مال نے حضرت کی ملک نہ ہوتا تو حضرت خلیفہ اول کو اس حدیث کی سنانے کی کیا ضرورت تھی - تعجب ہی کہ یہہ رسالہ کمیٹی نے لکھا بڑے بڑے ذکی و مناظرہ دان اسکے مولف ہین باایںہمہ اپنی بات بھی یاد نہین رہتی نہین سمجھتے کہ ہم کیا کہتے ہین - قول اول مین ایک دعوی کرتے ہین دوسرے قول مین اسکو باطل کر دیتے ہین سچ ہے حق کی یہہ ہی علامت ہی - حضرت عقل سی کام لیجو اس قول اول مین تو صاف اقرار کر لیا کہ جسکا جناب سیدہ نے دعوی فرمایا تہا وہ حضرت کی ملک تہا - رہی یہہ حدیث چونکہ صریح کتاب اللہ کی مخالف ہی اور راوی بھی اسکے صرف حضرت خلیفہ اول ہی ہین جنکی تکذیب عترت رسول اللہ فرماتی پایہ اعتبار سی ساقط ہی تاریخ الخلفاء وغیرہ مین لکھا ہی - عبارت تاریخ الخلفاء کی یہہ ہی - قالت اختلفوا فی میراثہ فما وجدوا عند احد من ذلک علما فقال ابو بکر سمعت رسول اللہ صلعم یقول انا معشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ - یعنی آنحضرت کی میراث مین اختلاف کیا پس کسیکے پاس اس سی علم نپایا حضرت ابوبکر نے کہا مینی رسول اللہ کو سنا ہے کہ وہ فرماتی تھی ہم انبیا کے گروہ کا ورثہ نہین بٹتا جو چھوڑتے ہین صدقہ ہوتا ہی - جس سی صاف ثابت ہی کہ اس حدیث کا سوائے خلیفہ اول کسی صحابی کو علم نہ تہا چونکہ اس حدیث مین خلیفہ اول منفرد ہیں اور خود حاکم ہین اسلئے محض اپنی سماعت سی حکم جایز نہ تہا - چنانچہ بخاری نے اپنی صحیح کی کتاب الاحکام باب الشہادہ تکون عند الحاکم مین اہل حجاز کا قول لکھا ہی کہ حاکم اپنے علم سے حکم نہین کرتا بخیال اختصار اشارہ ہی کافی ہے - اور اسی باب مین قاسم کا قول کہ علماء اہلسنت سے ہے نقل کیا ہی مطلب اسکا یہہ ہی کہ حاکم کو علم سے حکم کرنا اسلئے مناسب نہین کہ اسپر بدگمانی کا سبب ہوگا - تو بعض

جناب امیرؑ حدیث مرویہ خلیفہ اول را از قرآن رد فرمودند

اہل عراق مثل ابوحنیفہ وانکے اتباع نے اگرچہ تحریر کیا ہی کہ حاکم اپنی علم سے حکم کرے مگر یہہ شرط لگائی کہ اس امر کا
علم اسکو اسی مجلس قضا میں حاصل ہوا ہو نہ اس سے پہلے چنانچہ بخاری نے لکھا ہی۔ قال بعض اہل
العراق ما سمعه او راٰه فی مجلس القضاء قضی به وما کان فی غیره لم یقض الا بشاهدین۔ یعنی بعض
اہل عراق نے کہا ہی کہ جو کچھہ مجلس قضا مین سنا ہو یا دیکھا ہو اس سے حکم کرے اور جو غیر مجلس قضا مین
سنا یا دیکھا ہو اسپر بغیر دو گواہونکے حکم نکرے اسلئے حضرت خلیفہ اول کو اپنی سنی ہوئی حدیث پر عمل جایز
نہ تہا چنانچہ حضرت خلیفہ ثانی نے اپنی علم سے آیہ رجم قران شریف مین تحریر نفرمائی بخاری کی کتاب
حدود مین صدر حدیث فلتہ یعنی کیفیت انعقاد خلافت خلیفہ اول ملاحظہ فرمائی۔ اور یہہ حدیث کیونکر صحیح ہو سکتی
ہی کہ اہل بیتؑ نبی جو ثانی کتاب اللہ و قران ناطق ہین اسکو قران سے رد فرمایا ہی۔ چنانچہ کنز العمال مین مسطور ہی
عن ابی جعفر قال جاءت فاطمةؑ الی ابی بکر لطلب میراثها وجاء عباس بن عبد المطلب یطلب میراثه
وجاء معهما علیؑ فقال ابو بکر قال رسول الله لا نورث ما ترکناه صدقة فقال علیؑ وورث سلیمان داود
وقال ذکریا یرثنی ویرث من ال یعقوب قال ابو بکر هو هکذا وانت والله تعلم مثل ما اعلم فقال علیؑ
هذا کتاب الله ینطق فسکتوا وانصرفوا انتهی۔ یعنی حضرت ابو جعفر سے منقول ہے کہ جناب سیدہ حضرت
ابو بکر کے پاس آئین اور اپنا ورثہ طلب فرماتی تہین اور حضرت عباس بن عبد المطلب آئے وہ بھی ورثہ
طلب فرماتے تہے اور انکے ہمراہ جناب امیرؑ بھی آئے پس حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہی کہ
ہمارا ورثہ نہین بٹتا جو ہم چھوڑ جائین وہ صدقہ ہی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ سلیمان داود کے وارث ہوئی اور
حضرت ذکریا نے عرض کیا کہ ورثہ پاوی میرا اور ال یعقوب کا۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ وہ ایسا ہی اور قسم خدا
کی آپ بھی مثل میری جانتے ہین پس جناب امیرؑ نے فرمایا کہ یہہ کتاب اللہ حکم کرتی ہے پس چپ ہو گئے
اور چلے گئے انتہی۔ باوجود استدلال بآیہ قرانی حضرت خلیفہ صاحب کا اصرار قایل دید ہی اور قسم کہانا اسکو
کی علامت ہی اب غور کا مقام ہی کہ قران مین ورثہ انبیا موجود اہلبیت مدعی شاہد کتاب اللہ۔ اور یہہ حدیث
سوائے خلیفہ اول کے کسینے رسول اللہ سے نہین سنی خلیفہ صاحب نے بھی عین بوقت پیشی دعوی ارشاد فرمائی
مگر دعوی عترت رسول اللہ و شہادت کتاب اللہ کا کچھہ بھی خیال نہین جو خلیفہ صاحب نے فرمادیا وہی دین و ایمان

اللہ جل شانہ نے قرآن شریف مین آنحضرتؐ کو حکم فرمایا ہی۔ وانذر عشیرتک الاقربین۔ یعنی اپنے قریبی رشتہ دارونکو ڈرا۔ اور توریت کے احکام مین کتاب اللہ مین خاص ایک رکوع موجود ہی آنحضرت کتاب اللہ کے مسایل ہی سمجہانے کی نئے مبعوث ہوئی خاص مسئلہ ورثہ ہی جناب سیدہ کو نہ سمجہایا اور خلیفہ اول کے ہی گوش مبارک مین فرمایا کہ انبیا کا ورثہ نہین بٹتا جو چہوڑ جاتے ہین صدقہ ہوتا ہی۔ کاش اگر حضرت خلیفہ اول خاص جناب رسالت مآب کے ہی عدم اجرای ارث مین حدیث فرماتے تو شاید حضرات اہلسنت کو کچہہ گفتگو کا موقع ملتا۔ یہہ تو صریح کتاب اللہ کے مخالف ہے۔ ورثہ انبیا کی معنی جو علم وغیرہ کی حضرات اہل سنت کرتی ہین اگر اس مقام مین وہ صحیح ہوتی اور ورثہ علمی ہی مراد ہوتا تو جناب امیرؑ جو قرآن ناطق ہین کما فی ازالۃ الخفا وغیرہ ان آیات سی احتجاج و استدلال فرماکر خلیفہ اول کی تکذیب نفرماتے۔ غرضکہ حضرت خلیفہ صاحب کی بات نبانی مین نہ خدا کا خوف نہ رسولؐ خدا کا ادب نہ اہلبیت کا لحاظ۔ بلکہ اسکا بہی خیال نہین کہ خود خلیفہ صاحب کی حدیث کی تکذیب ہوتی ہی چنانچہ بعض حضرات مثل مولوی محمد قاسم صاحب وقف کے ہی قایل ہوگئے اور اسکا کچہہ لحاظ نفرمایا کہ اسصورت مین یہہ حدیث لانورث الخ محض لغو ہو جائیگی۔ معہذا بعض حضرات اہل سنت مثل حدیث خلافت سی سالہ اس حدیث سی بہی مشکل مین پڑ گئی ہین۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب دہلوی ترجمہ مشکوۃ کتاب الجہاد باب الفی کی فصل ثالث مین اموال بنی النضیر کی بابت خلیفہ ثانی کے مصارف مین اشکال کی تقریر کے بعد یہہ لکہتی ہین۔ ومشکلتر ازین قضیہ فاطمہ زہراؑ است زیرا کہ اگر گوییم کہ وے جاہل بود باین سنت بعید است واگر التزام کنیم کہ شاید اتفاق نیفتاد او را استماع این حدیث از آنحضرت مشکلتر می شود کہ بعد از استماع این حدیث از ابوبکر و شہادت صحابہ بدان چگونہ قبول نکرد و در غضب آمد و اگر غضب پیش از سماع حدیث بود چرا بر نگشت از غضب تا اینکہ بامتداد کشید و تا زندہ ماند مہاجرت کرد ابوبکر را انتہی۔ اس عبارت سی صاف ظاہر ہے کہ شیخ صاحب کس وقت و مشکل مین پہنس گئے ہین اور کوئی صورت اس اشکال سے نکلنے کے نہین ہے اور شیخ صاحب موصوف و دیگر حضرات اہل سنت نے ہاتہہ پانو مارکر اس اشکال سے بچنے کے لئی جو جواب لکہا ہی وہ ان احادیث سی جو بصراحت تمام دلالت کرتے ہین کہ جناب سیدہؑ کا غضب خدا اور رسولؐ کا غضب ہے چنانچہ سکا

ذکر انشاء اللہ تعالی اناہی باطل ہے - تعجب ہی کہ حضرات ان قتون اور مشکلو مین پھنسی ہین اور نکلنی کی بیجا تاویلات رکیکہ سی بہت سی کوشش کرتے ہین مگر ہرگز نکل نہین سکتے کیون نہین خلیفہ صاحب کی خطا کے قایل ہوکر صاف نکلجاتے خود ان حضرات کی نزدیک خلیفہ صاحب معصوم نہین ہین پھر اس حمایت و رعایت بیجا کی کیا ضرورت ہی - **قال** حضرات شیعہ کے یہان وہ حدیث کلینی جو امام جعفر صادقؑ سے مروی ہی اور اس طایفہ کے مسلمات سے ہی اس مقام پر پیش کیجاتی ہے - ان الانبیاء لم یورثوا درھما ولا دینارا وانما یورثوا من احادیثھم فمن اخذ بشئ منھا فقد اخذ حظا وافرا - ترجمہ - جملہ انبیا علیہم السلام نے درہم و دینار ورثہ مین نہین چھوڑے اور صرف اپنی احادیث ورثہ مین چھوڑ گئے ہیں پس جس شخص نے کچھ بھی اُن احادیث مین سے حاصل کیا اُسنے حظ وافر پایا - **اقول** اول تو یہہ حدیث آپنے تحفہ سے پوری نقل نہین کی کمال ہی دیانت و امانت کو کام فرمایا دوم اس طایفہ کے مسلمات سی ہے اپنی طرف سی حاشیہ لگایا شاہ عبدالعزیز صاحب کو تو یہہ جرات نہ ہوئی تھی مطاعن خلیفہ اول کے طعن دوازدہم مین شاہ عبدالعزیز صاحب نے یہہ حدیث اسطرح نقل فرمائی ہے - روی محمد بن یعقوب الرازی فی الکافی عن ابی البختری عن ابی عبداللہ جعفر بن محمد الصادق انہ قال ان العلماء ورثۃ الانبیاء وذلک ان الانبیاء الی با نقل صاحب الرسالہ - اول حدیث کو مصلحتہً آپنے ترک فرمایا تعجب ہے نسبت نقل روایت مین یہہ امانت - اگر یہہ حدیث تسلیم بھی کر لی جاے تو اسکو اس وضعی حدیث سی کیا - اسمین تو صاف یہہ مضمون ہی کہ علما انبیا سے علم ہی ورثہ پاتے ہین اسمین یہہ کہان نکلا کہ اصلی وارث بھی ورثہ نہین پاتے - اور نیز اگر یہہ بھی تسلیم کر لین کہ انبیا علیہم السلام درہم و دینار نہین چھوڑتے تو اسکے یہہ معنے ہین کہ انکے نزدیک درہم و دینار کی کچھہ قدر نہین یعنی وہ درہم و دینار کو اس لایق نہین سمجھتی کہ مثل اور دنیاداروں کی جمع کر کے ورثہ مین چھوڑ جایئن ایسا تو وہ علم کو ہی جانتے ہین - اور اگر یہہ ہی مضمون جو آپنے سمجھکر لکھا ہی مان لین تو اس سے عدم ارث درہم و دینار مین ثابت ہوگی نہ اور اشیاء مثل ضیاع و عقار مین - اس حدیث مین تو خاص لفظ درہم و دینار موجود ہے آپکے علماء نے تو خاص اس آپکی حدیث یعنی نحن معشر الانبیاء الخ تخصص کر کے جناب سیدہ کے غضب کو ثابت کیا -

چنانچہ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری کی کتاب الخمس مین اس مذہب کو جناب سیدہ کیطرف منسوب کیا ہی فتح الباری کی عبارت یہہ ہے - واما سبب غضبہا مع احتجاج ابی بکرؓ بالحدیث المذکور فلاعتقادہا تاویل الحدیث المذکور علی خلاف با تمسک بہ ابوبکر فکانہا اعتقدت تخصیص العموم فی قولہ لانورث ورات ان ما خلفہ من ارض وعقار لا یمتنع ان یورث عنہ انتھے - مطلب یہہ ہی کہ باوجودیکہ حضرت ابوبکر نے اس حدیث سے احتجاج کیا جناب سیدہ کے غضبناک ہونیکا یہہ سبب تہا کہ انکے نزدیک یہہ حدیث ماول تھی اور ارض وعقار مین ورثہ جاری ہونیکی یہہ حدیث مانع نہ تھی - اگرچہ اور احادیث سے صریح ثابت ہی کہ اس حدیث کی روایت مین اہلبیتؑ نے خلیفہ اول کو کاذب وخائن وغیرہ سمجھا مگر دیکھی اس آپکے عالم نے کچھہ لحاظ جناب سیدہ کا فرما کر آپکی طرح انکی شان مین گستاخی نہین کی اگر آپکے مذہب کے موافق یہہ حدیث تسلیم بھی کرلین تب بھی خلیفہ اول کی غلطی بخوبی ثابت ہی - کیونکہ اہلبیتؑ کے مقابلہ مین خلیفہ اول جو معنی کلالہ وفاکہۃ وابّا نجانتے ہون احادیث وآیات کیا سمجھہ سکتے ہین وہ تو انکے تمسک کی مامور ہین - علاوہ بران بقاعدہ الاحادیث یفسر بعضہ بعضا جبکہ تکذیب روایت نحن معاشر الانبیا الخ مین اہلبیت سی احادیث متواتر ہین بنا بران بقاعدہ جمع بین الاحادیث معنی اس حدیث کے یہہ ہین کہ ورثہ زمین وعقار وغیرہ کو مستثنی کرینگے - یہہ سب باتین اس صورت میں ہین کہ کافی کی اس حدیث کو تسلیم کرلین - ورنہ اصل تو یہہ ہی کہ ابو البختری راوی اس حدیث کا سنی ہے اور کتب رجال مین کذاب ومفتری ہی امام علیہ السلام پر افترا کیا ہے اسکی روایت کا اعتبار نہین - **قال** - حضرت صدیق نے جو کچھہ کیا وہ اللہ ورسول کا حکم تہا - **اقول** یہہ آپکی ہی جرأت ہی کہ ایسا لکھتے ہین افسوس کہ باوجود ادعای السلام آپکو خدا ورسول کا کچھہ پاس وادب نہین ہے - جناب رسالت مآب جنکی شان مین فرماوین کہ مجکو لطیف خبیر نے خبر دی ہے کہ یہہ ہردو یعنی کتاب اللہ واہلبیت قیامت تک جدا نہ ہونگے جس سے صراحۃ عصمت اہلبیت ثابت ہی اور احادیث کثیرہ صحیحہ وآیات انکی عصمت پر دال ہین مگر حضرات اہلسنت اپنی تعصب وہٹ دہرمی سے نہین مانتے تاہم آپکے نزدیک محفوظ عن الخطا تو ہین انکا دعوی بشہادت کتاب اللہ معاذ اللہ خلاف خدا ورسول ہو اور جو شخص کہ مدت تک حالت کفر مین رہا ہو اور پیرانہ سالی

مین کچھ تعلیم پائی ہو جسکی مثال نقش برآب ہی جسکے علم و فضل کی یہہ کیفیت ہو کہ معانی الفاظ قرانی
سے بی بہرہ ہو جسکو تاکید اکید سے رسول صلعم اللہ نے اہلبیت علیہم السلام کے تمسک کا حکم فرمایا ہو وہ ایک حدیث
اپنی مفید مطلب خاص اسی وقت مین بدون شاہد و بینہ نقل کرے اسکا حکم خدا اور رسول علیہ السلام کا حکم ہو۔ واہ
حضرات اہلسنت واہ سبحان اللہ اسلام و تعمیل حکم جناب رسالت پناہی و تمسک ثقلین کے یہہ ہی
معنی ہین۔ چونکہ اس مقام مین آپنی سخت دریدہ دہنی کرکے نہایت ہی گستاخانہ بے ادبانہ کلمہ جو موجب
کفر ہے لکہا ہے دل چاہتا ہے کہ ترکی بترکی جواب دیا جائے مگر اس خیال سے کہ چہ نسبت خاک را با عالم
پاک۔ صبر ہی کیا جاتا ہی اللہ جل شانہ خود منتقم حقیقی ہے۔ اصل یہہ ہی کہ آپکے خلیفہ اول نے یہہ کام وہ کیا کہ جو
غلامان دنیا پرست حیل و تدابیر سے اپنی مالکو نکا حق غصب کرکے اسکے مالک ہو جاتے ہین اور ایسی
تدبیرین کرتے ہین کہ اصلی مالک ایسے مجبور و ناچار ہو جاتے ہین کہ ملک گیری کی طاقت نرہی۔ وہ حکم خدا
و رسول صلعم کو کیا جانتے تہی اگر اللہ و رسول صلعم کے حکم کی اطاعت کرتے تو مسند خلافت ہی پر کیون متمکن ہوتے
چہ جائے غصب فدک وغیرہ۔ **قال** اگر بتقاضائے بشریت اول وہلہ مین حضرت سیدہ علیہا السلام فی الجملہ ناخوش
ہوئی ہون لیکن آخر کار رضامند ہو گئیں اور فرمایا افعل فیہا کما کان ابی رسول اللہ صلعم یفعل
فیہا۔ یہہ روایت مجلاج السالکین مین ہی یعنی حضرت سیدہ علیہا السلام نے حضرت ابوبکر کو فرمایا کہ آپ اس مال
مین ویسا ہی تصرف فرماوین جیسا میرے والد حضرت رسول اللہ صلعم فرمایا کرتے تہی۔ **اقول**۔ کیون
حضرت تقاضائے بشریت سی حضرت خلیفہ اول پاک تہی اور یہہ تقاضا حضرت سیدہ علیہا السلام سے ہی معاذ اللہ
مخصوص تہا۔ اللہ جل شانہ تو انکو تمام رجس سے پاک فرماتا ہے آیہ تطہیر مین جو لفظ رجس واقع ہی کتب
لغت ملاحظہ فرمائی متعددہ معانی سے خشم کے معنی بہی ہین۔ یہہ خشم بتقاضائے بشریت سی پاک ہین
انکی نسبت ایہام ہی آپکا یہہ کہنا بجائے خود نہین ہے اس جگہ اسیقدر کافی ہے کچھ تفصیل اسکی
آگے آتی ہے۔ اول وہلہ جو لکہا ہی۔ افسوس کہ آپکو محبت خلفائی ایسا مجبور و ناچار کردیا کہ اپنی صحیح بخاری
و مسلم بہی نہین دیکہی۔ صحیحین مین تو حضرت حتی ماتت و حتی توفیت الفاظ درج ہین آپ اول ہی
وہلہ فرماتے ہین آیات قرانی مین تو اپنی رائے سی جو چاہی معنے کرلئے احادیث کا مرے سی انکار ہی کردیا

اور مجاح السالکین کی جو روایت لکھی ہے - حضرت پیر جی صاحب اسکا بار بار ذکر کرتے اپکو شرم نہین آتی دو دفعہ لکھا گیا کہ ہمارے علماء کلہم اجمعین سخت انکار کرتے ہین کہ مجاح السالکین اور اسکے مصنف کو ہم ہرگز نہین جانتے ہمارے یہان کوئی کتاب اس نام کی نہین ہے پچھلی دفعہ بسط سے لکھا گیا مگر پھر آپ اسکا نام لیتے ہین کتاب کی وجود اور اسکی توثیق بہم پہونچا کر اسکا نام لیجئے مگر آپ بھی کیا کرین رسالہ کے مولف کمیٹی ہے تاہم آپکو یہہ حال سنانا مناسب تہا معلوم ہوتا ہو کہ گو رسالہ آپکے نام سے منسوب ہو مگر اسکے مضمون سے آپکو آگاہی نہین ہے - **قال** - حضرت سیدہؑ کی رضامند ہوجانیکا ذکر ہماری یہان کی کتابونمین تو مفصل مذکور ہو - جسکا دل چاہے دیکھ لے - مدارج النبوۃ کتاب الوفا بیہقی شرح مشکوۃ کا مطالعہ کرکے معلوم کرے - اور ابن السمان نے کتاب الموافقت مین امام اوزاعی سے اسطرح **نقل** کیا ہو - کہ باہر آئے حضرت ابوبکرؓ اور گرمی آفتاب مین حضرت سیدہؑ کی در دولت پر کھڑے ہوکر کہا جبتک بنت پیغمبر علیہ السلام مجھہ سے رضامند نہو گی مین اس جگہہ سے نہین جاونگا حضرت علیؑ آئے اور حضرت فاطمہؑ کو راضی ہوجانیکی قسم دی چنانچہ حضرت سیدہؑ رضامند ہوگئین - **اقول** - یہہ کتابین مطالعہ کرکے حال معلوم کیا ہو ان کتب کی کیفیت آپکو سناتے ہین مگر اول یہہ گذارش ہو کہ ابن السمان کی روایت نقل کرتے وقت آپکو اپنی پہلی کلام یاد نرہی بڑے تناقض کا خیال نفرمایا - کیا اول وہلہ وفی الجملہ ناخوشی کے یہی معنے ہین - حیرت و تعجب ہو کہ کمیٹی رسالہ کے مولف بڑے بڑے مناظرہ دان و ذکی اسکے ممبر اور پہر اپنے تناقض کلام تک کا خیال نہین اور ہمارے مقابلہ مین یہہ روایت اپنے گھر کی جو صریح صحیحہ و معتبرہ روایات اہل سنت کے مخالف ہو تحریر فرماتے ہین - آپ غور و انصاف فرماوین کہ غضبناک ہونا اور تا بزیست مہاجرت کرنا جناب سیدہؑ کا باتفاق فریقین کتب معتبرہ سے بخوبی ثابت ہو - اور ظاہر ہو کہ امر متفق علیہ بہ نسبت مختلف کے زیادہ قوی ہو پہر آپ اپنے ہان کا مختلف قول ہمارے سامنے کیون پیش کرتے ہین یہہ روائتین جو آپنے لکھی ہین آپکے صحاح کی ہمراز روایتون کا مقابلہ نہین کرسکتین کیونکہ وہ بروایات صحیحین ثابت ہو جو آپکے

ہان بعد کتاب باری صحیح مسلم وبخاری ہین - اب ان اپنی روایتون پیش کردہ کا حال سنئے - گو آپنی عوام کے دکہانے کو چند کتابونکے نام لکہدئے مگر اصل مین دوہی روائتین ہین - ایک شعبی کی دوسری اوزاعی کی کیونکہ مدارج النبوۃ مین اول شعبی کی روایت وفا بیہقی سے اور بعد اسکے دو روائتین ریاض نضرہ سے نقل کی ہین کہ ایک شعبی کی دوسری اوزاعی کی روایت ہی پہر فصل الخطاب کی روایت نقل کی ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے اسکو شعبی سے بیہقی کی روایت کہا ہے اور روایت بیہقی کی وہی شعبی کی روایت ہی اور صاحب ریاض نضرہ نے دو روائتین ذکر کی ہین ایک شعبی کی دوسری اوزاعی کی روایت ہی - اور فصل الخطاب کی روایت وہی شعبی کی روایت ہے اور کتاب الموافقت مین اوزاعی کی ہی روایت ہی - اب انکا جواب گوش توجہ سے اصغا فرمائے شعبی کی روایت چند وجوہ سے قابل اعتبار نہین - اول یہہ کہ وہ دشمنان جناب امیرؑ سے تہا دوم شعبی نے اس روایت کو بطریق مرسل ذکر کیا ہی چنانچہ ابن حجر نے فتح الباری شرح بخاری مین اشکال غصب جناب سیدہ کے بیان مین اسکی تصریح کی ہے چنانچہ یہہ عبارت ہی - فان ثبت حدیث الشعبی ازال الاشکال انتہی - یعنی اگر شعبی کی حدیث ثابت ہو جائے تو اشکال کو زایل کر دے اور ابن حجر کا اس جملہ کو حرف ان شرطیہ سے مصدر کرنا دلیل ہے اس امر پر کہ شعبی کی حدیث اسکے نزدیک ثابت نہین اور جسطرح ابن حجر کا یہہ قول حدیث شعبی کے عدم ثبوت پر دلالت کرتا ہی اسیطرح اسپر بھی دال ہی کہ سوائے اس حدیث کی اور کوئی صحیح حدیث اسبابمین وارد نہین ہوئی کیونکہ اگر کوئی حدیث ہوتی تو اس اشکال کے رفع کرنے کے لئے ذکر کرتے - سوم یہہ روایت صحیح مسلم وبخاری کے منافی ہے کہ اہل سنت انکی قبول پر اجماع کا دعوی کرتے ہین پس غیر صحیح روایت جو صحیح روایت کے منافی ہے کیونکر مقبول ہو سکتی ہے - شعبی کی روایت کا یہہ حال ہی - اب اوزاعی کی کیفیت سنئے وہ بھی قابل اعتماد نہین کیونکہ علاوہ اسکے کہ روایت صحیحہ مقبولہ اہل سنت اسکی تکذیب کرتے ہین وہ بھی مثل شعبی کے مرسل ہی چنانچہ ریاض النضرہ مین لکہا ہی - عن الاوزاعی قال بلغنی ان فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم غضبت علی ابی بکر فخرج ابو بکر حتی قام علی بابہا فی یوم حار ثم قال لا ابرح

عکانی حتی ترضی علی بنت رسول اللہ فدخل علیہا علی فاسم علیہا لرضی فرضیت خرجہ ابن السمان
فی الموافقہ انتھی - اسکا ترجمہ وہی ہے جو صاحب رسالہ نے لکہا ہے - اس سے صاف ظاہر ہے کہ
اوزاعی نے اس راوی کا نام جسنے یہہ حکایت انسے ذکر کی نقل نہین کیا اسی قدر کہا ہے کہ مجکو یہہ روایت
پہونچی ہے پس یہہ روایت بدون ثبوت اعتماد و وثوق راوی کے اعتماد کے لائق نہین ہی - اس
مقام مین شاہ عبد العزیز صاحب صاحب تحفہ سے جنکی کتاب آپکا ماخذ ہی سخت حیرت وتعجب ہی
کہ فصل الخطاب وریاض النضرہ کی یہہ موضوعہ وضعی روایتین باوصفیکہ آپکے ہی علما انکے ثبوت مین
کلام وشک وریب رکھتے ہین اور روایات کتب صحاح انکی تکذیب کرتے ہین انکو معتمد وحجت
سمجھکر ہمارے مقابلہ مین بیان کیا ہے اور روایت ہبہ فدک کو جو ان دونون کتابون مین موجود ہے
ریاض النضرہ مین اگرچہ اس روایت موضوعہ رضا جناب سیّدہ سی چند ورق کے فاصلہ پر یہہ
فدک کی روایت مذکور ہے لیکن فصل الخطاب مین تو یہہ دونون روایتین نہایت ہی قریب یعنی
ایک ہی صفحہ مین مسطور ہین چشم بصیرت سی نہین دیکھی روایت ہبہ فدک کو مفتریات شیعہ سے
لکھتے ہین اور یہہ ادعا کرتے ہین کہ ہرگز کتب اہل سنت مین موجود نہین ہے سوا اسکے کہ تعصب
نے چشم بینا انکی بند کر دی یا عوام کے سمجھانے کے لئے ایسی صریح روایت کا انکار کر جائین اور
عدم تدین وغیرہ کی کچھ پرواہ نکرین اور کیا تصور کیا جاوے - اور شرح مشکوۃ کا جو حوالہ دیا ہے
اگر آپکی غرض شرح شیخ عبد الحق دہلوی سے ہی اور اغلب کہ اسی سے ہوگی کیونکہ تحفہ مین شیخ عبد الحق
کی ہی شرح کا حوالہ دیا ہی - پس شیخ عبد الحق صاحب سی سخت تعجب ہی کہ خود شرح مشکوۃ مین
لکھا ہے چنانچہ سابق مین گذرا کہ تا آنکہ با متداد کشید و تا زندہ ماند مہاجرت کرد ابوبکر را انتھی
پھر یہہ دعوی کیا ہی اور اپنی قول سے کہ صحاح کے موافق ہے بالکل غفلت کی ہے مگر یہہ کہین
کہ جب شیخ صاحب نے اس مضمون کو بعض روایات سی منسوب کیا چنانچہ کہا ہی - ودر بعض روایات
آمدہ است کہ چون واقع شد میان ابوبکر و فاطمہؓ آنچہ واقع شد رفت ابوبکر نزد فاطمہؓ و استاد
بر در او در گرمی آفتاب الخ انکی غرض اس روایت پر اعتماد کی نہین ہے بلکہ در بعض روایات

کی لفظ سے ضعف کیطرف اشارہ ہی پس البتہ اس صورت مین شیخ صاحب پر اعتراض وارد نہ ہوگا۔ مگر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب سی تعجب ہی کہ باوجودیکہ شیخ عبد الحق صاحب نی اس روایت کے ضعف کیطرف اشارہ کردیا اور باوصف اسکی کہ روایات صحاح اسکی تکذیب کرتے ہین پہر اس روایت سی احتجاج کیا اور وہ بھی ہماری مقابلہ مین۔ معہذا یہہ روایت بھی انہین دو روایتون سی ہے کوئی اور نہین ہی۔ غرضکہ ایسی اپنی روایتونکو جو منافی روایت صحیح بخاری و مسلم ہون جنکی قبول پر کل اہل سنت کا اجماع ہے کل دو وہ بھی مرسل جنکے ثبوت مین علماء اہل سنت کلام کرتے ہین اور متردد ہین ہماری مقابلہ مین پیش کرنا اور مدعی ثبوت رضاء جناب سیدہ ہونا صاحبان رسالہ کی کمال دانائی ہے۔ بعض حضرات نی جب صحیحین کی روایت کا انکار نکر سکی اور غضب کی کچھ بھی تاویل نہ ہوسکی مذہب کی سخت تعصب و خلیفہ اول کی غایت رعایت و حمایت سی اور ہی معنی کر دئی اور حدیث صحیح کے صریح الفاظ سی انکہین بند کرلین یعنی لم تتکلم حتی ماتت کی یہہ معنی ہین کہ جناب سیدہ نی باب میراث مین کلام نکی چونکہ اس تاویل علیل کو خود علماء اہل سنت نی باطل کردیا ہی ہمکو اس کے رد کی ضرورت نہین لیکن چونکہ بعض اوقات اہل زمانہ جو تعصب مین انہین حضرات کے پیرو ہین عوام کالانعام کو وہی معنی سمجہا کر طفل تسلی کرتے ہین تنبیہ و آگاہی کے لئی انکا لکھنا ضروری ہی یہہ بھی واضح رہے کہ یہہ سخت متعصب حضرت ترمذی جامع صحیح مین جنہون نے برخلاف لغت و عرف غایت دینداری و ولاے عترت سی عترت کی معنے سنت کی کئے ہین اور مراد انسی علماء لئی ہین پس واضح ہو کہ تنقیح شرح بخاری کی کتاب فرض الخمس کی شروع مین مسطور ہے۔ فہجرت ابا بکر ولم تزل مہاجرتہ حتی توفیت انتہی هذا اللفظ یرد ما حکاہ الترمذی عن شیخہ علی بن عیسی انہا لم تتکلم فی هذا المیراث خاصتہ یعنی جناب سیدہ نے ابوبکر سے ترک ملاقات فرمائی اور انکی جدائی رفع نہ ہوئی یہانتک کہ انتقال فرماگئین یہہ لفظ رد کرتا ہی اسکو جو ترمذی نے اپنی شیخ یعنی استاد علی بن عیسے سی حکایت کی ہے کہ جناب سیدہ نی اس میراث مین کلام نکی اور قریب اسیکے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین مذکور ہے۔ حضرات اہل سنت نی خلفاء کی تائید و حمایت اور اہل بیت اطہار کی خلاف مین اپنا

ثبوت لفظ من غضبت علیہ از کتاب مودۃ القربی سید علی ہمدانی

ہی گوشہ نشین کہین مگر افسوس کہ سب غیر مشکور ہی رہین معہذا ان روایات صحیحین سے صاف ثابت ہو کہ اس حدیث لا نورث الخ کے بیان کرنے اور میراث ندینے سے جناب سیدہ کا غضب مہاجرت تھی اس روایت سی جو صاحبان رسالہ نے لکھی ہے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ یہہ طلب ضامنین بچونکی ضد کی تھی کہ خلیفہ صاحب دہوپ مین کھڑے ہین اور فرماتے ہین کہ جبتک بنت رسول اللہ راضی نہ ہونگی مین گہر بجا ونگا جسطرح کہ بدون سبب غضب نہ ہوا تہا جبتک کہ وہ سبب زایل نہ ہو غضب کیونکر رفع ہوسکتا ہی۔ کیا خلیفہ صاحب نے وضع حدیث کا اقرار یا تاویل کرکے فدک وغیرہ مال میراث دیدیا یا جناب سیدہ نے حدیث تسلیم کرکے معاذ اللہ اپنی غلطی یا سہو نسیان کا اقرار کیا اور دعوی سے دست بردار ہوئین۔ پہلی شق تو بدیہی البطلان ہے دوسری شق کو خود روایات معتبرہ کتب صحاح حضرات اہل سنت باطل کرتے ہین صحیح مسلم مین مذکور ہی کہ جناب امیر و حضرت عباس نے خلیفہ ثانی سے ورثہ طلب کیا اور اس روایت موضوعہ لا نورث الخ مین ہر دو خلیفونکو کاذب غادر خاین اثم سمجہا۔ حضرات اہل سنت کی عقل و فہم سے سخت تعجب و حیرت ہی کیسی مولفین رسالہ ہذا مین بعض حضرات نہایت ہی تجربہ کار مسن ہین افسوس کہ وہ یہہ نہین سمجھی کہ یہہ خوشی ناخوشی لڑکونکا کہیل جہلا کا معاملہ نہین ہے۔ ایک جگر پارہ رسول شقیق کتاب اللہ۔ دوسری آپکی خلیفہ اول بعد از نبی افضل الناس ہین۔ عقل و فہم سے کام لو وہ باتین کہو کہ قرین قیاس ہون۔ **قال** دوسری اس حدیث مین لفظ من اغضب کا ہی یعنے جسنی غصہ دلایا اور لفظ غضبت علیہ نہین ہی یعنی جسپر خود بخود غصہ فرمایا ہو اور ہرگز حضرت خلیفہ اول نے ارادۃً غصہ نہین دلایا۔ **اقول** اگرچہ آپکے اس قول کا جواب خود آپکے ہی کلام آتیہ سی کافی ہو جائیگا (افسوس ہی کہ آپ تحریر کے وقت کچھ پیش و پس نہین سوچتی اور اپنی تناقض کلام کا خیال نہین فرماتی) مگر آپکی خاطر سے ہم یہہ ہی لفظ بعینہ جسکو آپ منکر ہین اور اگر وہ لفظ ثابت ہو جائے تو وہ تحریر جو خط مین اسبا بین لکھی گئے ہو آپکے نزدیک بھی ضرور صحیح و درست ہو آپکی کتاب معتبرہ سی ثابت کرتے ہین۔ سید علی صاحب ہمدانی نے کتاب مودۃ القربی کے مودۃ ثالثہ عشر مین یہہ روایت فرمائی ہے اور ان سید صاحب

کی توثیق سابق مین گذر چکی ہے ۔ روایت یہہ ہو ۔٭ یعنی حضرت سلمان سے روایت ہو کہ جناب
رسول خدا نے فرمایا اے سلمان جو کوئی میری بیٹی فاطمہؑ کو دوست رکھے وہ میرے ساتھہ بہشت مین
ہوگا اور جو شخص اسکو غضبناک کرے وہ جہنم مین جائیگا اے سلمان فاطمہ کی محبت سو مقام مین
فایدہ دیگی کہ کمتر ان مقامات سی موت وقبر اور میزان اور محاسبہ ہی ۔ پس جس سے میری بیٹی فاطمہ
راضی ہوئی اس سے مین راضی ہوا اور جس سے مین راضی ہوا اس سے خداوند تعالی راضی ہوا
اور جسپر میری بیٹی فاطمہ غصہ ہوئی اسپر مین غصہ ہوا اور جسپر مین غصہ ہوا اسپر اللہ جل شانہ
غضبناک ہوا ۔ اے سلمان اسپر ویل ہے جو اسپر ظلم کریگا اور جو انکے شوہر علیؑ اور انکی
اولاد اور انکے شیعوں پر ظلم کریگا اسپر ویل ہے ۔ لیجئے صاحب اس حدیث مین خاص وہی لفظ
آپکا مطلوب یعنی و من غضبت علیہ ہی موجود ہے ۔ اگرچہ بہت سی کتب معتبرہ اہل سنت مین
مثل صواعق محرقہ وکنز العمال و مدارج النبوۃ وغیرہ مین صاف مسطور ہی کہ جناب رسالت مآب نے
جناب سیدہؑ کو فرمایا کہ اے فاطمہ اللہ جل شانہ تیرے غضب سی غضبناک ہوتا ہے اور
تیری رضا سے راضی ہوتا ہے مگر روایت مذکورہ مین خاص مطلوبہ لفظ ہی موجود ہی ۔ اور یہہ حدیث
تو مشہور ہی ہے کہ من اذاہا اذانی یعنے جسنے اسکو یعنی جناب سیدہؑ کو ایذا دی اسنے مجکو ایذا دی
چنانچہ صاحبان رسالہ نے بھی تحریر فرمائی ہے ۔ جبکہ بموجب آیہ تطہیر جس سے جناب سیدہؑ
کی طہارت ثابت ہوا اور ارشاد سراسر رشاد جناب رسالت پناہی سے یہہ متحقق ہو کر
جناب سیدہؑ کی غضب سی حق تعالے غضبناک ہوتا ہی تو جناب سیدہؑ کا غضب تقاضای

٭عن زادان عن سلمان قال قال رسول اللہ یا سلمان من احب فاطمۃ ابنتی فھو فی الجنۃ معی ومن ابغضھا
فھو فی النار یا سلمان حب فاطمۃ ینفع فی مائۃ من المواطن ایسر من تلک المواطن الموت والقبر والمیزان والمحاسبۃ
فمن رضیت عنہ ابنتی فاطمۃ رضیت عنہ ومن رضیت عنہ رضی اللہ عنہ ومن غضبت علیہ ابنتی غضبت علیہ ومن غضبت علیہ
غضب اللہ علیہ یا سلمان ویل لمن یظلمھا ویظلم بعلھا علیا وویل لمن یظلم ذریتھا وشیعتھا انتھی

بشریت سی محال ہے کیونکہ اگر تقاضاے بشریت سی جناب سیدہؑ کا غصبناک ہونا ممکن ہوتا تو حضرت رسول کریم علی الاطلاق بدون کسی قید کے ہرگز نفرماتے کہ ان اللہ یغضب لغضبک یعنی اللہ تیرے غضب سی غضبناک ہوتا ہی - اور جبکہ احادیث مین کوئی قید نہین تو معلوم ہوا کہ واقعہ مین جناب سیدہؑ اُسی پر غصبناک ہونگی جو مستحق غضب الٰہی ہوگا اور جس شخص پر جس حالت مین غضبناک ہونگی تو ضرور اللہ جل شانہ بھی اسپر غضبناک ہوگا - اور جناب سیدہؑ کا غضبناک ہونا خلیفہ اول پر ایسا ثابت ہی کہ آپ بھی باوجود سخت انکار کے اسکے مقر ہین اور چونکہ وہ روایات جو آپنی جنابِ سیدہؑ کی رضا کے بابمین لکھی ہین جب آپکی ہی کتب سی باطل اور غیر معتمد ثابت کردین تو انصاف یہہ ہے کہ آپکے نزدیک بھی یہہ غضب ثابت و مستحق رہے اور جو کچھہ خط مین لکھا گیا درست و صحیح ہو - صحیح بخاری کی کتاب فرض الخمس مین یہہ لکھا ہے - فغضبت فاطمۃ بنت رسولؐ اللہ فہجرت ابابکر فلم تزل مہاجرتہ حتی توفیت وعاشت بعد رسولؐ اللہ ستۃ اشہر - یعنی غضبناک ہوئی جناب فاطمہ رسولؐ اللہ کی بیٹی اور حضرت ابوبکر سے مہاجرت کی اور انکی مہاجرت رفع نہ ہوئی جبتک کہ انہون نے انتقال فرمایا اور بعد رسولؐ اللہ کے چھہ ماہ زندہ رہین - اسس سی بخوبی ثابت ہی کہ یہ غضب و مہاجرت تا بزیست دایم و مستمر رہا - اب براہ عنایت اس حدیث اور گذشتہ حدیث کو بخاری کی اس حدیث سی کہ - لا یحل لمسلم ان یہجر اخاہ فوق ثلثہ لیال - یعنی مسلمان کو حلال نہین کہ اپنے بہائی سے تین رات سی زیادہ جدائی کرے - ملا کر نتیجہ نکال لیجئے اور اپنی دلمین خود ہی انصاف فرمائی زیادہ لکھنا سوء ادبی ہے - اور آپنی اسس قول مین جو لکھا ہی کہ - اور ہرگز حضرت خلیفہ اول نے ارادۃً غصہ نہین دلایا - اسکو آپکی یہہ ہی روایت جو کتاب الموافقت کی تحریر فرمائی ہے باطل کرتی ہے کیونکہ اگر حضرت خلیفہ اول نے ارادۃً غصہ نہ دلایا تہا اور اپنی اپکو مستحق وعید من اغضبہا اغضبنی کی نجانتی تہے تو دہوپ مین کہڑے رہنی اور ان کلمات فرمانے کی کیا حاجت تھی وہ تو ضرور خود کو مستحق وعید جانتی تہی آپنے جو چاہین

تاویل قول بالا یرضی بہ قایلہ کرکے بدون دلیل لکھین قال اگر بمقتضاے طبیعت انسانی خود حضرت سیدہ کو غصہ ایا تو یہہ ایسا ہی ہے جیسا حضرت موسی علیہ السلام نے باوجود بے قصور ہونے حضرت ہارون کے اوپر غصہ فرمایا اور بالاتفاق حضرت موسی وحضرت ہارون علیہم السلام نبی معصوم تھے نہ اس غصہ فرمانے سے حضرت موسی علیہ السلام کی عصمت مین فرق آیا اور نہ کچھہ حضرت ہارون کی شانکو گھٹایا - ایسے ہی حضرت سیدہؑ اور حضرت ابوبکر کے اختلاف باہمی سے دونون حضرات کی جناب مین کوئی نقص عاید نہین ہوسکتا۔ اقول احادیث سابقہ اور آیہ تطہیر سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ جناب سیدہ کو بمقتضاے طبیعت انسانی خود ہرگز غصہ نہین اسکتا انکا غضب کسی پر ہوتا ہی جو مستحق غضب الٰہی وغضب جناب رسالت پناہی ہو - ورنہ کلام الٰہی اور ارشاد جناب رسالتمآب معاذاللہ باطل ہوجاے اور یہہ مثال جو لکھی ہے بجاے خود نہین یہہ قیاس قیاس مع الفارق ہی - کیونکہ یہان معاملہ ایک شخص معصوم مسلمہ ایک فریق ومحفوظ عن الخطا مسلمہ فریق ثانی اور چونکہ حفاظت وعصمت ایک ہی چیز ہے جیسا کہ بحث عصمت مین گذرا تو معصوم مسلمہ فریقین اور ایک شخص جایز الخطا مین ہے - اور وہان ہردو معصوم ہین چونکہ آپ بھی اُن ہردو کی عصمت کے قایل ہین چنانچہ لکھتے ہیں کہ نبی معصوم تھی تو ضرور ہی کہ انکا غصہ بمقتضاے طبیعت انسانی مثل اور غیر معصوم آدمیونکے آپکے نزدیک بھی نہ ہوگا - پھر اس مثال سے آپکو کیا فایدہ - تعجب ہی کہ آپ ثلثہ کی عصمت کی قایل نہین ہین پھر جایز الخطا کا مقابلہ معصوم سے کرنا دراصل اسکی عصمت کا قایل ہونا ہے - کیونکہ مقابلہ برابر سے ہوتا ہی - جب آپ حضرت موسی وہارون علی نبینا وعلیہما السلام کو معصوم جانتے ہین تو انکے افعال مین چون وچرا کی گنجایش نہین - عصمت بھی مانتے ہو اور پھر انکے افعال لا بمقتضاے طبع انسانی بھی کہتے ہو - یہہ آپکی سمجھہ ہے - اپکے نزدیک جو حضرت موسے نے حضرت ہارون کی داہڑی اور سر کے بال پکڑے اور اپنی طرف کھینچا تو گویا معاذاللہ حضرت موسی کا یہہ فعل بد تہا کہ حضرت ہارون بیگناہ تھے اور حضرت موسے نے

غلط فہمی سے ایسا کیا۔ ہم کہتے ہین کہ یہہ سمجہہ کی غلطی ہے نہ یہہ فعل بد تہا نہ حضرت موسے کی غلط فہمی تھی۔ وہ یقیناً جانتے تھے کہ حضرت ہارون کا کچھہ قصور نہین عمداً ایسا کیا تہا اور یہہ غصہ حضرت موسے کا بتقاضاے بشریت نہ تہا۔ اور نہ یہہ غصہ حضرت ہارون پر ہی تہا حقیقت مین اس امت گنہہ گار پر تہا جنہون نے گوسالہ پرستی شروع کی تھی اسکی مثال بعینہ ایسی ہی ہے کہ جیسا حق تعالے نے قیامت مین حضرت عیسے سے ارشاد فرمایگا کہ کیا تونے کہا تہا کہ مجکو اور میری ماںکو خدا سمجھو۔ حالانکہ خدا جانتا ہے کہ حضرت عیسے نے لوگونکو ایسا نہین کہا اور حضرت عیسے بھی جانتے ہین کہ مینے لوگونکو ایسا نہین کہا۔ پہر عتاب کی کیا معنے بلکہ محض ان لوگونکی سرزنش اور تنبیہ کے لئے حق تعالے ایسا فرمایگا۔ ایسا ہی حضرت موسے علیہ السلام نے اپنی قوم کی شناعت و بدی پر تنبیہ کرنے کے لئے ایسا کیا۔ اسکو اس غضب جناب سیدہ سے کیا نسبت۔ آپ خلفا کی محبت کے جوش مین اصل مطلب کو نہین سمجھتے غور نہین فرماتے۔ آخر مین جواب فرماتے ہین کہ ایسے ہی حضرت سیدہ اور حضرت ابوبکر کے اختلاف الخ جبکہ آپکے نزدیک عدول حکمی رسول سے جسکی تاکید بار بار اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کلام الٰہی مین واقع ہے کچھہ نقص عاید نہین ہوتا انکو قد غلب علیہ الوجع حسبنا کتاب اللہ کہنے سے و تہمت ہذیان لگانے سے کچھہ سوء ادبی نہین بلکہ معاذ اللہ قول رسول اللہ لغو اور قول و فعل مخالف محض حکم الٰہی سمجہا جاتا ہے شاید کوئی نقص عاید نہو ورنہ جسکو کچھہ بھی عقل و سمجہہ ہے اور دینداری سے تعلق ہے وہ تو صاف کہیگا کہ وہی نقص عاید ہوگا جو مامور کو امیر کی نافرمانی اور رنج دہی اور امت کو رسول کی عدول حکمی اور ایذا اور غلام کو آقا کی سرکشی اور سرتابی سے عاید ہوتا ہے کیونکہ رسول اللہ نے بحکم خداوند تعالے بعد اپنی کل امت کو ثقلین کے تمسک کا حکم فرمایا ہے اگر خلفاء امت مین داخل ہین تو عترت کی اطاعت انپر فرض تھی اور مسایل دینی انسے اخذ کرنے ضروری تھے فتامل۔ اور اصل قصہ تو یون ہے کہ حضرت امیر نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا جب یہہ خبر حضرت نبی کریمؐ کو پہنچی آپنے حضرت علیؑ کو مخاطب کرکے ارشاد کیا۔ یا علی اما علمت ان فاطمہ

بضعۃ منی وانا منہا من اذاہا فقد اذانی - ترجمہ - اے علی تو نہین جانتا کہ فاطمہ میرا ٹکرا لخت جگر ہے اور مین اسکا جز ہون جسنے اسے اذیت دی بیشک اسنے مجھے اذایت دی - یہہ روایت علل الشرایع معتبر کتاب شیعہ مین موجود ہے - **اقول** آپ صاحبونکے دل جب خلفاء ثلثہ سے مملو ہین اور اہل بیت کی اصلی قدر و شان بالکل نہین جانتے آپکے نزدیک جو کچھ ہین ثلثہ ہی ہین - انکی خاطر یہہ کوشش و سعی ہے کہ خواہ مخواہ انبیا معصومین علیہم السلام کی خطائین تلاش ہون انبیا کو خود معصوم خلفاء کو غیر معصوم کہتے ہو پہر خلفاء کے عیوب پوشی کا یہہ حال ہے کہ انبیاء معصومین اور ائمہ اہل بیت طاہرین پر عیب لگے تو مضایقہ نہین مگر خلفاء ثلثہ پر حرف نہ آے - جو روایتین کہ بحکم معاویہ خلفاء ثلثہ کے فضایل و جناب امیرؑ کی کسر شانین بنائی گئین وہ آپکی صحاح مین درج ہین اور انپر آپکا اعتقاد ہے ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغتہ کے جز سوم ذیل شرح و من کلام انہ سیظہر علیکم رجل بعدی مین اپنے شیخ سے نقل کیا ہے کہ معاویہ نے صحابہ و تابعین سے ایک قوم کو قبیح اور بد روایتین جو مقتضی طعن ہون جناب امیرؑ کی شان مین بنانے کے لئے مقرر کیا تہا اور اس کام پر اجرت و انعام مقرر تہا کہ لوگ رغبت سے بنائین ان روایت بنانیوالونمین سے صحابہ مین سے یہہ ہین ابوہریرہ عمرو بن عاص مغیرہ بن شعبہ - اور تابعین سے عروہ بن زبیر یہہ جہوٹی روایت خطبہ بنت ابی جہل ابوہریرہ سے ہے اور آپکی صحیح بخاری مین موجود ہے محض جہوٹ اور بالکل افترا و بہتان علی المعصوم ہے ہرگز ہرگز جناب امیرؑ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا نہین چاہا - اور اگر اس روایت کو معاذ اللہ آپکی طرح تسلیم کرین تو اسمین سخت خرابی لازم آتی ہے - یہہ کب ہو سکتا ہے اور کسی مومن کے خیال مین آسکتا ہے کہ جناب رسول خداؐ جناب امیر علیہ السلام سے ایک امر مباح پر ناراض ہون خود ہی تو اللہ جل شانہ کا حکم آدمیونکو سنائین کہ چار عورتون تک جایز ہین بیشک نکاح کرو اور پہر اپنی دختر کیواسطے یہہ حکم خدا ناگوار ہو کہ حضرت علی میری لڑکی کے ہوتے اور عورت سے کیون نکاح کرتے ہین - اور وہ بھی بر سر ممبر علی الاعلان فرمائین اسکا بھی خیال نہ ہو کہ کفار اور منافقین اور صلح حدیبیہ سے نبوت مین شک کرنیوالے

صاحب رسالہ کہ حوالہ علل الشرایع دادہ است کذب محض ست

کیا کہینگی کہ یہہ کیسا خدا کا رسولؐ ہے کہ لوگونکو تو چار نکاح کا خدا کیطرف سے حکم دیتا ہے اور اپنے داماد کیواسطہ بیٹی کی خاطر یہہ حکم گوارا و پسند نہین کرتا اور داماد کو سخت وعید سے دہمکاتا ہے -

اصل یہہ ہے کہ حضرات اہل سنت کا ہی یہہ حوصلہ و جرات ہے کہ جناب سید الانبیا و المرسلین پر یہہ گمان بد کرین - جناب سیدہ جنکی شان مین آیہ تطہیر ہے وہ حکم خدا سے معاذ اللہ ناراض ہون کسی مومن کے خیال مین نہین آسکتا - آپکا اختیار ہے کہ خلفاء ثلثہ جائز الخطا کے بجائی انکیواسطہ رسولؐ خدا و بنت رسولؐ خدا پر جو معصوم ہین حکم الہی سے ناراضی وغیرہ کا الزام لگائے معہذا ہمارا مطلب ثابت اور آپکا پہلا قول جو اسی باب مین لکھا ہے یعنی دوسری اس حدیث مین لفظ من اغضب کا ہے الخ باطل ہوگا کیونکہ جناب امیرؑ نے اس نکاح سے اغضاب جناب سیدہ نہین چاہا تہا بلکہ یہہ حکم الٰہی کی تعمیل تھی - اس سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ مطلق غضب جناب سیدہ کا اگرچہ امر مباح ہی مین کیون نہ ہو غضب الٰہی و رسالت پناہی ہے - اب کچہہ بھی انصاف ہے تو آپ غور کرین کہ جناب رسولؐ خدا صرف خطبہ بنت ابوجہل سنکر یہہ ارشاد فرماتین اور جناب امیرؑ کو اس وعید سے ڈراتین - اگر جناب سیدہ کا خلیفہ اول سے ورثہ طلب فرمانا اور یہہ کہنا کہ اترث اباک ولا ارث ابی اور حضرت خلیفہ صاحب کا کچہہ بھی اسمین سے نہ دینا اور جناب سیدہ کا غضبناک ہونا اور ملاقات و کلام کا تا حیات ترک کرنا جناب رسولؐ خدا کو معلوم ہوتا تو کیا فرماتے - چونکہ وہ مخبر صادق تھے اور علم لدنی سے ان واقعات سے بخوبی آگاہ تھے اسلیئے ایسے لوگونکے حق مین یہہ وعیدین فرما گئے - اپنی اپنی سمجھہ ہے - آخر مین جو آپنی کتاب علل الشرایع کا حوالہ دیا ہے - جناب نے خود علل الشرایع مین یہہ روایت نظر اقدس سے ملاحظہ فرمائی ہے براہ مہربانی نشان مقام حوالہ رقم فرماوین حضرت شاہ عبد العزیز صاحب باوجودیکہ ایسے امور مین ید طولی رکھتے ہین مگر یہہ اُنسے ہی نہ ہو سکا یہہ آپکا ہی حصہ تہا حضرت شاہ صاحب نے عوام مین بات بنانے کیلئے اس مقام مین بڑی چالاکی کی ہے دو روایتین یعنی ایک تو یہہ ہے خطبہ بنت ابوجہل والی دوسری جناب امیرؑ کے رنجیدہ ہو کر گہر سے مسجد

مین جا نیکے لکھکر بعد مین بدون حوالہ کتاب و نقل عبارت صرف اسقدر لکھدیا ہی وہین
ہر دو روایت متفق علیہ و صحیح ست اپنی تحفہ مین یہہ دو روایتین اور شاہ صاحب کی یہہ تحریر
دیکھکر خطبہ بنت ابی جہل کی روایت لکھکر لکھدیا کہ یہہ روایت علل الشرایع معتبر کتاب شیعہ
مین موجود ہے ۔ این کار از تو اید و مردان چنین کنند ۔ ظن غالب بمنزلہ یقین ہی کہ ممبران کمیٹی
تالیف رسالہ ہذا خصوصًا ہمارے شفیق حضرت پیرجی صاحب نے تو کتاب علل الشرایع کی صورت
تک نہ دیکھی ہوگی یہہ جو کچھ لکھا گیاہے تحفہ وغیرہ سے ہی لکھا گیا ہی پہر تعجب ہی کہ باوجود اجماع کمیٹی
تحفہ کو بہی غور سے مطالعہ فرما کر مضامین اخذ نہین کئے ۔ اصل یہہ ہی کہ یہہ اسکا بدلا ہے کہ خواہ
مخواہ مجہپر سہو کا الزام لگایا گیاہے ۔ اب اسکو سہو کہئی یا افترا اسکا نام رکہئی ۔ البتہ علل الشرایع
مین جناب امیر کے گہر سے رنجیدہ ہوکر مسجد مین جانیکی روایت کنیت ابو تراب
کی وجہ مین لکھی ہے اور خود صاحب کتاب نے اس روایت کی نقل کے بعد صاف لکھدیا ہے
کہ یہہ روایت میرے نزدیک معتمد نہین ہے چنانچہ کتاب علل الشرایع فی باب العلۃ التی من
اجلہا کنی رسول اللہ علیہ اباتراب مین بعد نقل اس روایت کے فرماتے ہین ۔*
خلاصہ یہہ ہے کہ یہہ خبر میرے نزدیک معتمد نہین ہی اور نہ میری معتقد ہے کیونکہ جناب امیر و حضرت سیدہ
ایسے نہ تہے کہ انمین ایسے کلام واقع ہو کہ جناب رسول خدا اسکی اصلاح کے محتاج ہون کیونکہ جناب

لیس ھذا الخبر عندی بمعتمد ولا ھو لی بمعتقد فی ھذہ العلۃ لان علیا و فاطمہ ما کان
یقع بینھما کلام یحتاج رسول اللہ الی الاصلاح بینھما بکلام لانہ علیہ الصلوۃ سید الوصیین
وسیدۃ نساء العلمین یقتدیان نبی اللہ فی حسن الخلق ولکنی اعتمد فی ذلک علی ما
حدثنی بہ احمد بن الحسین القطان قال حدثنا ابو العباس احمد بن محمد بن یحیی ابن ذکریا
ثنا ابو الحسن العبدی عن سلیمان مہران عن عبایۃ بن ربعی قال قلت لعبد اللہ بن عباس لم کنی
اباتراب قال لانہ صاحب الارض وحجۃ اللہ علی اھلہا بعدہ وبہ بقاءھا والیہ سکونہا

امیر سید اوصیا ہین اور جناب فاطمہ زہرا علیہما السلام سیدہ زنان عالمیان ہین حسن خلق
مین نبی کریم کی پیروی کرتے ہین ۔ بلکہ اسبا بمین میرا اعتماد اس حدیث پر ہے جو ابن
عباس سے منقول ہے کہ رسول اللہ نے جناب امیر کی اسلئی ابو تراب کنیت فرمائی کہ وہ بعد انکے
صاحب الارض وحجۃ اللہ ہین زمین والون پر اور زمین کی بقا انہین سے ہے الخ مگر حضرات
اہلسنت کا خاصہ ہی یہہ ہے کہ اپنی صحیحہ معتبرہ روایات کا صاف انکار کر جاتے ہین اور ہمارے یہان جو ذرا
بھی مفید مطلب کوئی بات پاتے ہین تو مثل لاتقربوا الصلوۃ اول و آخر حذف کر کے مطلب کا
فقرہ نقل کرتے ہین اور کچھہ شرم وحیا نہین کرتے کہ دیکھنے والے کیا کہینگے شاہ عبدالعزیز صاحب نے
تحفہ مین اکثر جا ایسا کیا ہے ۔ مگر صاحبان رسالہ ہذا نے بمفواے زاد علی الطنبور نغمتہ اسپر بھی
حاشیہ چڑہا دیا ۔ ثم قال قولہ ۔ انکے گہر پر اگ لکڑی گہر جلانیکے واسطے لیجانا آپ ہی کی کتب
معتبرہ سے ثابت ہو تو ہم انکو خلفاء راشدہ کیونکر سمجہین ۔ **اقول** یہہ افترا محض اور بہتان صریح
ہی خلفاء ثلثہ مین سے کسی خلیفہ کی نسبت ہماری معتبر کتابون سے ثابت نہین ہوتا کہ معاذ اللہ حضرت
سیدہ کے دولت خانہ کو جلادینے کے ارادہ سے اگ لکڑی لیگئے ہون ۔ **اقول** ۔
جس زمانہ مین مینے پیرجی صاحب کو خط لکھا تہا اسی اثناء مین جناب فضیلت مآب مولوی
مشتاق احمد صاحب سے جو غالبًا کمیٹی تالیف رسالہ ہذا کے پریسیڈنٹ ہین قصد
احراق بیت جناب سیدہ مین گفتگو ہوئی تھی ۔ احقر نے ازالۃ الخفا مین دو جگہ نشان
مقام عرض کیا تہا اور دو یا تین روائیتن لکھکر دی تہین ازالۃ الخفا کی عبارت تو مفید مطلب
لکھکر باقی گول مول ترجمہ پر اکتفا کی اسکی کیفیت بھی اب معلوم ہو جائیگی مگر ان روایتونکا ذکر
تک نکیا کاش بطور دفع دخل مقدر ہی انکی غیر معتبر ہونیکا ذکر کرتے جن حضرات کا یہہ
حال ہو انسے گفتگو کرنا ہی عبث ہے ۔ المختصر قصد احراق بیت جناب سیدہ کا
انکار کرنا روز روشن مین وجود آفتاب سے انکار کرنا ہے ان حضرات با دیانت سیدمخنت
تعجب ہے کہ عوام و ناواقفونکے دہوکہ دینے کے لئے صریح جلیلہ امور کا انکار کر جاتے ہین ۔ افسوس

وعیف ہی۔ آپکی ستّرہ اٹھارہ معتبر کتابون مین علمائے ثقات نے اس قصہ کو نقل کیا ہی پہر کس جرات سی آپ اسکو افترا محض وبہتان صریح تحریر فرماتے ہین۔ اگر کل کے عبارین نقل ہون تو طول ہو جاے۔ اس خیال سے صرف دو تین روایتین لکہی جاتی ہین بغور سنی۔ کتاب العقد ابن عبد ربہ کی فصل سقیفہ بنی ساعدہ فی اخبار الخلفاء و تواریخہم مین یہہ عبارت موجود ہے ۱* یعنی جن لوگون نے حضرت ابو بکر کی بیعت سی تخلف کیا وہ علی وعباس و زبیر و سعد بن عبادہ ہین۔ اما علی وعباس پس حضرت فاطمہ کے گہر مین بیٹہی یہانتک کہ حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو بہیجا کہ حضرت علی وعباس کو حضرت فاطمہؑ کے گہر سے باہر نکال دین۔ اور حضرت ابو بکر نے حضرت عمر سی کہا کہ اگر حضرت علی وعباس انکار کرین تو انسے لڑائی کرین پس متوجہ ہوئے حضرت عمر اور آگ اپنی ساتہہ اس غرض سے لی کہ حضرت علیؑ وعباس پر حضرت فاطمہ کا گہر جلاتین پس حضرت عمر سے حضرت فاطمہ ملین اور فرمایا کہ ای بیٹے خطاب کے تو اس قصد سی آیا ہے کہ ہمارے گہر کو جلا دے حضرت عمر نے کہا کہ ہان یعنی گہر جلا دونگا یا یہہ کہ حضرت علی وعباس داخل ہون انمین کہ جسمین امت داخل ہوئی ہے۔ اور علامہ ابو الفدا اسمعیل بن علی بن محمود بن محمد بن عمر بن شاہنشاہ بن ایوب نے اپنی تاریخ مسمی المختصر فی اخبار البشر مین سقیفہ کی بیعت کے ذکر مین لکہا ہے ۲* یعنی جب رسول اللہ کا انتقال ہوا حضرت عمر بن الخطاب نے کہا جو شخص کہیگا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے وفات پائی مین اسکا سر اس اپنی تلوار سے اوتار دونگا سواے اسکی نہین کہ وہ آسمان پر تشریف لیگئی۔ مترجم

۱* الذین تخلفوا عن بیعۃ ابی بکر علی والعباس والزبیر وسعد بن عبادۃ فاما علی والعباس فقعدا فی بیت فاطمۃ حتی بعث ابو بکر عمر بن الخطاب لیخرجہما من بیت فاطمۃ وقال لہ ان ابیا فقاتلہما فاقبل بقبس من نار علی ان یضرم علیہم الدار فلقیۃ فاطمۃ فقالت یا ابن الخطاب جئت لتحرق دارنا قال نعم او تدخلوا فیما دخلت فیہ الامۃ فخرج حتی دخل علی ابی بکر الخ

کہتا ہے کہ ارباب فہم تامل فرماویں کہ خلیفہ ثانی نے ایسا کیوں فرمایا۔ تدبیر ملکی اسی کو کہتے ہیں
حضرت ابوبکر نے یہہ آیت وما محمد الا رسول الآیہ پڑہی پس قوم اسکے قول کیطرف متوجہ ہوئی
اور لوگوں نے سقیفہ بنی ساعدہ کیطرف مبادرت کی پس حضرت عمر نے حضرت ابوبکر
کی بیعت کی اور لوگ بھی بیعت کرتے تھے انکی سنہ ۱۱ کی ربیع الاول کی عشرہ اوسط میں یہہ بیعت
واقع ہوئی۔ مگر بنی ہاشم کی ایک جماعت اور عتبہ بن ابی لہب وخالد بن سعد العاص مقداد
بن عمرو سلمان فارسی وابوذر وعمار بن یاسر وبراء بن عازب وابی بن کعب نے بیعت

ذکر اخبار ابی بکر الصدیق وخلافته رضی الله عنه لما قبض الله نبیه قال عمر بن الخطاب من
قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مات علوت راسه بسیفی هذا وانما ارتفع الی السماء فقرا ابو بکر
وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم فرجع
القوم الی قوله وبادروا سقیفه بنی ساعده فبایع عمر ابا بکر رضی الله عنه وانثال الناس علیه
یبایعونه فی العشر الاوسط من ربیع الاول سنه احدی عشر خلا جماعه من بنی هاشم والزبیر
وعتبه بن ابی لهب وخالد بن سعید بن العاص والمقداد بن عمرو وسلمان الفارسی وابا ذر وعمار
بن یاسر والبراء بن عازب وابی بن کعب ومالوا مع علی بن ابی طالب وقال فی ذلک عتبه بن
ابی لهب شعر ما کنت احسب ان الامر منصرف ۔ عن هاشم ثم منهم عن ابی حسن ۔ الیس اول الناس
ایمانا وسابقه ۔ واعلم الناس بالقرآن والسنن ۔ وآخر الناس عهدا بالنبی ومن ۔ جبریل عون له
فی الغسل والکفن ۔ ما فیه ما فیهم لا یمترون به ۔ ولیس فی القوم ما فیه من الحسن وکذلک تخلف
عن بیعه ابی بکر ابو سفیان من بنی امیه ثم ان ابا بکر بعث عمر بن الخطاب الی علی ومن معه لیخرجهم
من بیت فاطمه الزهراء رضی الله عنها وقال ان ابوا علیک فقاتلهم فاقبل عمر بشیء من نار علی ان یضرم الدار
فلقیته فاطمه وقالت الی این یا ابن الخطاب اجئت لتحرق دارنا قال نعم او یدخلوا فیما دخل فیه الامه
فخرج علی حتی اتی ابا بکر فبایعه کذا نقله القاضی جمال الدین واصل وسنده الی ابن عبد ربه المغربی انتهی

نہین کی اور یہہ سب حضرت علی کیطرف مایل ہوے - اور عتبہ بن ابی لہب نے اسبابین یہہ
شعر پڑہے - کہ مین گمان نکرتا تہا کہ یہہ امر یعنے خلافت اول تو بنی ہاشم سے پہرا مین سے بھی
حضرت ابوالحسن سے منصرف ہوگا - کیا جناب امیر علیہ السلام مین سابق الناس نہین ہین اور
قرآن وحدیث کو سب سے زیادہ جاننے والے نہین ہین - اور رسول خدا سے از روے عہد
کے آخر ناس ہین - مترجم کہتا ہے - (ناظرین اس عہد کو سمجہین) جناب امیر وہ شخص ہین کہ جناب
رسول خدا کے غسل وکفن مین حضرت جبریل نے انکی اعانت کی - جو فضایل جناب امیر
مین موجود ہین وہ انمین نہیں اور وہ اسمین شک نہین کرتے اور قوم مین وہ نیکیان نہین
ہین جو جناب امیر مین ہین - مترجم کہتا ہے کہ بعض ان اشعار کو حسان بن ثابت سے
منسوب کرتے ہین اور ایک شعر اسکا تفسیر بیضاوی مین درج ہے اور یہان عتبہ کیطرف
منسوب ہین ان دونون باتو مین کچھہ منافات نہین عجب نہین کہ تصنیف حسان کی ہون اور
عتبہ یہان پڑہے ہون الخ اور اسیطرح ابوسفیان نے بنی امیہ سے حضرت ابوبکر کی بیعت سے
تخلف کیا - اسکے بعد حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو جناب امیر اور ان لوگونکی طرف
بہیجا جو حضرت علی کے ساتہہ تہے تاکہ انکو جناب فاطمہ زہرا کے گہر سے نکال دین اور حضرت
ابوبکر نے حضرت عمر کو کہا کہ اگر وہ انکار کرین تو اُنسے لڑ - پس حضرت عمر تہوڑی سی
آگ لیکر اس قصد سے کہ گہر جلا دین متوجہ ہوے - جناب سیدہ نے ملاقات کی اور فرمایا
کہ اے خطاب کے بیٹے کہان کا ارادہ کیا ہے کیا آیا ہے تو کہ ہمارا گہر جلادے حضرت عمر نے
کہا کہ ہان گہر جلا دونگا یا یہہ کہ یہہ سب داخل ہون اسمین جسمین امت داخل ہوئی ہے
پس نکلے حضرت علی اور حضرت ابوبکر کے پاس آے اور انکی بیعت کی ایساہی قاضی جمال الدین
واصل نے نقل کیا ہے - اور اسکو ابن عبدربہ المغربی کیطرف منسوب
کیا ہے اسنے - اور ابن قتیبہ کی کتاب الامامتہ والسیاستہ ترجمہ کانت بیعہ علی کی ابتدا مین
لکہا ہے ان ابابکر اخبر بقوم تخلفوا عن بیعتہ عند علی فبعث الیہم عمر بن الخطاب فجاء

× یعنی حضرت ابو بکر کو خبر ہوئی کہ ایک قوم نے انکی بیعت سے تخلف کیا ہے اور وہ جناب امیرؑ کے
پاس ہین پس حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو انکے پاس بھیجا پس آئے حضرت عمر اور پکارا انکو اور
وہ لوگ جناب امیرؑ کے گھر مین تھے انہون نے باہر آنے سے انکار کیا تب حضرت عمر نے لکڑیان طلب
کین اور خدا کی قسم کھا کر کہا کہ تم نکلو ورنہ گھر کو مع اسکے جو اسمین ہے جلا دونگا۔ کسینے کہا کہ اے
ابو حفص (کنیت عمر) اسمین حضرت فاطمہ ہین حضرت عمر نے فرمایا کہ اگرچہ حضرت فاطمہ ہی ہون
پس لوگ باہر نکل آئے اور سوائے جناب امیرؑ کے سبنے بیعت کی تحقیق اسنے یہہ گمان کیا کہ جناب

فناداهم وهم فی دار علی فابوا ان یخرجوا فدعا عمر بالحطب وقال والذی نفس عمر بیده لتخرجن
او لاحرقنها علیکم علی ما فیها فقیل یا ابا حفص ان فیها فاطمة فقال وان کانت فخرجوا فبایعوا
الا علیا فانه زعم انه قال حلفت ان لا اخرج ولا اضع ثوبی علی عاتقی حتی اجمع القرآن فوقفت
فاطمة علی بابها فقالت لا عهد لی بقوم حضروا اسوء محضر منکم ترکتم جنازة رسول الله بین
ایدینا وقطعتم امرکم بینکم لم تستامرونا ولم تردوا لنا حقا فاتی عمر ابا بکر فقال له الا تاخذ هذا
المتخلف عنک بالبیعة فقال ابو بکر لقنفذ وهو مولی له اذهب فادع لی علیا فذهب الی علی
فقال ما حاجتک قال یدعوک خلیفة رسول الله قال علی لسریع ما کذبتم علی رسول الله صلی الله
علیه وسلم فرجع فابلغ الرسالة قال فبکی ابو بکر طویلا ثم قام عمر فمشی معه جماعة حتی اتوا باب
فاطمة فدقوا الباب فلما سمعت اصواتهم نادت باعلی صوتها باکیة یا رسول الله ماذا لقینا
بعدک من ابن الخطاب وابن ابی قحافة فلما سمع القوم صوتها وبکاءها انصرفوا باکین
وکادت قلوبهم تنصدع واکبادهم تنفطر وبقی عمر ومعه قوم فاخرجوا علیا ومضوا به الی
ابی بکر فقالوا له بایع فقال ان لم افعل فمه قالوا اذا والله الذی لا اله الا هو نضرب عنقک
قالوا اذا تقتلون عبد الله واخا رسوله قال عمر اما عبد الله فنعم واما اخو رسوله فلا وابو بکر
ساکت لا یتکلم فقال له عمر الا تامر فیه بامرک فقال لا اکرهه علی شی ما کانت فاطمة الی

امیر نے فرمایا میں نے قسم کہائی ہے کہ جبتک قرآن کو جمع نکرلونگا باہر نکلونگا اور کپڑا کندہی پر نڈالونگا۔ پس حضرت فاطمہ اپنے دروازہ پر کہڑی ہوئیں اور فرمایا مجکو سوائے تمہارے کوئی قوم یاد نہیں کہ بدتر محضر میں حاضر ہوئی ہو۔ تمنے جنازہ رسول اللہ کو ہمارے ہاتہوں میں چہوڑدیا اور آپسمین اپنے کام یعنی خلافت کا فیصلہ کرلیا نہ تمنے مشورہ کیا نہ ہمارا کچھ حق دیکہا پس حضرت عمر حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہا کہ تو اس اپنی بیعت سے متخلف کو نہیں پکڑتا ہے حضرت ابوبکر نے قنفذ کو جو انکا غلام تہا کہا کہ جا اور حضرت علی کو بلاؤ وہ حضرت علی کے پاس گیا آپنے فرمایا کیا حاجت ہے۔ اسنے کہا خلیفہ رسول اللہ بلاتا ہے حضرت علی نے فرمایا جلد تمنے رسول اللہ پر جہوٹ بولا قنفذ واپس آیا اور حضرت علی کا پیغام پہونچایا پس حضرت ابوبکر دیر تک روتے رہے پہر حضرت عمر اوٹہے اور انکے ہمراہ ایک جماعت گئی یہانتک کہ حضرت فاطمہ کے دروازہ پر آئے اور دروازہ ہلایا جب حضرت فاطمہ نے انکی آواز سنی روتی ہوئی پکار کر آواز دی کہ یا رسول اللہ آپکے بعد خطاب اور ابو قحافہ کے بیٹے سے ہمکو کیا ملا۔ جب قوم نے انکی آواز اور رونا سنا روتی ہوئی چلی گئی اور دل پہٹے جاتے تھے جگر پہٹے تھے اور حضرت عمر ٹہرے رہے اور ایک قوم انکے ساتھ تھی پس حضرت علی کو نکالا اور انکو حضرت ابوبکر کے پاس لیگئے اور حضرت علی سے کہا کہ بیعت کرو آپنے فرمایا کہ اگر بیعت نکروں تو کیا کروگے انہوں نے کہا کہ پہر اس خدا کی قسم ہے جسکے سوا کوئی خدا نہیں آپکی گردن مارینگے حضرت علی نے فرمایا کہ اسوقت تم بندہ خدا اور اسکے رسول کے بہائی کو قتل کروگے۔ حضرت عمر نے کہا کہ بندہ خدا تو درست ہے لیکن اسکے رسول کا بہائی ہم نہیں مانتے اور حضرت ابوبکر خاموش تھے بولتے نہ تھے حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا تو اسکے بارہ میں حکم نہیں دیتا ہے حضرت ابوبکر نے کہا جبتک انکے پاس حضرت فاطمہ ہیں میں کسی چیز پر حضرت علی کو مجبور نہیں کرتا پس حضرت علی رسول اللہ کی قبر سے ملے فریاد کرتے

الی جنبہ فلحق علی بقبر رسول اللہ یصیح ویبکی وینادی یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی انتہی

گفتن جناب امیرؑ با قبر رسول اللہ کہ ای پسر مادر من قوم مرا ضعیف کردند و درپی قتل شدند

اور روتے تھے اور پکارتے تھے اے میری ماں کے بیٹے یعنے بہائی قوم نے مجکو ضعیف کردیا
اور قتل کے درپے ہی۔ انتہی۔ ان روایتونسے جو بنظر اختصار بہت کم لکھی گئی ہین مثل روز
روشن ثابت ہوگیا کہ خلفاء ثلثہ مین سے حضرت خلیفہ ثانی نے جو اہل خلافت کی بانی
تھے جناب سیدہ کے گہر جلانے کا قصد کیا اور لکڑی و آگ سامان جلانیکا لیگئے یا طلب
کیا۔ پس الحمد للہ کہ میرا دعوی جو خط مین لکھا ہی ثابت اور صاحبان رسالہ کا انکار باطل ہوا
اگر ان روایات خصوصاً روایت ابن قتیبہ پر بسط سے گفتگو کیجاتے تو دفتر چاہئین۔ ناظرین خود
انصاف فرماوین کہ جناب رسالت مآب نے جو اہل بیت اطہار کے بابمین وصیت و تاکید
فرمائی تھی ان خلفاء نے اُسپر خوب عمل کیا تمسک عترت کی یہہ ہی معنی ہین کہ جناب سیدہ کی
گہر کو جناب امیرؑ و جناب سیدہ پر جلانے کی لئے لکڑیان و آگ لیجائین۔ حضرت ثانی کی
مروت و حسن سلوک قابل دید ہے کہ معاذ اللہ جناب امیرؑ سے اخوۃ رسول اللہ کا انکار ہے
حضرت جبریل علیہ السلام کے ارشاد کی جو یوم غدیر کس تہدید و وعید سے فرمایا تہا کیا اچھی
تعمیل کی ناظرین خصوصاً حضرات مخاطبین انصاف فرماوین کہ جس قوم کے حق مین جناب سیدہ
لاعھد لی بقوم حضروا اسوء محضر منکم الخ جسکے لازمی یہہ معنے ہین کہ تم سے بدتر قوم مجکو یاد نہین
اور قنفذ کے جوابمین کہ جب اسنے کہا کہ آپکو خلیفہ رسول اللہ بلاتا ہے جناب امیر ارشاد
فرمائین لسریع ما کذبتم علی رسول اللہ الخ یعنے بہت جلد تمنے رسول اللہ پر جہوٹ بولا تو مسلمان
و مومن بلکہ جنمین شمہ اسلام و بوی ایمان ہو وہ ایسی قوم کو خلفاء راشدین و نایب رسول
و امام خلق کہہ سکتا ہی۔ جناب سیدہؑ روکر رسول اللہ سے مخاطب ہوکر فرماتی ہین
کہ آپکے بعد ابن خطاب اور ابن ابو قحافہ سے ہمکو کیا ملا جناب امیرؑ قبر رسول اللہ سے لپٹ کر
روکر روکر فرماتے ہین کہ اے میری ماںکے بیٹے قوم نے مجکو ضعیف کردیا اور قتل کرنے کے
درپے ہے جس قوم نے اہل بیت رسول کے ساتھہ یہہ کچھہ کیا اہل سنت کا ہی کام ہے کہ باوجود
ادعای اسلام و ولا و تمسک اہل بیتؑ اس قوم کو خلفاء راشدین کہتے ہین اب براہ عنایت

وہ احادیث جنمین رسول اللہ نے قوم بنی اسرائیل سے مشابہ کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ جو
کچھہ امم سابقہ مین ہوا اس امت مین ہوگا اور حدیث منزلت جو جناب امیر علیہ السلام کی
شان مین وارد ہے اور اس روایت کو ملا کر نتیجہ نکالئے - دل چاہتا تھا کہ حضرت اروی بنت الحارث
بن عبد المطلب (جو صحابیات مکرمات و مخدرات معظمات سے و بنت عم سرور کائنات تھین) کے
وہ گفتگو جو معاویہ سے فرمائی جسمین اول و ثانی و ثالث و رابع یعنی معاویہ کا ظلم و ستم بصراحت مذکور ہے اور
جناب امیر کو مظلومیت مین حضرت ہارون سے تشبیہ دی ہے اور ان ہرسہ کو قوم بنی اسرائیل سے مشابہ
کیا ہے لکھون مگر چونکہ وہ بہت بڑی روایت ہے مع ترجمہ و توثیق مصنف مصنف بہت طول ہوگا
اور نیز اسمین الفاظ بھی نہایت ثقیل ہین جو حضرت اروی نے عمرو بن عاص کی نسبت فرمائی ہین
اسلئے نہین لکھتا صرف ایک مختصر سی حدیث مسند احمد حنبل سے نقل کرتا ہون جس سے ان خلفاء کی
خلافت راشدہ و امامت خلق وغیرہ بخوبی ثابت ہوتی ہے اور وہ یہہ ہے مطلب یہہ ہے کہ
ام فضل بنت الحارث کہتی ہین کہ مین حضرت صلعم کی خدمت مین انکی مرض مین حاضر
ہوئی رونے لگی آنحضرت نے اپنا سر مبارک اوٹھا کر فرمایا کیون روتی ہے عرض کیا کہ
ہم آپ پر خوف کرتے ہین اور نہین جانتے کہ آپکے بعد آدمیون سے ہمکو کیا ملے گا آنحضرت نے
فرمایا کہ تم میرے بعد مستضعفین ہوگی یعنی آدمی تمکو ضعیف کر دینگے - ارباب فہم تامل
فرماوین کہ ام الفضل اور انکے امثال یعنے خاندان جناب رسالت مآب کا استضعاف
متحقق نہین ہوتا تاوقتیکہ غصب و اخذ خلافت مین خلفاء کے جور و ستم کے قائل نہ ہون
ورنہ یہہ امر بدیہی ہے کہ اگر آنحضرت کے بعد کے خلفاء برحق و امام خلق و نایب رسول تھے تو

عن ام الفضل بنت الحارث وهی ام ولد العباس اخت میمونه قالت اتیت النبی علیه السلام
فی مرضه فجعلت ابکی فرفع راسه فقال ما یبکیک قالت خفنا علیک وما ندری
ما نلقی من الناس بعدک یا رسول الله قال انتم المستضعفون بعدی

ام الفضل و دیگر اقارب آنحضرتؐ کے بعد آنحضرتؐ کی استضعاف کے کچھہ معنی سب نہین ہوسکتے اور اسکا وقوع ہرگز متحقق نہین ہوسکتا - علاوہ اور امور کے جو اس رسالہ مین بہ تصریح وکنایتہ مذکور ہوئی ہین اگر صرف اسی حدیث مسند احمد حنبل مین کچھہ بھی غور کی جاوے تو ان خلفاء کی خلافت راشدہ کے بطلان مین کافی ووافی ہے - الحاصل ان اشعار سے خلافت سے بخوبی ثابت ہی کہ صحابہ جانتے تھے کہ بعد آنحضرتؐ کی افضل الناس جناب امیرؑ ہین اور انکا مساوی کوئی شخص نہین - آخر عہد جناب رسالت مآب نے انسی ہی کیا تھا مگر طمع نفسانی وحب ریاست دنیای فانی ایسے غالب ہوئی کہ یک لخت سب کچھہ فراموش کیا اور حضرت جبریل علیہ السلام کے ارشاد کا کچھہ بھی خیال نکیا اور وہ عہد جو رسولؐ اللہ نے مقام خم غدیر مین باندھا تھا توڑ دیا اور اخذ بیعت کی لئے گھر جلانے اور جناب امیرؑ کے قتل کے درپے ہوگئے - خلافت راشدہ ونیابت رسولؐ کے یہہ ہی معنی ہین - جبکہ حضرت خلیفہ اول نے صاف حکم دیا ہو کہ اگر انکار کرین تو انسے مقابلہ کرو اور خلیفہ ثانی آگ ولکڑی گھر جلانے کے لئے لے گئی ہون - جناب امیرؑ سے اس سختی ودرشتی سے گفتگو کی ہو کہ قسم کھا کر گردن زنی پر آمادہ ہون - حضرت ثانی اخوت رسول اللہ کا انکار کرتے ہون - اب ناظرین غور وانصاف فرماوین کہ خلفاء مابعد مین اور انہین کیا فرق ہے - آنحضرت نے نفس رسولؐ وزوج بتول وبضعہ رسول پر گھر جلانے کا سامان بہم کیا - صورت انکار مین مقاتلہ کا حکم دیا - خلفاء مابعد نے جنگ وجدال کیا موقع پاکر عترت رسولؐ اللہ کو شہید اور خیام فلک احتشام کو جلا دیا بلکہ اگر غور کیا جاوے تو یزید نے خود کلمات درشت برو نہین کہی اور مقاتلہ واحراق وغیرہ کا خود مباشر نہین ہوا آنحضرات نے خود جناب امیرؑ سے یہہ درشت کلامی کی اور تہیہ سامان احراق کی خود مباشر ہوئے - جیسا کہ معرکہ کربلا مین مخالفین نواسہ رسولؐ اللہ ہونے سے منکر تھے یہان بھی اخوت رسولؐ اللہ سے صاف انکار ہوا - اگر ان خلفاء کے وقت مین انکار ہوتا لڑائی کا حکم ہوچکا تھا سامان احراق سب کچھہ آمادہ وتیار تھا - مخبر صادق

کی سب پیشین گوئین پوری ہوئین جناب امیر نے وصیت رسول اللہ پر عمل فرماکر صبر کیا۔ اگر یہہ خلفا نفس رسول و بضعہ رسول کے یہہ ایذا و اہانت نفرماتے اور تعمیل ارشاد الٰہی و جناب ختمی پناہی بجالاتے تو کسکی طاقت تھی کہ اس ظلم و ستم کی جو بعد مین عترت رسول اللہ پر ہوا جرات کرسکتا۔ صاحبان رسالہ جو اس قصہ پر غصہ کو افترا محض و بہتان صریح لکھتی ہین اور بہ لفظ معاذ اللہ تحاشے کرتے ہین ان روایات کتب معتبرہ خود کو ملاحظہ فرماکر دیکہین کہیہ تو انصاف فرماوین۔ اُن حضرات کو جنکا فن مناظرہ مین مایہ بضاعت تحفہ ہی ہے شاید ان علماء مین کلام ہو اور بسبب ناواقفی کے جیسا کہ اس امر صاف صریح سے انکار کردیا عجب نہین کہ عوام مین کہدین کہ یہہ کتابین ہماری نہین یا معتبر نہین یہہ عالم ہمارے نہین ہین۔ اسلئی مختصری انکی توثیق لکھی جاتی ہے جن حضرات کو ان علماء و کتب کے مدایح و مناقب ہوس با تفصیل دیکھنی منظور ہون وہ تشیید المطاعن و عبقات الانوار ملاحظہ فرماوین۔ ابن عبدربہ اکابر علماء سنیہ و فضلاء امویہ سے ہے ابن خلکان نے وفیات الاعیان مین لکھا ہے۔ ابو عمر احمد بن عبدربہ بن حبیب بن حدیر بن الحکم الاموی کان من العلماء المکثرین من المحفوظات والاطلاع علی اخبار الناس وصنف کتابہ العقد وھو من الکتب الممتعۃ حوی من کل شئی الخ خلاصہ یہہ ہے کہ ابن عبدربہ بڑے عالموں سے ہے اور اسکی کتاب عقد مفید کتابوں سے۔ اور اسمعیل بن ابو الفدا صاحب کتاب المختصر فی اخبار البشر بس وہ بھی علماء مشاہیر و فضلای معتمدین و اکابر مورخین موثقین سے ہے۔ چنانچہ طبقات فقہاء شافعیہ ابوبکر اسدی مین مذکور ہی اسمعیل بن علی بن محمود بن عمر بن شاہنشاہ بن ایوب ابن شاذی العالم العلامہ المتقن المصنف السلطان الملک المؤید عماد الدین ابو الفدا ابن الملک الافضل نور الدین بن الملک المظفر تقی الدین بن الملک المنصور ناصر الدین بن الملک المظفر تقی الدین الایوبی مولدہ فی جمادی الاولی سنہ اثنین وسبعین بتقدیم السین وستمائۃ واشتغل فی العلوم وتفنن فیہا وصنف التصانیف المشہورۃ منہا التاریخ فی ثلث مجلدات کبیرۃ وولی مملکۃ حماۃ فی

صاحب رسالہ کہ ادعا کردہ کہ اکثر امامیہ منکر قصد احراق ہستند کذب محض ست

ترجمہ - بخوف اطناب نہین لکھا جاتا غیر عربی دان بھی العالم العلامہ و فضایل کثیرہ وغیرہ الفاظ سے مطلب سمجھہ سکتے ہین - اور ابن قتیبہ پس وہ بھی ثقہ فاضل و نسی ہے چنانچہ ابن حنزلہ کے مختار مختصر تاریخ بغداد مین مسطور ہے ۱۲ - اور ابن خلکان نے وفیات الاعیان مین لکھا ہے ۱۲ قال اسس افترا سے جو محض بے اصل ہے اکثر امامیہ ہی منکر ہین - اقول - آپکو اپنے گہر کی تو خبر ہی نہین آپ اکثر امامیہ کا حال کیا جانین - تو کار زمین را نکو ساختی - کہ بر آسمان نیز پرداختی - کاش کوئی اپنے ہی معتبر روایت لکھی ہوتی جس سے آپکے دعوی کی تصدیق ہوتی زبانی جمع خرچ سے کام نہین چلتا بلکہ جو روایت زید بن اسلم کی ازالۃ الخفا سے بطور خلاصہ مفید مطلب لکھی ہے اس سے صاف قصد احراق ثابت ہے یہہ ہی روایت تمام لکھکر ترجمہ لکھتے - صاحب تحفہ کی تقلید سے ایسی بات صریح واقعی امر کو بے دلیل افترا محض و بے اصل لکھا ہے - لفظ اکثر امامیہ تو لکھدیا کاش ایک امامیہ کا ہی قول اپنے دعوی کے ثبوت مین لکھا ہوتا - مگر آپکو کیا کہا جاوے آپکا مایہ فخر و مباہات تحفہ ہے جب صاحب تحفہ ہی بسبب قلت نظر باخبر نہ ہون یا محض عوام کے دہوکہ دہی کو تجاہل عارفانہ کرکے انکار کر جاتین تو آپکا کیا قصور ہے آپ معذور ہین - ذرا سوچ سمجہکر لکھنا چاہیے قائل ایسے خیالات کے قایل اور اس قسم کی روایات موضوعہ

سنۃ عشرین الی ان توفی وکان الملک الناصر یکرمہ و یحترمہ و یعظمہ ولہ شعر حسن وکان جوادا ممدحا امتدحہ غیر واحد قال ابن کثیر لہ فضایل کثیرۃ فی علوم متعددہ من الفقہ والبیئۃ وغیر ذلک ولہ مصنفات عدیدۃ وکان یحب العلماء ویقصد و نہ لفنون کثیرہ وکان من فضلاء بنی ایوب الاعیان منہم وذکر لہ الاسنوی فی طبقاتہ ترجمۃ عظیمۃ توفی فی عام سنۃ اثنین و ستمائۃ عن ستین الا ثلثۃ اشہر و ایاما وقال الذہبی توفی کون وہو عجیب تصحف علیہ سبعین بہ تسعین وتبعہا الاسنوی انتہے -

کے معتقد وہی ہین جو کمال درجہ کے غالی اور متعصب شیعہ ہین چنانچہ ہمارے مشفق میرزا فرزند حسین صاحب بھی اسی گروہ کے افسر ہین - **اقول** - اسکے جواب مین بجز سکوت کیا عرض کیا جاوے کیونکہ ہم جانتے ہین کہ جسطرح آپ بسبب قلت نظر ان روایات صحیح معتبرہ کو نہین جانتے اسیطرح آپ شیعہ غالی کے معنی بھی نہین جانتے - اگر ہماری اصطلاح سے آپ واقف نہ ہوتے تو چندان تعجب نہ تھا - تعجب تو یہہ ہے کہ آپ اپنی اصطلاح کو بھی نہین جانتے - اول ہم آپکو تشیع وشیعہ غالی کی اہلسنت کے اصطلاحی معنی بتلاتے ہین پھر ثابت کرتے ہین کہ شیعہ غالی کون تھا - علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری کے مقدمہ مین یہہ لکھا ہے - والتشیع محبتہ علی وتقدیمہ علی الصحابتہ فمن قدمہ علی ابی بکر وعمر فھو غال فی التشیع ویطلق علیہ رافضی والا فشیعی وان اضاف الی ذلک السب والتصریح بالبغض فغال فی الرفض وان اعتقد الرجعتہ الی الدنیا فاشد فی الغلو انتھے بقدر الحاجتہ - یعنی تشیع حضرت علیؑ کی محبت اور صحابہ پر انکو مقدم کرنا ہے پس جو شخص کہ حضرت علیؑ کو حضرت ابوبکر وعمر پر مقدم کرے وہ تشیع مین غالی ہے اور اسپر رافضی بولا جاسکتا ہے - نہین تو شیعہ ہے اور اگر اسکی طرف سب اور بغض کی تصریح لگاوے وہ رفض مین غالی ہے اور اگر

---

(۱) عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ ابو محمد الکاتب الدینوری کان فاضلا وھو صاحب التصانیف المشھورۃ والکتب المعروفہ الخ (۲) ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری وقیل المروزی النحوی اللغوی صاحب کتاب المعارف وادب الکاتب کان فاضلا ثقہ اور عمر بن محمد بن محمد بن ابی الخیر محمد بن محمد بن فہد نے جو مشایخ اجازہ شاہ ولی اللہ صاحب والد ماجد مولف تحفہ سے ہین کتاب الامامتہ والسیاستہ کو عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ کی تصنیف مسی عتما وجزما ثابت کیا ہے بخوف اطناب اسیقدر حوالہ کافی ہے جسکا دل چاہے اصل کتاب دیکھہ لے

دنیا مین رجعت کا اعتقاد رکہی تو غلو مین اشد ہی۔ اس عبارت سی ثابت ہی کہ شیعہ غالی وہ ہے
جو جناب امیر علیہ السلام کو حضرت ابو بکر و عمر پر مقدم کرے۔ اب براہ عنایت خلیفہ ثانی کی وہ
ہر سہ روایت جو محاضرات راغب اصفہانی وغیرہ سے سابق مین گذر چکی ہین مطالعہ فرمائی
دیکہی کہ حضرت خلیفہ ثانی کس شد و مد سے جناب امیر علیہ السلام کو اپنی ذات شریف خلیفہ
اول سی اولی بہذا الامر فرماتے ہین پس شیعہ غالی حضرت عمر بن الخطاب ہین اور چونکہ
حضرت خلیفہ اول بہی جناب امیر کو عترت رسول اللہ یعنی متمسک بہ جانتے ہین جیسا کہ صواعق
محرقہ مین ہی اور عبارت دراسات مین گذر چکا ہی اور بدیہی ہی کہ متمسک بہ مقدم ہوتا ہے
امصور تین خلیفہ اول بہی شیعہ غالی ہین تعجب ہی کہ لاعلمی و بیخبری سی آپنے غالی لکہدیا اگر
آپ یہہ اصطلاحی معنی جانتے اور شیخین کے ان اقوال پر نظر ہوتی تو ہرگز یہہ لفظ مقام مذمت
و توہین مین تحریر نفرماتے۔ اسلئی آپکو معذور سمجہتی ہین۔ اور ترکی بہ ترکی جواب نہیں دیتے ورنہ
آپکو بہی کسی گروہ کا افسر بنانا کچہہ مشکل نہ تہا اور جو کچہہ لکہا جاتا مدلل ہوتا۔ **قال**۔ عداوت
صحابہ بالخصوص خلفاء ثلثہ اس درجہ ان حضرات کی دلمین بہری ہوئی ہے کہ خواہ مخواہ پر کا
کوا بنا کر کچہہ حاشیہ چڑہا کر جو کچہہ چاہتی ہین کہدیتے ہین۔ **اقول**۔ کئی دفعہ عرض کیا گیا کہ خلفاء
ثلثہ نے ہمارا ذاتی کچہہ نقصان نہیں کیا کہ ہم انکے دشمن ہون بلکہ ان روایات صحیحہ سی بخوبی
ثابت ہوگیا کہ خلفاء ثلثہ دشمن ال محمد تہے اور بعد انحضرت کے کوئی امر دشمنی و توہین و حقارت
کا فروگذاشت نہیں کیا۔ آپ ہی انصاف فرمائی کہ جب ہمکو آپکی ہی معتبرہ کتابونسے یہہ ثابت
ہو جائے کہ خلیفہ اول نے ثانی کو حکم دیا کہ اگر حضرت علی انکار کرین تو انسے مقاتلہ کرو اور
حضرت ثانی کا آگ لیجانا لکڑیان منگانا اور یہہ کہنا کہ اگرچہ اسمین فاطمہ ہی ہون گہر جلادونگا
پہر بہی انسے دوستی رکہین اور انکو دین کا پیشوا سمجہین۔ واقعہ مین حب اہل بیت اور دوستی
خلفاء ثلثہ ایک دل مین ہرگز جمع نہیں ہوسکتی۔ یہہ آپ حضرات ہی کا دل ہے کہ باوجود ان
امور کے ثابت ہونے کے پہر دعای حب طرفین ہے۔ شاید مقاتلہ و گہر جلانے وغیرہ

دنمبر ۲۴۴

حضرات اہل سنت از راہ تعصب مقام توہین مین اہل حق کو رافضی کہتی ہین افسوس ہی کہ وہ ان اپنی اصطلاحی معنونسے بیخبر ہین ورنہ حضرات شیخین بہی رافضی ہین

کا قصد کرنا آپکی اصطلاح مین علامت دوستی ہے - ہمکو جسقدر روایات صحیحہ کتب معتبرہ
طرفین سے بعد تحقیق بسیار ثابت ہوا ہے اسپر ہمارا اعتقاد ہی اور جنکی دشمنی اہل بیت اطہار سے
بخوبی ثابت ہوگی ہے انکو دشمن سمجھتے ہین - حاشا وکلا کہ ہم پر کا کبوتر بناتے ہون ہم تو وہی
کہتے ہین جو آپکے علماء تحریر لکھتے ہین لیکن ہم مین اور انمین یہہ فرق ہے کہ وہ باوجود سر
زد ہونے ایسے امور کے خلفاء سے دوستی رکھتے ہین اور انکو خلفاء راشدین کہتے ہین اور ہم
چونکہ مامور بہ تمسک اہل بیت ہین اور مخبر صادق کی یہہ احادیث کہ اللہم وال من والاہ
وعاد من عاداہ الخ اور انی سلم لمن سالمکم وحرب لمن حاربکم ومن اغضبہا اغضبنی
ومن اذاہا اذانی وغیرہ کتب معتبرہ طرفین سے بخوبی تحقیق ہو گئی ہین - عداوت اہل بیت
کے سبب دشمنی رکھتے ہین - کبوتر کا پر بنانا اور اپنی راے وقیاس سے اس پر کا بھی کوا کرنا
آپ ہی حضرات کا کام ہے چنانچہ یہہ آپکی اگلی تحریر شاہد حال ہے - **قال** روایت زید
بن اسلم جو ازالۃ الخفا مین منقول ہی ماحصل اُسکا یہہ ہی کہ جب جمہور صحابہ نے خلافت حضرت
خلیفہ اول تسلیم کر لی بعض نے حضرت سیدہ کے دولتخانہ مین اسکے خلاف مشورہ کرنا
شروع کیا - فاروق اعظم دولتخانہ حضرت سیدہ پر حاضر ہوئے اور اول یہہ عرض کیا -
یا بنت رسول اللہ واللہ ما من الخلق احب الینا من ابیک وما من احد احب
الینا بعد ابیک منک - ترجمہ - اے صاحبزادی رسول خدا صلعم کی - خدا کی قسم
ہمین آپکے والد بزرگوار سے زیادہ کوئی محبوب نہین - اور بعد آپ کے والد ماجد کے پھر
آپ سے زیادہ دوسرا عزیز نہین - اسکے بعد یہہ عرض کیا - کہ اگر وہ یعنی خلاف جماعت
مسلمین مشورہ کرنیوالے اس حرکت سے باز نہین آئینگے تو مین حکم دونگا کہ انپر گھر جلایا جاوے -
چنانچہ اس امر کو حضرت سیدہ نے پسند فرما کر مشورہ کرنیوالون کو روکا اور اسی روایت
مین یہہ بھی ہے کہ پھر وہ جمع نہ ہوے یہانتک کہ ابو بکر کی بیعت کر لی **اقول** - آپنے جو
اس امر کا انکار کیا تو مین بادی الرای مین اسکا سبب عدم عبور بر کتب وقلت نظر سمجھا تھا

مگر اس تحریر نے وہ حسن ظنی دور کردی - افسوس وحیف ہے کہ تعصب مذہب اور محبت ثلثہ آپکے دلپر اسقدر غالب ہے کہ صاف کہلی بات کو پیچیدہ بیان کرکے عوام کالانعام کے دہوکہ دہی کو کچہہ کا کچہہ بنادیا - ان باتوں سے کیا ہوتا ہے عوام کی نظروں سے ایسی باتین بناکر ثلثہ کے عیوب اور وہ کینہ وعداوت جو اہلبیت اطہار سے وہ رکہتے تھے چہپالو گی - عالم الغیب کے سامنے اس دہوکہ بازی اور غلط نویسی کا کیا جواب ہے آخر مرنا ہے خوف خدا بھی چاہئے - اصل روایت نہ لکھکر عوام مین محبت ثابت کرنے کے لئے چند الفاظ مفید مطلب لکھدئے - آپ لکھتے ہین کہ جمہور صحابہ نے خلافت تسلیم کرلی - کونسی دلیل اجماع کا حال بخاری سے گذر چکا ہے - جن بعض نے حضرت سیدہ کے دولتخانہ مین اسکے خلاف مشورہ کرنا شروع کیا افسوس ہے کہ انکے نام نامی جو ازالۃ الخفا کی اس روایت مین مذکور ہین نہ لکھے - امر دین مین یہہ حق پوشی - مگر اہل فہم اب بھی سمجہتے ہین کہ حضرت سیدہ اس خلافت سے ناخوش تہین کیونکہ اگر اس سے خوش ہوتین اور اسکو حق سمجہتین تو ہرگز اسکے برخلاف مشورہ کرنے والونکو اپنے دولتخانہ مین دخل دیتین - آپ نے ان حضرات کی نسبت صرف بعض کا لفظ جو مبہم وموہم توہین ہے لکھا ہے حضرت شاہ عبد العزیز صاحب نے تو انکی نسبت بہت کچھ لکھا ہے چاہتے ہین کہ ناظرین کی آگاہی کے لئے پہلے اس سے کہ آپکی ناقص نقل کردہ روایت کو پورا نقل کرین شاہ عبد العزیز صاحب کی تحفہ کی عبارت جواب شفیق کو شاید دو مرتبہ لکہ چکے ہین مگر وہ متنبہ نہین ہوئی اس مقام مین نقل کرین تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ حضرت اہل سنت کی نزدیک اہل بیت نبوت کا کیا مرتبہ ہے اور ثلثہ کی عیوب پوشی کے لئے اپنی ہی کتابونکی عبارتونمین کیا کچہہ تصرف کرتے ہین پس واضح ہو کہ شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ مین مطاعن عمر کے طعن دوم مین فرماتے ہین واگر مراد از قصد تخویف وتہدید ربانی ست وگفتن اینکہ من خواہم سوخت پس وجہش آنست کہ این تخویف وتہدید کسانے را بود کہ خانہ حضرت زہرا را انجا پناہ ہر صاحب خیانت دانستہ حکم حرم مکہ معظمہ دادہ ودرانجا جمع می شدند وفتنہ وفساد منظور میداشتند وبرہم زدن خلافت خلیفہ اول

بلکہ گاشتہا و مشورتہای فساد انگیز قصد میکردند و حضرت زہرا ہم ازین نشست و برخاست اینہا مکدر و ناخوش بود لیکن بسبب کمال حسن خلق بانہا بی پردہ نمی فرمود کہ در خانہ من نیامدہ باشید عمر بن الخطاب چون دید کہ حال برین منوال ست الجماعہ را تہدید نمود کہ خانہ را بر شما خواہم سوخت و تحقیق سوختن درین تہدید مبنی بر استنباط دقیق ست از حدیث پیغمبر کہ آنحضرت نیز در حق کسانیکہ در جماعت حاضر نمی شدند و با امام اقتدا نمی کردند ہمین قسم ارشاد فرمودہ بود کہ این جماعت اگر از ترک جماعت باز نخواہند آمد من خانہا را بر ایشان خواہم سوخت و چون ابوبکر نیز امام منصوب کردہ پیغمبر بود در نماز و اینہا ترک اقتداء ان امام بحق بخاطر خود ہامی اندیشیدند و رفاقت جماعت مسلمین درین باب نمیکردند مستحق ہمان تہدید پیغمبر شدند پس این قول عمر مشابہ است بفعل پیغمبر کہ چون روز فتح مکہ بحضور او عرض کردند کہ این حنظل کہ یکی از شعرای کفار بود و بارہا ہجو حضرت پیغمبر در اشعار خود روے خود را سیاہ کردہ پناہ بخانہ خدا یعنی کعبہ معظمہ بردہ و در پردہای ان خانہ تجلی آشیانہ خود را پنہان ساختہ در باب او چہ حکم ست فرمود کہ او را ہمانجا بکشید و پاس حرم نکنید و ہرگاہ این قسم مردودان جناب الہی را در خانہ خدا پناہ نباشد در خانہ حضرت زہرا چرا پناہ باید داد و حضرت زہرا چرا از سزا دادن اشرار فساد پیشہ مکدر گردد کہ تخلقوا باخلاق اللہ شیوہ آن پاک طینت بود انتہی بقدر الحاجتہ - اب ناظرین نصفت آئین کی خدمتمین التماس ہے کہ اگر کل صحابہ عادل اور کرام وکبار ہین تو یہہ لوگ جنکو حضرت شاہ صاحب صاحب خیانت اور اشرار فساد پیشہ و این قسم مردودان جناب الہی فرماتے ہین جو وقتا فوقتا حضرت زہرا مین جمع ہوتے تھے کون تھے - صحابہ مین سے تھے یا یہود وانصاری ومشرک وغیرہ تھے تعجب وحیرت کا مقام ہے کہ اگر بیچارے شیعہ بعض اشخاص کی نسبت جنہون نے موقع وفرصت پاکر و تدابیر ملکی کرکے حکومت وریاست حاصل کرلی اور رسول اللہ صلعم کے تجہیز وتکفین وتدفین کیطرف متوجہ بھی نہ ہوئے اور بعد میں اہل بیت کو بجای تسلی وتشفی وتعزیت گھر جلانے کی دہمکی دی اگ وغیرہ سامان لیگئے جیسا کہ فدک رہا اور طرح طرح کے ظلم وستم انپر کئے اور کل جور وجفا کی جو بعد مین عترت اطہار پر واقع ہوئے بانی ہوئے جنکی شان مین مخبر صادق علیہ نے بطور پیشین گوئی ستحرصون الامارہ الخ

روایت ازالۃ الخفا در باب قصد احراق بیت جناب سیدہ کہ صاحب رسالہ ناقص نقل کردہ

وغیرہ احادیث کثیرہ فرمائی تہین جوشش محبت اہلبیت ہین وہی کلمہ جو رسولؐ خدا نے فرمایا ہی کہین
اور بباعث عداوت اہل بیتؑ انسے عداوت رکہین تو رافضی وکافر وبیدین واتباع عبد اللہ بن سبا کی
ہون اور اگر صحابہ بلکہ خود اہل بیت جو شقیق قران ومعصوم ومتمسک بہ ہین ان خلفا متغلبہ کی مخالفت
کرین تو معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد ان کلمات کی جو شاہ صاحب نے لکہی ہین مستحق ہون کیا انصاف
و دینداری ہے۔ ہمارے مقابلہ مین صحابہ افضل امت ہون اور اگر اس خلافت کو برہم کرنے کی تدبیرین
کرین جسپر بجز اجماع صحابہ بزعم اہل سنت کوئی دلیل عقلی ونقلی وعرفی نہین ہے اور اس
اجماع کا ہی بڑا ناز ہے تو مردود ان جناب الہی وشعراے کفار ومنافقین تارکین جماعت سی مشابہ
ہون۔ زہے دین وخہی دینداری۔ اب ہم وہ روایت جو صاحبان رسالہ نے اپنے رسالہ مین ناقص
لکہی ہے اور محض اس خیال سے پوری نقل نہین کی کہ دیکہنے والے مخالفین کے اسماے گرامی سے واقف
نہ ہوجائین محض لفظ بعض لکہا ہو ازالۃ الخفا سے جو شاہ عبد العزیز صاحب صاحب تحفہ کے والد ماجد
کی تصنیفات سے ہے پوری نقل کرتے ہین اور ناظرین کو دکہاتے ہین کہ جنکو شاہ صاحب نے صاحب
خیانت واشرار فساد پیشہ ومردود ان جناب الہی لکہا ہو وہ حضرات انکے ہی والد بزرگوار کی شہادت سے
کون تھے۔ ازالۃ الخفا کے مقصد دوم مآثر جمیلہ صدیق اکبر واقعہ صفحہ ۲۹ مین یہہ عبارت تحریر ہے
درہمین ایام مشکلے دیگر کہ فوق جمیع مشکلات توان شمرد پیش آمد وآن این بود کہ زبیر وجمعی از بنی ہاشم
در خانہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالے عنہا جمع شدہ درباب نقض خلافت مشورہ تہا بکار می بردند حضرت
شیخین آنرا بتدبیر یکہ بایستی برہم زدند وتدارک ملالی کہ بر مزاج حضرت مرتضی عارض شدہ بود بحسن
ملاطفت فرمودند رواۃ این قصہ ہمہ یکے چیزے را حفظ کرد وچیزے را ترک نمود در انجا حدیث را
بولیسم تا قضیہ منقح گردد× حاصل یہہ ہو کہ بعد انحضرت کے جب حضرت ابو بکر کے بیعت کی گئی تو

×عن زید بن اسلم عن ابیہ انہ حین بویع لابی بکر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان علی والزبیر یدخلان علی فاطمہ بنت رسول اللہ وسلم فیشاورنہا ویرتجعون

روایت ازالہ الخفاکہ صاحب رسالہ ناقص نقل کردہ

جناب علی اور زبیر جناب فاطمہ بنت رسول اللہ کے پاس جاتے تھے اور جناب سیدہ سے مشورہ
کرتے تھے اور اپنے کام مین مراجعت کرتے تھے پس جب یہہ خبر حضرت عمر بن خطاب کو پہونچی
باہر نکلے اور جناب سیدہ کے پاس گئے اور کہا کہ اے رسول خدا کی بیٹی خدا کی قسم خلق سے کوئی شخص
ہمارے نزدیک آپکے باپ سوا محبوب نہین ہے اور بعد آپکے باپکے آپ سے - اور خدا کی قسم یہہ بات مجکو
اس امر سے مانع نہ ہوگی کہ اگر یہہ آدمی آپکے پاس جمع ہونگے تو مین حکم کرون کہ گھر انپر جلادین پس جب
عمر باہر گئے اور وہ حضرات حضرت فاطمہ کے پاس آئے تو جناب سیدہ نے کہا کہ عمر میرے پاس آیا تہا اور
اسنے خدا کی قسم کہائی ہے کہ اگر تم میرے پاس آوگے تو وہ تم پر گہر جلا دیگا اور خدا کی قسم جس بات پر
عمر نے قسم کہائی ہے وہ کردیگا پس تم لوٹ جاؤ اور اپنی راے مین سوچو اور میرے پاس نہ آؤ پس لوٹ گئے
اور انکے پاس نہ آئے یہانتک کہ ابو بکر کی بیعت کی انتہی - اب ناظرین ملاحظہ فرماوین کہ جنکو شاہ
عبد العزیز صاحب تحفہ مین وہ سخت و ناملایم الفاظ یعنی صاحب خیانت و اشرار فساد پیشہ و مردودان
جناب الہی اور ہمارے مخاطب حضرات صاحبان رسالہ بعض لکھتے ہین وہ شاہ ولی اللہ صاحب پدر
بزرگوار شاہ صاحب کی شہادت سے یہہ حضرات تھے - شاہ ولی اللہ صاحب نے فارسی خوانونسے شرم
وحیا کرکے عبارت فارسی مین زبیر و جمعی از بنی ہاشم لکہا ہے اور حضرت علی کا نام لکھتے ہوے شرمائے
ہین ہمارے حضرات مخاطب نے اصل عبارت ہی نقل نہین کی الفاظ روایت مفید مطلب لکھکر

فی امرهم فلما بلغ ذلك عمر بن الخطاب خرج حتی دخل علی فاطمة فقال یا بنت رسول الله
والله ما من الخلق احد احب الینا من ابیك وما من احد احب الینا بعد ابیك منك وایم الله
ما ذاك بمانعی ان اجتمع هولاء النفر عندك ان امرهم ان یحرق علیهم البیت قال فلما خرج
عمر جاؤها فقالت تعلمون ان عمر قد جاءنی وقد حلف بالله لئن عدتم لیحرقن علیكم البیت
وایم الله لیمضین لما حلف علیه فانصرفوا راشدین فروا رایكم ولا ترجعوا الی فانصرفوا عنها
فلم یرجعوا الیها حتی بایعوا لابی بكر اخرجه ابن ابی شیبة انتهی

باقی روایت کے ترجمہ پرہی اکتفا فرمایا اور حضرت علی و زبیر کی جگہہ اپنی طرف سے لفظ بعض بڑہایا
یہہ تصرف و چالاکیین دیکھنے کے قابل ہین حضرات مخاطبین کی کیا شکایت ہے انکے علماء سلف یہہ ہی
کرتے آئے ہین اگر یہہ بات ہے تو پہر تحقیق حق و مناظرہ مذہبی سے کیا فایدہ ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب گہر جلانے کی دہمکی کو حسن ملاطفت تحریر فرماتے ہین اور کچھہ نہین شرماتے شاید حضرات
اہل سنت کی اصطلاح مین ایسے ہی امور کو حسن ملاطفت کہتے ہون تشدد تو خدا جانے کیا ہوگا۔
اس عبارت سے شاہ عبد العزیز صاحب کی وہ راست بیانی کہ حضرت زہرا ہم ازاین نشست و برخاست
انہا مکدر و ناخوش بود الخ ظاہر و آشکارا ہے حضرت علی و زبیر تو جناب سیدہ سے مشورہ کرتے تھے مہد
جناب امیر کی نشست و برخاست سے حضرت سیدہ معاذ اللہ ضرور مکدر و ناخوش ہوتی ہونگی ناظرین
شاہ صاحب کے اس تناقص کلام کو جو اس عبارت مین واقعہ ہے ملاحظہ فرماوین اگرچہ اسباب مین گفتگو کی بہت
گنجایش ہے مگر بخوف اطناب صرف اسیقدر کافی سمجہتے ہین کہ اس روایت سے بخوبی واضح ہے کہ جناب امیر نے
بیعت سے تخلف ہی نکیا تہا بلکہ اسکے برہم کرنے کی تدابیر فرماتے تھے اور اسلئے انکو گہر جلانے کی تہدید دی
گی ہمارے لئے انکو خلفاء غیر مستحق سمجہنے اور انسے عداوت رکہنے کے لئے کافی و وافی ہے۔ اور زیادہ کیا لکہین
روایت یہہ ہے کہ مسطور ہوئی ہمارے حضرات نے جو یہہ لکہا ہے کہ چنانچہ اس امر کو حضرت سیدہ نے پسند
فرماکر الخ کس عبارت کا ترجمہ یا ماحصل ہے۔ حضرت سیدہ نے تو صرف اس خوف سے روکا ہے کہ مبادا
تم پر میرے گہر کو جلادین کیونکہ اجکل انکا ہی دور دورہ ہے۔ حضرت عمر کی اس بات کو پسند کرنا اور جناب
امیر کو روکنا۔ کیا معنی۔ غضب ہے اپنی کتاب کی عبارت مین یہہ تصرف کرکے کچھہ خوف خدا نہین
کرتے دیانت و امانت اسیکا نام ہے۔ اور یہہ جو لکہا ہے کہ پہر وہ جمع نہ ہوئے الخ اس سے صریح خلفاء
کی زبردستی و زیادتی اور جناب امیرؑ کی بیعت باکراہ جو قابل اعتبار نہین ثابت ہے یہہ ہی خلافت راشدہ
و نیابت رسول ہے کہ اہل بیت اطہار ثانی ثقلین قران ناطق سے اس سختی و زبردستی سے بیعت لیجاتی
یہہ بھی واضح رہے کہ اس روایت مین خلیفہ ثانی کا محبت رسول خدا و جناب سیدہ کا دعوی محض لسانی
تہا ورنہ سمجہہ مین نہین آتا کہ جو اصحاب خلق ہوا سکے جگرپارہ و نفس کو گستاخانہ یہہ دہمکی دی جاے صرف

ہر جا کہ قرآن شریف یا ایہا الذین امنوا امد کو ہست جناب امیر امیرو شریف پیشان ہست

یہہ ہے کہ سب سے زیادہ جناب خلافت مآب کو خلافت محبوب تھی چنانچہ جو دل مین تہا زبانسے فرما دیا
کہ گو آپکی اور رسول کی محبت کا مدعی ہون مگر گہر جلانے سے باز نہ اونگا جناب سیدہ کی نسبت یہہ کہنا
کہ آنکے پاس صاحب خیانت واشرار فساد پیشہ و مردود ان جناب ابی اتنی بی ادبی نہیں ہے بلکہ
دینداری سے نہایت ہی بعید ہے آج کوئی پہلوی یا حضرت صوفی سنی کی بیٹی کی نسبت اسکے
شاگردون یا مریدون مین سے ایسے کلمات کہہ سکتا ہے اور پہر شاگرد رشید اور مرید باارادت رہ سکتا ہے
یہہ حضرات اہل سنت کی ہی کمال ہوشیاری اور ذہانت ہے کہ اہل بیت جناب رسالت مآب کی شان مین
یہہ کلمات لکہتے ہین اور پہر جرات مین داخل اور پہی ولا متمسک اہل بیت ہین۔ **قال۔**
فرمانے آگ لکڑی لیجانیکا کیا ذکر ہے یہہ صرف تہدید ہی تہدید ہے اور وہ بھی زبانی اور تہدید زبانی مستلزم تصمیم
عزم کو نہیں اکثر امراطاہر مین سخت الفاظ مصلحتہ زبان پر لے آتے ہین اور دل مین انکے صلح کا خیال
ہوتا ہے۔ **اقول** ۔ آپنے باعث تبحر علمی وعبور بر کتب احادیث وسیر کل حالات متضمن قصد احراق بیت
جناب سیدہ کو صرف اسی ایک روایت مین منحصر خیال فرمایا ہے اور دیانت داری و راست بازی سے
اس روایت کو بھی پورا پورا نقل فرما دیا ہوتا آپ یہہ کیون نقرہ دین۔ الحمد للہ یہہ کہ ہمنے آگ اور لکڑیون
طلب کرنا آپکی کتب معتبرہ سے مثل روز روشن ثابت کر دیا۔ آپ فرماتے ہین کہ صرف تہدید ہی
تہدید تھی وہ بھی زبانی ذرا غور وانصاف فرمائی کہ یہہ تہدید کسکو تہی۔ نفس رسول زوج بتول
قرآن ناطق جسکی شان مین رسول کریم من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرما دین اور اس عہد کو حضرت جبرئیل
خاص خلیفہ ثانی سے خطاب کرکے فرما دین کہ رسول اللہ نے وہ عہد باندہا ہے کہ سوائے منافق اسکو
کوئی نہ توڑیگا ڈر کہ کہین تو اس عہد کو توڑ دے اسکو یہہ تہدید کیجائے گویا جناب رسالت مآب وحضرت
جبرئیل علیہما السلام کے ارشاد کی یہہ ہی تعمیل تھی۔ تاریخ الخلفا وازالۃ الخفا ذرا ملاحظہ فرمائی۔
تاریخ الخلفا کی فصل فضایل جناب امیر علیہ السلام مین لکہا ہے۔ واخرج الطبرانی وابن حاتم
عن ابن عباس قال انزل اللہ یا ایہا الذین امنوا الا وعلی امیرہا وشریفہا ولقد عاتب اللہ
اصحاب محمد فی مکان وما ذکر علیا الا بخیر۔ یعنی ابن عباس سے منقول ہے کہ یا ایہا الذین

امنوا اللہ جل شانہ نے نازل نہین فرمایا مگر یہہ کہ حضرت ایمہ اسکے ممدوح شریف ہین اور خداوند تعالی نے اصحاب محمد پر عتاب فرمایا اور حضرت علی کو سوا خیر کے ذکر نہین کیا۔ ازالۃ الخفاء مقصد دوم ماثر جناب امیر صفحہ ۲۶۳ مین یہہ حدیث لکھی۔ وعن عبد اللہ بن سعد بن زرارہ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوحی الی فی علی ثلث انہ سید المومنین و امام المتقین و قاید الغر المحجلین۔ یعنی رسول اللہ نے فرمایا کہ حق حضرت علی مین مجکو تین باتون کی وحی کی گئی ہے کہ وہ سید المومنین و امام المتقین و قاید الغر المحجلین ہین۔ افسوس وحیف کا مقام ہے کہ اللہ جل شانہ سوای ذکر خیر کے کبھی جناب امیر پر عتاب نفرمائی اور آپکے خلیفہ ثانی انپر گہر جلانے کی تہدید فرماوین۔ امیر المومنین و سید المومنین و امام المتقین و قاید الغر المحجلین تو جناب امیر کے نام ہون اور خاص ان پہلی اسمای مبارکہ نسبت وحی کی گئی ہو اور آپ انکے مقابلہ مین ان لوگونکو جو بحکم رسول مامور باطاعت و تمسک جناب امیر تھے لفظ امیر تحریر فرماوین ہماری مدعا کی ثبوت کیلئے جو اشارہ و کنایہ مین ادا کیا گیا جناب امیر کو زبانی تہدید اور یہہ کلمات کہنا ہی کافی و وافی ہے۔ اس روایت سے ثابت ہے کہ بیعت ہو گئی ورنہ یہہ تہدید زبانی مستلزم تصمیم عزم ہوتی بلکہ خود عزم کا نتیجہ متحقق ہو جاتا۔ الحمد للہ کہ آپکی قلم زبان پر بھی حق جاری ہو گیا آپنے سخت الفاظ لکھے۔ آپکی اس عبارت سے ثابت ہے کہ اصل مین لڑائے و جھگڑا تہا جب ہی دلمین صلح کا خیال تہا۔ بطلان خلافت خلفاء ثلثہ کے لئے ہم اسیکو کافی سمجھتے ہین **قال** بلکہ اسی موقع کے مناسب انتظام خلافت کیلئے حضرت علی نے منکرین خلافت کو مرتکب بغاوت سمجھکر قتل ہی کر ڈالا **اقول**۔ آپ کچھ سوچتے سمجھتے نہین ہین محبت ثلثہ کے جوش مین جو چاہتے ہین لکھے چلے جاتے ہین۔ جناب امیر کی حال کا قیاس ان خلفاء متغلبہ کے حال سے قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ ہمارے نزدیک جناب امیر خلیفہ رسول منصوص من اللہ والرسول ہین اور آپکے نزدیک بھی جناب امیر کی خلافت آپکے اصول کے موافق متحقق و ثابت تھی اور خلیفہ اول ہمارے نزدیک تو کیا آپکی اصول موضوعہ کے مطابق بھی انکی خلافت اسوقت تک خلیفہ ہو گئی تھی کیونکہ باوجود انکار جناب امیر و بنی ہاشم و زبیر و سعد بن عبادہ وغیرہ اجماع اہل حل و عقد کہان ثابت ہوا اسلئے جناب امیر کا جو قول و فعل تہا محض حق تہا۔ اور خلفاء کے اقوال افعال علی الخصوص یہہ تہدید ہرگز حق نتھی

معہذا اسکا مختصر سا جواب یہہ ہی کافی ہی کہ جناب امیر نے بحکم رسالت مآب ناکثین و قاسطین و مارقین سے
جنگ فرمایا۔ انکو ایک دوسری سے کیا نسبت ہی۔ اس قول مین مرتکب بغاوت سمجھکر آپنے خوب لکھا
گویا آپکے نزدیک ارتکاب بغاوت نہین کیا تہا کتب تواریخ و سیر ملاحظہ فرمائی حضرات طلحہ و زبیر و ام المومنین نے
کیا کچھ کیا ہی۔ **قال** پہر میر صاحب یہہ حوالہ دیتی ہین کہ تمہاری کتابونمین موجود ہی یہہ کیسا افترا ہی **اقول**
الحمد للہ کہ مینی جو حوالہ دیا تہا اور دعوی کیا تہا کتابونکی نام اور انکی عبارتین اور انکی مصنفین کی توثیق لکھکر ثابت
کردیا اور آپکا افترا کہنا خود افترا ثابت ہوگیا۔ **قال** بلکہ حضرت فاروق اعظم کا ان الفاظ خاص کے
ساتہہ تہدید فرمانا حضرت نبی کریم علیہ الصلوۃ و تسلیم کی تہدید فرمانے کے مشابہ گویا ان کلمات
طیبات کا اقتباس ہی یعنی تارکین نماز جماعت کی نسبت حضرت رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا ہی اگر
وہ لوگ ترک جماعت سے باز نہین اینگی تو انکے گہر جلادونگا۔ **اقول** جناب من۔ یہہ اپنی محل پر ثابت
ہوچکا ہی کہ وہ تارکین جماعت منافقین تھی۔ اور یہان یہہ ثابت ہوا ہی کہ جناب سیدہ کی گہر مین حضرت
امیر و زبیر و بنی ہاشم تھی۔ ہم کچھ نہین کہتی آپ ہی انصاف فرمائی کہ جناب امیر کو منافقین کے مشابہ کرنا اور
ویسی ہی تہدید کرنا اسلام و ایمان مین باقی رکہتا ہی خارج نہین کرتا۔ چونکہ آپ روایت ازالۃ الخفا دیکھ
چکے ہین کیونکہ اسکا ماحصل آپنے تحریر فرمایا ہی اور اسمین صاف لفظ علی موجود ہی آپکا یہہ لکھنا دینداری سے
بعید ہی اگر اصل روایت آپنے دیکھی نہ ہوتی تو عذر کا موقع تہا۔ اب براہ مہربانی حدیث صحیح مسلم جسکی آخر مین
لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق ہی مطالعہ فرمائی۔ **قال**۔ اور حضرت سیدہ سے جن الفاظ
عقیدت آمیز اور کلمات ارادت انگیز کے ساتہہ حضرت فاروق اعظم نے خطاب کیا وہ اس امر کا
شاہد ہے کہ یہہ زبانی تہدید بھی مشورہ کرنے والونکی نسبت تھی حضرت سیدہ کو تہدید بھی نہین کی **اقول**
الحمد للہ کہ اس قول مین آپنی الفاظ عقیدت آمیز اور کلمات ارادت انگیز تحریر فرماکر ثابت کردیا
کہ آپکے نزدیک بھی ان خلفا کو حضرت سیدہ سے وہی نسبت تھی جو شاگرد کو استاد اور مرید کو مرشد سے
ہوتی ہی۔ اور چونکہ جناب امیر علیہ السلام انکے بھی حاکم اور مطاع اور سید و اعلم اہل بیت ہین
جنکے تمسک کا آنحضرت صلعم نے حکم فرمایا ہی ظاہر ہے کہ یہہ نسبت انسے بدرجہ اولی ہوگی۔ اب آپ اپنی

خط شیخ عبدالقدوس صاحب که بمریدی درباب تساہل بجاآوری خدمت فرزند خود تحریر فرمودند

انصاف طلب ہی لللہ انصاف فرمائی کہ کوئی شاگرد رشید اور مرید باارادت اپنی مرشدزادی اور مرشدہ کے گہر کو اسیر اور اسکے حاکم ومطاع ہیرکہ وہ بھی مرشد ہوجلانی کی تہدید کرتا ہی۔ حضرت پیرجی صاحب آپ خاندان اہل تصوف سی ہین ظن غالب ہی کہ مرشد کی قدر ومنزلت جانتی ہونگے۔ کیا مرشد اور مرشد زادی کی ایسی ہی تعظیم وتکریم ہوا کرتی ہے جو آپکے شیخین حضو صا شیخ ثانی نے فرمایا ہی۔ مناسب بلکہ انسب معلوم ہوتا ہی کہ اس مقام مین آپکے مورث اعلی حضرت شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہی کا ایک خط نقل کیا جاوے جس سے معلوم ہو کہ مرشد کی اولاد کی کسقدر تعظیم وتکریم ضروری ہی۔ اور گو کہ مرید کیساہی مرشد کے نزدیک عزیز ذی قدر وعظیم الشان ہو اگر مرشد زادی کی بجاآوری خدمت مین کچھ بھی غفلت وتساہل کری تو مرشد سی کس زجر وتوبیخ والفاظ کا مستحق ہوتا ہی۔ براہ عنایت مکتوبات قدوسیہ مطالعہ فرمائی صفحہ ۳۵۸ مین آپکے شیخ صاحب کا یہہ خط موجود ہی جو بجنسہ نقل ہوتا ہی۔ مکتوب پنجم بجانب شیخ جلال۔ حق حق حق۔ بعد حمد وصلوۃ دعاء خیر وصلاح شیخ جلال مرتکب تباہی بخیال از فقیر حقیر عبدالقدوس اسمعیل الحنفی مطالعہ کند و بداند ہرکہ روے از پیران بگرداند وتحقیر فرزندان ایشان بکند مردود ہردو جہان ومطرود گردد واولاد ناکباد مخصوص کہ اہل اللہ واہل حق باشند اگر تعظیم وتکریم ایشان نکند جز لعنت دیگر بار نیارد با این نفاق دین کجا ومعرفت کجا ومشاہدہ کجا اگر اخلاص واتحاد وخدمتگاری با فرزندان ما نباشد وخود را شیطان صفت شیخ علیحدہ گویاند وجاہ نفسانی وعزت شیطانی خواہد آنچہ دعوی مشاہدہ ربانی وذوق سبحانی میکند آنہمہ وسوسہ شیطان ست ومکروا ومکراللہ واللہ خیرالماکرین۔ زخم جان عارفانست از ہیبت این زخم واقع مگر عارفان خواہند کہ در عدم شوند وناچیز گردند **بیت** کاشکی ہرگز نبودی نام من ــ تا نبودی جنبش وآرام من۔ درایہام عاقبت ہمین سرست وہمین ہیبت کجا کسی باخود است تا باعز خود وجاہ خود ساکن گردد وان برادر کہ ہیچ التفات بفرزندم شیخ احمد نمیکند وآمد شد نمی کند وتعظیم وتکریم وی بجا نمی آرد وخبر او نمی ستاند وغم روزگار او نمی خورد وعیب نمود ومجال کشود وبعضی معاملات آن برادر چنان معلوم شد کہ ہیچ ملعونی وہیچ مردودی نکند وکتابت برادری با جفت کفش بطور دیگر رسید ومعاملہ بطور دیگر وانمود اگر دیندار ست وطالب کردگار در خدمتگاری فرزندم شیخ احمد باشد وسر در قدم او آرد وہمہ کارہا او بر خود لازم گیرد وتواضع وتکریم وخدمتکاری فرزندم

خلیفہ ثانی صراحۃً فرمودند کہ اگرچہ جناب سیدہ باشند خانہ را خواہم سوخت

کما حقہ بجا آرد و اگر چنین نکنند از ما بیزاری دانند وخدا و رسول خدا ازاں بیزاری دانند ہرگز روی او نہ بینیم و نام او نگیرم ہشتاد رسیدہ ایم امروز فردا در گذریم کار خود بہوشیاری کنند شیطان زندہ است بسیار انرا راہ زدہ است بلعم باعور وشیخ برسیسا از زحم او بدوزخ رسیدہ اند بسیار چہ نویسم خاطر ابتر شدہ ست اگر خیر یے کردن تواند بلکہ بجد واخلاص پیش رود و اگر نہ با ما قطعیت ابدی شدہ است یقین دانند یقین دانند واللہ المستعان انتھی۔ اگر اس خط کی الفاظ ومضامین پر بسط سے گفتگو کیجائے تو دفتر چاہیے۔ مگر بنظر اختصار صرف اسیقدر گذارش ہے کہ آپ جانتے ہین کہ شیخ جلال آپکے شیخ صاحب کی نزدیک کیا قدر ومنزلت رکھتے تھے چنانچہ کئی دفعہ زبانی آپ انکی جلالت شان بیان کر چکے ہین اور نیز اس کتاب یعنی مکتوبات قدوسیہ سے ظاہر وعیان ہے۔ تعجب وحیرت کا مقام ہے کہ شیخ جلال جیسا شخص اپکے شیخ صاحب کی فرزند بلند اقبال کے پاس آمد وشد نکرنے انکی تعظیم وتکریم بجا نہ لانے وخبرگیری وغیرہ نکرنے سے مردود ہردو جہان مطرود ہو شیطان صفت وملعون بنے اور جو شخص سرور کائنات وفخر موجودات سید المرسلین کی بیٹی وو آماد کو کہ بضعہ رسول ونفس رسول ہو گھر جلانے کی دہمکی دے آگ ولکڑی سامان احراق ہم پہنچائے گردن زنی کے لئے امادہ وتیار ہو وہ امیر المومنین وامام خلق ونایب رسول ہو کیا انصاف ہے۔ عام مقولہ ہے آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگرے مپسند۔ حیف ہے کہ جو امر آپکے شیخ صاحب اپنی اولاد کی نسبت گوارا نہیں فرماتے آپ اس سے صد چندان پیغمبر صلعم کی اولاد پر کیون پسند کرتے ہین یہہ ہی روایت جسکا ماحصل اُپر لکہا ہے مومن ودیندار کے لئے انکی خلافت کے بطلان اور ہماری مدعا کی ثبوت مین جو اشارۃً وکنایۃً لکہا گیا ہے کافی ووافی ہے مذہب کی حقیت وبطلان مین آپکے شیخ صاحب کا یہہ خط اہل عقل وانصاف کیلئے کفایت کرتا ہے۔ اب اپنی اس قول کا مختصر سا جواب سنی اصل حال یہہ ہے کہ یہہ کلمات جنکو آپ فخریہ لکہتے ہین محض اس تہدید کی سختی ثابت کرنے کے لئے کہی گئے ہین کیونکہ خلیفہ صاحب خود فرماتے ہین کہ بااینہمہ پہر بھی گھر جلانے سے باز نہ اونگا۔ جب جناب امیر علیہ السلام کو کہ جناب سیدہ کے شوہر اور حاکم تھے تہدید جلانے کی کیجائے تو جناب سیدہ کی کیا حاجت تھی اور روایات سابقہ مین گذر چکا ہے کہ یہہ بہی صاف فرما دیا کہ اگرچہ اس گہر مین فاطمہ ہی ہون گھر جلا دونگا۔ آپ غور فرماوین

مشورہ کرنے والی کون تھی منجملہ انکے حضرت امیر و زبیر تھے۔ تعجب تو یہہ ہے یون تو حضرت زبیر کے کیا کیا فضایل لکھے جائین عشرہ مبشرہ مین شمار ہون مگر مقدمہ خلافت مین انکا بھی کچھہ پاس و ادب نہین۔ ان رکیک و بارد تاویلات سے کام نہین چلتا ہان شاید عوام کم فہم جو کالانعام ہین ان آپکی باتون مین آجائین تو آجائین۔ **قال** علاوہ ازین ماثبت بالسنہ مین حضرت حسن بصری سے اور استیعاب مین قیس بن عباد سے اور ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ وغیرہا ہمارے یہان کی معتبر کتابون مین جو روایات منقول ہین وہ زید ابن اسلم کی اس روایت کی معارض ہین اور ان روایتون کا مضمون یہہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نہایت رضامندی سے بیعت خلیفہ اول کی اور ہرگز اس خلاف مشورہ کا ثبوت ان معتبر روایات سے نہین ہوتا۔ **اقول** یہہ سب روایتین آپکی ہین ہمارے مقابلہ مین ایسی روایات کو مقام استدلال مین پیش کرنا فعل عبث ہی نہین ہے بلکہ فن مناظرہ سے نابلدی ثابت کرنا ہے۔ آپکا ہی یہہ حال نہین بلکہ بڑے بڑے آپکے علماء مناظرہ دان جنکی تصانیف آپکی مایہ فخر و مباہات ہین مثل شاہ عبد العزیز صاحب وہ بھی ایسی ہی روایات پیش کرتے ہین اگرچہ اسکے جواب کی کچھہ حاجت نہ تھی مگر اتماما للحجۃ گذارش ہے کہ جب صحیح بخاری و مسلم کی روایات سے جنکے قبول پر اجماع اہل سنت ہے بخوبی ثابت ہے کہ جناب سیدہ و حضرت امیر شریک خلفاء نہین ہوے اور نیز یہہ بھی آپکی کتاب معتبر سے ثابت ہو گیا کہ ہر سہ خلافت مین خلافت اپنا حق سمجھتے رہے جیسا کہ سابق مین گذر چکا تو ان روایات صحیحہ کتب صحاح و معتبرہ کے مقابلہ مین ان روایات موضوعہ کا کچھہ اعتبار نہین ہے۔ اور اگر ہم چاہین تو انہین کتابون سے جنکے نام آپنے رقم فرمائے ہین اس خلافت سے جناب امیر علیہ السلام کی کراہت بخوبی ثابت کر سکتے ہین مگر چونکہ ہمارا مطلب مثل آفتاب روشن ثابت ہو گیا تو زیادہ طول دینے کی حاجت نہین ہے روایت احراق علی شرط الصحیحین ثابت ہے ازالۃ الخفا مین تثقیف عمر ملاحظہ فرمائی اور موافقت کی احادیث صحیح نہین ہے پھر ایسی ان غیر صحیحہ روایتونکو اپنی صحیحہ روایات کے رد مین ہمارے مقابلہ کیون پیش کیا جاتا ہے۔ حضرات اہل سنت کا بھی عجب حال ہے کل کتابون سے صحاح ستہ منتخب ہوئین نہین ستہ زیادہ

قدر و منزلت صحیحین کی ہے کہ بعد کتاب اللہ انکا مرتبہ ہے مگر ہمارے مقابلہ مین انکی روایات کتب غیر صحاح کی روایات سے رد کی جاتی ہین ــــ اسقدر گذارش کرنا ہی ضروری ہے کہ آپکے اس قول سے یہہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ جناب امیر نے جناب سیدہ کے دولتخانہ مین یہہ خلاف مشورہ فرمایا اور خلیفہ ثانی نے انکو ہی گہر جلانے کی تہدید فرمائی اور اہل ایمان کے لئے اس خلافت کے بطلان اور ہمارے مدعا کے ثبوت مین جو اشارہ و کنایہ لکہا جاتا ہے یہہ امر کافی ہے **قال**۔ البتہ مسند حاکم مین ایک حدیث طویل روایت کیگئی ہے اس سے اسقدر ضرور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر اور حضرت زبیر کو مشورہ مین شامل نہونیکے سبب بمقتضای بشریت گونہ ملال تہا مسند حاکم کی عبارت اسطرح ہے۔ ماغضبنا الا انا اخرجنا عن المشاورۃ و انا نرا ابا بکر احق الناس بہا بعد رسول اللہ صلعم۔ ترجمہ۔ کہا علی اور زبیر نے نہین غصہ کیا ہم نے مگر اسواسطے کہ ہم مشورہ مین شامل نہین کئے گئے اور بیشک ہم بعد رسول صلعم کے ابو بکر کو سب سے زیادہ حقدار خلافت پاتے ہین۔ **اقول** پہلے اس سے کہ اس روایت کے باب مین لکہا جائے کچھ عرض ہے۔ کیون حضرت یہہ مقتضای بشریت و طبیعت خاص اہل بیت اطہار کے ہی حصہ مین اگیا تہا آپکے خلفاء ثلثہ اس سے بالکل ہی پاک تہے۔ غصب فدک سے جناب سیدہ غضبناک ہون وہ مقتضای طبیعت ہو اخذ خلافت سے جناب امیر ملول ہون وہ مقتضای بشریت ہو۔ حضرات خلفاء بضعہ رسول کو ورثہ سے محروم کرین خلافت بدون استحقاق لیکر نفس رسول کو ملول فرماوین خانہ فیض کاشانہ جناب سیدہ کے جلانے کے لئے جلانے کا سامان لیجائین یہہ سب کچھ بمقتضای قدوسیت و ملکیت ہو۔ کبھی بشریت کا حصہ انکو بھی دیجئے گا یا انکو بشریت سے خارج ہی رکھئے گا۔ یہہ آپکا مقتضای بشریت کہنا باطل ہے کیونکہ جناب امیر بموجب آیہ تطہیر ایسی رنج و ملال و غصب سے پاک ہین۔ اب اس روایت کا جواب سنئے۔ یہہ روایت آپکی ہے اور روایت بمقولہ مسلمہ خود مناظرہ دان خصم کے سامنے پیش نہین کر سکتا یہہ خطا آپسے ہی نہین ہوئی بلکہ مولف تحفہ اکثر جا اس غلطی و خطا کے مرتکب ہوئے ہین۔ تعجب ہے کہ کمیٹی تالیف رسالہ کے ممبر بعض حضرات کمال مناظرہ دانی کے مدعی ہین۔ بعض حضرات غیر مقلدین ہین پھر امر غلط و خطا مین مولف تحفہ کی ناجایز تقلید کیون کیجاتی ہے۔ اگرچہ ہمکو اسکے جواب کی حاجت نہین۔ مگر چونکہ آپکی خاطر منظور ہے اسلئے

اسبابمین کچھ لکھا جاتا ہی - آپ جانتے ہین کہ فرقہ بکریہ نے بہت سی ایسی روایات و احادیث وضع کی ہین کہ جنسے خلیفہ اوّل کی خلافت ثابت ہو اور اگر یہہ بات آپکو معلوم نہ ہو تو دیباچہ جامع الاصول مین شرائط تواتر ملاحظہ فرمائی بخوف اطناب صرف ایک کتاب کا ہی حوالہ لکھا گیا - احتمال قوی بلکہ ظن غالب بمنزلہ یقین ہی کہ یہہ روایت فرقہ مذکور نے وضع کی ہو - اس احتمال کو بدلیل قاطع رفع کرنا آپکا ذمہ ہی - دوم شاید آپنے میزان ذہبی وغیرہ اپنی علما مستند کی کتب معتبرہ مطالعہ نہین کی ہین اور آنحضرت محققین نے جنکی تحقیق پر آپکے بڑے بڑے علما نازان ہین جو کچھہ حاکم کی خدمت کی ہے ملاحظہ اقدس مین نہین گذری ورنہ حاکم کی روایت کا اور وہ بھی ہمارے مقابلہ مین نام نہ لیتے مجملا اشارہ ہی کافی ہے تفصیل اگر منظور ہو تو کتب مبسوطہ مثل استقصاء الافحام وغیرہ ملاحظہ فرمائی الغرض روایت مسلمہ خود اور وہ بھی حاکم جیسے شخص کی کتاب سی ہمارے مقابلہ مین پیش کرنا آپکا ہی کام ہے - آپ کچھہ تو انصاف فرماوین جب کتاب اللہ مین یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فرمان الٰہی ہو اور من لم یعرف امام زمانہ الحدیث حدیث جناب رسالت پناہی ہو - پھر کسی عاقل و دیندار کی سمجھہ مین اتا ہی کہ جناب امیر معاذ اللہ خلیفہ اول کو خلافت کا حق جانتے ہون اور محض اس خیال سی کہ ہمکو مشورہ مین شامل نہین کیا مثل عام دنیا دارونکی غضبناک ہوے ہون - علاوہ اسکی کہ یہہ روایت منافی روایت صحیحین ہے اسکی موضوعیت کی ثبوت مین اسکا مضمون ہی کافی ہے - آپ احقیت بخلافت خلیفہ اول اپنی ہی کتب صحاح و معتبرہ سے بدون اختلاف تو کیا ثابت کرینگے لیجیے ہم آپکی کتب معتبرہ سے خلافت جناب امیر علیہ السلام سے ہی مخصوص ثابت کرتے ہین - آپکے عالم علامہ ابن المغازلی جنکی توثیق اس رسالہ مین اپنی محل پر لکھی گئی ہی کتاب مناقب جناب امیر علیہ السلام مین تحریر فرماتے ہین - عبارت یہہ ہے

قولہ علیہ السلام کنت انا و علی نوراً بین یدی اللہ اخبرنا ابو غالب محمد بن احمد بن سہل النحوی رحمہ اللہ قال اخبرنا ابو الحسن علی بن منصور الحلبی الاخباری

اسماے رواۃ حذف کرکے مفید مطلب ترجمہ لکھا جاتا ہے۔ یعنی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین کہ مین نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلعم کو سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ مین اور علی خداے عزوجل کے
سامنے نور تھے۔ یہہ نور حضرت آدم علیہ السلام کی پیدایش سے ہزار برس پہلے اللہ جل شانہ کی تسبیح
تقدیس کرتا تھا جب اللہ تعالی نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو یہہ نور انکی پشت مین رکھا۔ ایک ہی
نور رہا یہانتک کہ ہم عبد المطلب کی پشت مین جدا ہوے پس مجھہ مین نبوت اور علی مین
خلافت ہی۔ اگرچہ حدیث نور متعددہ طرق سے بہت سی کتب معتبرہ اہل سنت مین وارد ہے
اگر مفصلا مع ما لہ و ما علیہ لکھی جاے تو بجائے خود ایک کتاب ضخیم ہو جاے جسکا دل چاہے عبقات الانوار
کی جلد ہشتم مطالعہ کرے کہ خاص اسی حدیث کے بیان مین ۷۸۶ صفحہ مین طبع ہوکر شایع ہو گئی ہے
مگر ایک مختصر سی روایت ایسے شخص کی کتاب سے اور درج کیجاتی ہے جسکی مناقب جلیلہ ہندوستانی
حضرات اہل سنت مین بھی مشہور ہین اور خود بھی باشندہ ہندوستان ہین تاکہ ناظرین ملاحظہ
فرماوین کہ مولف تحفہ کیسی مشہور احادیث کا صاف انکار کر جاتے ہین۔ پس واضح ہو کہ سید
محمد گیسو دراز کتاب الاسمار کی سمر ہفتاد و ہفتم مین تحریر فرماتے ہین۔ عبارت یہہ ہے بیشتر جبریل
بصورت وحیہ کلبی از غیب بر رسول صلی اللہ علیہ وسلم شاہد شدی نہ اینچنین بود کہ از صورت
خود گشتی بدین صورت شدی و نہ این بود کہ این صورت غیر ان بودی اختلاف اعتبار

قال حدثنا علی بن محمد البغدادی السمیساطی قال حدثنا الحسن بن علی
بن زکریا قال حدثنا احمد بن المقدام العجلی قال حدثنا الفضیل بن عیاض عن ثور بن
یزید عن خالد بن معدان عن زاذان عن سلمان الفارسی قال سمعت حبیبی محمدا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول کنت انا و علی نوراً بین یدی اللہ عزوجل یسبح اللہ ذلک النور و یقدسہ
قبل ان یخلق آدم بالف عام فلما خلق اللہ آدم رکب ذلک النور فی صلبہ فلم یزل فی شی واحد
... حتی افترقنا فی صلب عبد المطلب ففی النبوۃ و فی علی الخلافۃ۔ انتہی بقدر الحاجۃ

را اتفاق افتاده علی الاطلاق این سخن را که مطلق در خارج وجود ندارد میدان و چنین هم میگویند که
جبریل عقل محمد ست که صورتے تمثل کردی و وضع اشیا مواضعها واقع شدی هر چند اتحاد را خلاف
عقل گفته اند اما نه عقلی ست نفی فلک افلاک عقل کل انجا باید شاید ترا ظفرے بدان بود و نظرے
بران داری بسیار اسرار در فهم تو اید همین که خلقت انا و علی من نور واحد ازینجا که علی اخ نبی ست
اخی بین کل نوعین و شکلین همین معنی داشت ففی النبوة وفیه الخلافة همین اشارت کرد - انت
منی بمنزلة هارون من موسی همین فقره را حدیث کند کلامنا اشارة وعند من له فهم عبارة انتهی - ناظرین انصاف
گزین و حضرات مخاطبین ان هر دو روایت کو چشم بصیرت و انصاف سے ملاحظہ فرما کر غور
فرماوین - ان روایتوں سے بوضاحت تمام ثابت ہے کہ نبوت جناب سرور کائنات صلعم اور خلافت
جناب امیر علیہ السلام سے مخصوص ہے پھر یہہ خلافت اغیار کو کیوں عطا فرمائی جاتی ہے - جناب
رسالت مآب انکی خلافت سے صراحتہً اعراض فرماین اور بطور پیشنگوئی انکے مقابلات تنزیل و
تاویل قران بلکہ علی الدین کی نفی ارشاد ہو - خلافت جناب ولایت مآب کی ہے ذات اقدس سے
مخصوص ہو - ان کل امور سے حضرات اہل سنت چشم بصیرت بند کرکے صرف وقوع امارت و حکومت
ظاہری کو ہی خلافت راشدہ و امارت خلق سمجھین - اور دنیاداروں خوشامدیوں نے جو بطمع
زخارف دنیاے محض امرا کی خوشامد و تملق کے لئے اپنی طرف سے روایتین وغیرہ گھڑلین جو صریح
کتب صحاح و معتبرہ خود کی معارض و مخالف ہین انپر عمل و اعتقاد ہو - یہہ ہی حدیث نور جو تحریر ہوئی
ہے اہل ایمان و فہم و انصاف کیلئے بس ہے - کسی مومن و مسلمان بلکہ ادنی فہم والے کی سمجھہ مین
یہہ بات آتی ہے کہ جو نور کہ حضرت ادم کی پیدائش سے ہزار برس پہلے اللہ جل شانہ کی تسبیح و تقدیس
کرتا ہو اور سید المرسلین و خاتم النبین و فخر اولاد آدم سے ایسا متحد ہو کہ ہر دو شی واحد ہون
اس نور سے وہ اشخاص جو مدت تک حالت کفر مین رہے ہون پیرانہ سالی و بڑی عمر مین مسلمان
ہوئے ہون - ا جنکی علم و فضل کی یہہ کیفیت ہو کہ ظاہری اسلام مین مدت تک رہنے کے
بعد عین خلافت کی حالت مین الفاظ قرانی کے معنی تک نجانتے ہون - مسایل صوم و صلوٰۃ تو

معنی الحمد للہ و سبحان اللہ سے نا آشنای محض ہون ، افضل اور اسکی امام وائمہ و مطاع ہون اور
یہہ نور انکو اپنی سے احق سمجھے - یہہ خلفاء جو فعل کرین حق و صواب ہو اور اِس نور کا غضب و جلال
بمقتضاے بشریت ہو - کیون حضرات یہہ انصاف و دینداری ہے - معہذا خود حضرات خلیفہ ثانی
جناب امیر کو خود اور اول سے اولی بہذا الامر فرماتے ہین بلکہ خود خلیفہ اول اپنے تئین مستحق
نجانتے تھے و در مرض موت مین اس خلافت پر حسرت و افسوس کیون فرماتے جیسا کہ سابق مین
گذرچکا - ہرچند کہ اس مقام مین گفتگو کی بہت گنجایش ہے مگر چونکہ اختصار مدنظر ہے بس کیا جاتا ہے
سمجھدار کیلئے یہہ بھی کافی ہے - اگرچہ سید محمد گیسو دراز صاحب کی مناقب و محامد جلیلہ پوشیدہ نہین
اور انکی توثیق لکھنے کی ضرورت نہین مگر تیمنا و احتیاطاً کچھہ لکھا جاتا ہی - شیخ عبد الحق صاحب دہلوی اخبار
الاخیار مین انکی نسبت یہہ تحریر فرماتے ہین - سید محمد بن سید یوسف الحسینی الدہلوی خلیفہ شیخ
شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی ست - جامع ست میان سیادت و علم و ولایت شانی رفیع و رتبتے
منیع و کلامی عالی دارد او را در میان مشایخ چشت مشربے خاص و در بیان اسرار حقیقت طریقے
مخصوص ست در اوائل حال ہم بدہلی تشریف داشت و بعد از رحلت شیخ بدیار دکن رفت و قبول عظیم
یافت اہل این دیار ہمہ منقاد و مطیع او گشتند و ہم دران دیار از دنیا انتقال فرمود او را سید محمد گیسو دراز
گویند و وجہ شہرت او باین لقب بدانچہ شنیدہ شدہ است آنست کہ روزے او با چندے دیگر از
مریدان پالکی شیخ نصیر الدین محمود بر داشتہ بودند در وقت بر داشتن گیسوی سید بسبب
درازی کہ داشت در پایہ پالکی بند شدہ و او بسبب رعایت ادب و استغراق عشق و محبت
شیخ بہ بر آوردن گیسو مقید نشد و ہم بران وضعی کہ واقع شد مسافت بعید قطع کرد بعد ازانکہ
شیخ را برین معنے اطلاع افتاد خوشحال شد و بر صدق عقیدت و حسن ارادت او آفرینہا کرد
و ہم در حال این بیت فرمود ؎ ہر کو مرید سید گیسو دراز شد - واللہ خلاف نیست کہ او
عشقباز شد آخر مین شیخ عبد الحق صاحب لکھتے ہین - دیگی از تصنیفات مشہور میر سید محمد گیسو دراز
کتاب الاسماء ست کہ دران حقایق و معارف بزبان رمز و ایما و الغاز و اشارت بیان کردہ الخ

اس سے ثابت ہی کہ یہہ کتاب اسمار سید محمد گیسو درازکی ہے - **قال**. الحمد للہ طعن احراق کا جواب بصیرت الوالالباب کیلئے کافی لکہا گیا - اگر در خانہ کس است حرفے بس ست. **اقول** ہرچند ارادہ تہا کہ آپکی شان مین کوئی ایسا کلمہ نہ لکہا جاے جو ناگوار طبع نازک ہو مگر آپکے اس دعوی بے محل نے مجبور کردیا گستاخی معاف آپ جواب لکھنا جانتے ہی نہین فن مناظرہ سے کوسون دور ہین نہین جانتے کہ مناظرہ کس جانور کا نام ہے حضرت اپنی کتب معتبرہ کی روایات کا بسبب نادانی یا تجاہل عارفانہ انکار کرنا اور روایت منقولہ خود کی محض الفاظ مفید مطلب لکھکر اصل روایت نہ لکھنا پھر اسپر راے وقیاس سے بدون سوچے سمجھے تاک بندی کرنا اگر اولالالباب کی بصیرت کیلئے یہہ ہی جواب کافی ہے - تو شرطیہ کہتے ہین کہ میری تو کیا حقیقت ہے کوئی بڑا مناظرہ دان بھی آپسی گفتگو نہین کرسکتا - جناب من کافی جواب جب ہی تاکہ اپنی روایات کا بہ ثبوت موضوعیت وغیرہ جواب شافی دیکر ہماری کتابونسے عدم قصد احراق ثابت کرتے. اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائی کہ کہین آپکے مقابلہ مین کسی اپنی کتاب کی بہی روایت لکھی گئی ہے جو کچھہ لکھا گیا ہی آپکی ہی کتب صحاح ومعتبرہ سے مع توثیق تحریر ہوا ہے - آپ کیا جواب دینگے نصر اللہ کابلی وشاہ عبد العزیز صاحب وغیرہ ایسے علماء متبحرین نے بڑے ہاتہہ پاون مارے ہین مگر جاننے والے جانتے ہین کہ بجائے نرسیدہ اند الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ طعن قصد احراق بدستور بلکہ زیادہ تر مشید ہوگیا - **قال** - **قولہ** اسکے جواب مین مینے حدیث تمسک پڑہدی کہ جو اسکے موافق رہا وہ داخل ورنہ خارج - **اقول** حدیث انی تارک فیکم الثقلین صحیح مسلم لیکن الحمد للہ عامل حدیث ہذا اہل حق یعنے اہل السنت والجماعت ہی ہین - اور حضرات شیعہ ازسرتاپا مخالف جو کچھہ اہل بیت نے فرمایا اہل سنت والجماعت نے اسپر عمل کیا چنانچہ کتب احادیث اہل السنت اقوال وآثار اہل بیت سے مملو ہین **اقول** - الحمد للہ کہ حدیث تمسک پڑہنے کا مثل آیہ الیوم اکملت لکم الایہ انکار نہین کیا - ناظرین پر یہہ امر بخوبی واضح ہوگیا ہوگا کہ آپ میرے خطے کے فقرے ماقبل و مابعد حذف کرکے محض غیر مربوط لکھتے ہین جس سے آپکی دیانت وامانت ثابت ہے - کاش پوری عبارت نقل کرکے اسکا جواب لکھتے - چونکہ یہہ حدیث افضلیت وامامت وعصمت ووجوب اقتدا واتباع اہلبیت علیہم السلام مین نص ہے - اسلئے اسکے جواب مین آپکے علمای اعلام نے بہت ہی ہاتہہ پاون مارے ہین -

کبھی اسکی صحت کا ہی انکار کر دیا کبھی باوجود متواتر ہونیکے اسکو اخبار احاد سے سمجھا کبھی تفسیر ثقلین بقران و اہلبیت کے منکر ہوگئے کبھی اس سے اتباع و اقتداے اہل بیت مسلم نہ سمجھے محض زبانی مودت و محبت کو ہی کافی سمجھا اور کبھی انحضرات کی اجماع کی حجت پر مقصور کیا پھر نکث عہد کرکے انحضرات کے اجماع کو بھی پس پشت ڈالا۔ کبھی انحضرات کے اتباع و تمسک مین برخلاف افادات اسلاف خود تقیدات زایدہ زیادہ کین کبھی اہلبیت سے مراد چہل ابدال لئے اور اہلبیت نسب سے صاف انکار کر دیا کبھی عترت اہلبیت سے سنت ہی مراد لی ۔ مگر الحمد للہ باوصف اینہمہ کاوکاو انکی تمام کوششین نامشکور ہی رہین اور اہل حق نے انکے ہر ہر حرف کو براہین قاطع و حجج ساطع و بیانہاے شافی و تقریرات کافی سے باطل اور انکے تمام رکیک شبہات کو زایل کیا ہے چنانچہ ناظرین کتب کلامیہ طرفین پر یہہ امر پوشیدہ نہین چونکہ آپنے یہہ حدیث بدون جرح و قدح و چون و چرا صحیح و مسلم مان لی اور تمسک سے وجوب اقتدا و اتباع ہی مراد لی کیونکہ اس قول مین آپ صاف فرماتے ہین کہ جو کچھہ اہل بیت نے فرمایا اہل سنت والجماعت نے اسپر عمل کیا اسلئے اسبابمین کچھہ لکھنے کی حاجت نہین ۔ اگر یہہ حدیث صحیح و مسلم ہے تو خلفاء ثلثہ کی خلافت ہرگز صحیح و سالم نرہیگی کیونکہ جن لوگونکو جناب رسول خدا صلعم نے اہل بیت کے تمسک و اقتدا سے مامور فرمایا تھے منجملہ انکے آپکے خلفاء ثلثہ بھی تھے کوی اہل سنت اسکا ادعا نہین کرسکتا کہ ثلثہ اس خطاب سے خارج بلکہ خود خلیفہ ثانی مقر ہین کہ ہم کسی امر کو بدون جناب امیر قطع نہین کرتے اور انسے اذن حاصل کرنیکے بدون کچھہ نہین کرتے چنانچہ کتاب محاضرات کی عبارت درج رسالہ ہذا ہوچکی ہے اور عبارت صواعق سے جو دراسات کی عبارت مین گذری ہے صاف ظاہر ہے کہ خلیفہ اول بھی جناب امیر کو متمسک بہ جانتے تھے پس جبکہ خلفاء ثلثہ اہل بیت کی اقتدا و اتباع کی مامور ہون تو اہل بیت پر انکی خلافت و امارت صحیح نہوگی کیونکہ جب خلفاء ثلثہ اہل بیت کی اطاعت و اقتدا کے مامور ہوے تو اہل بیت پر انکی اطاعت و اقتدا کیونکر جایز ہوسکتی ہے بلکہ اہلبیت امیر و مطاع و مقتدے اور خلفاء ثلثہ مامور و مطیع و مقتدی ہونے ہوئے۔ حضرات اہل سنت معاملہ برعکس قرار دیتے ہین ۔ یعنے خلفاء کو امیر و مقتدے اہلبیت کو مامور و مقتدے جانتے ہین یہہ صریح رسول خدا کی ہی مخالفت نہین بلکہ خلفاء ثلثہ کی بھی

مخالفت ہی - کیونکہ یہہ خلفاء اگرچہ ظاہری حکومت وامارت حاصل ہونے سی حاکم وخلیفہ ہوگئے اور
دنیوی امور مین امیر بن گئے مگر مسایل دینیہ ومشکلہ کے حل مین عاجز ہوکر جناب امیر علیہ السلام
کیطرف ہی رجوع کرتے تھے اور ان امور مین انکو ہی اپنا مقتدی جانتے تھے اور امامت خلق وخلافت
راشدہ ونیابت رسول متنازعہ فیہ کے یہہ ہی معنی ہیں نہ محض حکومت ظاہری - خلفاء ثلثہ کا بعینہ
یہہ ہی حال تہا کہ جسطرح خلفاء مابعد ایمہ اہلبیت و دیگر علماء سے مسائل دینیہ حل کرتے تھے اسیطرح
خلفاء ثلثہ حلال مشکلات سے اس قسم کی دینی مشکلین حل کرتے تھے - حضرات اہل سنت کے علم وعقل سے
نہایت تعجب ہی کہ شاگردون اور مریدون کو استاد و مرشد کا امیر وحاکم بناتے ہین - حضرت پیر جی صاحب
آپکو یاد ہوگا کہ جب میری تحریر کے جواب کیلئے آپ اس شہر کے تمام مولویونکے پاس پہرے تھے کہ
باوجود سخت مخالفت غیر مقلدین کی مدد کے خواہان ہوئے مگر جب کہین سے مطلب برآری ہوئی
تو مجبور آپنے ایک سوال مجہسے لکہوایا خلاصہ اس سوال کا یہہ ہی تہا کہ آنحضرت صلعم نے صحابہ وکل امت
کو ثقلین کے حوالہ فرماکر انکی تمسک کا حکم دیا اپکے مذہب کے موافق بعد آنحضرت نیا مقدمہ خلافت
کا پیش آیا فرمائی کہ خلیفہ وخلیفہ گرون نے اسمین اہلبیت سے کیا تمسک کیا - اسکے دو جواب
آئے اور ظن غالب ہی کہ ایک جواب آپکے مولانا رشید احمد صاحب کی نظر اقدس سے گذرا ہوگا جنکا
ذکر تمنا آپنے اس رسالہ مین کیا ہے بلکہ عجب نہین کہ حضرت مجیب کے نام لکہنے مین توریہ سے کام لیا گیا ہو
آپ ہی انصاف وراستی سے فرماتین کہ کسینے بھی اصل سوال کا جواب لکہا فضول باتین بہت
سی بنائین - اب قیامت تک مہلت ہی اگر جرات وحوصلہ ہی تو جواب دیجئے - اس رسالہ مین
بھی زبانی تو اس حدیث کے عامل ہونے کے مدعی ہوگئے کاش کہ جسقدر میرے خط کا فقرہ لکہا ہی اسکا
ہی جواب لکہتے - یہہ فقرہ کہ اسکے جوابمین مینے یہہ حدیث پڑہدی الخ جو لکہا ہی خط کو مکرر ملاحظہ فرماکر
اسکے مشار الیہ کو دیکہئے - میرا صاف مطلب یہہ ہی کہ جو اس حدیث کے موافق رہا یعنی تمسک
بہ ثقلین ہوا وہ آیہ استخلاف یعنی وعد اللہ الذین امنوا الایہ مین داخل ہے ورنہ خارج - آپ اس
حدیث پر اہل سنت کے عامل ہونیکا تو ادعا کیا اگر مرد میدان تھے تو جن حضرات کو اُس روز اس آیہ

نقل عبارت ردی الحجرات کتاب جواب ایات بینات

مین داخل کرتے بجواب خاص امر خلافت مین اہلبیت سی انکا تمسک ثابت کرکے داخل کیا ہوتا
الحاصل اس حدیث پر آپنے اور آپکے خلفا نے خوب ہی عمل کیا چنانچہ شمہ اسکا قصد احراق بیت جناب
سیدہ مین بیان ہوا۔ اگر آپ تفصیل چاہین تو صمصام قاطع تصنیف جناب سلطان العلما طاب ثراہ
ملاحظہ فرماوین حقیقت کہل جائیگی۔ مگر اس مقام مین آپکے اس قول کے جواب مین اگاہی ناظرین کیلئے ردی الحجرات
جواب ایات بینات سی بنظر اختصار کچہہ لکہا جاتا ہی ناظرین خصوصا آپسے انصاف کی امید ہی۔ وہو ہذا۔ العجب
کل العجب اس زمانہ کے سنیون سے کہ بلا وجہ مدعی متابعت ائمہ کرام علیہم السلام ہین اور بے حجت و دلیل امامیہ کو
طریقہ ائمہ سے منحرف کہتے ہین اہلسنت اپنی اصول کو تو ماخوذ ابوالحسن اشعری سے اور ابو المنصور ماتریدی وغیرہ
سے کرین اور فروع کو ابی حنیفہ اور شافعی اور احمد حنبل اور امام مالک سے لین اور پہر مدعی اس بات کے ہون
کہ اہلسنت پیرو ائمہ ہین اور امامیہ کہ کل مسائل اصولیہ و فروعیہ کو بجز ائمہ علیہم السلام کے کسی دوسرے سے ماخوذ
نہ کرین وہ مخالف ائمہ ہین کسی عاقل کی سمجہہ مین یہ بات نہین اسکتی ہے کہ کوئی شخص کسیکا اپنی تئین تابع
کہے اور پہر متبوع کی ہزارون مسائل اصولیہ اور فروعیہ سے کسی مسئلہ پر عمل نہ کرے برائے خدا ذرا انکہون کو
کہولکر دیکہئے یہ صحاح اور غیر صحاح اور اصول اور فقہ اور تفسیر اہل سنت موجود ہی ایا کسی مقام مین کسی قول پر کسی
امام کے عمل کیا ہی اور کتب شیعہ بہی موجود ہین دیکہو سوائے ائمہ معصومین کے کہین اور کسیکا قول بہی لیا ہی ایک
اسی بات پر صدق و کذب دعوی فریقین ظاہر ہوا جاتا ہی بہلا ایک بہی مسئلہ ایسا فرما دیجئے کہ جسمین اہلسنت
نے دامن ابو حنیفہ اور امثال اونکے کا چہوڑا ہو اور کسی امام کا اتباع کیا ہو یہ اسماعیل بخاری ہے کہ جسنی ایک حدیث
بہی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نہین روایت کی ہے صحیح بخاری کہ اہلسنت کی نزدیک بعد کتاب باری کے ہے اوسکو کال کر ورق ورق دیکہئے کہ ایا کوئی حدیث بہی امام جعفر صادق سے نقل کی ہے حالانکہ
چار ہزار لوگون نے اون حضرت سے اخذ احادیث کیا حافظ شمس الدین ذہبی نے کتاب مغنی مین ذکر اون حضرت کا
ضعفا اور مجاہیل مین کیا ہی اور کہا ہے لم یخرج لہ البخاری اور اسیطرح کتاب میزان الاعتدال مین ترجمہ مین
اون حضرت کے کہا ہی لم یحتج بہ البخاری وقال یحیی ابن سعید القطان شیخ البخاری اجد فی نفسی منہ
شئی وکان مالک لا یروی عن جعفر حتی یضمہ الی احد یعنی بخاری نے حضرت امام جعفر صادق کو کوئی

روایت نہین کی اور انکی روایت کو قابل احتجاج نہین جانا بلکہ اوستاد بخاری نے کہا کہ مین اپنے دل مین انکی طرف
سے کہٹکا پاتا ہون اور مالک نے بہی اونسے روایت نہین کی جبتک کہ کسی دوسرے کو اونکے ساتھہ منضم
کر لیا یعنے فقط اونکی روایت کو قابل اعتبار نہ سمجہا اور امام رضا علیہ السلام کے ترجمہ مین یہ عبارت لکھی
ہے قال ابو طاہر یاتی عن ابیہ العجایب یعنے ابو طاہر نے کہا ہے کہ وہ اپنے باپ سے عجیب عجیب باتین نقل
کرتے ہین اور پہر لکہا ہے قال ابو الحسن الدارقطنی اخبرنی ابن حیان فی کتابہ فقال ان علی بن موسی
الرضا یروی عن ابیہ عجائب یہم ویخطی یعنی کہا ابو الحسن دارقطنی نے کہ ابن حیان نے مجھے خبر دی کہ علے
بن موسے الرضا اپنے والد سے عجایب نقل کرتے تھے اور وہم کیا کرتے تہے اور خطا کیا کرتے تھے انتہے
اور مراد عجایب سے وہ باتین ہوتی ہین جو محل تعجب ہون اور قابل اعتبار نہون اور وہم و خطا کی نسبت تو بتصریح
صریح ایسے امام عالی مقام کی نسبت موجود ہے اور ابن الجوزی اور سیوطی نے اپنے تصانیف مین جو موضوعا
حدیث مین ہین اور علی بن محمد عراق مدنی نے کتاب تنزیہ الشریعہ مین اور شیخ رحمۃ اللہ سندی نے مختصر
تنزیہ الشریعہ مین امام حسن عسکری علیہ السلام کی نسبت لکہا ہے کہ لیس بشئی یعنے العیاذ باللہ وہ کچھہ نہین اور
عقیلی نے کہ علماے اعلام اہل سنت سے ہے امام موسے کاظم علیہ السلام کو کتاب الضعفا مین ضعفاے
رواۃ مین داخل کیا ہے اور اون حضرت کے حق مین فرمایا ہے کہ حدیثہ غیر محفوظ براے خدا جاے
انصاف ہے کہ آیا متابعت امامون کی کرنے والے وہ لوگ ہین جو امامون سے کہٹکتے ہین اور اونکو
متہم اور ضعیف جانتے ہین اور لیس بشئے اونکے حق مین کہتے ہین اور انسے روایت کرنا جایز نہین جانتے بلکہ
خوارج اور نواصب کی روایات کو ثانی کتاب خدا جانتے ہین یا وہ لوگ کہ جنکی کل بضاعت دین اور
ایمان روایات ائمہ علیہم السلام ہین اب یہان حضرت مصنف رسالہ اور اونکے ہم مذہبون کو مناسب
ہے کہ فائدہ ملقبہ بسعادۃ الدارین سے فی شرح حدیث الثقلین مین کہ جز تحفہ اثنا عشریہ کا ہے اور باب
باب پنجم و ششم تحفہ کے واقع ہے اس عبارت شاہ عبد العزیز صاحب کو جو معتقد اکل حضرات اہلسنت
کے ہین ملاحظہ فرماوین جسکو ضعیف العباد یہان بالفاظہا نقل کرتا ہے اور پہر دیکھین کہ خود بگواہی
شاہ صاحب حق کس فرقہ کی جانب ہے شیعہ کی یا سنی کی اور عبارت مشار الیہا یہ ہے باید دانست کہ

باتفاق شیعہ وسنی این حدیث ثابت است کہ پیغمبر فرمودانی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بھما لن
تضلوا بعدی کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی پس معلوم شد کہ درمقدمات دینی واحکام شرعی مارا پیغمبر حوالہ
این دو چیز عظیم القدر فرمودہ است پس مذہبے کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃً وعملاً
باطل و نامعتبر است وہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ وخارج از دین باشد انتھی اب مضمون کو دیکھنا
چاہیے کہ باعتراف شاہ عبدالعزیز صاحب کے حضرت اہل سنت جو ائمہ کرام علیہم السلام کی شان مین
ایسے الفاظ لکھتے ہین گمراہ خارج از دین ہوئے یا امامیہ اثنا عشریہ جو اصولاً وفروعاً قرآن اور احادیث ائمہ کو کہ
مفسرین قرآن اور حاملین علوم قرآن ہین اپنا ملجا اور ماوا جانکر کل اصول وفروع اونہین سے اخذ کرتے ہین
علاوہ اسکے خود علماے اعلام اہلسنت اقرار کرتے ہین کہ طریقہ ائمہ اہلبیت غیر طریقہ ائمہ اہل سنت وجماعت ہی
چنانچہ شارح منہاج لکھتا ہے کہ انکار قیاس مسایل دینیہ مین مذہب اہل بیت ہے جیسا کہ عمل اوپر قیاس کے
مذہب ابو حنیفہ اور شافعی وغیرہ کا ہے ملا جامی نفحات مین سمنانی سے ناقل ہے کہ مذہب امام جعفر صادق
حرمت خرگوش ہے ثعلبی ناقل ہے کہ مذہب علی عدم جواز المسح علی الخفین ہے وفی شرح الشرح عن الآمدی
مذہب علی جواز بیع امہات الاولاد ولم یزل علیہ الشیعۃ علامہ تفتازانی شرح مختصر الاصول عضدی مین
فرماتے ہین کہ اصحاب نے اختلاف کیا ہے جواز بیع امہات الاولاد مین اور مذہب علی جواز بیع ہے
چنانچہ یہی مذہب شیعون کا ہے اور شیعہ اون حضرت کے مذہب کو بہتر جانتے ہین اب ہم حضرات اہلسنت
سے پوچھتے ہین کہ قیاس پر عمل کرنا تم جائز جانتے ہو کہ ہم خرگوش تم کہاتے ہو کہ ہم مسح علی الخفین ہم
جائز جانتے ہو کہ ہم جواز بیع امہات الاولاد کے تم منکر ہو کہ ہم کہو کسنے مذہب اہلبیت چھوڑا ہے ملا جلال
دوانی شرح عقائد عضدیہ مین فرماتے ہین کہ فرقہ ناجیہ تہتر مین سے طایفہ اشعریہ ہے اسلئے کہ عمل
انکا اوپر اون احادیث صحیحہ کے ہے کہ جناب رسول خدا اور اونکے اصحاب سے منقول ہین اور ظواہر
احادیث سے تجاوز اور اپنی عقول پر اعتماد نہین کرتے مثل معتزلہ کے اور نہ احادیث غیر اصحاب پر عمل
کرتے ہین مثل شیعون کے کہ متابعت کرتے ہین اونکی جو اپنے اماموں سے روایت کرتے ہین بسبب
اسکے کہ معتقد اونکی عصمت کے ہین مولوی عبدالعلی صاحب شرح مسلم الثبوت مین فرماتے ہین

جواب حدیث موضوعہ کہ صاحب رسالہ در فضیلت شیخین نقل کردہ

وزیر ہوگئے - صاحبیہ کی کچھ خصوصیت نہین کیونکہ ہزارہا اصحاب تھے اگر مصاحبت غار مراد ہیجاے جسپر حضرات
اہلسنت کو بڑا ناز ہے اگرچہ کچھ فضیلت ثابت نہین ہوتی بلکہ مضر ہے تو ہمین حضرت ثانی کیونکر شریک
نہوگئے - سید ہی قریش کے مصداق کی کوئی وجہ سمجھ مین نہین اتی کیونکہ ان حضرات کا قبیلہ قریش ہی سید قریش
نہ تہا سید قریش تو بنی ہاشم کا ہی قبیلہ تہا معہذا جناب امیر کی شان مین سید العرب انحضرت نے فرمایا ہے اور
متفق علیہ ہے پھر بھی جناب امیر انکے سید ہونے ابوی المسلمین کے خطاب ملنے کی بھی کوئی وجہ خیال مین نہین
اتی - حالانکہ سید علی ہمدانی کتاب مشارب الاذواق شرح قصیدہ میمیہ ابن فارض مین اس شعر کی شرح مین -
لہا البدر کاس وہی شمس یدیرہا ہلال وکم یبدو اذا مزجت نجم - مین حدیث مدینہ و نور کے بعد فرماتے
ہین وانکہ سید انبیاء در حق بہتر اصفیاء مودکانا وانت ابو ہذہ الامۃ اشارت بدیمعنی است الخ اس حدیث کے
مطابق تو جناب رسالت پناہی وجناب ولایت دستگاہی اس امت کے باپ ہین حضرات شیخین کو ابوت کا
مرتبہ کیونکر مل گیا - دوسری روایت جو مدح شیخین مین جناب امیر کیطرف منسوب کی ہے وہ بھی محض وکذب
وافترا ہے - پہلا فقرہ جہزوا جیش اسامۃ لعن اللہ علی من تخلف جیش اسامہ و تو مواعنی کی صریح مخالف ہے
شیخین کا اسامہ کے تابع ہونا اور ہمراہ جیش اسامہ نجانا بالاتفاق ثابت ہے - حدیث امامت نماز کے
اہل سنت ہی قایل ہین اور وہ بھی مضطرب ومختلف قابل اعتبار نہین اور قول متفق غیر متفق کے نسبت
قوی تر ہے - حدیث قرطاس مشہور ہے خود بخاری مین لا ینبغی عند النبی تنازع و قوموا عنی لکھا ہے اور جن لوگون نے
یہہ تہمت ہذیان جناب رسول خدا پر لگائی خود علماے اہل سنت نے انکو جاہل مرتبہ نبوت اور قریب العہد بکفر لکھا ہے
جنکے رئیس حضرت خلیفہ ثانی تھے - با اینہمہ سخت حکم عدولی کی جسکو حضرت ابن عباس یاد کرکے روتے
انحضرت کیونکر راضی تشریف لیگئے - قوموا عنی سے دیکھئے کیا ظاہر ہوتا ہے - اور سب مسلمانونکا راضی ہونا
اس سے بھی بڑھکر حیرت انگیز ہے - جناب سیدہ کا غضب و مہاجرت تا زیست آپکی صحیحین سے ثابت خود جناب
امیر و صحابہ جلیل القدر و مقبول طرفین مثل حضرت سلمان فارسی و ابوذر غفاری و عمار یاسر و سعد بن عبادہ
وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ناخوشی مشہور ہے پھر یہہ فقرہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے - اگلے فقرہ کا اگر مفصل جواب
لکھین تو طول ہو اسیقدر کافی ہے کہ تخلف جیش اسامہ و منع قرطاس سے مین مرض موت مین ہی

اہل بیت محض کلہم اجمعین صحابہ کو افضل و عادل اور اچھے جاننے پر ہی منحصر ہے - کتاب اللہ اور احادیث
رسول اللہ اور خود اقوال و افعال صحابہ بلکہ صاحب تحفہ کی تحقیق سے ثابت ہو کہ کل صحابہ مقبول نہ تھے
برخلاف اسکے گروہ حضرات سنیہ کل صحابہ کی عدالت کے قایل ہین اگر اسبا بمین کچھہ تفصیل لکھی جاے
تو طول ہو مگر مختصراً گذارش ہو کہ کتاب اللہ مین اگرچہ بہت سی آیات مثل تریدون عرض الدنیا وغیرہ ال
ہین مگر صرف ایک ہی ایت لکھتا ہون سورہ جمعہ کے آخر ملاحظہ فرمائی - وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا
اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا یعنی جب دیکھتے ہین اصحاب کسی تجارت یا لہو کو تو جاتے ہین طرف اسکی اور تجکو کھڑا ہوا
نماز مین چھوڑ دیتے ہین اب انصاف فرمائی کہ نماز فرض جسکو احادیث مین معراج مومن ارشاد فرمایا ہے اور
اور رب الارباب کی مناجات کا مقام ہے اوہ بھی رسول اللہ کی بنسبت اطہر کے پیچھے سے انفضاض
کرنا اور آنحضرت کو نماز پر کھڑا چھوڑنا اور لہو و تجارت مین مشغول ہونا یہہ ہی مقبولیت و عدالت کی نشانی ہے
کوئی شخص اگر نماز جماعت کو ایک ادنی امام کے پیچھے سے قطع کرکے چلا جاتے تو آپ اسکے حق مین
کیا حکم دین ایک ادنی مومن نماز مستحب کو قطع کرکے خرید و فروخت مین مصروف نہین ہو سکتا اور
اگر ایسا کرے تو لوم و ملامت سے نہین بچ سکتا اور احادیث پس اپنی کتب صحاح مثل بخاری وغیرہ کی
کتاب حوض و فتن وغیرہ ملاحظہ فرمائی بہت سی احادیث اس قول کے مصدق پائیگا بنظر اختصار
ایک حدیث لکھی بھی جاتی ہے - آنحضرت نے فرمایا - یرد علی الحوض رجال من امتی فیحلؤن
عنہ فاقول یا رب اصحابی فیقول لا علم لک بما احدثوا بعدک انہم ارتدوا علی ادبارہم القہقری
کذا فی البخاری و مسلم والجمع بین الصحیحین - یعنے میری امت سے کچھہ مرد حوض کوثر پر
وارد ہونگے پس وہ نکالے جاینگے وہانسے مین کہونگا اے رب یہہ میرے اصحاب ہین پس اللہ تعالے
فرمائیگا کہ جو کچھہ انہون نے تیرے بعد احداث کیا اسکا علم تجکو نہین ہے یہہ مرتد ہوگئے اور دین سے پھر گئے
اور اصحابہ کے اقوال پس کیفیت اجماع مین گذر گیا ہو کہ خلیفہ ثانی نے سعد بن عبادہ رئیس انصار کے حق
مین قتل اللہ سعد بن عبادہ فرمایا ہے اور قتل اللہ کے معنی آپ جانتے ہی ہونگے - اور صاحب تحفہ کی
تحقیق مطاعن عمر سے طعن دوم مین گذر گئی کہ صاحب خیانت و اشرار فساد پیشہ و این قسم مردودان

جناب آلہی بعض صحابہ کی ثنا نہیں لکہا ہے اب ناظرین غور فرماوین کہ کتاب اللہ اور خود ان حضرات کے صحاح مین اس قسم کی احادیث اور اقوال خلفا موجود ہین علما ءینہ الفاظ تحریر فرماتے ہین با اینہمہ الصحابہ کلہم عدول کا کلیہ نہین ٹوٹتا اور کل کی عدالت مین فرق نہین آتا۔ اگر کل صحابہ مقبول ہوتے تو آنحضرت جو مخبر صادق تھے ستحرصون علی الامارہ الخ وغیرہ احادیث کثیرہ مذمت ائمہ مین مثل حدیث حذیفہ وحضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ جو مذکور ہوئین نفرماتے اس امت کو قوم بنی اسرائیل سے تشبیہ نہ دیتے۔ آخر کبھی علم وعقل سے بھی کام لیجئے۔ تعجب ہی کہ جو صحابہ کہ مامور بہ تمسک واطاعت اہل بیت تھی اور جنکے لئے اطاعت اہل بیت بعد رسول مثل رسول فرض تھی اور انکی سعادت تھی انکی تو یہہ حمایت ورعایت کہ جہان لفظ اصحاب دیکھین لوٹ جائین حالانکہ اصحاب مین ایسے اصحاب بھی تھے جنکا ذکر خیر مختصرا کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ سے ابھی گذرا ہے اور اہل بیت کا جو اخص اصحاب ہین کچھہ پاس ولحاظ نہین صحابہ نے جو کچھہ کیا وہ وحی منزل تہا اور اہل بیت کا غضب وغیرہ مقتضاے بشریت و طبیعت سے تہا۔ نہج البلاغہ کی جو عبارت تحریر فرمائی ہے۔ امنا وصدقنا بیشک صحابہ رسول جنکی مدح مین جناب امیر نے یہہ فرمایا ہی وہ ایسے ہی بزرگوار وابرار تھے اور جو ایسے تہے ہم انکو بزرگ اور مقبول بارگاہ خداوندی سمجھتے ہین مگر ظاہر ہی کہ جنپر بضعہ رسول وزوج بتول ناخوش وغضبناک رہی ہون اور حالت غضب مین ہی اس جہانسے رحلت فرما کر رسول مقبول کی ملاقات فرمائی ہو جنہون نے جناب سیدہ کے گھر جلانے کا جناب امیر پر قصد کیا ہو اور اسکا سامان بہم پہونچایا ہو انکے یہہ اوصاف نہین ہوسکتے اور نہ وہ مقبول درگاہ خداوندی اور ممدوح اہلبیت ہوسکتے ہین۔ کیونکہ یہہ امر ہمنے انکی کتب معتبرہ سے بخوبی ثابت کردیا کہ جناب سیدہ کا غضب سواے اسکے کسی پر نہین ہوسکتا کہ جو مستحق غضب خدا ورسول ہو پھر اس حدیث نہج البلاغت سے آپکا کیا مطلب نکلا۔ **قال** روایت فصول امامیہ جو حضرت امام محمد جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہی مختصراً ذکر کیجاتی ہے۔ آپ نے فرمایا اس گروہ کو جنہون نے شان ابو بکر وعمر وعثمان مین خوض کیا تہا خبر دو تم مجکو کیا تم مہاجرین سے ہو جو اپنے گہرون اور مالون سے نکالے گئے انہون نے جواب دیا نہین۔ پہر حضرت امام نے فرمایا تم انصار مین سے

ہو جواب دیا نہین - پہر حضرت امام نے فرمایا تم بری ہوئے اس سے کہ ہو تم مہاجرین یا انصار سے اور
مین گواہی دیتا ہون کہ بیشک تم نہین ہو وہ جنکے حق مین اللہ تعالی نے فرمایا والذین جاؤ من بعدھم الا
ترجمہ - یعنی جو لوگ آئے بعد انکے کہتے ہوئے اے رب بخش ہمکو اور ہمارے بہائیون کو جو سابق ہوئے
ہین ہم سے ایمان مین اور مت ڈال ہمارے دلون مین کینہ ایمان والون کا - **اقول** فصول امامیہ اپنی
کتابون مین سے کسی کتاب کا نام نہین سنا بشاید یہہ بھی مثل مجالس السالکین شاہ صاحب وغیرہ کے
خیال مین تصنیف ہوئی ہو - ہان فصول مہمہ ایک کتاب ابن صباغ مالکی مذہب کی تالیف ہے شاید مہمہ
کی جگہہ لفظ امامیہ سہوا لکہا گیا اگر وہ ہے تو ہم پر حجت نہین کیونکہ سنی مالکی کی کتاب ہے اور اگر فصول
امامیہ اسکے علاوہ کوئی شیعونکی کتاب ہے تو براہ عنایت بخوبی نشان دیجئے اسکے مصنف کے نام سے
مطلع فرمائی اور مصنف و مصنف کی توثیق ثابت کیجئے پہر یہہ روایت اسمین دیکھی جائیگی بشرط موجود
ہونیکے اسکا جواب لکہا جائیگا - یہہ روایت جس مذہب کی ہو بظاہر وضعی معلوم ہوتی ہے کیونکہ جناب
سیدہ کا غضبناک و ناخوش ہونا ایسا طشت از بام افتادہ ہے کہ حضرات اہلسنت بھی اسکا انکار نہین
کرسکتے پہر کیونکر سمجہہ مین آتا ہے کہ جناب سیدہ کی مغضوبین کے حق مین حضرت امام علیہ السلام ایسا
فرمائین اور بالکل اسکے معارض ہے جو انہین امام علیہ السلام سے ہمارے یہان روایت مشہور ہے
جامع الاخبار مین شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے جناب صادق
آل محمد سے سوال کیا کہ آپ ابوبکر و عمر کے حق مین کیا فرماتے ہین آپنے فرمایا - کانت امنا الصدیقۃ
بنت رسول اللہ ساخطۃ علیہما نحن ساخطون بسخطہا - یعنے ہماری مان صدیقہ رسول اللہ
کی بیٹی اون دونو پیر ناراض نہین ہم بھی انکی ناخوشی سے ناخوش ہین - بلکہ آپکی کتابونسے مردمان
خاندان اہلبیت کا غصب ثابت ہے ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغت مبحث فدک مین
ابوبکر جوہری سے جو کابر اہلسنت سے ہے نقل کیا ہے کہ اسنے کہا × یعنے داود بن المبارک سے منقول ہے

حدثنی المؤمل بن جعفر قال حدثنی محمد بن میمون عن داود بن المبارک قال اتینا عبد اللہ
بن موسی بن عبد اللہ بن الحسن ونحن راجعون من الحج فی جماعۃ فسالناہ عن مسایل

کہ ہم عبد اللہ بن موسے بن عبد اللہ بن الحسن کے پاس حج سے واپس ہوتے ہوے مع ایک جماعت کے آئے اور ہمنے انسے مسایل پوچھے اور مین بھی انسے پوچھتا تھا پس مینے انسے ابوبکر وعمر کی بابت پوچھا انہون نے کہا کہ میرے دادا عبد اللہ بن الحسن اس مسئلہ سے پوچھی گئی تھے پس انہون نے فرمایا کہ میری والدہ صدیقہ بنی مرسل کی بیٹی تہین اور انتقال فرمایا درحالیکہ وہ ایک انسان پر غضبناک تہین پس ہم بھی انکی غضب کے سبب سے غضبناک ہین۔ واہ حضرات کیا کہنا ہے دعوی تو یہہ کہ ہم ہی اہلبیت سے تمسک رکھتے ہین اور حدیث ثقلین صحیح مسلم اور اہلسنت وجماعت نے ہی اسپر عمل کیا۔ مگر قیامت یہہ ہے کہ باوجود علم وفضل آپکو ہمارے ائمہ طاہرین و ذریت سید المرسلین جو احد الثقلین ہین اور جنسے اہل بیت رسول مراد ہے انکے نام بھی صحیح یاد نہین یہہ تو آپکا حال ہے واے بر عوام وجہال اہلسنت دیکھی امام جعفر صادق جنکا نام صحیح آپکو یاد نتہا جنکو آپنے محمد جعفر صادق لکھا ہے انکے والد ماجد کا نام محمد اور لقب باقر اور انکا نام جعفر اور لقب صادق ہے اور یہہ یعنی امام جعفر صادق آیہ مودۃ قربی مین داخل ہین اور یہہ عقلا ونقلا ثابت ہے کہ جسکو آدمی دوست رکھتا ہے اوسکا ذکر زیادہ کرتا ہے اور کبھی نہین بہولتا پس اگر آپکو ان ائمہ اہلبیت سے کچھہ بھی محبت ہوتی تو نام تو صحیح یاد ہوتا۔ آپکو تو خلفاء ثلثہ وائمہ اربعہ سے محبت ومودت ہے آپکے دلونمین جو عظمت وبزرگی ان حضرات کی بہری ہوئی ہے وہ رسول اللہ کی ہرگز نہین ائمہ اہلبیت کا توکیا ذکر ہے غور فرمائی حضرت پیرجی صاحب جب اڈیٹر اخبار نور افشان سادات کے خط کا جواب نہ دے سکا تو بحث لاطایل شروع کردی اور کیا کیا الفاظ وکلمات سخت وناملایم جناب رسالت مآب کی نسبت لکھی مگر آپ مین سے کسینے بھی اسبابمین کچھہ نہ لکھا اور جب ایک مسئلہ جس سے آپکے حضرت امام اعظم پر حرف آتا تہا لکھا تو فورًا اپنے ایک خط طومار طویل الذیل تحریر فرمایا اور وہ درج اخبار ہوا چنانچہ انشاء اللہ تعالے وہ خط بجنسہ اخبار سے اپنے محل پر اس رسالہ مین لکھا جائیگا محبت کے یہہ معنی ہین

قال۔ امام موید باللہ یحیی ابن حمزہ شیعی زیدی نے اطواق الحمامہ فی مناقب الامامہ مین سوید ابن عقلہ سے

وکنت انا احد من سالہ فسالتہ عن ابی بکر وعمر فقال سئل جدی عبد اللہ بن الحسن عن هذہ المسئلہ فقال کانت امی صدیقہ بنت نبی مرسل وماتت وهی غضبی علی انسان فنحن غضاب بغضبها انتهی لقد

روایت کی - کہا گذرا مین ایک قوم پر جو حقارت کرتی تھی ابو بکر و عمر کی - پس خبر دی مینے علی کو اور کہا اگر
یہہ بات نہوتی اجو وہ گمان کررہے ہین کہ آپ دل مین رکھتے ہین جسکو وہ ظاہر کرتے ہین البتہ جرات
نکرتے اسپر - اور منجملہ انکے عبد اللہ بن سبا ہی جسنے اول یہہ امر ظاہر کیا - حضرت امیر نے فرمایا اعوذ باللہ
رحم کرے خدا ان دونوپر پہر کہڑے ہوے اور میرا ہاتہہ پکڑا اور مسجد مین لیگئے پہر ممبر پر چڑہے اور ریش مبارک کو
جو سفید تھی ہاتہہ مین لیا انسو بہنے لگے مسجد کو مکانات کیطرف دیکہتے رہے یہانتک کہ ادمی جمع ہوگئے پہر خطبہ
پڑہا ما بال اقوام یذکرون اخوی رسول اللہ صلعم و وزیریہ و صاحبیہ و سیدی قریش و الوی المسلمین
وانا بری مما یذکرون و علیہ اعاقب - ترجمہ - کیا حال ہے اس قوم کا کہ برای سے ذکر کرتے ہین دو برادر
رسول اللہ صلعم کا اور اسکے دو وزیرون اور دو رفیقون اور دو سردار قریش اور دو باپ مسلمانونکا -
مین بری الذمہ ہون اس چیز سے جو یہہ بدگوی کرتے ہین اور اسپر سزا دونگا اسکے بعد بہت سنجیدہ الفاظ
مین تعریف شیخین اسطرح فرمائی - فقبض و ہو عنہما راض والمسلمون راضون فما تجاوزا فی امرہما
و سیرتہما رای رسول اللہ صلعم و امرہ فی حیاتہ و بعد موتہ فقبضا علی ذلک رحمہما اللہ - ترجمہ -
پس وفات پائی رسول اللہ صلعم نے جبکہ ان دونوں سے راضی تھے - اور سب مسلمان راضی تھے پس
نہین تجاوز کیا ان دونون نے اپنی کام و عادت مین رسول خدا صلعم کی مصلحت اور حکم سے نہ آپکی
حیات مین نہ بعد آپکی وفات کے اور دونو اسی حالت پر انتقال فرماگئی اللہ انپر رحمت فرماوے - فواللہ
فلق الحبۃ و بری النسمۃ لا یحبہما الا مومن فاضل ولا یبغضہما الا شقی مارق - ترجمہ پس قسم ہے
اس ذات کی جسنے دانہ مین شگاف دیا اور جانکو پیدا کیا نہین دوست رکہیگا دونکو مگر مومن بڑے
درجہ والا اور نہین بغض رکہیگا انسے مگر شقی بدبخت - الحمد للہ گروہ اہلسنت والجماعت حسب ارشاد
ائمہ اہلبیت بہرکت حسب خلفاء ثلثہ لا یحبہما الا مومن فاضل کے مصداق ہین - اور حضرت ثلاثہ کی دشمن
وعید لا یبغضہما الا شقی مارق کے مورد ہین - **اقول** - ہمارے علماے کرام مین کوی اس نام کا عالم
نہین ہے پہر آپ خود اسکو زیدی لکھتے ہین اور زیدی ہمارے نزدیک مثل آپکے ہین کیونکہ ہمارے یہان
ثابت ہو کہ المنکر لاخرنا کالمنکر لاولنا - آپ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت و امامت بلا فاصلہ کے

منکر ہین اور زیدی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خلافت و امامت کے منکر ہین معلوم نہین ایسی بے بنیاد و غیر اعتماد روایت کو بطور استدلال ہمارے سامنے کیون پیش کیا۔ یہہ روایت ہم پر حجت نہین اور ہمکو اسکے جواب کی کچھہ حاجت نہین مگر چونکہ آپکی خاطر عزیز ہے بطور نقض اسکا جواب بھی گذارش ہے۔ انصاف فرمائیگا اگرچہ یہہ روایت محض وضعی اور صریح امام معصوم پر افترا ہے مگر شروع روایت سے ہمارا مطلب بخوبی ثابت ہے اور وہ یہہ ہے کہ اہل بیت اطہار خصوصاً سیدہم و اعلمہم یعنی جناب امیر علیہ السلام کا خلفاء ثلثہ کو برا سمجھنا مشہور اور معروف تھا اور لوگ یہہ بھی جانتے تھے کہ گو بظاہر علانیہ مصلحتہ برا نہین کہتے مگر دلمین برا جانتے ہین۔ پہلی روایت صریح غلط اور محض افترا ہے اول جملہ مین اخوی حدیث مواخاۃ متفق علیہ کے منافی ہے جس سے ثابت ہے کہ جناب امیر کے سوای اصحاب سے کوئی آنحضرت کا اخ نہ تھا۔ اور وزیر یہ محض افترا کیونکہ جناب رسول خدا نے دعا مانگی اور حضرت امیر کو اپنا وزیر قرار دیا بہت سی کتب اہل سنت سے یہہ امر ثابت ہے مختصراً ایک کتاب کی عبارت بھی لکھی جاتی ہے۔ تفسیر کبیر مین تحت آیہ انما ولیکم اللہ و رسولہ الایہ کے مسئلہ اولی مین حضرت ابوذر سے مسجد نبوی مین سایل کا سوال کرنا اور جناب امیر کا انگوٹھی حالت رکوع مین دینا لکھکر تحریر فرماتی ہین ✗ یعنے پس نبی صلعم نے دیکھا اور کہا اے اللہ تحقیق میرے بھائی موسی نے تجھسے سوال کیا پس اسنے عرض کیا رب اشرح لی صدری الی قولہ و اشرکہ فی امری۔ پس تو نے قرآن ناطق نازل کیا۔ سنشد عضدک باخیک و یجعل لکما سلطانا اے اللہ مین محمد تیرا نبی و صفی ہون پس میرا سینہ کھول اور میرا کام آسان کر اور میری اہل سے علی کو میرا وزیر کر اور اس سے میری پشت قوی کر۔ حضرت ابوذر نے کہا خدا کی قسم ابھی رسول اللہ نے یہہ کلمہ تمام نکیا تھا کہ حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور کہا اے محمد پڑہ انما ولیکم اللہ و رسولہ الایہ۔ پہر سمجھہ مین نہین آتا کہ جب آنحضرت نے بدعا جناب امیر کو اللہ جل شانہ سے اپنا وزیر مقرر کرا لیا۔ یہہ کیونکر

✗ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اللھم ان اخی موسی سالک فقال رب اشرح لی صدری الی قولہ واشرکہ فی امری فانزلت قرانا ناطقا سنشد عضدک باخیک و یجعل لکما سلطانا اللھم و انا محمد نبیک و صفیک فاشرح لی صدری و یسر لی امری واجعل لی وزیرا من اھلی علیا اشدد بہ ظہری قال ابوذر فواللہ ما اتم رسول اللہ ھذہ الکلمۃ حتی نزل جبریل فقال یا محمد اقرأ انما ولیکم اللہ و رسولہ الی اخرھا

کہ اجماع اہلبیت حجت نہیں ہے خلافاً للشیعہ بلکہ اہلبیت جائز الخطا ہین قد یصیبون وقد یخطئون ویجوز
علیہم الزلۃ وھی وقوعھم فی الذنب من غیر تعمد کا وقع من سیدۃ النساء من ھجر ابیھا خلیفہ رسول اللہ
حین منعہا فدک انتہی موضع الحاجہ یہ ہے اعتقاد اہلسنت کا دربارۂ ائمہ اہلبیت کہ رتبہ اماموں کا کہین کم
رتبہ اصحاب سے سمجھتے ہین اور اصحاب کے قول کو قابل اعتبار جانتے ہین اور قول اماموں کا محل اعتماد
نہین تصور کرتے اور شیعون پر طاعن ہین کہ قول پر اماموں کے عمل کرتے ہین اور انکو معصوم سمجھتے ہین اسی
سبب سے خطبہ کتاب مین معروض ہوا کہ لفظ اصحابہ کو آلہ پر بمذاق اہلسنت مقدم کرنا ضرور ہے اب فرمایئے
کہ متمسک باہلبیت شیعہ ہین جو باعتراف تمہارے علماء کے اقوال ائمہ پر عمل کرتے ہین اور اہلبیت کو
بہ نص آیہ تطہیر معصوم جانتے ہین اور اونکے اجماع کو حجت سمجھتے ہین بلکہ ایک کے قول کا انکار بھی کفر جانتے
ہین یا متمسک باہلبیت وہ لوگ ہین جو اونکو خاطی سمجھتے ہین اور اونکا قول قابل اعتبار نہین جانتے اور صدور
ذنب اور معصیت ولو من غیر تعمد اونسے جائز بلکہ واقع سمجھتے ہین اور جناب بتول بضعۂ رسول کو معاذ اللہ
دعوے فدک مین کاذب اور گناہگار کہتے ہین کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا انتہی
قال برعکس گروہ شیعہ کہ خود انہیں کی کتابوں مین ارشادات اہل بیت موجود ہیں یہ گروہ اسکے مخالف
مختصراً چند اقوال اہل بیت نقل کئے جاتے ہین۔ نہج البلاغت مین حضرت امیر فرماتے ہین۔ لقد
رایت اصحاب رسول اللہ صلعم فما اری احداً منکم یشبہھم لقد کانوا یصبحون شعثاً غبرا باتوا سجداً
او قیاماً۔ ترجمہ۔ البتہ دیکھا مینے اصحاب رسول خدا صلعم کو پس نہین دیکھتا مین تم مین سے کسیکو جو
مشابہ اسکے ہو البتہ وہ صبح کرتے بکھرے ہوے بال غبار آلودہ رات گزارتے سجدہ اور قیام مین۔ اسکے
بعد فرمایا۔ اذا ذکر اللہ ھملت اعینھم حتی بل جباھھم۔ ترجمہ (جب انکے روبرو) ذکر خدا ہوتا
ہئی نہین انکھین انکی یہانتک کہ تر ہو جاتے چہرے انکے اقول۔ گروہ شیعہ اثنا عشری ہرگز ارشادات
اہلبیت کے مخالف نہین ہے چنانچہ جواب قول سابق مین آپکے علماء کے کلام سے ثابت کر دیا کہ اہل بیت
کے مذہب کے پیرو ہم ہی ہین اور باعتراف علامہ ثانی ملا سعد الدین تفتازانی انکے مذہب کو ہم بہتر جانتے
اور اگر آپ اس دعوے کاذب مین صادق ہین تو کوئی دلیل لایئے۔ کیا تمسک ثقلین و اطاعت

تجاوز بلکہ عدول حکمی ثابت ہی اور بعد وفات جو وصیت رسولؐ در بارہ تمسک اہل بیت عمل کیا ظاہر و باہر ہے
ہذا اگر یہہ مضمون صحیح ہوتا تو خود جناب امیرؑ شرط علی سیرت شیخین جو عبدالرحمن بن عوف نی پیش کی تھی کیون
نہ منظور فرماتی۔ معاذ اللہ کہ جناب امیر نے ایسی صریح خلافت واقع ہو کہ جس سے خود جناب امیر کا مناقض
قولی و فعلی ثابت ہے فرمائی ہو۔ یہہ محض افترا و بہتان ہی۔ اگلا قول یعنے فو الذی فلق الحبۃ الخ جو جناب
امیر کیطرف منسوب کیا ہے اعجب عجاب ہی۔ جب کتب صحاح اہلسنت مثل صحیح مسلم مین حدیث کہ
عن علی قال والذی خلق الحبۃ و برء النسمۃ انہ لعہد النبی الامی الی لا یحبنی الا مومن ولا
یبغضنی الا منافق یعنے قسم ہے اس ذات کی جسنے دانہ مین شگاف دیا اور جان کو پیدا کیا کہ تحقیق نبی امی نے
مجھسے عہد کیا ہے کہ مجکو سوائے مومن کے دوست اور سوائے منافق کے دشمن نرکھیگا۔ اور صحیح ترمذی مین ہے
عن ابی سعید الخدری قال کنا نعرف المنافقین ببغضہم علیا۔ یعنی ابی سعید الخدری سی روایت ہی کہ
ہم منافقونکو انکے علی سے بغض کے سبب پہچانا کرتے تھے اور ہمنی ثابت کردیا کہ شیخین کو جناب امیر علیہم السلام
سے بغض تہا چنانچہ خلیفہ ثانی کا بغض تو کراہت حضور و استخلاف اور بیعت خلیفہ اول کے باب مین جو
شروع ہی گفتگو ہوئی ظاہر ہے اور خلیفہ اول و نیز ثانی کا بغض قصد احراق بیت جناب سیدہ مین بیان ہوا
کہ حضرت اول نے ثانی کو حکم دیا کہ اگر انکار کرین تو مقاتلہ کر اور ثانی قتل کے لئے آمادہ ہوگئے مگر یہہ کہ حضرات
اہلسنت فرمادین کہ مقاتلہ و قصد احراق خانہ وغیرہ علامت بغض نہین بلکہ نشان کمال محبت و حسن
عقیدت و ارادت ہین جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب تہدید احراق بیت کو حسن ملاطفت فرماتے ہین۔
پہر کیونکر کسی عاقل کے سمجھہ مین آسکتا ہے کہ برعکس جناب امیر علیہ السلام ایسے لوگونکے حق مین یہہ
کلمات ارشاد فرماوین۔ اور اگر معاذ اللہ یہہ روایت صحیح تسلیم کرلی جاے تو ہمارے مخاطب حضرات
صاحبان رسالہ خصوصا حضرت پیرجی صاحب ارشاد فرمادین کہ حسب روایات صحیحین جناب سیدہ نے جو
انسے حالت غضب مین ہی انتقال فرمایا اور شروع خلافت سے تا مدت حیات صورت نہ دیکھی بات نکی
اس آپکے وہم و پندار کے موافق انکا کیا حال ہوگا۔ باقی انکی قول کا جواب ترکی بہ ترکی تو کیا دین صرف
اسقدر گذارش ہی کہ ہم بموجب ارشاد فیض بنیاد حضرت صادق آل محمدؑ و دیگر اہلبیت علیہم السلام

جیساکہ سابق میں گذرا جناب سیدہ کی اپر سخط و غضب فرمانے سے غضبناک ہین اور یہہ ہمکو آپکی ہی کتب صحاح و معتبرہ سے ثابت ہوگیاہے کہ جناب سیدہ کا غضب خدا و رسول کا غضب ہے۔ رسول مقبول علیہ وآلہ السلام کا حکم تمسک ثقلین کا ہے جب جناب سیدہ جگر پارہ رسول انسے ناخوش و غضبناک انتقال فرماین اور جنازہ پر آنے تک کی اجازت ندین جناب امیر انکی خلافت سے رنجیدہ و ملول ہون جیساکہ ساری و مرکم جناب امیر کا قول پہلے گذر چکاہے تو ہم کیونکر انسے خوش ہو سکتے ہین۔ آپ غور فرماوین کہ اسمین ہمارا کیا قصور ہے ہم تو خدا اور رسول و ثقلین کے مطیع ہین جنکو وہ برا جانتے ہین ہم بھی برا جانتے ہین جنکو وہ دشمن رکھتے ہین ہم بھی دشمن رکھتے ہین۔ اگر آپکے گمان مین یہہ گناہ عظیم ہے اور اسکی وعید نفی ہا ہے تو جو بضعہ رسول و زوج بتول کا حال وہی ہمارا حال حشر غلامان علی با علی ہے حشر غلامان عمر با عمر۔ اگر آپ کچھہ بھی علم و عقل سے کام لین اور احادیث صحیحہ مقبولہ فریقین کو بنظر انصاف دیکھین تو صاف معلوم ہوجائے کہ محض خوشامدیون دنیا پرستون نے اُن احادیث صحیحہ کے مقابلہ مین یہہ جھوٹی روائتین گھڑی ہین ان موضوعہ روایات پر عمل کرنے والے اصل مین وعید وعاد من عاداہ کے مصداق ہین۔ روایت منقولہ مین لایحبہما ضمیر تثنیہ واقع ہے ہمارے حضرات مخاطبین نے حضرت ثالث کو اسمین کسطرح داخل فرماکر یہہ تحریر فرمایا ہے کہ بہ برکت حب خلفاء ثلاثہ لایحبہما الا مومن فاضل کے مصداق ہین حضرات اہل السنت والجماعت سے تعجب ہے کہ ایسی روایات موضوعہ کو جو صریح روایات صحیحہ کے مخالف ہین بسر و چشم قبول فرماکر فورا حسب ارشاد ائمہ اہلبیت فرمادیتے ہین اور روایات کتب صحاح خود جو متفق علیہ فریقین ہین مطلق قبول نہین فرماتے۔ **قال**۔ میر صاحب کی خط مین جو باتین قابل توجہ و التفات نہین ان سب کا جواب قلم برداشتہ لکھدیا گیا۔ اب اس امر کا اظہار ضروری سمجھتا ہون کہ تجربہ سے ثابت ہوگیا کہ میر صاحب کی لن ترانیان محض بے اصل اور اپکے دعاوے بے دلیل ہوتے ہین۔ **اقول** مین آپکی جودت طبع و تبحر علمی کا قایل ہون اور خوب جانتا ہون اسکے لکھنے کی کیا حاجت تھی اگرچہ اسکے جواب مین بہت کچھہ لکھنے کو دل چاہتا ہے لیکن اپنی عادت و وضع کے خلاف سمجھکر اسیقدر گذارش کرتا ہون کہ میرے خط کا مضمون جو آپنے نقل کیا محض ناقص و نامربوط اول و آخر حذف کرکے صرف اپنے مطلب کا

فقرہ لکھدیا الحمد للہ کہ فن مناظرہ جاننے والے آپکا ضعف و عجز تحریر سمجھہ گئے ہونگے باایں ہمہ دعاے جودت
طبع و تبحر علمی وہ روایت صواعق محرقہ کہ معاویہ بن یزید کی خلافت ترک کرتے ہیں لکھی تھی جسمین انہنے
بانصاف اقرار کیا ہی کہ نبوت و امامت خاص عہد الہی ہی آدمیونکو اختیار نہین ہے اور حضرت داود و سلیمان
علی بنینا و علیہما السلام کا قصہ لکھا تھا اور اپنے دادا معاویہ اور باپ یزید کی خطا کا اقرار کیا تھا اور نیز روایت
تکمیل الایمان جو اس رسالہ مین اپنے محل پر لکھی گئی ہین چونکہ وہ لاجواب تہین باوجود کمیٹی کی صلاح
و مشورہ کے جب کچھہ بات بن نہ آئی انکو نقل ہی نکیا پہر یہہ دعوی کہ قلم برداشتہ جواب لکھا گیا کیا
کہنا ہے حضرت پیرجی صاحب شاباش مرحبا۔ میری نسبت جو کچھہ آپنے لکھا ہی اس خاص عنایت
کا شکر گذار ہون۔ مینے کبھی کوئی لن ترانی اور دعوی نہین کیا مجھہ سا جاہل و نادان کیا اور لن
ترانیان و دعاوی کیا۔ ہان اگر حقیت مذہب کی بابت آپکا یہہ گمان ہی تو نہایت ہی افسوس کا مقام
ہی۔ عرصہ دو برس سے مذہبی گفتگو ہو رہی ہے آپ خدا کو حاضر و ناظر جانکر فرمائی کہ کسی ایک بات کا
بھی جواب لائے۔ میری تحریرین آپ پاس موجود ہین انصاف سے فرمائی کسیکا جواب اپنے دیا۔ تقریری
گفتگو جو ہوئی آپ خوب جانتے ہین کہ آپکے کہنے اور دوستی وغیرہ کے لحاظ سے کنایہ و اشارہ مین گفتگو
کی اس امر کو ضروری سمجھا کہ کوئی کلمہ ایسا زبان سے نہ نکلے جو موجب رنج و ملال ہو باایں ہمہ معارضہ حل نہ ہوا۔
حیف ہی کہ آپ یہہ سب کچھہ جانتے ہین کہ کوئی بات اس روز ایسی نہین ہوئی تھی کہ یہہ رسالہ چھپا اور
یہہ بھی آپکو معلوم ہی کہ اس رسالہ مین بہت کچھہ خلاف واقع لکھا ہی اور میری تقریر قریب کل کے نہین
لکھی گئی۔ آپکے انصاف سے اس تحریر کی امید نہ تھی۔ حضرت پیرجی صاحب آپ میرے اس خط کو
دیکھکر غور سے پڑہی اور اپنے اس رسالہ کو مطالعہ فرمائی اگر کچھہ بھی انصاف سے کام لیجیگا تو میرے مذہب
کی حقیت مثل روز روشن ثابت ہو جائیگی تعجب ہی کہ باایں ہمہ حذف و اسقاط وغیرہ پہر کس جراءت سے
یہہ کلمات تحریر فرماتے ہین۔ **قال** اور خط سے معلوم ہوا کہ آپکے اعتقاد غالیون کے سے ہین اقول
آپ غالی کے معنی نہین جانتے ہم معذور سمجھے ہین مین سچ کہتا ہون کہ کل امامیہ اثناعشریہ کثرہم اللہ
فی البریہ کے یہہ ہی اعتقاد ہین کتب موجود ہین ملاحظہ فرمائی۔ **قال**۔ اگرچہ میر صاحب جیسے لوگونکی

مجالست اور گفتگو سے کسیطرح ہمین اپنے عقاید مین تزلزل کا اندیشہ نہو لیکن بفحواے آیت کریمہ - واذا
رایت الذین یخوضون فی ایاتنا فاعرض عنہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ الخ - ایندہ بھی نیت ہے
کہ معاملات مذہبی مین ایسے لوگون سے کبھی گفتگو نکرون جو صحابہ کرام اور خصوصًا خلفاء عظام کو آیت
مغضوب علیہم کا مصداق سمجھتے ہون - **اقول** حضرت پیرجی صاحب گستاخی معاف سچ ہی کہا ناگ
ہمیشہ کنہائی سے ڈرتا ہی - جب آپکی برادری نے دیکہا کہ انکو کام ہاتہہ سے نکلا جاتا ہی تو آپکو یہہ پٹی پڑہا گئی چونکہ برادری
مین تم مذہب بلکہ مایل بہ تشیع مشہور ہو چکے ہو جبتک اسکے خلاف شایع نکروگے برادری مین بدنام ہوگے
آپ انکے دم مین اگئے اور مقدمہ دین مین برادری کا پاس کرکے یہہ رسالہ خلاف واقع چہاپ دیا - اور عقاید
مین تزلزل کا اندیشہ تو خود آپکے اس قول سے ہی مترشح ہے اگر یہہ خوف واندیشہ نہین تو کیون ڈرتے
ہو مذہبی گفتگو کیون ترک کرتے ہو - اگر یہہ آیت کریمہ مین مین پڑہتا تو بجائے خود تہا کیونکہ اہلبیت رسالت
پناہی جو تحقیق کلام الٰہی ہین اور بیشک انکی ذات ستودہ صفات آیات اللہی جن لوگون نے انمین خوض
کیا اور صغر سن و دعابہ وغیرہ کی عیب لگا کر بظاہر انکے مرتبہ پر رہنے نہ دیا اصل مین یہہ آیہ کریمہ ان لوگونکی
شان مین ہی تعجب ہی کہ برعکس آپ اسکو پڑہتے ہین - ہرچند آپ کنارہ کرین اور مجکو برا بھلا کہین مگر مین
ان باتونکی کچہہ پرواہ نکرونگا اور حتی المقدور آپسے ملونگا - کیونکہ انبیا علیہم السلام نے خصوصًا ہماری جد امجد
جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کیا کیا مخالفونکی جفائین سہین اور کلمات ناشایستہ و نا ملایم
سنے مگر ہدایت سے باز نہ آے اسلئے ہمکو بھی انکی پیروی و تاسی ضرور ہی - **قال** - یہہ غضب کا تعصب مجھے
بیس برس کی ملاقات مین ظاہر نہ ہوا تہا جو اس خط کے دیکھنے سے ظاہر ہوا - **اقول** - آپکے علم
و فہم سے تعجب ہی کہ اسقدر گفتگوی مذہبی کے بعد اب تک آپکو ہمارے عقاید و مقدمہ متنازعہ فیہہ ہی ظاہر
نہ ہوا اسبات مین مین آپکی حسن مروت وسلیقہ کلام کی جسقدر تعریف کرون بجا ہی اور آپکی بیخبری پر جتنا
تعجب کرون روا ہے - حضرت پیرجی صاحب انصاف بھی کچھ چیز ہے - مین ایسے لوگونکو جنکی بابت
ایک شمہ عقیدہ وہ بھی کنایتہ خط مین ظاہر کیا ہے نفس رسول زوج بتول قران ناطق سے افضل
سنی جاؤن اور کبھی حرف شکایت زبانپر نہ آئے اور آپ ایک اس فقرہ سے جو کنایتہ خط مین لکھا گیا

ایسے برہم ہون - آپ ذرا سوچین سمجھین کہ اگر خلفاء ثلثہ کے فضایل تسلیم بھی کر لی جائیں تو کبھی ممکن نہین کہ جناب امیر کے برابر ہون چہ جائے کہ افضل - ایکی احادیث متواترہ سے ثابت ہی کہ جناب امیر علیہ السلام مثل رسول کریم صلعم خلفاء ثلثہ کے مولی تھے اور خلفاء ثلثہ انکے تمسک کی مامور تھے باوجود ان امور کے پہر ایسے اشخاص کو کہ ہمارے اعتقاد مین تو ایسے ہین کہ اشارہ خط مین ظاہر کیا گیا اور آپکے نزدیک ان احادیث سے انکا امیر و مولی ہین بدون دلیل آپ ہمارے سامنے افضل کہین ہم کبھی تسلیم نکرین اور اگر ہم آیہ کریمہ قرانی کو حدیث صحیحہ صحیح بخاری سے ملا کر صحیح نتیجہ نکالین تو اسقدر ناگوار طبع نازک ہو کہ صورت سی بیزار ہو جائین - مخدوم بندہ جناب شیخ محمد عمر صاحب شکایت مین جدا خط لکھین کچھ تو انصاف چاہئے دیکھئے جو کچھ مینے اسبا مین خط مین لکھا تہا آپنے اُس میری تحریر کی تصدیق کر دی جب آپ مین اس بلا غضب کا تعصب ہی تو مذہبی گفتگو کا نام ہی کیون لیتے ہو یہہ ظاہر ہی کہ اگر ہم خلفاء ثلثہ کو آپکے اعتقاد کے موافق سمجھین تو پہر اختلاف ہی کیا ہی - چونکہ آپ ایسے متعصب اور اہل برادری سے خایف ہین واقع مین آپکو مذہبی گفتگو مناسب نہین کیونکہ جب اسبامین تحقیق ہو گی مذہب کی قلعی کھل جائیگی اور آپ بخوف برادری دین آبای کے سخت مقلد ہین پھر آپکو بجز سکوت چارہ نہین ہے - **قال** خدا ایسے غلو اور تعصب سی سب مسلمانونکو محفوظ رکھے اور صراط مستقیم پر چلاوے **اقول** ظن غالب ہے آپ غلو کے معنی تو جانتے ہی ہونگے - اب غور فرمائی کہ رسول نے جنکو بحکم اللہ جل شانہ امیر و متمسک بہ بنایا ثانی کتاب اللہ فرمایا - انکے خلاف کی کچھ پرواہ نہیں اور صحابہ مزعومہ خود کی یہہ اطاعت و متابعت کہ بدون دلیل عقلی و نقلی جو کہین امنا و صدقنا اہل بیت کے ہی مخالفت نہین بلکہ اگر خود رسول کی حکم عدولی کرین تو رسول کے حکم مین فیہ نکلی تو نکلی مگر صحابہ کی شان مین کچھ نکہا جاوے فرمائی غلو یہہ ہے یا وہ کہ رسول نے اہلبیت کی سپرد فرمایا اور ارشاد کیا کہ جسپر حضرت سیدہ غضبناک ہون اسپر خدا اور رسول غضبناک ہوتے ہین اصحاب باوفا نے جو اس حکم کی تعمیل اور اہلبیت سی مروت و حسن سلوک کیا نتیجہ اسکا یہہ ہوا کہ جناب سیدہ اُن سے غضبناک ہوئین تا زیست ترک ملاقات فرمای اور جنازہ پر بھی انے کی اجازت ندی - ایسے شخصونکو اگر ہم بفحوائے حدیث صحیحہ متفق علیہ غیر المغضوب مین داخل کرین اور انکی خلافت راشدہ

کاانکار کرین توغالی ومتعصب ہون اور جو حضرات ایسے لوگونکو خلیفہ راشدہ وامام خلق وافضل اہلبیت
سمجھین وہ غالی ومتعصب نہ ہون کیا انصاف ہی - خداوند تعالی ایسے غلو اور تعصب سے سب مسلمانونکو
محفوظ رکھو اور صراط مستقیم پر چلاوے -

سُبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین وَالحمد للہ رب العالمین -

رسالہ کے اختتام پر جو آپنے مناجات لکھی ہے اور تعریضا اسکا عنوان لکھا ہی اگرچہ اسکا جواب بھی بخوبی دیسکتے
ہین اور اسکی مصداق بدلایل ثابت کر سکتے ہین مگر چونکہ یہہ التزام کیا ہی کہ ایسی باتونکا جواب بجز سکوت کچھہ
ندیا جاوے اسلئے سکوت ہی جواب ہی - اسمین سے صرف یہہ دو شعر سہ حسینؑ اور حسنؑ پاک زہرا بتول -
پہر ازواج سب اہل بیت رسول - یہہ ہین کشتی بحر دین ہدا - وہ بدبخت ڈوبا جو پیچھے رہا - نقل کرکے اسقدر
گذارش ہے - کہ گو آپنے اپنے علماء محققین و محدثین متبحرین کے برخلاف جناب امیر علیہ السلام کو اہلبیت
مین شامل نہین کیا اور ازواج کو داخل کیا ہے مگر الحمد للہ کہ جناب امامین ہمامین حسنین و حضرت سیدہ علیہم السلام
کی نسبت لفظ پاک جو ان حضرات کی عصمت پر دال ہے بے ساختہ آپکی قلم کی زبانسے نکل گیا - اور اگر معاذ اللہ
جناب امیرؑ آپکے زعم مین اہلبیت مین داخل نہین اور سب ازواج اہلبیت رسول ہین تو جنگ جمل کا حال
ملاحظہ فرما کر اپنے اس شعر ثانی - یہہ ہین کشتی بحر دین ہدا - کے معنے ارشاد ہون اور نیز مقدمہ منع فدک
مین غور فرما کر اس شعر کا مصداق سوچیے کہ کون ہین - اور اگر حسب مذہب محققین اہلسنت جناب امیرؑ
اہلبیت مین داخل اور ازواج خارج ہین تب بھی انتزاع خلافت و منع فدک و جنگ جمل وغیرہ مقدمات
مین غور فرما کر اس شعر ثانی کے مصداق مفصل تبلاے - باقی اشعار کی بابت کیا لکھا جاوے اس رسالہ
کو غور سے مطالعہ فرمائیے اور کچھہ عقل و انصاف سے کام لیجئے کہ جو لوگ جناب سرور کائنات کے عہد کرامت
عہد مین جہاد ونسے بہاگے اور مثل بزمادہ کوہی اوچکتے پہرے اور اپنی امارت کے زمانہ مین بہو لکمز ہی جہ ر
دیواری سے قدم باہر نرکہا وہ مددگار دین کیونکر ہو سکتے ہین اور جو آیات قرانی و مسایل صوم و صلواۃ سی
نا اشنا ے محض ہون جنکے حافظہ کی یہہ کیفیت ہو کہ ایک سورہ بارہ برس مین یاد ہوا انکو بحر علوم و سپہر
ہدایت کی نجوم کہا جا سکتا ہے اور کوی عاقل و دیندار اسکو یاد رکھ سکتا ہے اور بفحواے احادیث کثیرہ

صحیحہ معتبرہ مثل حدیث سفینہ و حدیث تمسک اہلبیت اطہار علیہم السلام کی اطاعت سے جنت مل سکتی ہے اور انسے انحراف و خلاف مین ضلالت و گمراہی ہے۔ کچھہ انصاف کیجئے کہ جنکی خلافت و امارت سے سیدہ اہلبیت ملول اور حرکات و حسن مروت و سلوک سے جگر پارہ رسول تا زیست غضبناک رہین اور حالت مہاجرت و غضب مین ہی جہان سے انتقال فرمائین ایسے لوگونکی اطاعت سے جنت مل سکتی ہے اور انکا مخالف دوزخی ہو سکتا ہے اور اگر معاذ اللہ یہہ صحیح ہے تو اہل بیت اطہار کا کیا حال ہوگا اور زیادہ کیا گذارش ہو۔ وما علینا الا البلاغ والسلام علی من اتبع الہدی +

جناب شیخ محمد عمر صاحب کی خط کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت شیخصاحب مخدوم و مکرم بندہ دام عنایتکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ جناب کا عنایت نامہ بھی احقر جو رسالہ مولفہ پیرجی عنایت احمد صاحب کے آخر مین درج ہے بہ غور تمام اول سے آخر تک دیکھا۔ آپکی محبت و عنایت کا دل سے شکر گذار ہون۔ اللہ جل شانہ آپکو دارین مین خوش رکھے۔ یہہ محض جوش محبت ہی ہے کہ آپنے یہہ تکلیف گوارا فرمائی۔ ابتدا مین جناب بہائیصاحب مرحوم کی شناسائی جتاکر انکے خاندان اور نیز بندہ کا خیرخواہ ہونا ظاہر فرمایا ہے۔ مین ان امور کی تصدیق و اعتراف کرکے ممنون ہون اگرچہ اس خط کا جواب چنداں ضروری نہ تہا کیونکہ کوئی نئی بات اسمین آپنے تحریر نہین فرمائی ہے اور رسالہ ہذا مین سب باتونکا جواب آگیا ہے مگر چونکہ معاملہ مذہبی ہے اور آپنے یہہ خط جداگانہ رسالہ مین شایع فرمایا ہے اسلئے ضرور ہے کہ نہایت ادب سے اسکا جواب گذارش کردن۔ اگر کسی قسم کی سوء ادبی اور کوئی بات خلاف طبع عالی سرزد ہو تو بزرگانہ عنایت سے عفو کی امید ہے۔ آپکے اقوال قولہ قولہ لکھکر جواب عرض کیا جاتا ہے غور سے توجہ سے اصغا فرمائے **قولہ**۔ خط مورخہ ۱۴ مارچ سنہ ۱۸۹۶ اسمی پیرجی عنایت احمد صاحب جسمین آپنے بعد نسیان

و دردسر وغیرہ بار ثبوت عصمت ائمہ اپنے ذمی باقی قبول فرما کر ایسا عقیدہ تحریر فرمایا ہے کہ جو تیس سال
کی باہم ملاقات مین کبھی ظاہر نہین ہوا تہا اور جسکا مجھی نہایت رنج ہے میرے مکان پر ہا گیا۔ **اقول**
چونکہ جناب۔ اصلی حال سے بخوبی اگاہ ہین اسلئے مفصل گذارش کرنے کی حاجت نہین مگر بطور یاددہی
مختصر یہہ ہی کہ عرصہ دو سال سے حضرت پیرجی صاحب نے بدرخواست خود تحریری گفتگو شروع کی تھی جب
اسمین عہدہ برانہ ہوسکے اور اہل برادری اور آپ صاحبون نے مطون فرمایا تو بصلاح و مشورہ جیسا کہ
بعد مین معلوم ہوا۔ زبانی گفتگو کی درخواست کی ہرچند عذر کیا گیا اسکی قبائح بیان کی گئی مگر چونکہ مشورہ
ہوچکا تہا اور وہ بھی مجبور تھی کچہہ مفید نہ ہوا۔ مینے اس خیال سے کہ ہمیشہ آپسے اور اخون نور الدین صاحب مرحوم
وغیرہ حضرات اہل سنت و جماعت سے دوستانہ گفتگو ہوتی رہی ہے انکی خاطر سے منظور کیا۔ مگر افسوس ہے
کہ واقعہ مین یہہ چال تھی۔ آپ جانتے ہین کہ تحریری مناظرہ سے پہلوتھی کر کے زبانی گفتگو کرنا عجز کی علامت
ہی اور جو گروہ کہ اصل مین عاجز اور ظاہر ہی کثرت و طاقت رکہتا ہے وہ ایسا ہی کیا کرتا ہے چنانچہ انکے مقابلہ
مین حضرات مقلدین تحریری مناظرہ سے پہلوتھی کرتے ہین اور زبانی گفتگو کی بڑے زور شور سے درخواست
کرتے ہین حتی کہ مجالس وعظ مین بطور طعن و تشنیع برملا کہتے ہین کہ غیر مقلد ہمارے سامنے گفتگو نہین کر سکتے
اور آپ یہہ باتین سنتے ہین اور بخوف فتنہ و فساد زبانی گفتگو نہین کرتے۔ الحاصل حضرت پیرجی صاحب کی
یہہ درخواست ضعف و عجز پر دال تھی۔ جلسہ ثانیہ کی گفتگو کا ماحصل بطور اجمال پیرجی صاحب کے مکان پر انکے
روبرو آپکو سنا چکا ہون اور وہ تصدیق فرما چکے ہین عذر نسیان وغیرہ کا ذکر جواب فرماتے ہین اسکی کیفیت
بھی عرض کر چکا ہون۔ بات یہہ ہے کہ ثبوت عصمت ائمہ کے لئے مینے تعریف خلافت دریافت کی اور مطلب
ان الفاظ مین ادا کیا کہ آپ تعریف خلافت بیان فرماوین ہم عصمت ائمہ ثابت کرتے ہین۔ تعریف خلافت
بیان کرتے ہی مولوی صاحب نے بدون درخواست ثبوت خلافت مین آیہ استخلاف پڑہدی چنانچہ آپکو یاد ہوگا
کہ پیرجی صاحب نے آپکے سامنے اسکا اقرار فرمالیا تہا۔ اب گفتگو اسمین ہے کہ آیا یہہ لفظ کہ۔ ہم عصمت ائمہ
ثابت کرتے ہین مینے کہا یا نہین کہا مین کہتا ہون کہ ضرور کہا مگر چونکہ جلسہ مین ہر قسم کی باتین ہوری تہین
اور مولوی صاحب کے سر مین شدت سے درد تہا خیال نہین فرمایا اور پیرجی صاحب فرماتے ہین کہ تو نے کہا ہی

نہین۔ مینے انکی بات تسلیم کر کے اپنا سہو ونسیان مان لیا۔ آپ غور فرماوین کہ یہہ تسلیم اسکی مستحق تھی کہ ہر بات مین ساہی وناسی بنا دیا۔ باوجودیکہ پیرجی صاحب نے خلاف معاہدہ چند امور مثل مولوی مشتاق احمد صاحب سے گفتگو کرانا جماعت کثیر کا جمع ہونا وغیرہ کئی۔ مینے غدر وغیرہ کا الزام نہ لگایا محض انکی خاطر سے اپنا سہو مانا۔ خط مین جس سہو کا ذکر ہے وہ یہہ سہو ہے ورنہ آپ خیال فرماوین کہ ثبوت عصمت سے سہو کی کیا معنی۔ اور چونکہ عصمت ایمہ کا ذکر ہی نہ آیا مجکو موقع ہی نہ ملا تو مین ثابت کیا کرتا اسلیئے اسکا ثبوت اپنے ذمہ لیا۔ اگر پیرجی صاحب کیطرح مین بھی خلاف واقع باتین خط مین تحریر کرتا تو یہہ الزام سہو ونسیان نہ لگتا۔ عقیدہ کی بابت جو جناب نے اپنا رنج ظاہر فرمایا۔ آپکے اس رنج کا مجکو سخت افسوس ہے۔ اسبابمین کچھہ گذارش کرنا کہ یہہ مضمون آپکی رنج دہی کے لئے ہرگز نہین لکھا گیا اور اس مدعا کو بدلایل ثابت کرنا کچھہ ضرور نہین ہے کیونکہ یہہ بدیہی بات ہے کہ اس خط کو آپسے کسیطرح کا علاقہ نہ تہا اور مجکو ہرگز اس کمیٹی مذہبی کی جسکے آپ بھی ممبر ہین خبر نہ تھی۔ بلکہ آپکے اور پیرجی صاحب کی باہمی اختلاف مذہبی کے سبب سے مجکو یہہ امید بھی نہ تھی کہ آپسمین اس قسم کی گفتگو ہو یہہ پیرجی صاحب کی دانائی ہے کہ اس خط کو آپکے مکانپر جا کر پڑہا۔ اگرچہ عمداً آپکی رنج دہی کو یہہ مضمون لکھا نہین گیا تاہم عفو کا خواہان ہون۔ اب مجکو یہہ تامل ہے کہ آپکو رنج کیون ہوا۔ کیا اس سبب سے کہ آپکے عقاید کے خلاف ایک امر ظاہر ہوا اگر یہہ سبب ہے تو رنج کی کوئی بات نہین کیونکہ مذہبی گفتگو مین خلاف عقاید طرفین ہی ظاہر ہوا کرتا ہے اور وہ بھی ایک دوسرے کی خط مین خاص آپکی خدمتمین گذارش نہین ہوا۔ یا اس سبب سے کہ میرا یہہ عقیدہ کیون ہے اگر یہہ بات ہے تو آپکی ہمدردی کا شکر گذار ہون۔ مگر تعجب یہہ ہے کہ آپ مجکو شیعہ اثنا عشری جانتے ہین اور آپسمین گفتگو بھی رہی پہر اس عقیدہ کا اظہار آپکی رنج کا موجب کیون ہوا۔ ظاہر ہے کہ اگر ہم آپ جیسا خلفاء ثلثہ کو سمجھین تو جھگڑا کیا ہے کل شیعان اثنا عشریہ کثرہم اللہ فی البریہ کا سلف سے یہہ ہی اعتقاد ہے۔ باوجودیکہ آپسے گفتگو مذہبی ہوتی رہی اور آپ زبانی مقر ہین کہ جناب بہائی صاحب مرحوم سے اکثر یہہ ہی باتین ہوا کرتی تہین۔ اب تک آپکو ہمارے عقاید ہی معلوم نہ ہوے کتب کلامیہ آپنے ملاحظہ فرمائی ہونگی کیا یہہ شعر بھی جو ہر کہہ ومہ شیعہ کی زبان پر جاری ہے سمع اقدس مین نہین گذرا۔ مرمرا باور نمی آید ز روی اعتقاد۔ حق زہرا خوردن و دین پیمبر داشتن۔ یہ عرض کرتا ہون کہ اپنی علم وعقل کے موافق خوب تحقیق کر لیا ہے کہ یہہ ہی عقیدہ حق ہے۔ اگر بفرض محال آپ یا کوئی

اور صاحب اسکے برخلاف ثابت کردین تو اسکے تسلیم کرنے مین کچھہ بھی عذر نہ ہوگا بلکہ نہایت ہی شکریہ سے قبول
کرونگا کیونکہ مذہب سے اصلی غرض حصول خوشنودی خدا اور رسول ہے - چونکہ آپنے شفقت بزرگانہ و ہمدردی سے
یہہ نامہ نامی تحریر فرمایا اسلئے عقیدہ کا ظاہر کرنا ضروری سمجھا تاکہ آیندہ اسباب مین جناب ہدایت فرماوین جاننا کہ
ہیچ دہی کی عرض کیا ہو عرصہ تیس سال کا جو ذکر فرمایا ہے - باوجود ہمیشہ تذکرہ مذہبی کے آپکی اس بزرگانہ بیجبری سے تعجب
کرون یا اپنی اور جناب بہائی صاحب مرحوم کی حسن سلیقہ گفتگو و پاس مروت وغیرہ کی تعریف کرون -
آپ انصاف فرماوین کہ ایسے اشخاص کو جنکی بابت شمہ عقیدہ خط مین ظاہر کیا گیا ہے آپ صاحبون سے علی الاعلان
خلفاء راشدین و نایب رسول و امام خلق سنین اور گو کہ یاد نہین پڑتا کہ جناب مُیر پیران خلفاء کی تفضیل کبھی
آپسے سنی ہو - مگر چونکہ کل اہلسنت کا یہہ عقیدہ ہے کہ بعد انحضرت تفضیل بہ ترتیب خلافت ہے اور آپ بھی اہلسنت
مین ہم کبھی شکایت نکرین حالانکہ اس عقیدہ پر کوئی بھی دلیل آپ اپنی ہی مسلمات سے پیش نہین کر سکتے اور ہم اپنا
عقیدہ انشاءاللہ تعالے آپکی کتابونسے اشارۃ و کنایۃ بلکہ کسیقدر صراحت سے بخوبی ثابت کر سکتے ہین چنانچہ اس رسالہ کو
غور و تامل سے ملاحظہ فرمائی - ہمارا اور اپنا حوصلہ دیکھئے **قولہ** - اور زبانی پیرجی عنایت احمد صاحب دریافت
ہوا کہ صرف دو مسئلہ مین آپ سے گفتگو تھی - عصمت ایمہ و خلافت خلفا - باین شرط کہ فریقین اپنا اپنا دعوی قرآن
مجید سے ثابت کرین - **اقول** حضرات پیرجی صاحب کو یاد نہین رہا - صرف عصمت ایمہ مین گفتگو تھی -
مجھسے یہہ سوال تہا کہ عصمت ایمہ اطہار علیہم السلام قرآن شریف سے ثابت کرو - خلافت کا ذکر تک نہ آیا تہا -
مینے ثبوت عصمت کے لئے تعریف خلافت دریافت کی اور جسطرح سقیفہ بنی ساعدہ مین بدون قول فیصل حضرت
خلیفہ ثانی نے حضرت خلیفہ اول کی بیعت فرمائی اسیطرح بدون درخواست و ذکر شرایط ثبوت خلافت
مین آیہ استخلاف پڑہی گئی - چنانچہ پیرجی صاحب نے آپکی سامنے اس امر کی تصدیق فرمائی ہے - **قولہ** جناب
آپ قبول فرماتے ہین کہ مین اپنا دعوی ثابت نہین کر سکا بھول گیا - **اقول** - پہلے عرض کر چکا ہون بانی
پیرجی صاحب کے مکان پر مفصل کیفیت سنا چکا ہون کہ پیرجی صاحب کے اصرار سے انکی خاطر سے اپنا یہہ سہو مانتا
ہون کہ خلافت کی تعریف پوچھنے کے وقت یہہ نہ کہا ہو کہ ہم عصمت ایمہ ثابت کرتے ہین - پس سہو تو یہہ
ہے بھول ہی تو یہہ ہے - آپ غور فرماوین ثابت نکر سکا بھول گیا کی کیا معنی یہہ دو نو باتین جمع نہین ہو سکتین

قولہ دوسرے فریق نے ثبوت عمدہ دئے۔ لیکن آپنے قبول نہین فرمای **اقول**۔ رسالہ موجود ہے جو بعہ چھپان مین کے کمیٹی کے مشورہ وصلاح سے جسمین آپ بھی ممبر مین چھپا ہے ملاحظہ فرمائی کہ کونسے ثبوت عمدہ درج ہین محض اپنے وہم وخیال سے قہر وغلبہ ظاہری کو آیہ استخلاف مین داخل سمجھکر استدلال مین آیہ استخلاف تحریر فرمائی ہے۔ چونکہ گفتگو اشارہ وکنایہ سے کی جاتی تھی جو معارضہ کیا گیا آپکے سامنے پیرجی صاحب مقر ومعترف ہین کہ حل نہین ہوا تعجب ہی کہ باوجود مفصل حال جاننے کے پہر آپ ایسا تحریر فرماتے ہین۔ اگر ثبوت عمدہ ہوتے تو اقبال سے انکار کیون ہوتا۔ میرا قبول نکرنا انکی رکاکت کا شاہد ہے۔ آپسے مدت سے نیاز حاصل ہے آپکو معلوم ہوگا کہ مین ہرگز اپنی بات کی تعصب بیجا سے پچ نہین کرتا حق بات کی قبول کرنے سے کبھی انکار نہین کرتا۔ زبانی گفتگو مین آپ ناخوش بھی ہوگئے ہین مگر مین کبھی آپسے ناخوش نہین ہوا۔ اگر آپ عمدہ ثبوت دی سکتے ہین تو بسم اللہ اب بھی بار دگر دونگا یا قبول کرونگا۔ **قولہ** ۔سنت وجماعت بجز انبیا علیہم السلام اور کسی کسیکو معصوم نہین جانتے مگر مین عذر نہین کرتا اور اپنے فریق کی خدمت مین گذارش کرتا ہون کہ عصمت وحفاظت ایک چیز ہے۔ انبیا علیہم السلام کو معصوم اولیا اللہ کو محفوظ بلحاظ مراتب کہا جاتا ہے۔ جیسے معجزہ وکرامت۔ مثلاً امی پڑہے اور دعوی نبوت بھی کرے تو اس خرق عادت کو معجزہ کہینگے ورنہ کرامت

اقول اگر آپ غور فرماوین تو اہل سنت وجماعت انبیا علیہم السلام کو بھی کب معصوم سمجھتے ہین۔ اپنی ہی گروہ کا حال ملاحظہ فرمای کہ عصمت مطلقہ کا صاف انکار ہے صرف عصمت فی التبلیغ کے مقر ہین۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے جو آپکے سرگروہ ہین اپنے رسالہ اشاعت السنہ جسمین اہلسنت سے استفسار فرمایا ہی کہ جس گروہ کے یہہ عقاید ہون انکی نسبت کیا حکم ہے۔ ان عقاید مین یہہ عقیدہ بھی ہے کہ انبیا علیہم السلام کو فی التبلیغ معصوم جانتے ہین۔ آپکے منشی سعد اللہ صاحب بڑے زور وشور سے عصمت مطلقہ انبیا کے منکر ہین۔ آپ خیال فرماوین کہ جبتک عصمت مطلقہ انبیا ثابت نہ ہو تو عصمت فی التبلیغ کیونکر ثابت ہو سکتی ہے بلکہ تبلیغ ہی جب ثابت ہوگی کہ عصمت ثابت ہو۔ ہان حضرات اہلسنت اگر عصمت کے مقر ہین تو خلفاء ثلثہ کی عصمت کے البتہ مقر ہین کیونکہ انکے مطاعن کے جواب مین انبیا علیہم السلام کے اقوال وافعال جو بزعم خود موجب طعن سمجھتے ہین پیش کرتے ہین۔ اپکی شروع کلام سے معلوم ہوتا تہا کہ عصمت یہہ کہ آپ قایل ہین مگر عصمت وحفاظت مین تمیز

بیان کرکے اسکو عام فرمادیا۔ آپکے نزدیک تو شاید حضرات خلفاء ثلثہ وغیرہ بھی اولیا اللہ ہون وہ بھی معصوم ہونگے۔
اسبابمین آپنے مولوی محمد اسمعیل صاحب کی تقلید فرمائی کاش صاحب دراسات اللبیب کی تحقیق پر عمل فرمایا ہوتا
یہہ جو کچھہ آپنے تحریر فرمایا ہی شاید کل اہلسنت کا بھی یہہ ہی مذہب ہو آپ مین اور انمین کچھہ فرق معلوم نہین ہوتا
اور حضرات اہل سنت کے نزدیک اکثر صوفیان کرام حتی کہ منصور حلاج بھی اولیاء اللہ سے ہین وہ سب معصوم
ہونگے۔ ایمہ کی کچھہ خصوصیت نرہی۔ **قولہ** اب آپ سمجھہ لینگے کہ ایمہ علیہم السلام کو مین کیسا جانتا ہون **اقول**
سابق مین گذارش ہوا کہ عصمت وحفاظت کا جو آپنے ذکر فرمایا۔ عموماً کل ورنہ اکثر اہل سنت کا یہہ ہی مذہب ہے
کہ ہمارے ایمہ ہدی کو محفوظ عن الخطا مانتے ہین چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ مین فرماتے ہین کہ ایمہ نزد شیعہ
معصوم ونزد اہل سنت محفوظ اند۔ پہر مین کیا سمجھون کہ آپ ایمہ علیہم السلام کو کیسا جانتے ہین۔ مگر اس خط
مین بہ نسبت ابو الایمہ بعض الفاظ مثل وظیفہ واطاعت انہی ایسے تحریر فرمائے ہین کہ بعض حضرات اہل سنت کو بھی
ناگوار گذرے ہین اور مجھسے انہون نے بیان کیا ہے کہ شیخصاحب کی یہہ بے ادبانہ گستاخانہ الفاظ ہمکو بھی ناگوار ہین
قولہ رہا ثبوت خلافت خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم یہہ کچھہ بڑی بات نہین **اقول** اگر خلفاء راشدین سے اصلی
خلفاء مراد ہین تو بیشک انکی خلافت اظہر من الشمس ہے مگر جن حضرات کو آپ خلفاء راشدین خیال فرماتے ہین انکی
خلافت راشدہ کا ثبوت مشکل ہی نہین بلکہ محال ہے۔ **قولہ** قران صامت یعنی کتاب اللہ بڑی کتاب ہو ورق
گردانی کو عرصہ چاہے۔ پہر آیت کے معنومین اتفاق ہونا مشکل جب تواتر کو پہنچگیا کہ قران ناطق یعنے امیر علیہ السلام
نے خلفاء ثلثہ کی بیعت کی انکے پیچھے نمازین پڑہین انکے زیر حکم جہاد کیا۔ انکے جمع کی ہوئے مال سے وظیفہ لیا
انکو خیر خواہی کے مشورے دئے انمین سے ایک کو بیٹی نکاح کردی اور بعد وفات آپکی اولاد نے تعظیم وعزت سے
خلفاء ثلثہ کو یاد فرمایا جسکا شیعہ صاحبان انکار نہین کرسکتے اس سے زیادہ اور کیا شہادت صحت خلافت پر
درکار ہے جہان مین ایسی شہادت کسکو میسر ہوئی زیادہ تفتیش فضول ہے **اقول** قران صامت یعنی کتاب اللہ
وقران ٭ ناطق اعنی عترت رسول اللہ سیما سیدہم واعلمہم علی ولی اللہ وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

٭ چونکہ لفظ قران ناطق پر آپنے حاشیہ لکھا ہے کہ شیعہ کے نزدیک قران مجید تو ساکت کتاب ہے جو خود
اپنا مطلب نہین بتا سکتے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ قران ناطق خدا کی گویا کتاب ہین جو اپنا منشا خود بیان کرگئی ۱۲

کے حالات آیات محکمات و متشابہات و ناسخ و منسوخ و موقت و غیر موقت مصلحت و غیرہ پر مبنی ہین بھیہ
آیت کے معنی و کیفیت حالات مین اتفاق ہونا مشکل جب باتفاق فریقین تواتر کو پہنچگیا کہ خلفاء ثلثہ مین سے
خلیفہ اول نے جناب رسالت مآب کی انتقال فرماتے ہی قبل از کفن و دفن آنحضرت حیل و تدابیر ملکی سے بلادلیل
عقلی و نقلی و عرفی حکومت و امارت دنیوی باوجود وعید و مذمت حرص امارت جناب رسول اللہ سے سنتی
کی مثل ستحرصون علی الامارہ الخ وغیرہ حاصل کرلی اور نص یوم غدیر و حدیث تمسک ثقلین کا مطلق خیال نکیا
بلکہ بجائے تمسک گھر جلانے کے اہلبیت پر تہدید کی اور تا حیات جناب سیدہ جبتک کہ جناب امیر علیہ السلام
کی رو داری اد میومنین رہی جناب امیر و کل بنی ہاشم شریک نہ ہوے اور باینہمہ جناب امیر اس خلافت
سے رنجیدہ رہے اور ہر سہ خلافت مین خلافت اپنا حق بتاتے رہے اور رسول اللہ نے خلافت شیخین سی

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید جنابکو اسمین تامل ہے ورمتن مین تعریضاً تحریر فرمایا ہے۔ اگرچہ حدیث تمسک
وغیرہ سے بخوبی ثابت ہے کہ اہلبیت ثانی کتاب اللہ ہین اور جناب امیر علیہ السلام افضل اہلبیت و سردار عترت
ہین انکے قران ناطق ہونے مین کچھہ شک و شبہہ نہین مگر آپکی اور ناظرین کی اگاہی کے لئے گذارش ہے کہ شیعہ ہی
جناب امیر علیہ السلام کو قران ناطق نہین کہتے بلکہ آپکی کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ جناب امیر نے خود اپنے آپکو قران
ناطق فرمایا ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفاء کے مقصد دوم مآثر امیر المومنین علیہ السلام واقعہ صفحہ ۲۷۶
مین تحریر فرماتے ہین۔ بازار واقعہ صفین خبر داد اخرج الشیخان عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی تقتتل فئتان عظیمتان تکون بینہما مقتلۃ عظیمۃ دعوٰہما
واحدۃ و این کلمہ اشارت است بانکہ اہل شام مصحف برداشتند کہ درمیان ملو شما این قران است و حضرت
مرتضی فرمود کہ این قران قران صامت است و من قران ناطقم انتہے اور جناب مولوی محمد اسمعیل صاحب رسالہ
امامت کے صفحہ ۱۰ مین جو اکثر جنابکے مطالعہ مین رہتا ہے یہہ تحریر فرماتے ہین۔ نکتہ اول امامت ظل رسالت
است مبناے آن بر اظہار ست نہ بر اخفا بخلاف سایر ارباب ولایت۔ پس چنانکہ ادعاے منازل وجاہت
و ادعاے مقامات ولایت و بیان معاملات ربانی و کشف اسرار روحانی در حق ارباب ولایت مظنہ سلب
و زوال است ہمچنین در حق ایشان باعث ترقی و کمال آنچہ از قسم کلمات فخریہ ائمہ ہدی سر بر میزند مثل از

صریح اعراض فرمایا اور خود خلیفہ اول اپنی مرض موت مین رسول اللہ سے خلافت کا حال معلوم نکرنے سے
حسرت و افسوس کرتے رہے اور آرزو فرماتے رہے کہ کاش خلافت عمر و عبیدہ بن الجراح کی گردنمین ہوتی انکی خلافت
کے بانی تھے ڈالتا اور خلیفہ ثانی بھی گوشہ تنہائی مین بیٹھکر مصروف آہ و نالہ رہے اور جناب امیر کو مظلوم
سمجھتے رہے وغیرہ جیسا کہ کتب معتبرہ اہلسنت مین درج ہے اور رسالہ ہذا مین اپنے محل پر ثابت کیا گیا ہے اور
حضرت اہل سنت بھی ان امور کا انکار نہین کرسکتے اور با اینہمہ اپنے اصول موضوعہ سے بھی انکی خلافت
ثابت نہین کرسکتے اب اہل انصاف غور فرماوین کہ اس خلافت کے بطلان مین کیا دقیقہ باقی رہا
حضرت آدم سے تا خاتم کبھی بھی ایسی امامت و خلافت راشدہ متحقق ہوئی ہے اور امم سابقہ مین سے کسی
نے باوجود اقرار نبوت کسی نبی کی عترت پر یہہ تعدی کی ہے کہ اخذ بیعت کے لئے خانہ اہلبیت کو اہل بیت
پر جلانے کی دہمکی دی ہو ورثائے نبی کو ورثہ سے محروم کیا ہو تعجب ہے کہ خود خلفاء تو اس خلافت کے لینے سے
حسرت و افسوس کرین اور حضرات اہل سنت انکی خلافت راشدہ کے مدعی ہون بیعت کا جو آپنے ذکر فرمایا
اگر ثابت ہو تو اسکا کچھہ مضایقہ نہین کیونکہ آپکی احادیث صحاح سے ثابت ہے کہ انحضرت نے فرمایا ہے کہ
میرے بعد ایسے امام ہونگے کہ میری ہدایت سے مہتدی اور میری سنت کی سنت پذیر نہ ہونگے اور

حضرت امیر المومنین علی مرتضے منقول است۔ انا الصدیق الاکبر لایقولہا بعدی الا کذاب وانا القران
الناطق۔ ترجمہ منم صدیق اکبر در زمان خود نگوید این کلمہ را سیواے من مگر کاذب و منم قران ناطق
وانچہ از سید الشہدا در معرکہ کربلا از اشعار مفاخرت مروی ست و ہمچنین از سایر ائمہ اہلبیت
انتھے بقدر الحاجۃ جبکہ آپکی کتب معتبرہ مین یہہ روایتین منقول ہین پھر حاشیہ مین یہہ
مضمون شیعہ سے ہے کیون مخصوص فرمایا پہلی روایت سے صاف ثابت ہے کہ صدیق اکبر
جناب امیر ہی ہین اور انکے سوا بجز کذاب اور کوئی صدیق اکبر نہین کہلا سکتا تقدیم مسند حصر کی
دلیل ہے مترجم نے ترجمہ مین در زمان خود کی قید زاید محض اپنے وہم و خیال سے لگائی ہے اصل
روایت مین کوئی لفظ اس قید پر دال نہین۔ رسالہ مین بحث صدیق مین اسی عبارت کا حوالہ دیا گیا ہے

عنقریب انمین ایسے آدمی قایم ہونگے کہ انسانی جسمونمین انکے دل شیاطینی ہونگے انکی بھی اطاعت کا حکم ہے
اور لزوم جماعت کا ارشاد ہے کما فی صحیح المسلم اگر جناب امیر نے رسول خدا کی ان احکام کی پابندی فرمائی
تو کیا حرج ہوا خصوصا جبکہ انحضرت نے جناب امیر کی نسبت پشین گوئی فرمائی ہون چنانچہ ازالۃ الخفا کے مقصد
دوم ماثر جناب امیر علیہ السلام مین صفحہ ۲۷۵ یہی پشین گوئین تحریر ہین - اخرج الحاکم عن علی رضی اللہ
عنہ قال ان مما عهد الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الامۃ ستغدر بی بعدہ. یعنے حضرت علی سے روایت ہے
فرمایا کہ وہ عہد جو رسول اللہ نے مجھسے فرمائے ہین انمین سے ایک یہہ ہی عہد ہے کہ بعد انحضرت کی امت مجکو مکر وہ
سمجھیگی - واخرج الحاکم عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی اما انک ستلقی بعدی جهدا
قال فی سلامۃ من دینی قال فی سلامۃ من دینک - یعنی ابن عباس نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ نے
جناب امیر علیہ السلام کو فرمایا تو میری بعد رنج اوٹھائیگا جناب امیر نے عرض کیا کہ دینکی سلامتی مین آپنے فرمایا کہ
دینکی سلامتی مین * خلاصہ یہہ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
میرا ہاتھہ پکڑے ہوئے تھے اور ہم مدینہ کے کوچونمین پھرتے تھے ہم ایک باغ مین آئے مینے کہا یا رسول اللہ
کیا اچھا باغ ہے - آپنے فرمایا تیرے لئے جنت مین اس سے اچھا ہی پھر ہم دوسرے باغ پر گذرے مینے کہا یا رسول اللہ
کیا اچھا باغ ہے آپنے فرمایا تیرے لئے جنت مین اس سے اچھا ہے یہانتک کہ سات باغونمین گذرے مین ہر
باغ مین کہتا تھا کیا اچھا ہے - اور رسول اللہ فرماتے تھے کہ تیرا باغ جنت مین اس سے اچھا ہی جب راستہ خالی
ہوا مجھو گلے سے لگایا اور رونے لگے مینے عرض کیا یا رسول اللہ کیا چیز اپکو رولاتی ہے فرمایا کہ کینے قوموں کے

* واخرج ابو یعلی عن علی بن ابیطالب قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بیدی ونحن
نتمشی فی بعض سکک المدینہ اذ اتینا علی حدیقہ قلت یا رسول ما احسنها من حدیقہ قال لک فی الجنۃ
احسن منها ثم مررنا باخری فقلت یا رسول اللہ ما احسنها من حدیقۃ قال لک فی الجنۃ احسن
منها حتی مررنا بسبع حدایق کل ذلک اقول ما احسنها ویقول لک فی الجنۃ احسن منها فلما خلا له
الطریق اعتنقنی ثم اجهش باکیا قال قلت یا رسول اللہ ما یبکیک قال ضغاین فی صدور اقوام
لا یبدونها لک الا من بعدی قال قلت رسول اللہ فی سلامۃ من دینی قال فی سلامۃ من دینک

دلونہین - انکو تیرے لئے ظاہر نکرینگے مگر بعد میرے مینے عرض کیا میرے دین کی سلامتی مین آپنے فرمایا تیرے دین
کی سلامتی مین اگر ایسی پیشین گویون اور روایتونکا ذکر کیا جاوے تو ایک کتاب طویل بجائے خود تیار ہوجاوے۔
اب غور فرمائی کہ وہ کینے کب نکلے۔ آنحضرت کے انتقال فرماتے ہی دنیا برگشتہ ہوگئی اور سب دنیاداروں نے
خواہش نفسانی وطمع دنیاے فانی سے باوجود تہدید حرص امارت حکومت وریاست کیطرف میل کیا او اہلبیت
رسول کو بالکل چھوڑدیا حدیث ثقلین کا جسمین آنحضرت نے تاکیدا تین مرتبہ اہلبیت اہلبیت اہلبیت ارشاد فرمایا کچھ
خیال نکیا۔ حضرات اہل سنت جو یہہ تاویل علیل کرتے ہین کہ اس سے مراد خوارج ہین ہرچند کہ یہہ ایک
تاویل نہایت ہی بعید ہے مگر بفرض تسلیم اصل مین دیکھئے تو ان کی تخم ریزی آنحضرت کے انتقال فرماتے ہی
ہوئی چونکہ جناب امیرؑ نے ان پیشین گویونکے موافق بموجب حکم رسولؐ سکوت فرمایا اسلئے کشت وخون کی
نوبت نہ پہونچے توہین وحقارت کا دقیقہ باقی نرہا کچھ مدت جو بیعت سے تخلف فرمایا اور اسکے برہم کرنیکی تدبیرین
کین تو گھر جلانے کے سامان بہم پہونچائے گے مقاتلہ کرنے بلکہ گردن مارنے کا جناب خلافت مآب سے
حکم صادر فرمایا۔ فرمائے جبکہ آنحضرت کی یہہ پیشین گوئین آپکی کتابونسے ثابت ہون اور واقع بین بھی متحقق ہوگئی
ہون تو ایسی حکومت وامارت کو کہ اہلبیت رسول اس سے بیزار ہون اور اس امارت کیلئے عترت رسول اللہ پر
یہہ تعدی کی گئی ہو خلافت راشدہ نہین کہہ سکے۔ **قولہ** انکے پیچھے نمازین پڑہین انکے زیر حکم جہاد کیا۔ **اقول**
بشرط ثبوت آپ جانتے ہین کہ یہہ امور بیعت کی فرع ہین ہین جب آنحضرت کا حکم لزوم جماعت کا ہو گو کہ ایمہ ایسے ہی ہون
جنکی تعریف حدیث صحیح مسلم مین تحریر ہے تو اسمین کیا حرج ہے۔ **قولہ** انکے جمع کی ہوے مال سے وظیفہ لیا۔
اقول انکو مال جمع کرنے کی نوبت ہی کہان آئی کسی لڑائی مین اپنے عہد خلافت مین خود شریک نہین ہوئے
یہہ خود مال مسلمین سے وظیفہ پاتے تھے اور اسمین بیجا تصرف کرتے تھے حالانکہ کچھہ استحقاق نہ تہا اگر جناب
امیرؑ نے لیا تو انکا حق تہا کچھہ مضایقہ نہین اسکی ایسی ہی مثال ہے کہ اصلی بادشاہ وامیر کے غلام غدر کرکے
حکمت عملی سے بادشاہی غصب کرلین تو جو کچھہ انسے لی وہ اسکا اپنا حق ہے انکا کیا ہے۔ مناسب تہا کہ اول
حسب آداب مناظرہ اسکا ثبوت تحریر فرماتے بعد مین ایسا فرماتے تو مضایقہ نہ تہا ہمارے یہان تو اسکے
برخلاف ثابت ہے جسکی تائید مین ایکی روایت منع فدک موجود ہے۔ **قولہ** انکو خیرخواہی کے مشورے دے

اقول تعجب ہے کہ آپ جیسا دانا ان مشورونکو مقام استدلال مین پیش کرے آپ جانتے ہین کہ نصرت اسلام و دفع کفار
جناب امیرؑ و تمام مومنین پر واجب تھی یہہ مشورے محض حمایت دین متین کیواسطہ اور دفع شر کفار و نصرت اسلام کے
لئے تھی نہ انکی خاص ذاتی خیرخواہی کے لئے کیا سمجھہ مین آتا ہے کہ تہتک حرمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و
ذلت اسلام ملاحظہ فرماتے اور مشورہ نیک اسبابمین ندیتے ۔ چونکہ جناب امیرؑ کی ہمیشہ مرضیہ ہمیشہ نصرت اسلام تھی اور
اپنی قوت بازو سے بنائے اسلام کو مشید فرمایا تھا صرف خلافت ظاہریہ ہے کے سلب ہونی سے کیونکر نیک مشوری ندیکے
خراب ہونے دیتے اگر نظر انصاف سے دیکھئے تو مکارون و دنیا دارونکا یہہ کام ہے کہ ذاتی غرض کو مدنظر رکھتے ہین چونکہ
محض قرب الٰہی و ترویج دین رسالت پناہی کیطرف جناب امیرؑ کی ہمت والا ہمت مصروف تھی جو مشوری دی اس
غرض سے دی ۔ آپ جانتے ہین کہ منصب امامت دو امر پر شامل ہے ایک یہہ کہ امام کے حق سے متعلق ہے یعنے
وجوب اطاعت امام وغیرہ خصوصیات کہ حق تعالے نے ایمہ علیہم السلام کو اس سے مخصوص فرمایا ہے ۔ دوسری وہ
کہ حق اللہ تعالے سے متعلق ہے یعنی عدالت و اجرای دین وغیرہ او یہہ امام پر واجب ہے ۔ جبکہ ہوا و ہوس نفسانی
و ظلم و عدوان سے رعایا نی امام کی حق تلفی کی اور امر اول یعنی اطاعت امام وغیرہ کی رعایت نکی تو اسکا مظلمہ
انکی گردن پر ۔ اور امر دوم جو امام پر واجب ہے ضرور ہے کہ حتی المقدور اسکے ادا کرنے مین قصور نکرے اور جسطرح کہ اظہار
حق پر قدرت پائی عمل مین لاے تاکہ ترک واجب لازم نہ آئے ۔ یہہ ہی وجہ تھی کہ حب انصراف ناس جناب
سیدہ کے بعد آپنے ملاحظہ فرمایا شامل ہوے کہ مہما امکن امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرماسکین ۔ چنانچہ ان مشورون
وغیرہ کی بابت خود جناب امیرؑ فرماتے ہین اور نہج البلاغت مین درج ہے ۔ فخشیت ان لم انصر الاسلام و اھلہ
ان اری فیہ ثلما او ھدما تکون المصیبۃ بہ علی اعظم من فوت ولایتکم ۔ یعنی مین ڈرا کہ اگر اسلام اور اہل اسلام
کی مدد نکرون تو اسلام مین ویرانی و رخنہ دیکھون کہ وہ مجھپر تمہارا امیر نہ ہونے سی سخت مصیبت ہو ۔ خلاصہ مطلب
یہہ ہے کہ خلافت کے نکلنے کے بعد انکو ہدایت کرنا اور دین مین مدد کرنی اور انکو راے صواب سوجھانی اسلئے تھی کہ
اگر مین ایسا نکرتا تو دین محمدی انکی نادانی وغیرہ سے بالکل جاتا رہتا ۔ جو خیرخواہی تھی محض دین الٰہی کی تھی خلفاء کی
فرومایگی کی اسمین کیا بات ہے انکو تو کاذب و غادر وغیرہ ہی سمجھا گیا اور شکایت فرمایا گئی ۔ نہج البلاغت کی
عبارت اسلئے لکھی گئی ہے کہ علما اہل سنت اسکو کلام جناب امیرؑ جانتے ہین چنانچہ رسالہ مین اُن علماء کے

نمبر ۵۰

اسمائے گرامی لکھے جا چکے ہین - امام ہی پر منحصر نہین بلکہ انبیا و ائمہ - جب امت کی سہر کشی و غدر وغیرہ ملاحظہ
فرماتے ہین از راہ شفقت لوگونکو احکام خدا سنانے کے لئے ایسی صورتین اختیار فرماتے ہین - چنانچہ تفسیر
معالم التنزیل مین سورہ یسین کی ایہ اذ جارہا المرسلون کے تحت مین مفصل حال لکھنے کے بعد یہہ فقرہ لکہا ہے -
وکان شمعون اذا دخل الملک علی الصنم یدخل بدخوله ویصلی کثیرا ویتضرع حتی ظنوا انه علی ملتهم -
یعنی بادشاہ بت کے پاس جاتا تہا تو شمعون بھی داخل ہوتے تھے اور بہت نماز پڑہتے تھے اور تضرع کرتے تھے یہانتک
کہ انہون نے گمان کیا کہ انکی ملت پر ہین جب انبیا کا یہہ حال ہو کہ احیاے دین کی مصلحت سے بت خانہ مین
جائین اور اسطرح وہان عبادت و تضرع کرین کہ بت پرست گمان کرین کہ وہ انکے مذہب پر ہین اگر جناب امیرؑ شریک
ہو گئے اور امور دین مین خیر خواہی کے مشورہ دی تو کیا مضایقہ - **قولہ** انہین سے ایک کو بیٹی نکاح کر دی **اقول**
اگر اسکا جواب مفصل لکہا جاوے تو بہت طول ہو مجملاً مختصراً اسیقدر گذارش ہے کہ جسطرح اہل سنت اس نکاح
کے مدعی ہین اسیطرح شیعہ اہل سنت کی ہی کتابونسے ثابت کرتے ہین کہ اگر یہہ نکاح ہوا ہے تو بنت علی و زہرا
علیہما السلام سے نہین ہوا بلکہ بنت ابو بکر سے ہوا ہے اور یہہ نکاح بھی باکراہ ہوا ہے حضرت امیر کو یہہ بھی منظور نہ تہا
اصل یہہ ہے کہ ام کلثوم دو تہین ایک بنت جناب امیر و زہرا علیہما السلام اور دوسری دختر حضرت ابو بکر خلیفہ
اول - جو اسما بنت عمیس کے شکم سے تہین بعد انتقال حضرت خلیفہ اول جناب امیر نے اس اسما بنت عمیس
سے نکاح کیا اور محمد اور ام کلثوم اولاد خلیفہ اول اسکے ہمراہ جناب امیرؑ کے گہر مین آ رہے تھے اور جناب امیر کے فرزند
کہلاتے تھے حضرت خلیفہ ثانی نے اس ام کلثوم سے نکاح کیا تہا - چنانچہ اسبا مین دو تین روایتین حضرات
اہل سنت کی کتب سے لکھی جاتی ہین - صواعق محرقہ مین ہے متن، عمر انہ خطب ام کلثوم من علی فاعتل
لصغرها وبانه اعدها لابن اخیه جعفر فقال له عمر ما اردت الباءة ولکن سمعت رسول الله
یقول کل سبب ونسب ینقطع یوم القیامة ما خلا سببی ونسبی - یعنے حضرت عمرؓ نے جناب امیر سے
ام کلثوم کی درخواست کی جناب امیر نے اسکے صغیر ہونے کا عذر کیا اور یہہ بھی عذر کیا کہ اسکو اپنے بہائی
جعفر کے بیٹے کے لیے رکہا ہے - حضرت عمر نے فرمایا کہ مین نے جماع کا ارادہ نہین کیا لیکن مینے رسول خدا
سے سنا ہے کہ قیامت کے دن سوائے میرے سبب و نسب کے کل سبب و نسب منقطع ہو جاینگے فتح الباری

شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے۔ان علیاً لما ابی عن نکاح ابنتہ لعمر و استعذر بصغرہا لم یکن یقبل منہ
ذلک العذر حتی الجاء۔ یعنی جب جناب امیر نے حضرت عمر سے اپنی بیٹی کے نکاح کا انکار کیا اور اسکے صغیرہ
ہونیکا عذر کیا حضرت عمر اس عذر کو قبول نکرتے تھے یہانتک کہ حضرت امیر کو مضطر کیا ان روایتونسے جناب
امیر کا اکراہ بخوبی ثابت ہوا اب وہ روایت سنو کہ جس سے ام کلثوم کا دختر حضرت خلیفہ اول ہونا ثابت ہے
کتاب ہمت السعدا مین لکھا ہے۔ام کلثوم دختر ابو بکر بود و مادرش اسماء بنت عمیس کہ اول زن
جعفر طیار بود و باز بنکاح ابو بکر در آمدہ از ابو بکر پسری عبد الرحمن و یک دختر ام کلثوم زائید بعد از ان بنکاح
علی بن ابیطالب در امد ام کلثوم ہمراہ مادر در آمدہ عمر بن الخطاب ام کلثوم دختر ابو بکر نکاح کرد۔ غرضکہ
جسطرح اہلسنت یہہ نکاح ثابت کرتے ہین شیعہ انکی کتابونسے یہہ نکاح اس ام کلثوم دختر خلیفہ اول
سے ثابت کرتے ہین اور چونکہ وہ دامن عاطفت جناب امیر مین پلی تھی فرط ربط و اتحاد سے جناب امیر
کی بیٹی مشہور تھی۔اور اسکا نکاح بھی حضرت کو منظور نہ تہا۔اور نیز اور روایتونسے بھی ثابت ہی کہ حضرت
خلیفہ ثانی نے ام کلثوم دختر خلیفہ اول سے نکاح کیا۔چنانچہ کامل ابن اثیر مین تعداد ازواج حضرت عمر
مین لکھا ہے۔خطب ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق الی عائشہ۔اور کیونکر ام کلثوم بنت حضرت ابو بکر
زوجہ حضرت عمر نہ ہون کہ روضۃ الاحباب اور تحفہ مین شاہ عبد العزیز صاحب نے لکھا ہی کہ ام کلثوم زوجہ
حضرت عمر و زید بن عمر نے ایک ہی روز وفات پائی اور دونونکے جنازہ پر جناب امام حسین اور عبد اللہ
بن عمر نے نماز پڑہی۔پس جس صورت مین حضرت امام حسین نے ام کلثوم کے جنازہ پر نماز پڑہی تو وہ
خواہر امام حسین کیونکر ہوسکتی ہے جو ام کلثوم کہ خواہر امام حسین تھی وہ تو کربلا مین اپنے بہائی کے ہمراہ
تہین اور اسیر ہوکر ہمراہ اسارائے اہلبیت ملک شام کو روانہ ہوئی تہین چنانچہ مقتل ابو مخنف اور روضۃ الشہدا
اور مشہد ابو اسحاق اسفرائنی اور روضۃ الصفا و حبیب السیر وغیرہ مین یہہ حال درج ہی ایکدو روایتین
اور ماحصل مضمون بھی لکہا جاتا ہی۔ابو مخنف لکھتا ہی کہ مختار نے کہا ہی کہ کوئی دن زیادہ سخت مجہپر
نہین گذرا ہی اس دن سے کہ ام کلثوم کو مینے مجلس ابن زیاد مین دیکھا کہ نالہ و امحمداہ و اعلیاہ جگر سے
کھینچتی تہین اور مثل بید کی کانپتی تہین اور مقتل ابو مخنف مین یہہ بھی لکھا ہی کہ و اقبلت ام کلثوم الی

مسجد رسول اللہ باکتہ العینین حزینۃ القلب فقالت السلام علیک یا جداہ - اور مشہد ابو اسحق
مین لکہا ہی کہ ام کلثوم نے اگے ابن بکر کہا ویلک یا یزید - اور تحریر الشہادتین مین مولوی سلامت اللہ صاحب نے
کئی اشعار مرثیہ جناب امام حسین علیہ السلام مین تصنیف حضرت ام کلثوم تحریر فرمائے ہین پس معلوم ہوا
کہ ام کلثوم مادر زید دختر حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام نہ تہی اور سوائے ام کلثوم دختر حضرت خلیفہ اول
اور کوی ام کلثوم زوجہ خلیفہ ثانی نہین ہی تو یہہ ہی ام کلثوم مادر زید بنت حضرت ابو بکر زوجہ حضرت عمر مراد
ہوگی نہ بنت حضرت زہرا - اور بیہقی اور دارقطنی نے نقل کی ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنی بیٹیونکو اپنی بہائی
جعفر کی اولاد کیواسطہ علیحدہ کر رکہا تہا حضرت عمر سی ملاقات ہوئی تو حضرت عمر نے حضرت علی سے کہا کہ تو
اپنی دختر ام کلثوم کا مجہسے نکاح کردے حضرت علی نے کہا کہ مینی انکو اپنے بہائی جعفر کی اولاد کیواسطہ روک
رکہا ہی اور یہہ ہی عذر صواعق محرقہ مین لکہا ہی چنانچہ سابق مین گذرا - اور شرع مین برادر مومن کی منگنی پر اپنی
منگنی کرنی جایز نہین ہی چنانچہ مشارق الانوار مین صحیح بخاری و مسلم سے نقل کی ہے کہ فرمایا جناب رسول
خدا صلعم نے - لا یخطب احد علی خطبۃ اخیہ یعنی نہ منگنی کرے کوی اوپر منگنی برادر مومن کے حضرت خلیفہ
ثانی برخلاف حکم رسول خدا یہہ منگنی کیون کرتے اس سے بہی ثابت ہوا کہ ام کلثوم مادر زید زوجہ خلیفہ ثانی دختر
حضرت فاطمہ علیہا السلام نہ تہین - اگر اسکا جواب مفصل مطلوب ہو تو لب اللباب وغیرہ کتب مناظرہ مین ملاحظہ
فرمائے لب اللباب مین بدیہی کرد کہا یا ہے کہ جو ام کلثوم حضرت عمر کے نکاح مین تہین وہ دختر فاطمہ زہرا
علیہا السلام نہین ہوسکتین - ام کلثوم دختر فاطمہ زہرا کے سن پیدائش و سن و سال کے حساب سے اور نیز حضرت
عمر خطاب کی عقد کے وقوع کے لحاظ سے بخوبی ثابت کردیا ہے کہ یہہ ام کلثوم دختر فاطمہ زہرا نہ تہین بلکہ دختر
حضرت ابو بکر تہین اور جناب امیر کی بیٹی نہین - اور بالفرض والتقدیر اگر حضرت ام کلثوم بنت زہرا ہی کا
نکاح ہوا تو کیا قباحت ہی یہہ ظاہر ہے کہ بخوشی نہین ہوا چنانچہ شرح بخاری کی روایت باواز بلند پکار رہی ہے
اور جو عذرات جناب امیر نے فرمائے وہ بہی روایات گذشتہ سی ظاہر ہین - خلیفہ ثانی کلمہ گو مسلمان تہی احکام اسلام
ظاہری انپر جاری تہے - جناب سرور کائنات کا حال ملاحظہ فرمائی کہ حضرت زینب دختر رسول خدا مسلمان
ہوگئی تہین اور انکا شوہر ابو العاص کافر تہا انمین مفارقت نکروا سکی - اسبا مین جو آپکے علما تاویل کرتے

ہین اسکو یہہ روایت باطل کرتی ہے۔ تاریخ الخمیس مین حضرت ام المومنین عایشہ سے منقول ہی۔ قالت کان الاسلام فرق بین زینب وابی العاص الا ان رسول اللہ صلعم لا یقدر ان یفرق بینہما وکان مغلوبا بمکۃ۔ یعنی حضرت عایشہ نے فرمایا کہ اسلام نے زینب اور ابو العاص کو جدا کر دیا تھا مگر رسول خدا صلعم ان دونوںکے جدا کرنے پر قادر نہ تھے اور مکہ مین مغلوب تھی۔ جب پیغمبر کی بیٹی ایک کافر کے گھر مین ہے اس حالت مین کہ اسلام نے انکو جدا کر دیا تھا اگر امام کی بیٹی ایسے خلیفہ کے گھر مین ہے تو کیا خرابی ہی۔ انتزاع خلافت وبیعت جناب میر واخذ فدک سی یہہ امر بڑھکر نہین ہے۔ **قولہ** اور بعد وفات اپکی اولاد نے تعظیم وعزت سی خلفاء ثلثہ کو یاد فرمایا جسکا شیعہ صاحبان انکار نہین کر سکتے۔ **اقول**۔ ہمارے نزدیک ہرگز ثابت نہین ہی کہ آپکی اولاد نے خلفاء ثلثہ کو تعظیم وعزت سی یاد فرمایا ہو بلکہ اسکے برعکس ثابت ہی۔ چنانچہ بطور نمونہ جناب صادق آل محمد کی حدیث رسالہ مین گذر چکی جسکا یہہ مضمون ہی کہ کسینے آپسے دریافت کیا کہ حضرت ابوبکر وعمر کو آپ کیسا سمجھتے ہین آپنے فرمایا کہ ہماری والدہ صدیقہ بنت رسول اللہ ان پر غضبناک تہین ہم بھی غضبناک ہین اور اسیکے قریب اپکی بہت سی حدیث سی اور مرثیات اہلبیت کی زوات لکھی گئی ہی کاش اس دعوی کی دلیل تحریر فرماتے۔ کل حضرات اہل سنت کا یہہ ہی قاعدہ ہی کہ بی دلیل دعوی کرتے ہین اور پھر خود ہی فرماتے ہین کہ جسکا شیعہ صاحبان انکار نہین کر سکتے۔ رہا یہہ امر کہ اگر کہین مصلحۃ دشمنو کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے کسی مرید ثلثہ کے سامنے بطور توریہ کچھہ فرمایا ہو تو وہ موجب مدح نہین ہی۔ کیونکہ جناب رسول خدا بھی شریر کی زبان سے محفوظ رہنے کیواسطے بخندہ پیشانی پیش آتے تہے اور اصل مین اسکو برا جانتے تھے۔ چنانچہ مشکوۃ کی کتاب الاداب باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم فصل اول صفحہ ۴۰۹ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی مین حضرت ام المومنین عایشہ سی مروی ہے کہ ایک مرد نے رسول خدا سے آپکے پاس آنیکا اذن چاہا آپنے فرمایا کہ اذن دو اسکو یہہ آدمی اپنی قوم مین بد ہی اور جب حضرت کے پاس آکر بیٹھا تو حضرت کشادہ پیشانی اور انبساط وشگفتہ روی سے پیش آے جب وہ چلا گیا تو حضرت عایشہ نے اسکی وجہ پوچھی کہ اسکی غیبت مین تو آپنے اسکو برا کہا اور روبرو اسکے شگفتگی چہرہ سے پیش آئے فرمایا کہ بدتر وہ ہوگا وہ ہی کہ ترک کرین اسکو لوگ سبب خوف شر اسکے کے اور مشکوۃ کی عبارت یہہ ہے۔* **قولہ** اس سے زیادہ اور کیا شہادت صحت خلافت پر درکار ہے **اقول**

*وعن عایشہ ان رجلا استاذن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ایذنوا لہ فبئس اخو العشیرۃ فلما جلس

تعجب ہے کہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ اور عترت اطہار و اصول موضوعہ خلافت اہل سنت بلکہ خود اقوال حضرت شیخین سے خلافت کا ثبوت ممکن نہ ہو جیسا کہ رسالہ مین گذر چکا اور آپ فرماتے ہین کہ اس سے زیادہ اور کیا شہادت درکار ہے۔ ان دلایل قاطع و براہین ساطع کا جو بطلان خلافت پر بالبداہت دال ہین کچھ خیال نہ ہو اور اگر کبھی کوئی کلمہ بطور توریہ مریدان خلفاء کے سامنے انکے شر سے بچنے کے لئے کہا جائے جسکی بابت حکم رسول ہے کہ بطور پیشین گوئی کل حال بیان کرکے اطاعت و لزوم جماعت کی تاکید فرمائی ہے اور رسول اللہ خود بھی ایسا کرتے تھے تو ایسی شہادت ہو کہ اس سے زیادہ کی ضرورت نہ ہو **قولہ** جہان مین ایسی شہادت کسکو میسر ہوئی زیادہ تفتیش فضول ہے۔ **اقول** کل خلفاء متغلبہ کو ایسی شہادت میسر ہوئی۔ غور فرمائی حضرت امام حسن علیہ السلام کی معاویہ سے صلح آپ اسی خط مین تحریر فرمائینگے۔ حضرت سید الساجدین نے یزید سے صلح فرما کر اُنکی تحریر کے موافق بھی دعای مغفرت تک تعلیم فرمائی۔ باقی اور ایمہ علیہم السلام کا حال ان خلفاء کے زمانہ مین جنکو آپ بھی خلفاء راشدین نہین کہتے معلوم ہے مخالفت نہین کی صلاح و مشورہ مین شریک رہے امیر المومنین تک کہا گئی۔ بلکہ جناب امیر کیطرح دعوی خلافت بھی علی الاعلان نہین کیا اور جسطرح جناب امیر نے شیخین پر حجت تمام کی اور اپنی خلافت کے دلایل و براہین پیش کئے اور بعد مین خلافت برہم کرنے کی تدبیرین کین جنکی انسداد مین حضرت خلیفہ ثانی نے انپر گھر جلانے کی دہمکی دی شاید باقی ایمہ مین سے کسیکو ان امور کی نوبت نہین آئی۔ اگر ان امور سے خلافت راشدہ و امامت حقہ ثابت ہو سکتی ہے تو انکو بھی خلفاء راشدین و ایمہ برحق مانئے **قولہ** زیادہ تفتیش فضول ہے۔ **اقول** جب باتفاق فریقین احادیث صحاح سے یہہ امر بخوبی ثابت ہو جاسے کہ انحضرت صلعم نے کل امت کو ثقلین کے تمسک کا حکم فرمایا اور انکو اپنا خلیفہ امت مین چھوڑا اور زمانہ ایندہ کے فتنہ و فساد وغیرہ کا حال مفصل ارشاد فرمایا اور ایسے ایمہ ہونے سے پیشین گوئی فرمائی جو انحضرت کی ہدایت سے ہتدی و سنت سے سنت پذیر نہونگے اور انکو دل شیاطین کے ہونگے ایسے ایمہ کی اطاعت و لزوم جماعت کا بھی حکم فرمایا۔

ثم تطلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی وجہہ وانبسط الیہ فلما انطلق الرجل قالت عایشہ یا رسول اللہ قلت لہ کذا وکذا ثم انطلقت فی وجہہ وانبسطت الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی عاہدتنی فحاشا ان شر الناس عند اللہ منزلۃ یوم القیامۃ من ترکہ الناس اتقاء شرہ وفی روایۃ اتقاء فحشہ متفق علیہ

اور بعد انحضرت جو امرا ہوے کسی دلیل شرعی عقلی عرفی سے نہین ہوئے اہلبیت اطہار جو خلیفہ رسول تھوانکے
مخالف رہی مدعی خلافت ہوی پہر تعجب ہی کہ اسبابمین آپ زیادہ تفتیش کو فضول فرماتے ہین۔ حضرت معاملات
دنیوی ملاحظہ فرماے کہ ہم لوگ کسقدر تفتیش و تلاش کرتے ہین یہہ دینی معاملہ ہی سمین تو جہانتک ہوسکی بہت
ہی جہان بین کرنی چاہے مگر چونکہ دراصل اس خلافت کا ثبوت ہرگز نہین ہوسکتا اور زیادہ تفتیش سے اصل
حال معلوم ہوسکتا ہی اسلیئے آپکا یہہ فرمانا خلافت خلفا کی صیانت کے لئے بجاہے آپ غور فرمائی کہ کتاب
وسنت سی خلافت وامارت کے لئے علم وافضلیت وغیرہ کی شرایط مفہوم ہوتے ہین۔ چنانچہ رسالہ مین مختصرا
حضرت آدم وداود وسلیمان علی نبینا علیہم السلام وطالوت کا حال گذارش ہوا افضلیت کی بابمین ازالۃ الخفا کی
عبارت تحریر ہوئی جس سے ثابت ہی کہ مفضول کا عامل کرنا خیانت ہی اب ان امور کی تفتیش نہایت ہی ضروری
ہی کہ جسمین یہہ شرایط ہون وہ کون ہی۔ چنانچہ آپکی ہی کتب معتبرہ سی صاف وصریح ثابت ہی کہ بعد انحضرت کے
مستجمع ان شرائط کی ذات ستودہ صفات جناب امیر علیہ السلام ہی اگرچہ احادیث اقضاکم علی وانا مدینۃ العلم
وعلی بابہا وغیرہ اور اقوال خلیفہ ثانی مثل لولا علی لہلک عمر وغیرہ مشہور ومعروف ہین مگر بنظر اختصار ایک حدیث
کے اسبابمین اور گذارش ہوتی ہے طبرانی نے لکھا ہی کہ جناب رسول خدا صلعم نے حضرت فاطمہ کیطرف خطاب کر
فرمایا کہ واللہ لقد انکحتک اکثرہم علما وافضلہم حلما۔ یعنی قسم خدا کی بینے تیرا نکاح اس سے کیا ہی کہ اسکا علم سب سی زیادہ
وحلم سب سی بزرگ ہی۔ افضلیت کی بابمین اگرچہ اسقدر احادیث ہین کہ انکی احصا دشکل ہی مگر صرف ایک ہی حدیث
عرض کرتا ہون۔ ازالۃ الخفا کے مقصد دوم ماثر جناب امیر صفحہ ۲۶۲ مین یہہ حدیث درج ہی عن ابی ھریرۃ قال قالت
فاطمہ رضی اللہ عنہا یا رسول اللہ زوجتنی من علی بن ابیطالب وھو فقیر لا مال لہ فقال یا فاطمہ اما ترضین ان اللہ
عزوجل اطلع علی اھل الارض فاختار رجلین احدہما ابوک والآخر بعلک۔ یعنی جناب سیدہ نے حضرت رسول صلعم کی
خدمتمین عرض کیا کہ آپنی میرا نکاح علی بن ابیطالب سی کیا حالانکہ وہ فقیر ہین انکے پاس مال نہین آپنی فرمایا کہ اے
فاطمہ کیا تو راضی نہین کہ خداوند تعالے زمین والونپر مطلع ہوا پس دو آدمی برگزیدہ کی ایک تیرا باپ دوسرا تیرا
شوہر۔ اور اسی کے قریب مولوی محمد اسمعیل صاحب نے رسالہ امامت کی صفحہ ۵ مین ایک حدیث تحریر فرمائی ہے
فرمای اس سے بڑہکر اور کیا افضلیت ہوگی۔ کتاب اللہ سی ثابت ہی کہ امامت ونبوت عہد الہی ہی سوای اللہ جل شانہ

کے کسیکا اختیار نہین چنانچہ رسالہ مین مفصل بیان ہوا ہے بلکہ امم سابقہ مین امارت سریہ بدون حکم خدا کسیکو نہ
ملتی تھی چنانچہ طالوت کا حال لکہا گیا۔ جناب سرور کائنات نے بحکم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الایہ جناب امیر کو
سبکے سامنے اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور لوازم ولی عہدی یعنی مبارکبادی وغیرہ ادا کی گئی حدیث تمسک چند مواقع مین
جنکی تفصیل کسیقدر عبارت دراسات مین تحریر ہوئی ارشاد فرمائی جناب امیر کو سید المومنین و امام المتقین و قائد
الغر المحجلین فرمایا اور یہہ بھی قید لگائی کہ مجکو یہہ وحی ہوی ہی چنانچہ بحوالہ ازالۃ الخفا یہہ حدیث رسالہ مین مذکور ہوئی
اب غور فرمائی کہ جب آپکی ہی کتب معتبرہ کی روایات صحیحہ سی یہہ امور ثابت ہو جائین۔ کہ جناب رسالتمآب تو اعلم
و افضل و سید المومنین و امام المتقین وغیرہ احادیث کثیرہ جنسی صریح امامت و خلافت جناب امیر علیہ السلام کی
ثابت ہے جناب امیر کی شان مین فرمائین اور آپکی حضرت خلیفہ ثانی محض حالت اضطرار مین بدون قول فیصل حضرت
خلیفہ اول کو خلیفہ بنا مین فرمائی کسکی حکم کی تعمیل کرین رسول اللہ کا حکم مانین یا آپکی خلیفہ صاحب کا۔ رسول تو افضل
ناس کل وہ آدمیونکو فرماتی ہین خود کو یا جناب امیر کو اور جو مفضول کو فاضل پر امیر کری اسکی لئی جو احادیث مین وارد ہی
رسالہ مین وہ احادیث درج ہین ملاحظہ فرمائے۔ رسول خدا کا ارشاد صحیح سمجھین یا آپکی خلیفہ ثانی صاحب کی تشخیص جو
عین اضطرار مین فرمائی ان کل احادیث کو ملا کر نتیجہ نکال لیجئی جب ان امور کا لحاظ کیا جاوی تو خلفاء ثلثہ کی خلافت
ہرگز ثابت نہین ہوتی حضرات اہل سنت کی پاس خلافت کی ثبوت مین سوای قہر و غلبہ و تصرف ظاہری کی کوئی اور دلیل
نہین ہی۔ سو اسکی یہہ کیفیت ہی کہ مخبر صادق نے بطور پیشین گوئی ان امور آیندہ کی خبر دی تھی چنانچہ حدیث تحرصون علی الامارۃ
الحدیث او حذیفہ او ابوذر کی حدیث گذر چکی جبکہ مخبر صادق کی یہہ پیشین گوئیان ثابت ہون اور اہل بیت جنکی ہمکو سپرد
فرمایا وہ اس خلافت سی ناخوش ہون اور مدعی خلافت ہون اور اپنا حق فرماتی ہون تو یہہ غلبہ وغیرہ ظاہری خلافت
راشدہ اور حقیقت کی دلیل نہین ہو سکتا بلکہ ان احادیث سی جو نتیجہ نکلتا ہی ارباب فہم پر پوشیدہ نہین یہی وجہ ہے کہ حضرات
اہل سنت اسبابہ مین زیادہ تفتیش فضول سمجھتے ہین **قولہ** اب رہا یہہ عذر کہ حضرت امیر علیہ السلام کی اطاعت و مدارات م
راستبازی و اخلاص سے نہ تھی بلکہ یہہ سب معاملات تقیہ سی تھے اسکا جواب یہہ دیا جاتا ہی کہ اللہ جل شانہ نے انبیا علیہم السلام
کو خلقت مین اسواسطی بھیجا کہ دین تعلیم فرماوین اور عمل کا خود نمونہ ہون تا کہ لوگ انکو دیکھکر پیروی کرین چونکہ حضرت
امیر علیہ السلام امام تھے اور امام اسکو کہتی ہین جو مشابہت تامہ انبیا علیہم السلام سی رکھتا ہو **اقول** جب احادیث

مذکورہ بالا سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ جناب رسول صلعم نے جناب امیر کو اپنا خلیفہ اور امام خلق بذریعہ وحی مقرر فرمایا اور
جناب امیر کا بعد انحضرت کے مدعی خلافت ہونا اور ہر سہ خلافت مین خلافت اپنا ہی حق سمجھنا انکی کتابو نسے ثابت
کرچکا۔ اور وہ احادیث کہ اطاعت ولزوم جماعت کی کیسے ایمہ کے لئے ارشاد فرمائی ہین لکھہ چکا تو خاص اس قول کے
جواب مفصل کی چندان ضرورت نہین۔ بے شک جناب امیر علیہ السلام امام تھے اور انبیا علیہم السلام سے مشابہت تامہ
رکہتے تھے۔ بلکہ ذات ستودہ صفات جناب امیر علیہ السلام حسب فرمودہ سرور کائنات مجمع فضایل انبیاء
اولو العزم تھے حدیث تشبیہ ملاحظہ فرمائی۔ کل انبیا کا خصوصًا سید المرسلین کا حال ملاحظہ فرمائی کہ ابتدا مین کیا
کیفیت تھی ایک مدت مدید کلمہ لا الہ الا اللہ ہی جاری رہا محمد رسول اللہ بعد مین جاری ہوا صلح حدیبیہ وغیرہ
حالات پر غور کیجئی جناب امیر علیہ السلام قدم بقدم جناب رسالتمآب کی پیرو تھے۔ خلافت کے مدعی ہوے
دلایل قاطع وبراہین باہرہ سے اپنا حق ثابت کیا کہ آپکے خلفا کچھہ جواب نہ دے سکے اور بدرشتی پیش آئے۔
حتی کہ گھر جلانے کی دہمکی دی چونکہ رسول اللہ کا حکم تہا کہ جب لوگ دنیا اختیار کرین تو اے علی تم آخرت
اختیار کرنا اور لزوم جماعت واطاعت کے لئے ارشاد تہا اسلئے جناب امیر نے صبر فرمایا اور جب انحراف انکا
دیکھا تو انکی روایات کے موافق انکے شریک ہوئے انبیا وایمہ وخاصان خدا کا یہی حال رہا ہی کہ احکام خدا پہونچانے
اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے مصلحتہ ایسے امور اختیار کرتے تھے بلکہ انبیا نے توبت خانون مین داخل ہوکر
ایسی باتین کی ہین کہ بت پرست انکو اپنا ہم ملت سمجھنے لگے ہین چنانچہ حضرت شمعون کا حال لکھا گیا۔ چونکہ جناب
امیر امام تھے اور مشابہت تامہ انبیا سے رکھتے تھے حسب حکم رسول جماعت مین شریک ہوئے اسمین کیا قباحت
ہے اور خلفا کی کونسی منقبت ہے۔ اگر تقیہ ناگوار خاطر ہے تو ہم عذر تقیہ پیش نہین کرتے بلکہ یہہ احادیث
مخبر صادق کی پیش کرتے ہین۔ حضرات اہل سنت سے سخت تعجب ہے کہ باوجودیکہ تقیہ خود انکی کتب معتبرہ مین
موجود ہے اور وقت ضرورت خود کرتے ہین مگر زبان سے انکار کئے جاتے ہین صاحب تقیہ کے اسلام کا ٹھکانہ نہین
بتلاتے۔ بنظر اختصار پہلے چند دلایل تقیہ کے کتب معتبرہ واقوال علماء اہل سنت سے عرض کیجاتی ہین۔ دلیل اول۔
اللہ جل شانہ اپنی کتاب مقدس مین فرماتا ہے۔ لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین ومن یفعل
ذلک فلیس من اللہ فی شئی الا ان تتقوا منھم تقیۃ۔ یعنی مومنین کافرونکو سوائے مومنین کے دوست نہ بنائین

واہ

اور جو کوئی ایسا کرے پس خدا تعالی سے کسی چیز مین نہین ہے مگر یہہ کہ ڈرو تم کافرونسی ڈرنا۔ بیضاوی مین اسکی تفسیر مین لکھاہی کہ کافرونسے دوستی کرنی جایز نہین۔ الا ان تتقوا منھم تقیہ۔ مگر یہہ کہ خوف کرو تم انسے اسوقت تقیہ سی ظاہر مین دوستی کرو اور لکھاہی کہ یعقوب قاری نے تقاۃ کو تقیہ پڑہاہی اور صحیح بخاری کی کتاب الاکراہ کے شروع ہی مین تقاۃ کے معنی تقیہ لکھی ہین اور فتح الباری اسکی شرح مین بھی تقیہ ہی لکھاہی۔ دلیل دوم اللہ تعالے فرماتاہی۔ من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان۔ یعنی جو شخص بعد ایمان کفر باللہ کرے مگر وہ شخص کہ جبر کیا جاوے اور اسکا دل ایمان سے مطمئن ہو۔ بیضاوی و تفسیر کبیر مین اس آیت کی تفسیر مین حضرت عمار کا حال لکھاہی کہ کفار نے از راہ زبردستی انسے کلمات کفر کہلائے انہون نے اپنی زبانسے کہی لوگون نے رسول خدا صلعم سی عرض کیا کہ عمار کافر ہوگیا انحضرت نے فرمایا کہ ہرگز نہین عمار سر سے پاون تک ایمان سے پر ہے اور عمار حضرت کی سامنے رونی لگے حضرت انکی انکھین پونچھتے تھے اور فرمایا کہ کیون روتاہی اگر تجھسے پھر کہلائین تو پھر کہہ۔ اور ایسا ہی فتح الباری مین لکھاہی۔ دلیل سوم تفسیر بیضاوی مین آیت ولیشفینا من عمر لحسبن الایہ کی تفسیر مین لکھاہے۔ فانہ علیہ السلام کان یعاشھم بالتقیہ۔ یعنی وہ حضرت موسے انمین تقیہ سی زندگی بسر کرتے تھی۔ دلیل چہارم حق تعالے فرماتاہی ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکہ یعنی اپنے ہاتھونکو ہلاکت مین نڈالو۔ اور ترک تقیہ بعض وقت موجب قتل ہوتاہی اس سی ثابت ہی کہ محل خوف ہلاکت مین تقیہ واجب ہی۔ دلیل پنجم صحیح مسلم کی کتاب باب نقض الکعبہ و بناءہا مین کی حدیثین متحد المضمون درج ہین منت ایک لکھی جاتی ہے۔ انحضرت نے حضرت ام المومنین عایشہ سی فرمایا لولا قومک حدیثو عہد بالاسلام لھدمت الکعبہ وبنیتھا علی قواعد ابراھیم الحدیث یعنی اگر تیری قوم نو مسلمان نہوتی تو مین کعبہ کو ڈہاکر قواعد حضرت ابراہیم پر بناتا۔ سو انحضرت نے حضرت عایشہ کی قوم سی تقیہ فرمایا کعبہ کو ڈہاکر قواعد ابراہیمی پر نبنایا۔ دلیل ششم فتح الباری شرح صحیح بخاری مین لکھاہی کہ جناب رسول خدا نے حضرت ابوذر سے فرمایا۔ کیف تصنع اذا اخرجت منہ قال اضرب سیفی قال صلعم الا ادلک علی ما ھو خیر لک من ذلک واقرب رشد التسمع وتطیع وتساق لھم حیث ساقوک۔ یعنی جسوقت تو اس مسجد سی نکالا جایگا تو کیا کریگا حضرت ابوذر نے عرض کیا مین اپنی تلوار سے مارونگا۔ حضرت نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ رہنمائی کرون مین تجکو اسپر کہ وہ تیرے واسطے اس سے بہتر ہی اور رشد

قریب تر ہے سن اور اطاعت کرا و رکھینچ جا جد ہر وہ تجکو کھینچین - علاوہ تقیہ کے اس حدیث سے حضرت ابوذر کے نکالنے والونکا ظلم بھی ثابت ہے غور فرمائیے وہ کون لوگ تھے - دلیل ہفتم صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم سوائے تین جھوٹ کے کبھی جھوٹ نہین بولے - عبارت یہہ ہے - عن ابی ہریرہ ان رسول اللہ صلعم قال لم یکذب ابراھیم النبی قط الا ثلثہ کذبات اور فتح الباری مین اس حدیث کی شرح مین لکھا ہے - فلم یصدر ذلک من ابراھیم یعنی اطلاق الکذب علی ذلک الا فی شدت الخوف لعلو مقامہ - یعنی پس صادر نہین ہوا وہ ابراہیم سے یعنی جھوٹ کا بولنا اسپر مگر شدت خوف مین واسطہ بلند ہونے مقام انکے کے - اور قاضی نے شرح شفا مین لکھا ہے کہ قال تقیہ خشیۃ ان یقتلہ یعنے ازروی تقیہ و خوف کہ اس سے کہ قتل کرے انکو اور یہہ حضرات ابراہیم کی زوجہ کے مقدمہ مین ہے کہ اسکو اپنی خواہر کہا تھا اگر زوجہ کہتے تو قتل کرتا - دلیل ہشتم تاریخ خمیس مین لکھا ہے کہ حضرت زینب دختر رسول خدا مسلمان ہوگی تھین اور انکا شوہر ابوالعاص کافر تھا انمین مفارقت نکروا سکی چنانچہ اصل عبارت ذکر نکاح ام کلثوم مین گذر چکی - دلیل نہم فرائض شریفی اور احیاء العلوم مین لکھا ہے کہ عول حضرت خلیفہ ثانی نے اپنے زمانہ مین ایجاد کیا تھا اور بعد انتقال حضرت خلیفہ ابن عباس کہتے ہین کہ عول تقسیم میراث مین جائز نہین ہے لوگون نے کہا کہ حضرت کے زمانہ مین کیون نہ منع کیا کہا انکے خوف سے - اور کتاب التحقیق شرح مختصر ابی محمد مین لکھا ہے کہ کبھی سکوت مہابت اور تقیہ کے لئے بھی ہوتا ہے - جیسے کہ ابن عباس نے عول کے منع کرنے مین سکوت کیا - دلیل دہم شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا کے مقصد ثانی امر قسمت الغنیمۃ والفی والصدقات مین محمد بن اسحاق سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ مینے حضرت امام محمد باقر سے خمس کے مقدمہ پر پوچھا کہ خمس مین حضرت علی کی کیا رائے تھی یعنی ذوی القربی کے حصہ دینے مین فرمایا کہ جو رائے انکے اہل بیت کی تھی لیکن حضرت ابوبکر و عمر کی رای کے خلاف کرنا مکروہ جانا چنانچہ عبارت یہہ ہے ازالۃ الخفا کے صفحہ ۱۲۵ کے آخر سے شروع ہوئی ابو یوسف اخبرنی محمد بن اسحاق عن ابی جعفر قلت لہ ما کان رای علی فی الخمس قال کان رایہ فیہ رائے اھلبیت ولکن کرہ ان یخالف ابابکر و عمر - انتہے اور ملا علی قاری نے بھی شرح مشکوۃ مین ایسی ہی روایت لکھی ہے اور اسکے آخر مین لکھا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اسکے جواب مین قال کرہ واللہ ان یدعی علیہ بخلاف سیرۃ ابی بکر و عمر یعنی فرمایا کہ قسم خدا کی مکروہ جانا اسکو کہ انپر خلاف سیرت حضرت ابوبکر و حضرت عمر دعوی کیا جاوے - حاصل یہہ ہے کہ حضرات شیخین نے خمس مین سے

حصہ ذوی القربی کو منع کیا تہا اور جناب امیر جانتے تھے کہ حصہ ذوی القربی کا دینا واجب ہی لیکن اپنی خلافت کے
زمانہ مین حصہ ذوی القربی کو دینا مکروہ جانا اسلئے کہ حضرت شیخین کی مخالفت ہوتی تھی اور اگر دیتے تو اکثر ہمراہی جناب
امیر کے کہ انکے دلونمین محبت حضرات شیخین بھری ہوئی تھی دعوی کرتے کہ خلاف سیرت شیخین کیا اور بغاوت
کا بہانہ ہوجاتا۔ اسلئے وہی کیا جو شیخین کرتے تھے۔ دلیل یازدہم فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی کہ ابراہیم خطبہ
مین کلام کرتا اس سے پوچہا تو نقال انی صلیت الظہر فی داری ثم رحت الی المسجد تقیۃ یعنی کہا کہ نماز ظہر پہنچ اپنے گھر پڑہی پہر مسجد مین تقیہ
سے آیا۔ دلیل دوازدہم علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا مین لکھا ہی کہ مامون نے سات علمای کبار
کو بلاکر قران کے مخلوق ہونے سے استفسار کیا تو تقیہ سے انہون نے جواب دیا کہ قران مخلوق ہی۔ اور عبارت
تاریخ الخلفا کی مفید مطلب یہہ ہی۔ فمنہم بسبب ... ثم اجابوا تقیہ اور امام احمد حنبل سے پوچہا تو یہہ تو نہ
کہہ سکے کہ مخلوق نہین ہے لیکن اسقدر کہا کہ کلام خدا ہی اسپر زیادہ و کم نہین کرتا۔ دلیل سیزدہم صحیح بخاری کی
کتاب الاکراہ کے شروع مین لکھا ہی قال الحسن التقیہ الی یوم القیامتہ۔ دیکھی یہہ حسن آپکے نزدیک ایسے
بزرگ اور معتمد ہین کہ اسی رسالہ کی صفحہ ۲۹ سطر نوین مین بلفظ حضرت حسن بصری تعبیر کرتے ہین اور انکی روایت
کو بہت معتبر سمجہا ہی اسکو معتبر سمجہئے وہی حضرت حسن بصری فرماتے ہین کہ تقیہ قیامت تک ہی۔ دلیل چہاردہم
تفسیر کبیر مین لکہا ہی۔ التقیہ جائزۃ لصون النفس ہل تجوز لصون المال یحتمل ان الحکم فیہا بالجواز لقولہ
علیہ السلام حرمتہ مال المومن کحرمتہ دمہ۔ یعنی نفس کی بچانے کی لئے تقیہ جائز ہی اور آیا مال کی حفاظت
کے لئے جائز ہے احتمال ہی کہ اسمین جواز کا حکم ہو انحضرت صلعم کی اس قول کے لئے کہ مال مومن کی حرمت اسکے
خون کی حرمت جیسی ہے۔ دلیل پانزدہم فتاوای قاضی خان مین تحریر ہی کہ ایک مرد کو ایک امیر کسی چیز کی پوچہنے
کے لئے طلب کرے اگر وہ موافق شرع کے کلام کرے اور اس سے اسکو کوئی مکروہ پہنچے تو لایق نہین کہ حق کی مخالف
کلام کرے۔ اسکے بعد عبارت لکہی ہی مفید مطلب لکھی جاتی ہے۔ ہذا اذا کان لا یخاف القتل علی نفسہ ولا
اتلاف عضوہ ولا یخاف علی مالہ فان خاف ذلک فانہ لا باس۔ یعنی یہہ مخالف حق کلام نکرنا اسوقت
ہی کہ جسوقت اپنے نفس کے قتل و اتلاف عضو اور مال کا خوف نکرے پس اگر اسکا خوف ہو تو خلاف حق
کلام کرنے مین ڈر نہین ہی۔ بخوف طوالت اسقدر پر اکتفا کیا گیا۔ تعجب ہی کہ حضرات اہل سنت کی کتب

معتبرہ مین تقیہ کا حکم لکھا ہے اور علماء سنے تقیہ کیا پہر زبانی انکار کئے جاتے ہین حضرت شاہ عبد العزیز صاحب
جو مولف تحفہ اپنے اہل مذہب مین وحید عصر تھے اور متاخرین جمہور اہل سنت اس مناظرہ مین انکے ہی مقلد ہین با
این ہمہ تحفہ مین اپنا نام لکھنے مین وہ بھی توریہ جو از قسم تقیہ اکبر ہے فرماتے ہین چنانچہ ازالۃ الخفا کے خاتمۃ الطبع مین
مولوی محمد حسن صاحب صدیقی تحریر فرماتے ہین کہ کتاب ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفا تصنیف عالم ربانی
جنید زمانی محمد اسمعیل بخاری ثانی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی است وانچہ بعض کسان از عبارات
تحفہ اثنا عشریہ کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دران مے نویسند کہ کتاب ازالۃ الخفا تالیف بزرگ است از
سکان شہر کہنہ دہلی کہ فقیر ہم بارہا بزیارت شان مشرف شدہ واستفادہ نمودہ انتہی۔ ملخصا۔ شبہ بخاطر برسد
کہ کتاب مذکور تالیف شاہ ولی اللہ صاحب مغفور نیست۔ پس جوابش انکہ جناب مولف تحفہ در اول دیباچہ
کتاب خویش توریہ نام خود فرمودہ نوشتہ اند کہ میگوید بندہ درگاہ قوی حافظ غلام حلیم بن شیخ قطب الدین لہ
پس ہمین وجہ تصریح نام مصنف ازالۃ الخفاء اظہار نبوت خویش نکردہ اند انتہی بقدر الحاجت۔ جائے غور و انصاف ہے
کہ ہندوستان مین سلطنت انگریزی ہے ہر مذہب والے کو ازادی حاصل ہے۔ خاص شہر دہلی مین بادشاہ بھی
سنی تہا شیعونکا غلبہ نہ تہا خوف کا مقام نہ تہا۔ صرف براے نام بادشاہ کی کسی امیر کے ڈر سے نام لکھنے مین اظہار
نبوت مین توریہ فرمایا جاوے اگر خدانخواستہ جان و مال و ابرو کا خوف ہوتا بلکہ قتل وغیرہ کا یقین ہوتا تو ان حضرت
کا کیا حال ہوتا۔ اس شہر لودیانہ مین ہی ہندو و مسلمانونکے جھگڑہ مین غور فرمایئے کہ عماید شہر جنمین سے بعض ممبران
کمیٹی تالیف رسالہ ہذا بھی ہین کسطرح پہلو تہی اور کنارہ کشی کر رہے ہین معتبرہ ذریعہ سے سنا ہے کہ چندہ امدادی دیا ہے
مگر فرد چندہ مین اپنے نام لکھنے کی ممانعت کی ہے دور کیون جائین صاحبان رسالہ ہذا نے ہی تقیہ فرمایا حالانکہ
کئی صاحبان نے ملکر صلاح و مشورہ سے یہہ رسالہ لکھا اور مشفق بندہ پیرجی عنایت احمد صاحب کے نام نامی سے
مشہور کیا بلکہ گستاخی معاف خود جناب نے تقیہ فرمایا۔ آپ یقینا کمیٹی تالیف رسالہ ہذا کے ممبر ہین مگر اظہار اسم گرامی
مین تقیہ سے کام لیا۔ پس جب ثابت ہوا کہ تقیہ فعل انبیاء اور انکے علماء کرام کرتے ہی رہے ہین بلکہ خود جناب نے کیا اگر
عذر تقیہ کیا جاوے تو بے محل نہ ہوگا ہم نہین کہتے کہ جناب امیر نے خوف جان وغیرہ سے تقیہ کیا بلکہ حسب ارشاد
سرا سر رشاد جناب ختمی مآب قوت صبر دکھلائی اور استیعاب وغیرہ کتب مین خود جناب امیر علیہ السلام کے

اقوال جنمین صاف وصراحتہً خلافت اپنا حق فرمایا ہی اور لزوم جماعت کی مصلحت بیان فرمائی ہی موجود ہین
چنانچہ رسالہ ہذا مین اپنے محل پر مذکور ہین - اگر آپ ان کل امور پر غور فرماوین اور انصاف سی کام لین تو ہرگز
یہہ باتین مقام استدلال مین پیش نکرین اور ان خلفاء کی خلافت راشدہ وامامت کے قایل نہ ہون - **قولہ**
چنانچہ کرورون مسلمان اہل السنت والجماعت حضرت علی کے نمونہ پر گذر گئے او قیامت تک رہینگے یعنی خلفاءٔ
ثلاثہ کو بسبب تابعداری واطاعت امام برحق کے خلیفے برحق جانتے رہے و جانتے رہینگے - **اقول** - اصل یہہ
ہی کہ کرورون مسلمان اہلسنت اس خلافت کی اصل حقیقت سے آگاہ نہین - وہ اپنے زعم مین یہہ ہی جانتے ہین کہ
چارون یار جو اہل سنت مین مشہور ہین مثل شیر و شکر و چار قالب و یک جان تھے خلفاء ثلثہ کو جناب رسول خدا
صلعم نے خود خلیفہ مقرر کیا اور اہلبیت انسے نہایت خوش رہے - کیونکہ اہلسنت نے عوام کو کچھہ ایسا ہی سکھا
رکھا ہی - اگر کوئی عالم سنی وعظ مین بدون تاویل و اپنی نمک و مرچ کے یہہ مشاجرات و تنازعات وغیرہ جو خلفاء او
اہل بیت مین واقع ہوئے حسب روایات صحیحہ بیان کردی اور یہہ سنادی کہ حضرت خلیفہ اول نے جناب امیر کے
لئے حکم دیا کہ اگر انکار کرین تو لڑو بلکہ گردن مار دو اور حضرت ثانی نے جناب امیر و بنی ہاشم وغیرہ پر جو خانہ حضرت
سیدہ مین بیٹھکر خلیفہ اول کی خلافت برہم کرنے کی تدبیرین کرتے تھے گھر جلانے کی دہمکی دی بلکہ آگ
و ہیزم سامان سوختنی بہم پہونچایا اور ہرچند خلیفہ صاحب کو کہا گیا کہ اس گھر مین جناب سیدہ جگرپارۂ رسول
و حسنین علیہم السلام ہین مگر کچھہ پرواہ نکی بلکہ خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ اگرچہ اسمین فاطمہ ہی ہون گھر جلادونگا اور رسول
خدا صلعم نے انمین سے کسیکو خلیفہ مقرر نکیا تہا یہہ خود اس حال مین کہ اہل بیت علیہم السلام تجہیز و تکفین
آنحضرت صلعم مین مصروف تھے پیغمبر خدا کی نعش اطہر کو بے غسل و کفن و دفن چھوڑکر اپنی حیل و تدبیر سے امیر
و حاکم ہو گئے - اسوقت دیکھین کہ کتنے مسلمان سنی رہتے ہین بندہ بچشم خود دیدہ حال عرض کرتا ہی - او روہ اشخاص
موجود و زندہ ہین - ایک صاحب حضرات اہل سنت سے مجھسے کچھہ بات چیت مذہبی کیا کرتے تھے اور اب بھی کبھی
کبھی آتے ہین انسے باتین ہو رہی تہین تحفہ پاس موجود تہا ایک اور سنی صاحب بھی تشریف رکھتے تھے
تحفہ مین طعن قصد احراق بیت جناب سیدہ کا جواب پڑہا گیا جب ان تیسری صاحب نے یہہ الفاظ
سنے کہ صاحب خیانت و اشرار فساد پیشہ وغیرہ خانہ حضرت زہرا مین جمع ہوتے تھے اور جبکہ اس قسم کی

مردودان درگاہ آلہی کو خانہ خدا مین پناہ نہ ہو خانہ زہرا مین کیون پناہ دی جاے - سرخ ہو گئے اور بے ساختہ
بول اوٹھے کہ شاہ عبد العزیز صاحب جو سنیونکے بڑے عالم مشہور ہین یہہ کلام انکا ہرگز نہین یہہ کسی خارجی
کے کلام ہی - اسیلئے حضرات اہل سنت کی علماء لکہہ گئے ہین دیحرم علی الواعظ ذکر شہادت الحسین لانہ
یہیج علی بغض الصحابہ یعنی واعظ پر حضرت امام حسین کی شہادت کا ذکر حرام ہی کیونکہ وہ بغض صحابہ
پر برانگیختہ کرتا ہی - ہمارا اعتراض کروڑون سنی مسلمانون پر نہین ہی عام سنی مسلمان بسبب جہالت و نادانی
سنی ہین اگر انکو حال مفصل معلوم ہو تو ہرگز سنی نہ رہین بلکہ ہمارا اعتراض اُن حضرات اہل سنت کی عالمون پر ہی
کہ اصل حال چھپاتے ہین اور اگر کبھی موقع بیان کا آجائے تو اُن امور بدیہیہ کو اپنی چکنی چپڑی باتونسے اور پیرایہ
مین بیان کرتے ہین چنانچہ نمونہ کی لئے اس آپکے رسالہ میں روایت زید بن اسلم جو ازالۃ الخفا سے نقل کی ہی کافی
کہ اصل روایت ہی پوری نہین لکھی اپنی طرف سی حاشیہ لگا کر مفید مطلب فقرہ لکہہ دیا - جو کروڑون مسلمان
سنی گذر گئے انہون نے ان احادیث رسول اللہ صلعم پر جو بطور پیشین گوئی فرمائی تہین اور نیز دعوی جناب
امیر و نص غدیر وغیرہ امور پر غور و تامل نہین کیا اور جو قیامت تک رہینگے وہ بھی اسی سبب سے رہینگے -
تعجب ہی کہ آپ الفاظ تابعداری و اطاعت امام برحق کی نسبت کس جرأت سے تحریر فرماتے ہین یہہ دو حال سے
خالی نہین یا تو یہہ کہ آپ بھی جناب امیر علیہ السلام کو اُس حالت مین امام برحق جانتے ہین اور کیون نہ آپ انکو
امام برحق جانین کہ دوازدہ امام مین امام اول و ابو الایمہ وہی ہین - اسصورت مین آپکی اس تحریر سے سخت حیرت
ہی کیونکہ کل آدمیونکو امام برحق کی اطاعت کرنی واجب تھی نہ کہ امام برحق کو اپنے ماموم و تابع کی - یا یہہ کہ یہہ
فقرہ آپنے الزاماً تحریر فرمایا تب بھی تعجب ہی کیونکہ یہہ متابعت و اطاعت موجب حقیت خلفاء مطاع نہین
ہو سکتی - احادیث حذیفہ و ابو ذر مین دیکھئے کیسے لوگونکی اطاعت کا حکم ہی تعجب ہی کہ ایک امام برحق کی ایسی
متابعت و اطاعت سے تو خلفاء ثلثہ خلفاء راشدین ہو جائین اور امام چہارم کی ایسی طاعت سے یزید اور باقی
ایمہ کی اطاعت سے باقی خلفاء راشدین نہ ہون - اگر ایسی اطاعت معتبر ہی تو سب جگہ معتبر ہونی چاہئے اور نیز یہہ
دعوی مدلل لکھنا چاہئے تہا - حضرات شیخین کے اقوال سے تو برعکس ثابت ہی رسالہ ہذا ملاحظہ فرمائیے - معہذا
اس قسم کی باتین مخالف کی سامنے بیان کرنی کمال عجز و ضعف کی علامت ہی کیونکہ یہہ ہی مقولہ کہ ہر شخص کہہ سکتا ہی

اور بحسن وجد نانا ابا دناسے کم نہین ہے۔ **قولہ** اگر حضرت امیر علیہ السلام انسے بیعت نکرتے اور انکے مددگار
ومعاون نرہتے اور انکا دار الحکومت چھوڑکر دوسرے ملک مین ہجرت کرجاتے تو مین یقین کرتا ہون کہ
خلفاء ثلثہ کے راشد ہونے مین تامل ہوتا جیسا کہ انکی مخالفت کی سبب امیر معاویہ کو اہل سنت والجماعت
خلفاء ثلثہ جیسا نہین جانتے مگر صاحبزادہ والاتبار نے کہ وہ بھی رتبہ مین اپنے والد بزرگوار سے کم نہین
امیر معاویہ سے صلح کرکے انکی شان کو بہت کچھ بڑھا دیا اور مسلمانو پر انکی تعظیم لازم کردی۔ **اقول** بیعت
وغیرہ کا جواب پہلے عرض کرچکا ہون مختصراً مکرر گذارش ہے کہ جو کچھہ جناب امیر علیہ السلام نے کیا حسب ارشاد
ووصیت جناب رسالتمآب کیا کہ جب آدمی دنیا اختیار کرین تو تم دین اختیار کرنا اور ان کل امور آیندہ کی پہلے
خبر دی مدد ومعاونت جو کی وہ دین الٰہی کی کی خلافت ناحق ہمیشہ فرماتے رہے اس خلافت سے ملول رہے چنانچہ
رسالہ مین مفصل لکھا گیا ہے۔ رہا دار الحکومت چھوڑکر ہجرت فرمانا۔ یہہ پورانا شبہہ ہے جو حضرات اہلسنت
کرتے آئے ہین ہرچند کہ اسکے جوابات کتب کلامیہ مین نہایت بسط سے تحریر ہوچکے ہین مگر مختصر گذارش ہے تعجب ہے
کہ آپ جیسا کارآزمودہ صاحب تجربہ یہہ شبہہ پیش فرمائے۔ کیونکہ بہدایت عقل یہہ بات ثابت ہے کہ ہجرت ایک
مکان سے دوسرے مکان کیطرف جب ہی ہوسکتی ہے کہ وہ محل امن وامان ہو۔ ورنہ ہجرت لغو وعبث ہو
جائیگی اور بارش سے بھاگ کر پرنالہ کے نیچے کھڑا ہونا لازم آئیگا۔ چنانچہ جناب سرور کائنات ابتدائے حال مین
جبتک جائے امن میسر نہ آئے مکہ مین ہے رہے اور کیا کیا تکالیف برداشت کرتے رہے جب اہل مدینہ نے
اعانت کا وعدہ کیا تو اپنی ہجرت فرمائی۔ آپ براہ عنایت مثل اہل مدینہ کے وعدہ اعانت ثابت فرماوین
کہ فلان ملک والون نے جناب امیر سے وعدہ اعانت ونصرت کیا اور جناب امیر انکو خلفاء بحق سمجھکر
وہان تشریف نہ لیگئے ذرا غور فرمائیے کہ اس زمانہ مین کونسا محل ایسا پر امن تہا حضرات مسلمانونکا یہہ
حال ہوا باقی بلاد کفار تھے ہجرت کہان اور کیونکر ہوسکتی تھی یہہی وجہ تھی کہ جناب رسول خدا صلعم نے
بطور پیشین گوئی حالات آیندہ بیان فرماکر صبر ولزوم جماعت کا حکم دیا۔ زیادہ تر تعجب تو یہہ ہے کہ
اسصورت مین بھی انکو تامل ہوتا۔ جبکہ جناب امیر مدعی خلافت ہون ہر سہ خلافت مین اسکو ناحق فرماتے
اور اس خلافت کے برہم کرنے کی تدبیرین کرین اور شش ماہ یعنی تا حیات جناب سیدہ شریک نہ ہون وغیرہ امور

جو واقعہ ہوئے اور اپکی کتب صحاح معتبرہ مین مفصل مذکور ہین پہر بھی آپ انکو خلفاء راشدین لکھے جاتے ہین اگر ہجرت بھی کرتے تو خدا جانے کیا کیا الزام لگتے۔ آخر حضرت امام حسن علیہ السلام نے صلح فرمائی عزلت گزین ہوئے پہر انجام کیا ہوا۔ اگر جناب امیر کی مخالفت کے سبب سے امیر معاویہ کو اہل سنت حضرات خلفاء ثلثہ جیسا نہین جانتے تو خلفاء ثلثہ کو بطریق اولی خلفاء راشدین بنانا چاہئے کیونکہ انسے بھی مخالفت واقع ہوئی چنانچہ رسالہ مین لکھی گئی صرف فرق یہہ ہے کہ کشت وخون کی نوبت نہین پہونچی ورنہ کوئی دقیقہ مخالفت کا باقی نہین رہا اور جسطرح حضرت امام حسن علیہ السلام نے معاویہ سے صلح فرمائی اسیطرح بعد انتقال جناب سیدہ جناب امیر علیہ السلام نے خلیفہ اول سے مصالحت کی درخواست کی اور تعجب ہے کہ آپنے یہہ کیونکر تحریر فرمایا کہ اہل سنت امیر معاویہ کو خلفاء ثلثہ جیسا نہین جانتے حالانکہ صواعق محرقہ وغیرہ مین اور آپکے پیر دستگیر صاحب محبوب سبحانی وغوث صمدانی نے غنیۃ الطالبین مین امیر معاویہ کو خلیفہ حق وامام صدق تحریر فرمایا ہے پہر معلوم نہین کہ خلفاء ثلثہ جیسا انکو آپکے نزدیک کیون نہین جانتے کیا حضرات اہل سنت نے خلفاء ثلثہ کو خلیفہ حق وامام صدق سے بڑہکر کوئی خطاب عطا فرمایا ہے۔ اب ذرا کتب معتبرہ تاریخ وسیر مطالعہ فرماکر وہ مدح وستایش جو رسول اللہ نے اس خلیفہ حق وامام صدق کی فرمائی ہے اور وہ افعال حسنہ جو اس سے سرزد ہوے ہین ملاحظہ فرمائے بنظر اختصار کسیقدر گذارش ہوتے ہین مگر ذکر سے پہلے بصد ادب ونیاز عرض ہے کہ خدا شاہد ہے کہ آپکی رنج دہی کے لئے ہرگز نہین لکھی جاتی محض غرض اظہار حق ہے زمخشری ربیع الابرار مین لکھتے ہین۔ انہ رای رسول اللہ صلعم اباسفیان مقبلا علی الحمار ومعہ ابنہ معویہ یقودہ ویزید یسوقہ فقال صلعم لعن اللہ الراکب والقاید والسایق۔ یعنی رسول صلعم نے ابوسفیان کو گدہے پر آتا ہوا دیکہا اور ہمراہ اسکے اسکا بیٹا معاویہ کھینچتا تہا اور یزید ہانکتا تہا رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سوار اور کھینچنے والے اور ہانکنے والے کو اللہ نے لعنت کی ہے۔ امام فخرالدین رازی صاحب کتاب محصول کے باب جرح وتعدیل مین لکھتے ہین بنظر اختصار مطلب ہی لکھا جاتا ہے کہ معاویہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو اپنی مجلس مین طلب کیا جب وہ حضرت تشریف لائے تو ابو العاص نے جناب امیر کا ذکر شروع کیا کہ علی ابوبکر کو گالیان دیتا تہا جب نوبت حضرت امام حسن علیہ السلام کی آئی تو آپنے فرمایا کہ اے معاویہ تجکو یاد ہے کہ ایک روز تیرا باپ خچر پر سوار تہا اور تو اسکو کھینچتا تہا اور یزید اسکو ہانکتا تہا اور رسول صلعم نے تم تینوں پر لعنت کی جب ملعون خدا ورسول صاحب

صواعق محرقہ اور حضرت پیر دستگیر وغیرہ علمائے اعلام اہلسنت کے نزدیک خلیفہ حق و امام صدق ہوں تو پھر حضرات کا اختیار ہے جسکو چاہیں خلیفہ حق و امام صدق بنائیں تین چار کی خصوصیت کی کیا حاجت ہے۔ وہ کردار شایستہ جو اس امام صدق سے صادر ہوئے ملاحظہ ہوں - یہہ ہی خلیفہ حق ہے کہ جسنے نفس رسول زوج بتول سے جنکی حرب رسول اللہ کے حرب ہے کئی لڑائیاں لڑا - یہہ ہی امام صدق ہے کہ جس کے لشکر نے حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ کو جو مقبولین و رہا صحابہ میں سے تھے جنکی نسبت رسول خدا صلعم نے فرمایا تھا کہ اے عمار تجکو گروہ باغی قتل کریگا قتل کیا حضرت خواجہ اویس قرنی جیسے مقبول بارگاہ آلہی جنگ صفین میں اسکے ہی لشکر کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ اسی خلیفہ برحق نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوایا روضۃ الصفا میں ذکر وفات امیر المومنین حسن رضی اللہ عنہ وشمہ از مناقب او کو ملاحظہ فرمائیے - اسی امام صدق نے نفس رسول زوج بتول قرآن ناطق پر سب ولعنت کرنیکو رواج دیا چنانچہ صلحنامہ میں سوائے سب جناب امیر علیہ السلام اور سب شرایط منظور کیں اور اسبابمیں اسقدر قبول کیا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے سامنے جناب امیر علیہ السلام پر سب نکریگا - اور یہہ سنت یعنی سب ولعنت اہل بیت اطہار تا عہد عمر بن عبد العزیز جاری رہے - کتب تاریخ دیکھئے - اسی خلیفہ برحق نے حضرت ام المومنین عائشہ زوجہ محبوبہ رسول خدا صلعم کو مدینہ میں بتقریب ضیافت اپنے گہر بلا کر ایک گڈہے میں گرا کر مار ڈالا چنانچہ کتاب حبیب السیر صفحہ ۸۵ جزو سوم میں یہہ عبارت درج ہے * اور حکیم سنائی جنکی مدح و منقبت رسالہ میں مذکور ہے - اپنی حدیقہ میں اس حال پر ملال کو بطور اجمال نظم کرکے کتاب حبیب السیر کی تصدیق فرماتے ہیں چنانچہ تحریر واقعہ جمل کے بعد حضرت ام المومنین عائشہ کا اپنے بہائی محمد بن ابو بکر کے ہمراہ مکہ جانا لکھکر تحریر فرماتے ہیں

---

* حافظ ابرو از ربیع الابرار کامل السفینہ منقول کرد در شہور سنہ ستہ وخمسین کہ معاویہ بن ابی سفیان جہت بیعت یزید بمدینہ رفتہ حسین ابن علی المرتضی و عبد اللہ بن عمر و عبد الرحمن ابن ابی بکر و عبد اللہ بن زبیر را رضی اللہ عنہم برنجانید صدیقہ رضی اللہ عنہا زبان ملامت و اعتراض بروی بگشاد و معاویہ در خانہ چاہی کندہ سرانرا بخاشاک پوشید و کرسی آبنوس برزبر نہاد آنگاہ صدیقہ را جہت ضیافت طلب داشت و بران کرسی نشاند تا در چاہ افتاد و معاویہ سر چاہ را بآہک مضبوط کردہ اند از مدینہ بمکہ رفت۔ از حبیب السیر کی جلد اول جزو ثانی صفحہ ۸۵ سے نقل کی گئی

باہزاران خجالت وتشویر۔ رفت زی بکہ جفت کریم فرجہ۔ عاقبت ہم بدست آن باغی۔ شد شہید و گشتش ان طاغی
ہرکہ با جفت مصطفیٰ زینسان۔ بدکند مرورا بمرد مخوان۔ چون ازین گشت فارغ ان بدمرد۔ قصد جان امیر حیدر کرد
تا برآورد از بچیلہ دمار۔ تو مرین شخص را بمرد مدار۔ سہ پسر ہند اگر بد و بد کرد۔ آن بدی دان کہ جملہ باخود کرد۔ چہ زیان آفتاب
را از ابرہ کہ شود جفت با مسلمان گبر۔ امام صدق نے جو ظلم وستم محمد بن ابوبکر پر کئے اور کتب تواریخ مین مفصل
درج ہین ملاحظہ فرمائیے۔ یہہ خیال کیجئے کہ محمد ربیب وشیعہ حضرت علی تھے یہہ بھی خیال فرمائیے کہ حضرت خلیفہ اول
کے صاحبزادے حضرت ام المومنین عائشہ کے بہائی خال المومنین تھے۔ حضرات اہل سنت کے نزدیک حرب
نفس رسول۔ حضرت امام حسن کو زہر دلوانا حضرت عمار یاسر و خواجہ اویس قرنی کی شہادت وغیرہ اگر خفیف
ہون تو کیا اس ظلم وستم سے بھی جو زوجہ محبوبہ رسول مختار صلعم پر کیا گیا حضرات کا دل نہ دکھے گا۔ مواہب لدنیہ وغیرہ
کتب اہل سنت مین لکھا ہے۔ کہ جو شخص صحابہ کو غصہ مین لائے وہ کافر ہے غصہ مین لانا در کنار اس خلیفہ حق نے
تو خاص صحابہ و زوجہ رسول کو قتل کر دیا۔ اگر حضرت امام حسن علیہ السلام کی صلح نے جسکی کیفیت مفصل کتب
تواریخ مین درج ہے باوجود ان امور کے جو بنظر اختصار بطور مشتی نمونہ خروارے بیان ہوے ہین حضرت امیر معاویہ
کی شان کو بہت کچھہ بڑہا دیا اور مسلمانون پر انکی تعظیم لازم کر دی تو چاہیے کہ حضرت سید الساجدین علیہ السلام
کی صلح نے جو بحیثیت امامت رتبہ مین اپنے جد نامدار و عم بزرگوار سے کم نہین حضرت امیر یزید بن معاویہ کی شان کو
بہت کچھہ بڑہا دیا ہو اور مسلمانون پر اسکی تعظیم لازم کر دی ہوے داستان پسر ہند مگر نشنیدی۔ کہ ازو ظلم با ولاد پیغمبر
چہ رسید۔ پدر او در دندان پیغمبر شکست۔ مادر او جگر عم پیغمبر بمکید۔ او بناحق حق داماد پیغمبر بگرفت۔ پسر او سر فرزند
پیغمبر ببرید۔ رہا یہہ عذر کہ یہہ خلیفہ حق و امام صدق یعنی حضرت امیر معاویہ صحابی تھے۔ تو یہہ بات یاد رکھنی چاہی
کہ کتب صحاح و معتبرہ اہل سنت سے ثابت ہے کہ صحابہ مین منافقین و مولفۃ القلوب و اصحاب حوض بھی تھے۔ ایسے ہی
اشخاص کی نسبت ملا عبد الرحمن جامی جنکو حضرات اہل سنت بلفظ مولانا یاد فرماتے ہین فرما گئے ہین۔ ہر کرا روے
بہ بہبود نبود۔ دیدن روے نبی سود نبود۔ تعجب ہے کہ باوجود ان تمام امور کے حضرت امیر معاویہ دشمن جناب امیر علیہ السلام
و قاتل ام المومنین بکثرت صحابہ و بزرگان دین (جنکو حکیم سنائی جیسا شخص بد مرد و گبر لکھتا ہے) اور رسول
مقبول قاسطین سے فرماتے ہین اور ملک العلماء دولت آبادی کی عبارت مین جو رسالہ مین اپنے محل پر نقل ہو چکی

امام شعبی و مجاہد تابعین معاویہ وغیرہ کو مسلمان نجانتے تھے منافقون سے شمار کرتے تھے انپر لعنت بھیجتے تھے اور خود معاویہ بن یزید یعنی اس امام صدق کا پوتا اسکو رہین ذنوب کہتا ہی جیسا کہ صواعق محرقہ کے آخر مین ہے) حضرات اہل سنت کے نزدیک خلیفہ حق و امام صدق ہی رہین۔ یہہ خلافت حقہ و امامت صادقہ عجیب خلافت و امامت ہی کہ باوجود ارشاد خداوندی لاینال عہدی الظالمین کسی ظلم و ستم سے اسکی حقیت و صداقت مین فرق ہی نہین آتا اور ایسے امور کا مرتکب حضرات کے خیال مین واجب التعظیم ہی رہتا ہے **قولہ** اور تقیہ کی گواہی شیعہ صاحبان کے جو غیر معصوم ہین معصوم یا محفوظ پر کوئی دیندار جائز نرکھیگا بلکہ مردود جانیگا **اقول** پیشتر گذارش ہوا کہ اگر لفظ تقیہ ناگوار طبع عالی ہے تو ہم محض عذر تقیہ ہی پیش نہین کرتے بلکہ یہہ احادیث جناب رسالتمآب جو سابق مین مرقوم ہوئین پیش کرتے ہین ان روایات صحاح کو اپنی کتب صحاح و معتبرہ مین ملاحظہ فرماکر یہہ تو قبول فرمائے۔ تقیہ کی گواہی غیر معصوم کی قبول نکیجئے کلام اقدس الٰہی در شہادت معصوم یعنی احادیث رسالت پناہی شاہدین عادلین بلکہ معصومین بصراحت تمام شہادت دے رہی ہین یہہ بھی قبول ہین یا نہین اور آپکے علماء اعلام کے اقوال و افعال مزید برآن۔ فرمائیے ایسے معتبر ہو کی شہادت کو مردود جاننا کسی دیندار کا کام ہی۔ **قولہ** اور اگر آپ صاحبان بلباس دوستی در پردہ دشمنی چادر تقیہ ان بزرگان دین کو پہنای رہوگے تو عصمت و حفاظت معلوم **اقول**۔ جناب بطور بزرگانہ ہمدردی کی نصیحت فرمارہے ہین اس درشت کلامی کی کیا ضرورت تھی۔ ناظرین رسالہ اگر کچھہ بھی عقل و انصاف سے کام لینگے تو انشاءاللہ تعالی دوست دشمن خود پہچان لینگے۔ تقیہ کے بابمین جسقدر پہلے گذارش ہوچکا ارباب فہم و انصاف کے لئے کافی ہے۔ اس جگہ اسقدر گذارش ہے کہ اصل مین چادر تقیہ آپنے پہنار کہی ہے حضرت خلیفہ ثالث کا حال ملاحظہ فرمائے جناب میر باین شجاعت اور حضرت طلحہ و زبیر فارس قریش و دیگر صحابہ جلیل القدر خلیفہ صاحب قتیل الدار کا حال بچشم خود دیکھتے رہی اور کسینے مدد نکی باغیونکو نہ روکا انسے قتال نکیا حضرات اہل سنت جو اسکے جواب فرماتے ہین اہل عقل پر انکی رکاکت بخوبی روشن ہی بعد مین جو وقایع واقع ہوے وہ بھی کتب تواریخ و سیر مین مفصل تحریر ہین۔ باتفاق محدثین اور ارباب سیر و تواریخ اہل سنت یہہ امر بخوبی ثابت ہے کہ جنگ جمل و صفین کی بنا اسی امر پر تھی کہ حضرت ام المومنین و خال المومنین و طلحہ و زبیر وغیرہ قاتلان خلیفہ ثالث

کو حضرت امیر علیہ السلام سے طلب کرتے تھے اور حضرت بمقتضائے وقت مصلحتاً و بخوف فتنہ و فساد انکو انکے سپرد نفرماتے
تھے یہانتک کہ لوگ نقض رسول سے منحرف و باغی ہوگئے اور قتال و جدال کی نوبت پہونچی و ہوا جو کچھ کہ ہوا۔ پس بنابر
نہمت اہل سنت کے چونکہ خلیفہ ثالث مظلوم و شہید تھے۔ انکے قاتل ظالم و فاسق ہونگے۔ تعجب ہے کہ جناب امیر علیہ السلام
نے ایسے ظالمون فاسقون کو جو قاتلان خلیفہ برحق و امام مطلق تھے اپنے لشکر مین جگہ دی اور ایسے ناحق کوشونکو
سپرد ورثای خلیفہ صاحب نکیا اور اسقدر انکی حمایت و طرفداری فرمائی کہ محاربہ عظیم ہوا اور بندگان حق تعالے و صحابی
رسول قتل ہوئے۔ یہہ حال دو صورت سے خالی نہین۔ اول یہہ کہ جناب امیر علیہ السلام حضرت خلیفہ ثالث کو ایساہی
جانتے تھے اور انکے قاتلونکی حمایت و رعایت ضروری سمجھتے تھے اگر حضرات اہل سنت یہہ گوارا فرمائین اور اسپر راضی ہون
تو نعم الوفاق۔ دوم یہہ کہ حضرت امیر مغلوب تھے اور بخوف فتنہ و فساد قاتلان خلیفہ صاحب کو کچھہ نہ کہہ سکتے تھے اور
مجبوری یہہ حمایت و رعایت فرماتے تھے۔ اس صورت مین وہ اعتراض جو ہم پر وارد کرتے اور شیخ صاحب جسکا
سبب دربردہ دشمنی فرماتے ہین حضرات اہل سنت پر وارد ہے۔ ان دونو صورتون مین جونسی چاہین قبول
فرماوین ہمارا مطلب حاصل ہے۔ اور اگر کوئی تیسری صورت ممکن ہے مدلل ارشاد ہو۔ یہہ بھی واضح رہے
کہ یہہ حمایت و رعایت جو خلیفہ ثالث کے قاتلونکی فرمائی اسوقت جناب امیر ظاہری خلیفہ تھے لشکر
وغیرہ سب کچھہ موجود تھا **قوله** صاحب تقیہ کے اسلام کا بھی ٹھکانہ نہین۔ پناہ دے اللہ ایسے بری عقیدے سے
اقول حضرت ابراہیم و حضرت موسے بلکہ خود سید المرسلین محمد مصطفی علیہم السلام کا تقیہ کتاب اللہ و کتب معتبرہ
اہل سنت سے ثابت ہے۔ معاذ اللہ شاید ان حضرات کے اسلام کا بھی ٹھکانہ نہ ہوگا۔ پناہ دے اللہ ایسے برے
عقیدہ سے۔ علمائے اعلام اہل سنت بلکہ خود صاحبان رسالہ ہذا نے جو تقیہ کیا انکے اسلام کا کیا حال ہوگا
قوله ایک اور خدشہ طی کرنیکے لائق ہے کہ سیدہ معصومہ تہین انکی درخواست درباب ملنے فدک منظور
کیون نہ ہوئی۔ جواب واقعی سیدہ معصومہ تہین مگر لاعلمی عصمت سے تو کیا رسالت سے بھی نہین نکلتی
رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام نے قیدیان مکہ سے جنگ بدر مین خلاف مشورہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
خفیف جزیہ لیکر انکو چھوڑدیا۔ اسپر تنبیہ ہوئی حضرت نے فرمایا کہ عذاب قریب اگیا تہا اگر نازل ہوتا
تو عمر ہی نجات پاتا۔ **اقول** امور بدیہی و یقینی کو آپ خدشات سے تعبیر فرماتے ہین جسطرح اور خدشات

مرحومہ تو مطلی نہین ہوئے اسکا طے ہونا بھی محال ہے۔ تعجب ہے کہ جناب نے جناب سیدہ معصومہ شقیق کتاب اللہ
کی نسبت (وجنکے علم مین روح قدس سرایت کی ہوی جیساکہ دراسات سے گذرا) نہایت سخت کلمہ لاعلمی کس جرات
سے تحریر فرمادیا۔ اور کتاب اللہ کی تفسیر بالراے کرنے والون اور کلالہ وابا بلکہ الحمد للہ وسبحان اللہ کے معنے
ناآشناون کی لاعلمی کا مطلق خیال نکیا۔ اگر جناب کے خیال مبارک مین لاعلمی عصمت سے نہین نکالتے تو کیا حدیث
صحیح خلیفہ برحق سے سنکر امام صدق پر غضبناک ہونا اور تا زیست مہاجرت کرنا بھی عصمت سے نہین نکالتا۔
نایب رسول وامام وقت رسول کا ایک حکم ارشاد فرمائے جسکے سنتے ہی غضبناک ہونا اور تاحیات
ملاقات ترک کرنا عصمت کا منافی نہین۔ اگر بفرض محال جناب سیدہ کو علم نہ تہا تو کیا باب علوم مصطفوی کو
جنکی شان مین اقضاکم علیا واکثرہم علما وغیرہ احادیث صحیحہ کثیرہ وارد ہین انکو بھی علم نہ تہا انہون نے جناب سیدہ
کو نہ سمجھایا بلکہ خود مدعی ہوئے اور شہادت مین آیات قرآنی پیش فرمائین اور خلیفہ ثانی کی خلافت مین
مکرر دعوی کیا جسکے جوابمین خلیفہ ثانی نے جناب امیر وحضرت عباس کی نسبت کہا کہ تمنے ابوبکر کو کاذب
خائن غادر آثم سمجہا اور مجکو بھی ایسا ہی سمجھتے ہو حضرات نے انکار وعذر نہین کیا بلکہ سکوت فرمایا۔ مگر چونکہ
آپ خلفاء کے مقابلہ مین رسول مقبول کی لاعلمی کے قایل ہین تو اہلبیت کی کیا حقیقت ہے۔ معہذا ابعد
حصول علم پہر ناخوشی وتنازع کیون ظہور مین آیا حق تعالے اپنی کلام پاک مین اہل علم کی مدح وستائش فرماتا ہے۔
ملایکہ پر حجت ختم کرکے علم ہی کی جہت سے حضرت آدم کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ اور انبیا مثل حضرت سلیمان وغیرہ
علیہم السلام کو علمی امتحان سے نبوت عطا فرمائی۔ حضرت طالوت کو علم وشجاعت کے ہی سبب امارت
سپرد کی۔ سخت حیرت ہے کہ سید المرسلین وخاتم النبین کو ہی لاعلم رکہا اور حضرت خلیفہ ثانی جیسے اعلم وافقہ
کے ہوتے ایسے بے علم کو مرتبہ ختم نبوت بخشا ترجیح بلا مرجح کا بھی خیال نفرمایا۔ اور علم بھی کونسا علم۔ علم
غیب جو ذات اقدس الٰہی سے مخصوص ہے۔ حضرت خلیفہ ثانی سید المرسلین وخاتم النبین سے ہی اعلم
نہ تھے۔ بلکہ اس علم مین اللہ جل شانہ کے شریک تھے۔ تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ مقدمہ اہل بدر مین
ابتک کوئی صریح حکم حق تعالے کیطرف سے نازل نہ ہوا تہا کہ آنحضرت پر سہو کا گمان ہوتا اور حضرت خلیفہ ثانی
فرط قوت حافظہ سے جسکی خوبی سورہ بقر کے حفظ سے روشن ہے یاد رکہتے۔ اللہ جل شانہ نے بذریعہ وحی الٰہی

اپنا عندیہ ظاہر بفرمایا تہا کہ حضرت خلیفہ ثانی اپنی کیاست فراست ذاتی سے چین مرضی حق تعالی سمجھ گیے
اللہ جل شانہ کے علم ہی مین شریک نہ تھے بلکہ بعض اوقات تالیق الٰہی بھی تھی کیونکہ حسب زعم حضرات اہلسنت
چند مقام مین قران شریف اُنکی راے مبارک کی ہے موافق نازل ہواہے یعنی جو مسئلہ آنپے فرمایا کہ اسبابمین یہہ حکم
ہونا چاہئی وہ ہی حکم خداوند تعالی نے نازل فرمایا۔ اصل یہہ ہی کہ حضرات زبان حال سے افسوس فرماتے ہین کہ
بجاے حضرت محمد صلعم حضرت عمر رسول کیون نہ ہوے۔ اور مخالفین اسلام سے بھی نہین شرماتے۔ الحاصل
یہہ قصہ اہل بدر کا جو آنپے تحریر فرمایا ہی آپکے ہانکا ہی ہم پر حجت نہین ہوسکتا ہم اسکو محض خلاف واقع جانتے ہین۔۔
اللہ جل شانہ جناب سرورکائنات کی شانمین وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین وماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم
فرماتا ہی۔ تعجب ہی کہ آپ کس جرات سے یہہ تحریر فرماتے ہین کہ اگر عذاب نازل ہوتا تو سواے عمر کے کوئی نہ بچتا معاذ اللہ
رحمۃ للعالمین کو بھی جنکی شانمین حق تعالی فرماتا ہے کہ ہم انکو اسلئی عذاب نہین کرتے کہ تو انمین ہی عذاب
مین شامل کرلیا۔ اہل نظر غور فرماوین۔ حضرات اہل سنت کی جرات دیکھین اور سوچین کہ مرتبہ نبوت انحضرات
کے نزدیک کیا قدر رکھتا ہی خلفاء کے برابر کیسیکی قدر و منزلت نہین۔ ایسی روائتین جو توہین انحضرت اور تعظیم خلفا
پر دال ہون گو کہ صریح کتاب اللہ کے مخالف ہون بدل وجان قبول کرتے ہین اور فخریہ اہل حق کے سامنی بطور
استدلال پیش کرتے ہین اگر یہہ قصہ مفصل لکھا جائی تو طول ہو اسلئی فقط آیہ قرانی وحدیث صحیح مسلم متعلق قصہ لکھی
جاتی ہے خداوند تعالے بکمال ناراضی بخطاب پر عتاب صحابہ دنیا طلب سی مخاطب ہوکر فرماتا ہے۔ تریدون
عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ واللہ عزیز حکیم۔ لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم یعنی
اے اصحاب رسول تم لوگ طالبین مال دنیا ہو اور اللہ تعالی خواہان ثواب اخرت ہے اور خدا عزیز وحکیم ہی۔
اور اگر نوشتہ خدا پیشتر نگزرا ہوتا تو بر آیئنہ بیچ اس چیز کی کہ لی تمنے تمکو عذاب عظیم پہونچتا غرض جناب باری
عز اسمہ کی یہہ سرزنش اُن صحابہ کو ہی جنہون نے اسیران بدر سی فدیہ لینا پسند فرمایا اب صحیح مسلم کی حدیث
ملاحظہ فرمائی اور دیکھیے کہ مخاطب اس سرزنش کے کون ہین۔ مسلم کی کتاب الجہاد امداد الملایکہ فی غزوۃ البدر
مین یہہ حدیث لکھی ہے ٭۔ حاصل یہہ ہی کہ جب اسیران بدر کو اسیر کیا جناب رسول خدا نے حضرت شیخین سے

٭ قال ابن عباس فلما اسروا الاساری قال رسول اللہ لابی بکر و عمر ما ترون فی ھولاء الاساری فقال ابو بکر یا نبی اللہ

مشورہ کیا کہ ان قیدیوں کے بابمیں تمہاری کیا رائے ہے - حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ یہہ سب بنی عم اور قوم قبیلہ ہیں میری یہہ رائے ہے کہ انسے فدیہ لیلو ہمکو کفار پر قوت ہوگی اور شاید یہہ مسلمان ہو جائیں - حضرت عمر نے کہا کہ میری یہہ رائے نہیں ہے - بلکہ حکم دیجئے کہ انکو قتل کریں - پس علی سے کہئے کہ عقیل کو قتل کرین اور مجھسے کہئے کہ فلان کو قتل کرون اسلئے کہ یہہ سب سرداران کفار ہیں - حضرت عمر فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا نے حضرت ابو بکر کی رائے پسند فرمائی اور میری رائے پسند نکی - دوسرے روز میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ جناب رسول خدا اور حضرت ابو بکر بیٹھے روتے ہیں - میںنے کہا کہ مجھکو خبر دو کہ آپ صاحب کیون روتے ہیں تاکہ رونا آئے تو میں بھی روؤں ورنہ رونے والونکی صورت بناؤن - حضرت نے فرمایا کہ اسلئے روتا ہوں کہ فدیہ لینے کا عذاب جو تیرے اصحاب کے واسطے مقرر کیا گیا تہا وہ مجہپر عرض کیا گیا کہ اس درخت سے جو رسول خدا کے قریب تہا قریب تر ہو گیا تہا پس خداوند تعالی نے آیۃ عتاب نازل فرمائی - انتہی محصلا - حقیقت واقعی یہہ ہے کہ جب اصحاب دنیا طلب پر عتاب الٰہی تریدون عرض الدنیا نازل ہوا انکی عیب پوشی کے لئے یہہ حدیث بنائی گئی کہ جناب رسول خدا بھی شریک عتاب وخطاب ہوں جسکا محصل یہہ ہے کہ جناب رسول خدا نے شیخین سے مشورہ لیکر رائے حضرت ابو بکر کو پسند کیا اور خود فدیہ اساری سے لیا پس اصل غرض اس حدیث سے یہہ ہوئی کہ چونکہ اصل حکم دینے اور فدیہ لینے والے

هم بنی العم والعشیرة اری ان تاخذ منهم فدیة فیکون لنا قوة علی الکفار فعسی الله ان یهدیهم الی الاسلام فقال رسول الله ما تری یا ابن الخطاب قال قلت لا والله یا رسول الله ما اری الذی رای ابو بکر ولکنی اری ان تمکننا فنضرب اعناقهم فتمکن علیا من عقیل فیضرب عنقه وتمکنی من فلان نسیبا لعمر فاضرب عنقه فان هولاء ائمة الکفر وصنادیدها فهوی رسول الله ما قال ابو بکر ولم یهو ما قلت - فلما کان من الغد جئت فاذا رسول الله وابو بکر قاعدان یبکیان قلت یا رسول الله اخبرنی من ای شیء تبکی انت وصاحبك فان وجدت بکاء بکیت وان لم اجد بکاء تباکیت لبکائکما فقال رسول الله ابکی للذی عرض علی عذاب اصحابك من اخذهم الفداء لقد عرض علی عذابهم ادنی من هذه الشجرة شجرة قریبة من رسول الله فانزل الله عز وجل الحدیث

جناب رسول خدا تھے اور کل قوم انکے تابع تھی تو حقیقت مین مصداق عتاب و خطاب لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم کے معاذاللہ رسول خدا تھے۔ لیکن کوئی مسلمان جسمین بوی ایمان ہوگی اس بات کو نمانیگا کہ اشرف انبیا و مرسلین و زاہد ترین اولین و اخرین شہوری سے مال دنیاے فانی کے لئے راہ حق سے عدول کرے اور متاع قلیل دنیا پر گرے رحمۃ للعالمین مستحق عذاب عظیم ہو۔ حاشاہ ثم حاشاہ۔ اور لطف یہہ ہے کہ اس روایت کا اخر اسکے اول کا مکذب ہے اسلئے کہ حاصل اخر روایت یہہ ہے کہ جب حضرت عمر نے گریہ و بکا کا سبب پوچھا تو حضرت نے فرمایا کہ مجھپر تیرے اصحاب کا عذاب بسبب فدیہ لینے انکے کے عرض کیا گیا۔ پس اگر خود ہی جناب رسول خدا نے بہ طیب خاطر اور پسند کرنی رائے حضرت ابوبکر کی فدیہ لیا ہوتا تو عذابہم کے بجا عذابی فرماتے یعنی میرا عذاب مجھپر عرض کیا گیا یا لا اقل عذابنا یا عذابی و عذاب اصحابک فرماتے اور جب یہہ نفرمایا بلکہ عذاب کو مخصوص باصحاب اخذین فدیہ کیا تو اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ حضرت عتاب و خطاب مین شریک نہ تھے۔ تعجب ہی کہ راوی کو اپنی پہلی بات یاد نرہی اور اس روایت مین اپنے کلام کے اول و آخر کو متناقض کر دیا۔ آپ ملاحظہ کرین کہ آیہ و حدیث سے کونسی لا علمی انحضرت کی ثابت ہوتی ہے کہ جناب نے یہہ فقرہ تحریر فرمایا کہ لا علمی عصمت سہی تو کیا رسالت سے بھی نہین نکالتے **قولہ** ۔ بر وقت وفات حضرت نبی کریم حضرت سیدہ معصومہ سمجھی ہونگی کہ والد ماجد کے بعد مین ورثہ کی مالک اور حقدار ہون چنانچہ طلب کیا۔ **اقول** جناب سیدہ معصومہ کی یہہ سمجھہ و طلب ہمارے لئے کافی حجت ہی ممکن نہین کہ معصومہ غیر کا حق طلب کرین۔ **قولہ** ارشاد نبوی دربارہ وراثت انبیا نرمی سے عرض کیا گیا یعنی جو شے آپ طلب فرماتے ہین اسکا مالک فوت نہین ہوا و نہ مین اور نہ کوئی اور اسکا مالک ہو سکتا ہی جسطرح رسول مقبول کی عہد مین صرف ہوتا تھا اب بھی ویسا ہی ہوگا۔ چنانچہ برابر اہل بیت نبوی بر معرفت حضرت امیر علیہ السلام صرف ہوتا رہا۔

اقول چونکہ رسالہ مین فدک کی بحث کسیقدر بسط سے لکھی گئی ہے اس مقام مین تکرار کی حاجت نہین۔ جناب نی خلیفہ اول کے قول کی جو تفسیر فرمائی ہے یعنی جو شے آپ طلب فرماتے ہین اسکا مالک فوت نہین ہوا و نہ مین اور نہ کوئی اور اسکا مالک ہو سکتا ہے اور حاشیہ پر لکھا ہی کہ اسکا مالک خدای حی و قیوم ہے۔ یہہ تفسیر اجتک کسی کتاب اہل سنت مین مینے نہین دیکھی اور نہ کسی عالم اہل سنت سے سنی عموماً حضرات اہل سنت یہہ ہی جواب دیتے ہین کہ انبیا کے ترکہ مین ورثہ جاری نہین ہوتا وہ صدقہ ہوتا ہے۔ جو خلیفہ اول نے حدیث مسموعہ خود سنا کر

جواب دیا تھا چنانچہ صحیحین وغیرہ کتب معتبرہ اہل سنت مین یہہ ہی جواب مذکور ہے - صحیح بخاری کی کتاب فرض الخمس مین ایک حدیث حضرت ام المومنین عایشہ سے منقول ہے اور وہ یہہ ہے # حاصل یہہ ہی کہ ام المومنین عایشہ فرماتی ہین کہ بعد وفات آنحضرت کے حضرت فاطمہ رسول اللہ کی بیٹی نے حضرت ابو بکر سے کہا کہ جو رسول اللہ نے مال فی سے چھوڑا ہے انکے لئے انکی میراث تقسیم کر دے حضرت ابو بکر نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے ہمارا ورثہ نہین بٹتا جو ہم چھوڑ جائین وہ صدقہ ہے پس حضرت فاطمہ رسول خدا کی بیٹی غضبناک ہوئین اور حضرت ابو بکر کی ملاقات ترک کی اور یہہ مہاجرت یعنی ترک ملاقات انتقال تک رفع نہ ہوئی اور بعد رسول اللہ صلعم کے چھہ مہینے زندہ رہین - حضرت عایشہ نے کہا کہ حضرت فاطمہ اپنا حصہ خیبر و فدک و صدقہ مدینہ سے جو رسول اللہ نے چھوڑا تھا حضرت ابو بکر سے مانگا کرتی تہین پس ابو بکر نے انپر اسکا انکار کیا اور کہا کہ مین کوئی شے اس سے جو رسول اللہ صلعم کرتے تھے نہین چھوڑتا - مین ڈرتا ہون کہ رسول اللہ کے امر سے کچھہ چھوڑ دون اور حق سے تجاوز کرون الحدیث اور قریب اسیکے کتاب الجہاد وغیرہ مقامات بخاری و مسلم مین موجود ہے یہہ تفسیر جو جنابنے فرمائی ہے میری نظر سے کہین نہین گذری کاش آپ اپنی ہی کسی کتاب کا حوالہ تحریر فرماتے - جو حضرات کہ مال فی کے وقف کے قایل ہوئے ہین وہ بھی چھہ حصو نمین منحصر کرتے ہین - چنانچہ اسی رسالہ کے صفحہ ۵۲ مین آیہ فی جو لکھی ہے اسمین چھہ

حدثنا عبد العزیز بن عبد اللہ ثنا ابراھیم بن سعد عن صالح عن ابن شھاب اخبرنی عروۃ بن الزبیر ان عایشہ ام المومنین اخبرتہ ان فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت ابا بکر الصدیق بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقسم لھا میراثھا ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما افاء اللہ علیہ فقال لھا ابو بکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ فغضبت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھجرت ابا بکر فلم تزل مھاجرتہ حتی توفیت وعاشت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ اشھر قالت وکانت فاطمہ تسئل ابا بکر نصیبا مما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خیبر وفدک وصدقتہ بالمدینۃ فابی ابو بکر علیھا ذلک وقال لست تارکا شیئا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعمل بہ الا انی عملت بہ فانی اخشی ان ترکت شیئا من امرہ ان ازیغ الحدیث

حصر موجود ہین یہہ ہی توجیہہ جناب نے فرمائی ہے بسبب قصور فہم سمجھہ مین نہین اتی - اگر اصل ملکیت
کا خیال کیا جاوے تو ہر چیز کا مالک حقیقی اللہ جل شانہ ہی ہے ورنہ انبیا کی ہی خصوصیت نہین - الحاصل
حضرت خلیفہ اول نے جو جواب دیا اگر ارشاد نبوی ہوتا تو جناب سیدہ کیون غضبناک ہوتین اور
تا زیست ان سے کیون ترک ملاقات فرماتین - اس حدیث مین خلیفہ صاحب کا یہہ مقولہ فانی
اخشی ان ترکت شیئا من امرہ ان ازیغ یعنی مین ڈرتا ہون کہ رسول اللہ کے امر سے کیسے چہوڑ دون
اور حق سے پہرون سمجھنے والے کے لئے بطلان خلافت وہمارے مدعا کے ثبوت کیلئے دلیل قاطع ہے -
ناظرین انصاف فرماوین کہ جناب سیدہ بضعہ رسول اللہ جنکی شانمین آیہ تطہیر وحدیث ثقلین وارد ہے
وہ تو معاذ اللہ رسول خدا کے امر کے خلاف اور حق سے پہرنا چاہین اور حضرت ابو بکر جو انکے تمسک کے
مامور تھے وہ پورے پورے امر رسول خدا کے عامل ہون اور حق سے ہرگز تجاوز نکرین - آپ غور فرماوین
کہ اس صورتمین حدیث ثقلین صحیح رہتی ہے کسی مسلمان باایمان کے خیال مین یہہ بات اسکتی ہے -
تامل فرماے کہ حضرت خلیفہ صاحب کے اس قول سے حضرت سیدہ معصومہ رہتی ہین - اگر یہہ جواب
سنکر جناب سیدہ دعوی سے باز اتین تو عصمت کے منافی نہ ہوتا - اس روایت مین تو صاف موجود ہے
کہ ایسے غضبناک ہوئین کہ جبتک زندہ رہین پہر نہ ملین اور یہہ بھی لکھا ہے کہ کانت فاطمۃ تسئل ابا بکر
نصیبہا الخ یعنی حضرت فاطمہ اپنا حصہ حضرت ابو بکر سے مانگا کرتی تہین جناب اور وہ حضرات جو وقف کے قایل ہین
اس حدیث بخاری کو غور سے مطالعہ فرما کر دیکھین انصاف فرماوین - آپنے اسبابمین اسقدر تکلف کیا کہ
جناب رسالت مآب تک لاعلمی کی نوبت پہونچائی حضرت خلیفہ کے جواب کی تفسیر نے توجیہہ سی کی - اسکا
سبب ذہن ناقص مین یہہ اتا ہے کہ چونکہ جناب حضرت سیدہ کی عصمت کے قایل ہین محض حفاظت عصمت
کے لئے ان تکلفات کی ضرورت ہوئی ورنہ اور حضرات اہل سنت کے موافق جناب سیدہ کی خطا قبول کرنے
مین انکی ضرورت نہ تھی اور ظاہر ہے کہ عصمت ایمہ اطہار وجناب سیدہ کے بابمین جو صاحب دراسات کی تحقیق
فرمائی ہے شاید کسی اہل سنت نے اسطرح عصمت ان حضرات کی ثابت نہین کی ظن غالب ہو کہ اس مسئلہ
عصمت ایمہ اطہار مین اپنے صاحب دراسات کی تحقیق پر عمل فرمایا پہر اس عدم ارث انبیا کی حدیث مین

انکی تحقیق پر عمل کیون نہین فرماتے - دراسات کا یہہ مقام ملاحظہ فرمائے وہ اپکی طرح جناب سیدہ کو لاعلم نہین لکھتے ہین بخوف اطناب اسیقدر اشارہ کافی ہے - صرف کا حال جو آپنے اس قول مین تحریر فرمایا ہے - شاید یہہ کوئی اپکی روایت ہوگی ہم پر حجت نہین اور مناظرہ دان ہمارے سامنے ایسی روایت پیش نہین کر سکتا - اپکی اس تقریر سے ظاہر ہے کہ جناب رسول خدا کے عہد کے موافق حضرت امیر علیہ السلام کی معرفت اہل بیت پر صرف ہوتا رہا - آپ ذرا غور و انصاف فرماوین کہ اگر یہہ بات صحیح ہوتی تو پہر جناب سیدہ خلیفہ اول سے ناخوش ہی کیون ہوتین کیا معاذ اللہ مثل اہل دنیا - اور ونکا مال جناب سیدہ لینا چاہتی تہین اور باوجود انکا حق دینے کے پہر بھی خوش نہ ہوئین - کوئی مسلمان یہہ خیال کر سکتا ہے کہ حضرت سیدہ ایسی صریح ظلم کے ارتکاب کا ارادہ کرین ارادہ ہی نہین بلکہ نایب رسول و امام وقت سے اس ظلم سے باز رکہنے کے سبب مدت العمر ناخوش ہوجائین کچھہ تو انصاف فرمائے - **قولہ** صحیح معاملہ تو عرض ہو چکا مروت و دلداری کے طور پر منہہ بند کرنیکو گذارش ہے کہ چوبیس سال خلافت خلفاء راشدین علاوہ حضرت امیر رہی ہے - اس عرصہ مین جو وظیفہ اہلبیت نے پایا وہ انکا حق تہا علاوہ بران فدک کی زمین کا معاملہ تشخیص کر اگر شیعہ صاحبان خواہ اہلبیت مین ہون یا نہ ہون ہم سے لیلین ہم پیش کرنیکو طیار ہین - **اقول** گستاخی معاف - جو کچھہ اپنے ارشاد فرمایا ہرگز صحیح نہین بلکہ صریح روایات اہل سنت کے خلاف اور حضرت خلیفہ کے قول کی توجیہہ طبع زاد ہے - لفظ منہہ بند کرنا لکھنا آپ جیسے مہذب متین کی شان سے نہایت بعید ہے - تعجب ہے کہ جناب امیر کو آپنے خلفاء راشدین سے الگ کر دیا اسپر اہل بیت کی محبت کا دعوی ہے - خلاصہ آپکی تقریر کا فہم ناقص مین یہہ آیا ہے کہ چوبیس سال تک خلفاء کی خلافت مین اہلبیت وظیفہ پاتے رہے اب تم کیا چاہتے ہو - سخت حیرت ہے کہ آپ جیسا مہذب شخص یہہ لکھے یہہ ہی وہ کلمات ہین کہ بعض حضرات اہل سنت کو بھی ناگوار گذرے ہین - آپ اپنی ہی کتب صحیحہ معتبرہ مطالعہ فرمائے - خلفاء نے مال خمس جو اہل بیت کا ہی حق تہا چنانچہ بحث تقیہ مین ازالۃ الخفا کی روایت گذر چکی ہے کہان دیا اسی حدیث کے اخر جو بندہ نے بخاری کی کتاب فرض الخمس کی لکھی ہے یہہ لکھا ہے - فاما صدقته بالمدینة فدفعها عمر الی علی و عباس واما خیبر و فدك فامسکهما عمر - یعنی مدینہ کا صدقہ تو حضرت عمر نے حضرت علی و عباس کو دیدیا اور خیبر فدک روک لیا انتہی - اور حضرت خلیفہ ثالث نے فدک اپنی عہد مین مروان کو جاگیر دیدیا چنانچہ

رسالہ مین لکھا گیا حضرت سیدہ توفدک نہ ملنے سے حضرت خلیفہ اول سی سخت ناخوش ہوئین ترک ملاقات فرمائی - رنجیدہ ہی انتقال فرمایا افسوس کہ باوجود رقت قلب جسکی حضرات اہل سنت قایل ہین خلیفہ اول نے جناب سیدہ سے مروت و دلداری نکی - جناب کی ہمت والانہمت و مروت و دلداری پر ہزار آفرین ہے کہ مطلق شیعونکو خواہ اہل بیت سی ہون یا نہ ہون فدک کا معاملہ دینے کو تیار ہین - آپکی اس تحریر سے سخت تعجب تہا اور وجہ اسکی سمجھہ مین نہ آتی تھی مگر جبکہ نسخہ سنن ابی داود مطبوعہ دہلی کو دیکھا اور اسمین عبارت متعلقہ محاصل فدک کو نپایا حالانکہ نسخہ مطبوعہ لکھنو مین موجود ہے تو اس تحریر کی وجہہ معلوم ہوئی کہ جناب نے مدت دراز کے بعد مثل اپنے ہمنام عمر بن عبدالعزیز اموی کے فدک کی واپسی کا بطور استہزا اسلئے اشارہ کیا ہے اور اسکی محاصل تشخیص کرنیکو فرمایا ہے کہ اگر کوئی شیعہ سنن ابی داود مطبوعہ لکھنو کا نشان دے تو یہہ عذر باقی ہے کہ ہمارے وطن کے قریب کی چھپی ہوئی کتاب مین اسکا ذکر نہین ہے - فدک کی زمین کی معاملہ کے آپ ہم سی کیا تشخیص کراتے ہین - آپکے کسی خلیفہ نے ہمارے ایک امام سے فدک کی حدود اربعہ دریافت کئے تھے جب امام ہمام علیہ السلام نے اسکے حدود بیان فرمائے چہرہ سرخ ہوگیا - چنانچہ یہہ روایت کافی مین موجود ہے اور حضرات اہل سنت جو اصل مطلب حدیث نہین سمجھتے وہ امام علیہ السلام کی جغرافیہ دانی پر اعتراض کرتے ہین - اصل یہہ ہے کہ اسکے معاملہ کی تشخیص ہمارا کام نہین اور اگر کل حضرات اہل سنت ملکر اسکا معاملہ دینا چاہین تو ممکن نہین - چونکہ جناب نے نہایت ہی مروت و دلداری فرمائی اسکی رعایت ضرور ہے - اسلئے صرف یہہ ہی گذارش ہے کہ شیعان اہلبیت آپسے فدک کی زمین کا معاملہ سوائے اسکے کچھہ نہین چاہتے کہ آپ بھی مثل حضرت سیدہ فدک کے ندینے والونپر ہمیشہ کے لئے غضبناک ہوجائین اور جسطرح جناب سیدہ نے انسے مہاجرت اختیار فرمائی آپ بھی انسے مہاجرت کرین تاکہ اسکی صلہ مین جناب سیدہ کی رضا جو مستلزم رضای خدا و رسول ہے آپکو حاصل ہو - **قولہ** تمہاری روزمرہ کی ناحق گریہ و زاری سے نہایت دل تنگ ہے بلکہ بے صبری دیکھکر شرم آتی ہے - **اقول** - جب مین آپکی متانت و بزرگی کا خیال کرتا ہون اور پہر اس خط مین یہہ الفاظ دیکھتا ہون تو سخت حیرت ہوتی ہے اور نہایت شرم آتی ہے - اسکا جواب بجز سکوت کچھہ عرض نہین کرسکتا مگر اسقدر گذارش ہے کہ ہماری حقیت ایسی واضح ہے کہ آپ معاملہ دینے کو تیار ہین اس سے بڑہکر اور حقیت کی کیا دلیل ہوسکتی ہے تعجب ہے کہ پہر ایسے دعوی حق کو آپ ناحق تحریر فرماتے ہین - گو کہ اپنے زعم مین شاید یہہ فقرہ تعریضا استہزا ہی تحریر فرمایا ہو لیکن اصل یہہ ہے کہ بیساختہ کلمہ حق زبان قلم سے نکل گیا - اہل فہم

اسیکو اقبالی ڈگری سمجھتے ہیں۔ احقاق حق و ابطال باطل کے لئے ایسے امور واقعیہ کے بیان کرنے اور خلفاء
متغلبہ وغیرہ مستحقین کی یہہ زیادتیان جو اہل بیت پر کین انکے معتقدین کے جتانے کو ناحق کی گریہ وزاری سے
تعبیر نہیں کر سکتے اسکو بے صبری نہیں کہتے یہہ وہ گریہ وزاری ہے کہ جناب رسول خدا ان حالات آیندہ کا خیال
کر کے جناب امیر کے گلے ملکر روتے تھے یہہ وہ بے صبری ہے کہ جناب سیدہ اسی حالت مین انتقال فرما گئین
اور جناب امیر رنجیدہ رہے۔ یہہ وہ گریہ وزاری ہے کہ آخرت کی فرح وسرور کا وسیلہ ہے۔ درپیش گریہ آخر خندہ ایست
ہماری گریہ وزاری و بے صبری سے آپکو دل تنگی لاحق ہوتی ہے شرم آتی ہے۔ حیف و افسوس کا مقام ہے کہ جناب
سیدہ کی گریہ وزاری دیکھکر آپکے خلفاء کا دل تنگ نہ ہوا شرم نہ آئے حضرت خلیفہ ثالث نے جو آپکے نزدیک
اس صفت سے موصوف ہیں کچھہ حیا سے کام نہ لیا۔ اور مروان کو جاگیر عطا فرمایا۔ **قولہ** اہل بیت کی وہ شان عظیم
ہے جسکی مثالین دنیا مین کم ہونگی یعنی عالی ہمتی پرلے درجہ کی سخاوت۔ غیر و نیز ایثار مخالفون سے درگذر اگر دو تین معاملے
انکے مسلمانو نکو پیش نظر رہین تو دنیا کے جھگڑون کیطرف توجہ نکرین۔ مثلا حضرت امیر علیہ السلام نے بر
وقت انتقال اپنے قاتل کیواسطے معاف کر دینے کی وصیت فرمائی۔ حضرت حسن مجتبی رضی اللہ عنہ نے
اپنے قاتلہ کے قصاص سے منع فرمایا چنانچہ وہ بدبخت سزائے دنیوی سے بچگئی۔ حضرت امام سجاد رضی اللہ عنہ نے یزید
پلید کو ایسے تنگ وقت مین کہ جب خود ابتلا مین تھے دعاے مغفرت تعلیم فرمائی اور امامت و ہدایت کا
حق ادا کیا۔ **اقول** اسکے جواب کی تفصیل مین خوف تطویل ہے۔ صرف اسیقدر گذارش ہے کہ اب ایسی ہی انصاف
طلب ہے للہ انصاف فرمایئے اہل بیت اطہار باوجود اس عالی ہمتی پرلے درجہ کی سخاوت غیر و نیز ایثار مخالفون سے
درگذر کی آپکے خلفاء سے ناخوش ہی رہے۔ خلافت کے باہمین سارفی وسہر کم اور فدک کے مقدمہ مین مغضبت فاطمہ
یعنی ناخوش کیا مجھکو اور یہہ ناخوش کیا مجھکو
بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہجرت ابابکر فلم تزل مهاجرتہ حتی توفیت انکی کتب صحاح و معتبرہ مین موجود ہے
اس سے صاف ثابت ہے کہ ان معاملات سے جو جناب نے تحریر فرمائی ہین یہہ مقدمات سخت تر ہین۔ جناب
امیر علیہ السلام نے قاتل کو بخشنے کی وصیت حضرت امام حسن علیہ السلام قاتلہ کو قصاص سے منع جناب سید الساجدین
علیہ السلام یزید پلید کو دعاے مغفرت تعلیم فرماتے ہین مگر مقدمہ خلافت و فدک مین حضرت ابو الائمہ نے
سارفی وسہر کم ہی فرمایا اور ام الائمہ ناخوش و غضبناک ہی انتقال فرما گئیں اہل فہم کے لئے یہی نکتہ کافی ہے۔

حضرت اہل سنت چونکہ محض ظاہر بین ہی خیال کرتے ہین کہ یہہ مقدمات دنیوی تھے حالانکہ خود شان اہلبیت بیان کرتے ہین و در اپنی کتب صحاح و معتبرہ مین یہہ غضب و ناخوشی وغیرہ دیکھتے ہین پھر کچھہ تامل نہین کرتے اصل بات کو نہین سمجھتے۔ اگر یہہ معاملات دنیوی ہوتے تو اہل بیت اطہار کے غضب و ناخوشی کی یہہ نوبت ہرگز نہ پہونچتی چنانچہ یہہ معاملات جو حضرت نے تحریر فرمائے ہین شاہد مدعا ہین۔ **قولہ** للہ خرخشہ چھوڑو اور سلوک سے گذارہ کرو اور ہمین اہلبیت کا خادم سمجھو واللہ وہ ہمارے سردار ہین۔ **اقول** معلوم نہین کہ اس خرخشہ سے آپکی کیا غرض ہے۔ اگر مذہبی مناظرہ مراد ہے تو واضح رائے عالی ہو کہ احقر کسی سے یہہ خرخشہ نہین کرتا ہان اگر کوئی شخص خود اسبابمین مجھسے گفتگو کرتا ہے تو جواب دیتا ہون چنانچہ پیرجی صاحب بھی ابتدا مین اس مناظرہ کی سلسلہ جنبان و تحریری سوال و یکر جواب کی خواہان ہوے ہین۔ خود جنابکو اسکا تجربہ ہوگا کہ باوجود کثرت مخالطت بدون تحریک جناب کبھی بطور خود اسبابمین کچھہ عرض نہین کیا جب آپہی نے بھی گفتگو کی ہے تو جواب گذارش کیا ہے۔ بہرحال اس بزرگانہ نصیحت کا شکرگذار ہون۔ اور اگر اسکے سوا اس خرخشہ سے کچھہ اور مطلب ہے یعنی ترک مذہب۔ تو مذہب جو وسیلہ حصول رضائے خدا و رسول و ذریعہ نجات آخرت ہے بدون دلیل چھوڑنا کسی عاقل کا کام نہین۔ سلوک کی یہہ کیفیت ہے کہ باوجودیکہ حضرت پیرجی صاحب نے یہہ رسالہ خلاف واقع شایع کردیا اور کیا کچھہ لکہا بدستور بلکہ بہ نسبت سابق زیادہ اُنسے ربط و اتحاد ہے اور دلی محبت سے ملتا ہون حضرات اہل سنت اہلبیت کے خادم ہونیکا زبانی دعوی تو کرتے ہین مگر یہہ دعوے ہی دعوے ہے کیونکہ مخلص خادم وہی ہوتا ہے کہ اپنی مخدوم کے ہواخواہ ہونکا جان نثار اور انکے دشمنونسے بیزار ہو یہان معاملہ برعکس ہے۔ اہل بیت اطہار آپکے ہی نہین بلکہ آپکے خلفاء کے بھی سردار تھے مگر افسوس ہے خلفاء خود سردار ہوگئے اور انکو تابع و محکوم بنا لیا۔ **قولہ** مکرر آنکہ بڑا بنی یا دل آزاری کو نہین لکہا گیا خیر خواہی سمجھکر اپنا عقیدہ عرض کردیا والسلام مورخہ ۷ مارچ ۱۸۹۶ء **اقول** اس عذر کی کیا حاجت تھی۔ چونکہ آپ جناب بھائی صاحب علی اللہ مقامہ کے ملنے والے ہین آپکو اپنا بزرگ جانتا ہون۔ واقعہ مین آپ محسن و خیرخواہ ہین۔ امور دنیوی مین صلاح و نیک مشورہ سے دریغ توجہ نہین فرماتے ہر قسم کی مدد کی جناب سے امید ہے اگر اسبابمین بنظر خیرخواہی کچھہ لکھا تو کیا مضایقہ۔ جو کچھہ جناب نے تحریر فرمایا بزرگانہ تہذیب سے لکھا اور اگر کوئی ایسی بات بھی ہوتی تب بھی دل آزاری کا موجب نہ ہوتی۔ اس خیرخواہی کا دل سے ممنون ہون اللہ جل شانہ جزائے خیر عطا فرماوے اور آپکو دارین مین خوش رکھے۔ بصد ادب و نیاز گذارش ہے کہ چونکہ معاملہ مذہبی تھا

جواب گذارش کرنا ضروری تہا اگر کوئی کلمہ گستاخانہ عرض کیا گیا ہو للہ عفو فرماوین۔ خدا شاہد ہی وکفی باللہ شہیدا
کہ جو کچھہ عرض کیا ہی بنج دہی دل ازاری کی غرض سے ہرگز گذارش نہین کیا بلکہ جو کچھہ اسوقت تک اپنی
عقل وعلم کے موافق حق ثابت ہوا ہی وہی بنظر اصلاح پیش کیا۔ اس عریضہ کی بہت سی مضامین ایسے ہونگی
کہ بباعث خیالات مذہبی خاطر عاطر پر گران گذرینگے۔ مگر مین سچ عرض کرتا ہون کہ سوائے اظہار حق
اور کچھہ غرض نہین ہی۔ آپ جانتی ہین کہ مذہبی گفتگو مین بہت سی ایسی باتین ہوتی ہین کہ ایک دوسرے کے دل
پر گران گذرتی ہین مگر انسے دل ازاری غرض نہین ہوتی بلکہ اصلی مطلب احقاق حق وابطال باطل ہوتا ہے
آخر مین یہہ امر گذارش کرنا بھی نامناسب نہ ہوگا۔ کہ بارہا جناب سے اخون نور الدین صاحب مرحوم سے انکی مواجہہ
مین مذہبی گفتگو ہوئی۔ بلکہ ایکدفعہ کسیقدر مجمع کثیر مین ۴ اس مناظرہ کا اتفاق ہوا۔ مگر کبھی کوئی رسالہ شایع
نہین ہوا۔ شاید سات آٹھہ برس کا عرصہ گذرا۔ کہ مولف قطعہ تاریخ سے تحریری مناظرہ کی نوبت آئی تھی اتبک میری
تحریر کا جواب نہین آیا سنا گیا مجیب نے یہہ حیلہ پیش کیا تہا کہ شیخ محمد عمر صاحب منع فرماتے ہین کہ اس قسم کی گفتگو سے
باہمین دشمنی ونزاع کا اندیشہ ہی۔ حالانکہ وہ تحریر نہایت تہذیب سے ہوئی تھی تعجب ہی کہ اس دفعہ جنابنے باہتمام خود
یہہ رسالہ اس نام کا مع اپنی خط اور اشعار غیر مہذب کی شایع کیا اور امر مذکورہ بالا کا کچھہ خیال نفرمایا۔ اسکا سبب بظاہر
یہہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ اس زمانہ مین شاید کچھہ دنیوی ملاحظہ مد نظر ہو آپکے خلفاء کا بھی یہہ ہی حال تہا کہ جبتک
دنیوی ملاحظہ رہا اہل بیت اطہار کی ہر قسم کی تعظیم وتکریم کیگئی۔ مقام خم غدیر مین خلافت کی مبارکباد دی گئی
اور جب وہ بات نرہی خود رسول اللہ صلعم متہم بہذیان ہوئے اور اہل بیت اطہار پر جو گذرا وہ اظہر من الشمس ہے
اگر کوئی شخص نوجوان تعصب مجسم غیر مہذب یہہ رسالہ شایع کرتا تو کچھہ افسوس نہ تہا۔ افسوس تو اسی امر کا ہی کہ آپ
جیسے متدین مسن مہذب نوازش فرمائے قدیم نے جو خود اس خط مین عرصہ تیس سال کی ملاقات کا مقر ہے باوجود اصل
حال جانتی کے یہہ رسالہ مع ان اشعار کے چہاپا۔ اگر بعض اشخاص جو فرش اسلام پر پیدا نہین ہوئے اور قریب العہد
ہین اور ابھی جناب رسالتمآب صلعم اور انکی ذریت وخاندان کی تعظیم وتوقیر انکے دلمین راسخ نہین ہوئی ایسے ثقیل
ناملایم وگندے الفاظ میری نسبت جو سادات سی ہون اپنی منہہ سی نکالین تو کچھہ تعجب نہین ہے۔ کیونکہ باوجود
ظاہری اسلام کی شرف اور اہل اسلام سی دایمی مخالطت ومجالست ومکالمت کی اتبک انکی قدیمی قومی

۴ طرفین کے علما تھے۔

بول چال نہین گی اور وہی کہ یہہ وغیر مہذب الفاظ مثل تیرے میرے کاٹ چاٹ وغیرہ زبان پر جاری ہین - حیرت تو یہہ
ہے کہ آپ تو پورانے مسلمان ہین آپنے بھی سیادت کا لحاظ نفرمایا - اول تو رسالہ چھاپنیکی کچھہ ضرورت نہ تھی کیونکہ اخبار
مین اکثر اس قسم کی گفتگو ہوا ہی کرتی ہے معہذا کوئی بات اس روز ایسی نہ ہوئی تھی کہ یہہ رسالہ شایع ہوتا اور اگر مصلحتہ حضرت
پیرجی صاحب کو کوئی ضرورت داعی بھی ہو تو ان اشعار کے سوائے میری رنج دہی اور ایذا کی کیا غرض تھی - حضرات اہل سنت
اپنے زعم مین شیعونکو بدگو سمجھتے ہین اور یہہ الزام انپر لگاتے ہین تعجب ہی کہ پھر خود اس امر کے کیون مرتکب ہوئے اور
بدگوئی سے زبان آلودہ کی - امعان نظر سے یہہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ یہہ حضرت بدگو سخت غیر مقلدین اور حضرت
اہل سنت نے غیر مقلدین کو چھوٹا رافضی خطاب دیا ہے - جو چھوٹے ایسے سعادتمند ہوتے ہین وہ پہلے اپنے ہی بزرگونکی خبر لیتے ہین
اللہ تعالی انکو نیک و بد کی تمیز عطا فرمائے - الحاصل مناسب معلوم ہوتا ہی - کہ اول آپکے عالم مستند کے قول سے ایذا کی
تشریح کیجائے اور پھر موذیان سادات کی مناقب حمیدہ عرض ہون - پس واضح ہو کہ حضرت ملک العلماء جنکی توثیق رسالہ
مین گذر چکی ہی - رسالہ مناقب السادات کے دسوین باب لعن یزید و امثال وی کے بیان مین ایذا کے یہہ معنی بیان فرماتے
ہین - عبارت یہہ ہی - سوال معنی ایذا چیست جواب فی التاج الایذاء آزردن و فی النکات کسی را رنجانیدن و ناخوش
گردانیدن و ایذا عام ست سواء کان او را کشند و زنند و بد گویند بحدیکہ اگر از مجلس برخیزد و جامہ بیفشاند چنانکہ خاک باہل مجلس
رسد ایذا بود و نیز اگر فرزند و یار و غلام و متعلق او را ازار دارا او بود کا بینا، فی حقوق الوالدین و الاستاد و الجار و نیز روے ترش
کردن آزار ست زیرا کہ چون عباس بر انصار آمد ایشان روے ترش کردند مصطفی در غضب شد و گفت نباشد ایمان کسی را کہ عم
مرا آزارد تا بحدیکہ ہر کہ پیاز خورد و در مجلس در آید کہ مردمان از بوے وے آزردہ شوند آزار باشد کذا فی المصابیح و المشارق انتہی - اس عبارت سے
ظاہر ہے کہ بدگوئی حتی کہ پیاز کہا کر مجلس مین آنا کہ آدمی اسکی بو سے آزردہ ہون ایذا ہے جب پیاز کی بو سے جو محض ایک ساعت
دماغ کو ناخوش کرتی ہے ایذا ہو تو ایسے گندہ الفاظ سے جن سے دل و روح پر مدت دراز تک صدمہ رہے کیونکر ایذا نہ ہوگی
اب موذیان اولاد رسول کے مناقب گوش توجہ سے سنئے - وہی ملک العلماء اسی رسالہ کے باب اول کی شروع مین فرماتے
ہین عبارت یہہ ہی - المقصود مودت اولاد رسول بفرمان خداوند رحمن منزل در قران بملازمہ مساویہ جمیع مومنان از اصول
طاعات ست اگر از جور و جفا و عصیان و خطار ایشان رعایت ازاشان بازگیری بالطبع مانی کہ نماز میگذارد و یا روزہ میداشتہ
بود کسے ویرا ناز انگفت وے از سر خشم نماز و روزہ شکستہ بین بجاے دیگرے عبادت رب گذاشتن ضرر خود ست از خشم

بروی وحب ایشان خاصتہً از حب مصطفی ست انتہی - اگرچہ احقر کثرت عصیان وخطا وبر نفس خود جور وجفا سے مجسم عصیان
وخطا وجور وجفا ہے مگر مجکو یاد نہیں پڑتا کہ سوائے مخالفت مذہب صاحبان رسالہ خصوصا حضرت مولف قطعہ تاریخ پر کوئی
جور وجفا صادر ہوا ہو - مناظرہ کیوقت جو عرض کیا حفظ مراتب کا نہایت ہی خیال کر کے مودبانہ گذارش کیا کوی کلمہ
ایسا زبان سے نہیں نکلا کہ موجب ملال خاطر ہو یہہ ہی وجہ تھی کہ اشارہ وکنایہ مین جواب دیا جاتا تھا چنانچہ اسیوقت
بعض حضرات اہل سنت مثل میان الہ دیا صاحب جلد ساز اپنی حسن ظنی سے تہذیب وغیرہ کی مداح تھی - اور حضرت مولف
قطعہ تاریخ کی تحریر موجود ہے کہ باوجود انکی درشتی کلامی کی نہایت ملایمت سے جواب لکھا ہے - اور اگر بالفرض کسی جور وجفا کا
مرتکب بھی ہوتا تو اس رعایت کا مستحق سمجھکر ملک العلما کی اس عبارت کے خود مصداق نہ بنتے - یہہ بھی واضح رہے کہ اس
مقام مین ملک العلمار کی غرض اولاد رسول سے متعلق اولاد ہے کیونکہ الفاظ جور وجفا وعصیان وخطا صاحب میان سی پیدا
ہین اور اگر کوئی خوش فہم خاص مراد لین تو عام سادات وعلویان کی موذیونکا حال سنئے - وہی ملک العلمار اس رسالہ کے دسوین
باب مین فرماتے ہین - عبارت یہہ ہے - در ایذا علویہ ایذا رسول است درین باب احادیث کثیر ست بسبب اختصار مذکور نشدپس
ایذائے حسینیان ایذا مصطفی وعلی وفاطمہ است وایذا ایشان بہ نص واحادیث ہمہ موجب کفر ولعنت ست فہذا اتفق اہل السنتہ
والجماعتہ علی الکفر واللعن علی قاتل الحسین وامرہ کذا فی السنتہ والتشریح چہ گمان ست ترا کہ ایذا سگ ہمسایہ بہمسایہ سرایت
کند چنانچہ در باب حق الجار خوانده باشی وایذا ولد بولد سرایت نکند انتہی - اس عبارت کو بغور مطالعہ فرما کر نتیجہ نکال لیجئے - اسی
ہی ٹہر کر سنئے - وہی ملک العلمار اس رسالہ کے باب اول حدیث اول کے ذیل مین تحریر فرماتے ہین - اگر کسی جمیع اساس شرایع
بتن معمول دارد وباہانت علوی را علویک گوید کافر گردد انتہی - جب علوی کو علویک کہنے سے کافر ہو جائے گو کہ بظاہر پابند احکام شرع
اقدس ہو تو الد الخصام کبھی عبد اللہ بن سبا ملعون کی گور کی خاک چہانے وغیرہ نا ملایم الفاظ لکھنے اور شایع کرنے سے کیا حال ہوگا -
واقع مین اگر ایمان کامل ہو اور جناب سالت مآب سے دلی محبت وخالص عقیدت ہو تو ممکن نہین کہ انکی اولاد کی نسبت ایسی نا ملایم
الفاظ زبان سے نکلین - کیونکہ مریدان باارادت وشاگردان رشید کا یہہ ہی حال ہے کہ اپنی مرشد واستاد کی اولاد کے گو وہ کیسے
ہی ناخلف کیون نہ ہون تعظیم وتکریم بجا لاتے ہین - جب ادنی مرشد واستاد کی تعظیم وادب وغیرہ کا یہہ حال ہو تو پیغمبر
کی اولاد کی تعظیم وتوقیر کا جو مرشد واستاد وہادی کل ہی کیا حال ہوگا - اگر یہہ عذر ہو کہ مخالفت مذہب اور شیعہ ہونے کے
سبب سے ایسا لکھا گیا تو یہہ رکیک وبارد عذر بھی قابل سماعت نہین ہے کیونکہ اکابر محققین اہل سنت کے نزدیک

سادات وعلویہ کی ایذا اگرچہ بسبب شیخین ہی کرتے ہوں جایز نہیں ہے۔ چنانچہ عبدالرؤف مناوی فیض القدیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں حرف الالف مع الخاء المعجمہ میں یہہ عبارت لکھی ہے * ۔ حاصل یہہ اخلفونی کی یہہ شرح کی ہے کہ جناب رسالت مآب فرماتے ہیں کہ تم میری اہل بیت یعنی جناب امیر و سیدہ و حسنین علیہم السلام اور انکی ذریت میں میرے خلیفہ ہو انکے بابمیں میرے حق کی حفاظت کرو انکے اعظام احترام و مدد اور احسان کرنے انکی توقیر انکی بدیونسے تجاوز کرنے سے اچھی خلافت کرو و تتمہ میں آیہ مودت لکھی ہے پھر مجد لغوی کا قول لکھا ہی کہ جسنے عوام سادات کو بدعت و ترک اتباع کے سبب حقیر سمجھا اسنے اچھا نہیں کیا کیونکہ اگر بدعت و ترک اتباع کسی خاص امر میں ثابت بھی ہو جائے تو ذریت کے حکم سے خارج نہیں کرتا۔ اسکا عمل قبیح ہے اسکی ذات بری نہیں ہے۔ کسی عامل نے کسی شریف یعنی سید کو بسبب رافضی ہونے کی صدقات سے منع کیا تہا اسی رات دیکھا کہ قیامت قایم ہوگی ہے جناب سیدہ نے اسکو صراط پر گذرنے سی روکدیا اسنے جناب رسالت مآب سی شکایت کی جناب سیدہ نے فرمایا کہ اسنے میرے بیٹے کا رزق بند کر دیا۔ اسنے یہہ عذر کیا کہ وہ سب شیخین یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو گالیان دیتا ہی جناب سیدہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر کیطرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا کہ کیا تم میرے بیٹے سے مواخذہ کرتے ہو شیخین نے عرض کیا نہیں پس وہ شخص ترسناک بیدار ہوا۔ اور عزیزی نے بعض علما کی حکایت نقل کی ہے۔ کہ وہ

* اخلفونی بضم الهمزة اى كونوا خلفائى فى اهل بيتى على و فاطمة و ابنيهما و ذريتهما فاحفظوا فيهم حقى فيهم و احسنوا الخلافة عليهم باعظامهم و احترامهم و نصحهم و الاحسان اليهم و توقيرهم و التجاوز عن سيئهم قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة فى القربى قال المجد اللغوى وما احتج به من رمى عوامهم بالابتداع و ترك الاتباع لا ينجع فانه اذا ثبت هذا فى معين لم يخرج عن حكم الذرية فالقبيح عمله لا ذاته وقد منع بعض العمال على الصدقات بعض الاشراف لكونه رافضيا فرأى تلك الليلة ان القيامة قد قامت و منعته فاطمة من الجواز على الصراط فشكاها لابيها فقالت منع ولدى رزقه فاعتل بانه يسب الشيخين فالتفتت فاطمة اليهما فقالت اتؤاخذان عن ولدى فقالا لا فانتبه مذعورا الى ان قال و حكى العزيزى عن بعض العلماء انه كان يبغض من بعض اشراف المدينة لتظاهرهم بالبدع فرأى المصطفى فى النوم فعاتبه فقال يا رسول الله حاشا لله ما اكرهم و انما كرهت تعصبهم على اهل السنة فقال مسألة فقهية اليس الولد العاق يلحق بالنسب قال نعم قال هذا ولد عاق انتهى

عالم مدینہ کے بعض سیدونکو انکی بدعت کے سبب سی کم رتبہ سمجھتا تھا اسنے جناب ختمی مآب کو خواب مین دیکھا پس آپنے
اسپر عتاب فرمایا۔ اس عالم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ حاشا کہ مین انکو مکروہ سمجھتا ہون مین تو اہل سنت پر انکے
تعصب کو مکروہ جانتا ہون آپنے فرمایا فقہی مسئلہ ہے کیا ولد عاق نسب سی ملحق نہین ہوتا اسنے عرض کیا درست
ہی آپنے فرمایا یہہ ولد عاق ہے۔ انتہی۔ ناظرین غور فرماوین کہ جب سب شیخین کے سبب سی بھی سادات سی بغض و معادات
قبیح و شنیع اور صراط سے ممنوعیت کا سبب ہو بلکہ خود حضرات شیخین مواخذہ نظر دین تو انکے پیرو و اتباع باوجود
دعوی ایمان و اسلام و اتباع شیخین سادات کو کیونکر برا بھلا کہہ سکتے ہین اگر جناب رسالت مآب و اہل بیت اطہار
کا لحاظ نہین تو شیخین کی ہی سنت پر چلین آپ یا کوئی سنی شہادت نہین دے سکتا کہ کبھی مینے کسی سنی کے
سامنے کی شیخین بلکہ خلفاء ثلثہ مین سے کسیکا نام بدون تعظیم لیا ہو چہ جائے کہ سب کیے ہو اور نیز سب جو بمعنی دشنام
ہی مین کسیکی لئے جایز نہین جانتا ہون غایتہ فی الباب یہہ ہی کہ ان خلفا کے حق مین وہی کہتا ہون جو جناب
رسول خدا اور اہل بیت علیہم السلام نے فرمایا ہے۔ بخوف اطناب سبا مین زیادہ گذارش نہین کر سکتا اہل فہم
و انصاف کی لئے یہی کافی ہے۔ ناظرین اس مقام مین انصاف فرماوین کہ جب ۶۱ فی سید و علوی کی تعظیم و
تکریم کی یہہ کیفیت ہو کہ علو یک کہنے سے کافر ہو جائے اور منع صدقات سی باوجود سب شیخین صراط سے عبور ممکن نہ ہو
سید کو باوجود اہل سنت سی تعصب کرنیکے اور ولد عاق نہ سمجھنے سے جناب رسالت پناہی کے عتاب کا مستحق ہو
تو ان حضرات کا کیا حال ہوگا کہ خاص جناب سیدہ کو منع فدک سے غضبناک کرین اور انپر اور جناب امیر پر انکا گھر جلانے
کا سامان بہم پہونچائین۔ چونکہ جناب نوازش فرمائے قدیم اور حضرت پیرجی صاحب بھی پورانے عنایت فرما ہین نیازمندانہ
گذارش ہو اعفو فرمائیگا والسلام خیر ختام یہہ بھی واضح رہے کہ علاوہ بدگوی کے جو کچھہ اس قطعہ مین لکھا ہے
خلاف واقع و محض افترا ہے۔

التماس

تقریر و تاویل کا میدان نہایت وسیع ہے۔ گو کتاب کیسی ہی لاجواب کیون نہ ہو مخالف اپنے گمان مین اسکا بھی رطب
و یابس جواب دے سکتا۔ حتی کہ مخالفین نے اپنے زعم مین کتاب اللہ کا بھی جواب دیدیا ہے حضرات اہل سنت خصوصا
حضرات مخاطبین کی خدمتمین التماس ہے کہ اول بنظر غور و انصاف اس رسالہ کو مطالعہ فرماوین۔ اگر تعصب

وحمیت مذہب اس امر کے داعی ہون کہ جرأت وجسارت فرماکر اسکے جواب مین مبادرت کرین تو لازم ہے کہ فن مناظرہ کے اصول کو مد نظر رکہکر اس سے تجاوز نفرماوین۔ جسطرح ہمنے ہر قول کا جواب مدلل بحوالہ کتب معتبرہ و نقل عبارت مع توثیق لکہا ہے۔ ہمارے بھی قول کا جواب لکہین اور جو کچہہ تحریر فرماوین بحوالہ کتاب و فصل و باب مع توثیق مصنف و کتاب ہو نہ یہہ کہ رجما بالغیب جو دلمین آیا لکہہ دیا جیسا کہ اس رسالہ مین منہج الحقال کا حوالہ لکہا ہے۔ اسکا بھی خیال رہی کہ جس کتاب کی عبارت ثبوت مدعا کیلئے نقل ہو بدلیل قطعی اس امر کا ثبوت دیا جاوے کہ یہہ مصنف کتاب کی ہی عبارت ہے اور مصنف کا بھی یہہ مطلب ہے کہ جس غرض سے نقل ہوئی ہے۔ کشف الغمہ کے حوالہ جیسے نہ ہو کہ اصل عبارت ابن جوزی کے ہے۔ آیات اعجاز غایات جو مومنین صالحین کی مدح و ثنا پر متضمن ہین جبتک کہ برہان قوی و قابل قبول خصم اپنے مدعا پر دال ثابت نکرلین پیش نفرماوین اپنے قیاس سے تفسیر بالرائے نکرین بلکہ جو آیت لکہین احادیث متفق علیہ سے تفسیر فرماکر مطلب ثابت کرین۔ اگر حسب آداب مناظرہ ان کل امور کا لحاظ فرماکر جواب لکہین تو بسم اللہ ہم حاضر ہین۔ ہمین چوگان ہمین میدان ہمین گو اور اگر ان امور کا لحاظ نہ ہوا اور مثل خطا احقر ماقبل و مابعد حذف کرکے جواب لکہا اور وہمی خیال تک بندی کے تو ہم اسکی رد مین ہرگز قلم نہ اوٹہائنگے۔

ہماری اس گفتگو کے بعد جو وقایع عبرت انگیز واقع ہوئے انمین سے ناظرین کی عبرت کیلئے دو واقعونکا لکہنا مناسب معلوم ہوتا ہے

عبرت اولی

جس ہفتہ مین یہہ گفتگو ہو چکی جسکو حضرت پیرجی صاحب نے اس رسالہ مین خلاف واقع شایع کیا۔ اسکے دوسرے ہفتہ مین حضرات مولویان مقلدین مین مناظرہ سے گذر مجادلہ تک نوبت پہونچی۔ آپسمین خوب ہی زد و کوب ہوئی اس زمانہ مین جس شخص نے حضرت مولویصاحب مضروب کے چہرہ مبارک کی زیارت کی اسکو انکے اور اسکے مضروب کی کیفیت یاد آگئی اور مقدمہ عدالت تک پہونچا۔ سنا ہے کہ گفتگو مرزا غلام احمد صاحب مصنف براہین احمدیہ کے کفر و اسلام مین تھی۔ ایک مولویصاحب کافر دوسرے انکو مسلمان کہتے تھے۔ ناظرین انصاف فرماوین کہ جس قوم کی تہذیب کی یہہ کیفیت ہو کہ ایک ایسے شخص کے کفر و

ت جو طرفین سی کسیکا رکن وستون مذہب نہین ہے اور جس سی کسیکے مذہب مین خلل نہین اتا مار کٹائی کی نوبت پہونچکر مقدمہ عدالت مین دایر ہوا اگر خلفاء ثلثہ کی بابت کچھہ گفتگو ہوتی تو کیا حال ہوتا۔ چنانچہ اخبار نور افشان مطبوع ۱۸ فروری ۸۶ء مین بعد اُس خلاف واقع خبر کی جو ہماری گفتگو کا نتیجہ لکھا ہی یہہ خبر بھی درج ہے اخبار کی یہہ عبارت ہی۔ یہانکے مقلد مولویون نے اپنے ہم عصر کو اس خیال پر کہ جس فتوے کو ہم صحیح قرار دیتے ہین تو اسکو رد کرتا ہے خوب ہی مارا ہے۔ شاید مقدمہ عدالت تک پہونچے

عبرت ثانیہ

اخبار نور افشان مورخہ ۲۴ اپریل ۸۶ء مین مسئلہ اجرت زنا جس سے حضرت امام اعظم پر حرف آتا تہا کتاب ظفر المبین کے حوالہ سے لکہا گیا تہا۔ ہمارے مشفق حضرت پیرجی عنایت احمد صاحب نے ایک طویل الذیل خط اڈیٹر اخبار مذکور کے نام لکہا اور وہ ۶ مئی ۸۶ء کے اخبار مین شایع ہوا اسمین سے مفید مطلب عبارت نقل ہوتی ہے۔ عنایت فرماے بندہ اڈیٹر نور افشان زاد عنایتہ۔ تسلیم براہ مہربانی میرا اخلاص نامہ درج اخبار فرما کر مشکور فرماوین۔ آپکا اخبار مورخہ ۲۴ اپریل ۸۶ء راقم کی نظر سے گذرا۔ آپنے جو کتاب ظفر المبین سے مسئلہ اجرت زنا نقل فرمایا دفعۃً اسکو پڑہکر تعجب ہوا۔ اسلئے کہ گروہ اہل سنت والجماعت کی کتابونکو جہانتک خیال مین کسی جا مین کہین اس قسم کی بیہودہ مسایل کا نشان نہین پایا جاتا۔ راقم کو اس موقع پر دو امر تنقیح طلب معلوم ہوئے اول تصحیح نقل یعنی یہہ معلوم کرنا کہ فی الواقع ظفر المبین مین یہہ مسئلہ لکہا ہی یا نہین دوسرے یہہ تحقیق کرنا کہ مصنف ظفر المبین کون شخص ہی۔ امر اول کی نسبت تو کتاب دیکہنے سے معلوم ہوگیا کہ درحقیقت ظفر المبین مین یہہ مسئلہ لکہا ہے اور جو عبارت عربی آپنے اس سے نقل فرمائی ہی بجنسہ اسمین موجود ہی اب دوسری بات کی بابت بعد تحقیق جو کچھہ ثابت ہوا وہ گذارش ہے کہ مصنف ظفر المبین کا پہلا نام ہرچند بن دیوان چند کہتری ہے مسلمان ہوکر اس شخص نے اپنا نام محی الدین رکہا اور اپنی اوقات و رخیالات کو رات دن اسمین مصروف کیا کہ گروہ اہل سنت وجماعت کی متقدمین پیشوایان کی مطاعن ومعایب جو ظاہرا ناواقفون اور کم علمون کو دہوکہ دینے والے ہون ظاہر کرے چونکہ یہہ کام ایسا ہے کہ خاص اہلسنت کے علماء مین سے باوجود اختلاف فروعات مسایل باہمی کے کسینے پسند نہین فرمایا اور ہمیشہ گروہ متاخرین

علماء متقدمین کی تعریف فرماتے رہی لہذا میرے نزدیک شخص مذکور کی تمام تاریخ معلوم کرنیکے بعد یہہ کہنا بالکل صحیح ہوگا کہ یہہ شخص گویا اپنے وقت کا عبداللہ بن سبا ہے اور اسکی تمام کارروائی عبداللہ مذکور کی کارروائی کے مشابہ ہے الخ - جو حضرات کہ مولف قطعہ تاریخ کے حالات سے (جسنے اس رسالہ کے اخرمین کہ گو ابن سبا کی جو جا کی جائی ہے) لکھاہے) بخوبی واقف ہین ہمارے شفیق کی اس تحقیق انیق کو انکے حال سے طابق النعل بالنعل مطابق کرلین شاید اگر فرق ہوگا تو تصنیف و تالیف کا ہی ہوگا۔ منتقم حقیقی کے انتقام کو دیکہیے کہ جن صاحب کے رسالہ کے ذریعہ سے دلی غبار نکال کر بیہودہ سرای کی تھی۔ اُن ہی حضرات نے یہہ خط اخبار مین شایع کیا سچ ہے باال نبی ہر کہ در افتاد بر افتاد - یہہ انتقام تو دنیا ہین لیا گیا - و عذاب الاخرۃ اشد و ابقی تمت الرسالہ

قطعہ تاریخ تصنیف رسالہ ہذا نتیجہ طبع بلند و فکر آسمان پیوند جامع کمالات صوری و معنوی السید السند مولوی ابوالقاسم مقرب علی الفاطمی الحسینی النقوی سلمہ اللہ تعالی

الا اے مبغض اصنام وادثان - الا اے دوستدار آل طہ - جواب بے نظیرے لاجوابے -
نوشتی از پے تسکیت اعدا - بزور حیدرے للہ در ک - نمودی لشکر گمراہ پس پا -
چرا نبود کہ فرزند حسینی - شجاعت باشدت ارثا ز آبا - وہد ایزد ثواب بے حسابت - اعانت کردہ دین خدا را -
جواب مسکت اعدا نوشتی - پئے ترویح روح پاک زہرا - بہ برہان قوی از دین برحق - نمودی چونکہ طرد و ترا عدا را
بگفتم سال تصنیف از سر طرد - جزاک اللہ فی الدارین خیرا -
۱۳۰۳

ایضاً ولہ زاد مجدہ

بتائید حق اہل تحقیق نے - صداقت کے حق کو ادا کر دیا - رسالہ یہہ اتمام حجت ہوا -
ہر ایک عذر منکر ہبا کر دیا - یہہ تحریر مسکت ہے فصل الخطاب - کہ حق اور باطل جدا کر دیا -
مخالف جو ہین انکے بطلان کو - عیان منکشف برملا کر دیا - نہین عذر اب انکو باقی کوئی -
عجب فیصلہ اپنے کر دیا - جو تاریخ کی فکر زایرنے کی - تو ہاتف نے عقدہ یہہ وا کر دیا -
بہت تمنے کار نمایان کیا - کہ حاسد کے سر کو جدا کر دیا
۱۳۰۳

اعلان

حضرات اہل سنت وجماعت الفاظ ملایم ومناسب حال کو بھی اپنے زعم مین سخت ونا ملایم سمجھکر
اسکا متحمل نہین ہو سکتے اور محض تعصب سے اہل حق کی کتابین جو مناظرہ مین شایع ہوئی ہین نہین دیکھتے
چونکہ اس رسالہ کی اشاعت سے اصلی غرض حضرات اہل سنت کا فایدہ ہے اور نیز بعض احباب حضرات
اہل سنت کی یہہ فرمایش بھی تھی کہ یہہ رسالہ نرم الفاظ مین لکھا جائے اسلئے یہہ رسالہ ایسے نرم وملایم
الفاظ مین لکھا گیا ہے کہ حضرات شیعہ متعجب ہین - اپنی طرف سے کچھہ نہین لکھا - حضرات اہل سنت کے
علماء محققین وخلفاء راشدین کے اقوال نقل کئے ہین - اکثر نتیجہ بھی مخاطبین کے ذہن رسا کے حوالہ ہوتی
اور خود عبارت سے جو نتیجے نکالے ہین وہ ہر شخص بالبداہت نکال سکتا ہے ہرگز اپنے مطلب کے واسطے کو
توجیہہ ونا دلیل کھینچ تان نہین کی گئی اور غرض احقاق حق ہے کسیکی دل ازاری سے ہرگز مطلب نہین ہے -
اگر اسپر بھی بعض حضرات کو اسکا دیکھنا ناگوار ہو تو اختیار ہے کہ نہ دیکھین

بخط بے ربط سید حیدر علی